

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

موضوع: سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی
اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر جلال الدین نوری صاحب

زیر نگرانی:

سید محمد اشرف جیلانی

امیدوار:

کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی

شعبہ

اکتوبر 2003

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Certificate

Certified that Syed Muhammad Ashraf Jilani has carried out research on the topic

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، ادبی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ

under my supervision. His work is original and distinct. His desertation is worthy of presentation before the University of Karachi for award of Ph.d degree in Islamic learning.

Prof. Dr. Jalaluddin Ahmed Noori
Chairman Department of Islamic Learning
University of Karachi.

CHAIRMAN
Deptt. of Islamic Lear
University of Kara
Karachi,

فہرست

صفحہ نمبر

- ۱۔ مقدمہ ۱
- ۲۔ شجرہ نسب سید اشرف جہانگیر سمنانی ۹
- باب اوّل**
- ۳۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ۔
- ۴۔ فصل اوّل: آپ کا تاریخی، سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔ ۱۱
- ۵۔ سلطنت نور بخشیدہ ۱۱
- ۶۔ ایک شبہ کا ازالہ ۱۵
- ۷۔ والد محترم ۱۷
- ۸۔ والدہ محترمہ ۲۰
- ۹۔ تحقیق سن ولادت و وفات ۲۴
- ۱۰۔ تحصیل علم ۳۴
- ۱۱۔ سمنان کا نقشہ ۳۸
- ۱۲۔ سمنان کا محل وقوع ۳۹
- ۱۳۔ شہر سمنان کی تاریخی حیثیت ۴۱
- ۱۴۔ فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی بحیثیت ایک حکمران و سپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی ماحول۔ ۴۳
- ۱۵۔ بحیثیت ایک عادل حکمران ۴۳
- ۱۶۔ بحیثیت سپہ سالار ۴۶

- ۱۷۔ آپ کے عہد کا مذہبی ماحول ۴۸
- ۱۸۔ آپ کے عہد کا سیاسی ماحول ۴۹
- ۱۹۔ آپ کے عہد کا معاشرتی ماحول ۵۰

”باب دوم“

ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات

- ۲۰۔ فصل اوّل: ترک سلطنت، آغاز سیاحت، جلیل القدر مشائخ سے ملاقات اور کسب فیض ۵۳
- ۲۱۔ ترک سلطنت کے وقت عمر ۵۶
- ۲۲۔ آغاز سیاحت ۵۸
- ۲۳۔ ہندوستان میں ورود ۶۱
- ۲۴۔ ایک شبہ کا ازالہ ۶۴
- ۲۵۔ بنگال میں آمد ۶۸
- ۲۶۔ حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نہات ۶۸
- ۲۷۔ پیر و مرشد کی خدمت ۷۰
- ۲۸۔ روحانی تربیت ۷۴
- ۲۹۔ شجرہ طریقت سید اشرف جہانگیر سمنانی ۷۶
- ۳۰۔ مرشد کا احترام ۷۸
- ۳۱۔ مرشد کی کرم نوازی ۷۹
- ۳۲۔ ایک شبہ کا ازالہ ۷۹
- ۳۳۔ لقب جہانگیر ۸۰
- ۳۴۔ فصل دوم: تبلیغ و اصلاح اور احیاء شریعت ۸۳
- ۳۵۔ طریقہ تبلیغ ۸۵

۸۶	۳۶۔ جو پورا آمد
۸۹	۳۷۔ اعظم گڑھ کا سفر اور علماء سے علمی مباحثہ
۹۱	۳۸۔ لعنت فتنی
۹۲	۳۹۔ کچھو کچھ شریف آمد
۹۵	۴۰۔ احیاء شریعت

”باب سوم“

علمی خدمات اور معاصرین

	۴۱۔ فصل اوّل: ہم عصر علماء و صوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات و واقعات
۱۰۱	۴۲۔ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ
۱۰۴	۴۳۔ علاؤ الدولہ سمنانی اور نظریہ وحدت الوجود
۱۰۵	۴۴۔ وصال مبارک
۱۰۶	۴۵۔ حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ
۱۰۸	۴۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ
۱۱۴	۴۷۔ حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ
۱۱۷	۴۸۔ کتب ، وصال مبارک
۱۱۸	۴۹۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۳	۵۰۔ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۴	۵۱۔ ولادت باسعادت
۱۲۵	۵۲۔ تعلیم و تربیت
۱۳۲	۵۳۔ وصال مبارک
۱۳۲	۵۴۔ حضرت خلیل اتار رحمۃ اللہ علیہ

- ۵۵۔ وصال مبارک ۱۳۵
- ۵۶۔ حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵
- ۵۷۔ کشمیر میں تبلیغ اسلام ۱۳۷
- ۵۸۔ تصانیف: وصال مبارک ۱۳۸
- ۵۹۔ حضرت نعمت اللہ ولی قدس سرہ ۱۳۹
- ۶۰۔ کتب: وصال مبارک ۱۴۱
- ۶۱۔ حضرت میر صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۱
- ۶۲۔ بیعت کا واقعہ ۱۴۲
- ۶۳۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳
- ۶۴۔ وصال مبارک ۱۴۶
- ۶۵۔ حضرت شیخ قوام الدین چشتی قدس سرہ ۱۴۶
- ۶۶۔ حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ ۱۴۸
- ۶۷۔ حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ ۱۴۹
- ۶۸۔ وصال مبارک ۱۵۱
- ۶۹۔ حضرت سید جمال الدین خور و سکندر پوری قدس سرہ ۱۵۲
- ۷۰۔ حضرت شیخ تقیم قدس سرہ ۱۵۳
- ۷۱۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ ۱۵۶
- ۷۲۔ وصال مبارک ۱۵۷
- ۷۳۔ حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ ۱۵۸
- ۷۴۔ وصال مبارک ۱۶۰
- ۷۵۔ حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ ۱۶۰
- ۷۶۔ حضرت نور الدین ابن اسد الدین قدس سرہ ۱۶۱

- ۷۷۔ حضرت سید جعفر بہر اپنی قدس سرہ ۱۶۱
- ۷۸۔ حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ ۱۶۲
- ۷۹۔ حضرت میر سید ید اللہ قدس سرہ ۱۶۳
- ۸۰۔ حضرت شیخ نور الحق پنڈوی قدس سرہ ۱۶۳
- ۸۱۔ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ ۱۶۵
- ۸۲۔ حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن ۱۶۷
- ۸۳۔ حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ ۱۶۸
- ۸۴۔ حضرت شیخ صفی الدین رد دلوی قدس سرہ ۱۶۹
- ۸۵۔ حضرت برہان الدین محمد بن اتقی قدس سرہ ۱۷۲
- ۸۶۔ فصل دوم: تصانیف علمی و ادبی خدمات ۱۷۳
- ۸۷۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترجمہ قرآن کی سورہ فاتحہ کا عکس ۱۷۵
- ۸۸۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترجمہ قرآن کے سب ٹائٹل کا عکس ۱۷۶
- ۸۹۔ قرآن کریم کا ترجمہ ۱۷۷
- ۹۰۔ لطائف اشرفی ۱۷۹
- ۹۱۔ لطائف اشرفی کے قدیمی نسخہ کا عکس ۱۸۰
- ۹۲۔ لطائف اشرفی کے قدیمی فارسی نسخہ کے پہلے صفحہ عکس ۱۸۱
- ۹۳۔ لطائف اشرفی اہل علم کی نظر میں ۱۸۲
- ۹۴۔ لطائف اشرفی کے تراجم ۱۸۴
- ۹۵۔ مکتوبات اشرفی ۱۸۹
- ۹۶۔ مکتوبات اشرفی کے تراجم ۱۹۲
- ۹۷۔ تحقیقات عشق ۱۹۶
- ۹۸۔ فتاویٰ اشرفیہ ۱۹۷

۱۹۷	۹۹۔ بشارت المریدین
۱۹۸	۱۰۰۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ قبریہ کے نائل کا عکس
۲۰۱	۱۰۱۔ شرح ہدایہ
۲۰۱	۱۰۲۔ نحو اشرفیہ
۲۰۲	۱۰۳۔ شرح عوارف
۲۰۲	۱۰۴۔ شرح فصوص الحکم
۲۰۲	۱۰۵۔ اخلاق و تصوف
۲۰۵	۱۰۶۔ اشرف الانساب
۲۰۵	۱۰۷۔ قواعد العقائد
۲۰۵	۱۰۸۔ حجتہ الذاکرین
۲۰۵	۱۰۹۔ رسالہ در مناقب خلفائے راشدین
۲۰۶	۱۱۰۔ دیوان اشرف

”باب چہارم“ اخلاف کی دینی و تبلیغی خدمات

۲۰۸	۱۱۱۔ شجرہ نسب سید عبدالرزاق نور العین
۲۱۰	۱۱۲۔ فصل اول : سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات
۲۱۰	۱۱۳۔ سید عبدالرزاق نور العین
۲۱۲	۱۱۴۔ تعلیم و تربیت
۲۱۴	۱۱۵۔ نور العین کا لقب
۲۱۴	۱۱۶۔ شیخ الاسلام کا لقب
۲۱۵	۱۱۷۔ نور العین سے محبت

۲۱۷	۱۱۸۔ فتاویٰ الشیخ
۲۱۸	۱۱۹۔ نور العین کی شادی اور اولاد
۲۲۰	۱۲۰۔ وصال
۲۲۳	۱۲۱۔ سید شاہ علی حسین اشرفی البیلانی
۲۲۳	۱۲۲۔ سیاحت اور تبلیغ دین
۲۲۴	۱۲۳۔ جامعہ اشرفیہ کا قیام
۲۲۶	۱۲۴۔ خانقاہ حسینہ سرکار کلاں کی تعمیر
۲۲۶	۱۲۵۔ صاحبزادگان
۲۲۸	۱۲۶۔ سید مختار اشرف اشرفی البیلانی
۲۲۸	۱۲۷۔ خلفاء
۲۲۹	۱۲۸۔ وصال
۲۲۹	۱۲۹۔ سید اظہار اشرف اشرفی البیلانی
۲۳۰	۱۳۰۔ خطابت
۲۳۰	۱۳۱۔ علمی و ادبی خدمات
۲۳۲	۱۳۲۔ ادبی ذوق
۲۳۲	۱۳۳۔ جانشین
۲۳۲	۱۳۴۔ علامہ سید محمد اشرفی البیلانی محدث کچھوچھوی
۲۳۳	۱۳۵۔ درس و تدریس
۲۳۴	۱۳۶۔ تحریک پاکستان میں کردار
۲۳۴	۱۳۷۔ خطابت
۲۳۵	۱۳۸۔ تصنیف و تالیف
۲۳۷	۱۳۹۔ صاحبزادگان

- ۱۴۰۔ ابو محمد سوم سید محمد طاہر اشرف اشرفی البیلانی ۲۳۵
- ۱۴۱۔ ریاضت و مجاہدہ ۲۳۸
- ۱۴۲۔ اشرفی میاں سے شرف بیعت ۲۳۸
- ۱۴۳۔ سیاحت اور تبلیغ دین ۲۳۹
- ۱۴۴۔ معمولات پر استقامت ۲۴۰
- ۱۴۵۔ تحریک پاکستان میں کردار ۲۴۰
- ۱۴۶۔ صاحبزادگان ۲۴۱
- ۱۴۷۔ ابو محمد سید احمد اشرف جیلانی ۲۴۱
- ۱۴۸۔ دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات ۲۴۲
- ۱۴۹۔ ماہنامہ الاشرف کا اجراء ۲۴۳
- ۱۵۰۔ سمنانی فاؤنڈیشن اسکول کا قیام ۲۴۳
- ۱۵۱۔ روحانی تربیت کے پروگرام ۲۴۳
- ۱۵۲۔ خلفاء ۲۴۵
- ۱۵۳۔ تصنیف و تالیف ۲۴۶
- ۱۵۴۔ مولانا سید نعیم اشرف اشرفی البیلانی ۲۴۷
- ۱۵۵۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء ۲۴۸
- ۱۵۶۔ شیخ نظام الدین عینی ۲۴۸
- ۱۵۷۔ شیخ کبیر ۲۴۹
- ۱۵۸۔ شیخ محمد عرف دریم ۲۵۰
- ۱۵۹۔ شیخ صفی الدین ردولوی ۲۵۱
- ۱۶۰۔ شیخ شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی ۲۵۳
- ۱۶۱۔ شیخ خیر الدین سدھوری ۲۵۵

۲۵۶	۱۶۲۔ شیخ معروف
۲۵۶	۱۶۳۔ شیخ سلیمان محدث
۲۵۷	۱۶۴۔ شیخ رکن الدین و قیام الدین شاہباز
۲۵۷	۱۶۵۔ قاضی حجت
۲۵۸	۱۶۶۔ شیخ ابوالکارم ہروی
۲۵۹	۱۶۷۔ شیخ اصیل الدین جہباز
۲۵۹	۱۶۸۔ شیخ سماء الدین ردولوی
۲۶۰	۱۶۹۔ قاضی محمد سدھوری
۲۶۲	۱۷۰۔ سید عثمان
۲۶۲	۱۷۱۔ شیخ ابوالمظفر محمد لکھنوی
۲۶۲	۱۷۲۔ شیخ عارف مکرانی
۲۶۳	۱۷۳۔ شیخ جمیل الدین
۲۶۳	۱۷۴۔ مولانا غلام الدین جاسی
۲۶۵	۱۷۵۔ سید عبدالوہاب
۲۶۶	۱۷۶۔ جمشید بیگ
۲۶۷	۱۷۷۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی
۲۷۰	۱۷۸۔ شیخ کمال جاسی
۲۷۰	۱۷۹۔ شیخ حاجی فخر الدین
۲۷۱	۱۸۰۔ شیخ داؤد
۲۷۱	۱۸۱۔ قاضی رکن الدین
۲۷۱	۱۸۲۔ شیخ نور الدین
۲۷۲	۱۸۳۔ شیخ الاسلام گجراتی

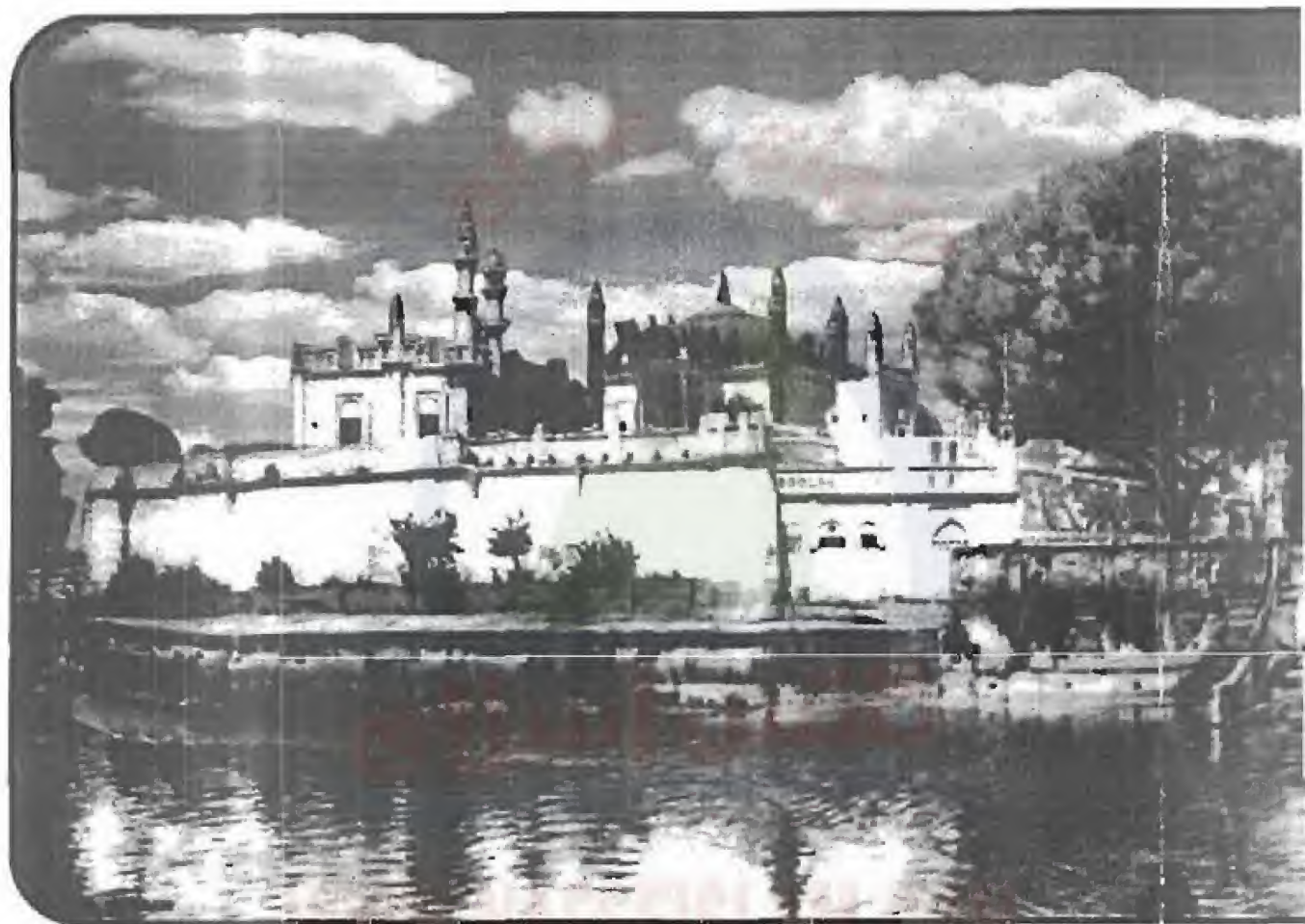
۲۷۳	۱۸۴۔ شیخ مبارک
۲۷۳	۱۸۵۔ شیخ حسین
۲۷۴	۱۸۶۔ شیخ محمود کثوری
۲۷۵	۱۸۷۔ شیخ عبداللہ صدیقی بناری
۲۷۵	۱۸۸۔ شیخ صفی الدین مسند عالی صیف خان
۲۷۷	۱۸۹۔ فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات و تعلیمات
۲۷۹	۱۹۰۔ اختیار کیا ہے
۲۸۱	۱۹۱۔ حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام
۲۸۲	۱۹۲۔ علم کیا ہے
۲۸۳	۱۹۳۔ علم فقہ کا جاننا ضروری
۲۸۴	۱۹۴۔ ظاہر و باطن کو سنوارنا
۲۸۵	۱۹۵۔ صالحین کا ذکر
۲۸۵	۱۹۶۔ صحبت اولیاء
۲۸۷	۱۹۷۔ اولیائے کرام کے کلمات
۲۸۸	۱۹۸۔ مشاہدہ کی دولت
۲۸۹	۱۹۹۔ علم توحید
۲۹۰	۲۰۰۔ ولایت کیا ہے
۲۹۰	۲۰۱۔ ولایت عامہ
۲۹۱	۲۰۲۔ ولایت خاصہ
۲۹۱	۲۰۳۔ ولی کی شرائط
۲۹۲	۲۰۴۔ اولیاء اللہ کی رضا پر راضی ہیں
۲۹۲	۲۰۵۔ ضرورت شیخ

۲۹۳	۲۰۶۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
۲۹۶	۲۰۷۔ صوفی کی تعریف
۲۹۶	۲۰۸۔ صوفیاء کی مختلف قسمیں
۲۹۷	۲۰۹۔ متصوف
۲۹۹	۲۱۰۔ ملامتی اور صوفی کے درمیان فرق
۳۰۰	۲۱۱۔ طالبین آخرت کے چار گروہ
۳۰۰	۲۱۲۔ فقرا کی تعریف
۳۰۱	۲۱۳۔ فقیر کی تین علامتیں
۳۰۳	۲۱۴۔ فقر غنا سے افضل ہے
۳۰۴	۲۱۵۔ ادب ہی تصوف ہے
۳۰۵	۲۱۶۔ صوفی کی وجہ تسمیہ

”باب پنجم“

خلاصہ اور نتائج

۳۰۸	خلاصہ اور نتائج
-----	-----------------



مزار مبارک سید اشرف جہانگیر سمنانی



Nafse Islam

باب اوّل

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقدمہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان میں تین چیزیں رکھی ہیں جسم، روح اور عقل جسم و روح تو لازماً و ملزوم ہیں لیکن ان کے ساتھ عقل اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسان صحیح معنوں میں انسانیت کے مقام و مرتبے کو نہیں پاسکتا عقل و شعور اس لئے عطا کیا گیا کہ انسان اس کے ذریعے جسم و روح کی اصلاح اور صحت و تندرستی کا اہتمام کرے انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل و شعور کو استعمال تو ضرور کیا لیکن اس کی تمام تر توجہ جسم پر رہی جسمانی بیماریاں ان کے علاج اور جسم کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے اس نے مختلف دوائیں اور غذائیں ایجاد کیں لیکن روح کی صحت و تندرستی کا کوئی اہتمام نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جسم تو تندرست و توانا رہا لیکن روح کمزور ہو گئی اور روح کے کمزور ہونے کی وجہ سے انسان روحانیت سے دور اور مادیت کے قریب ہو گیا اس نے تحقیق و تجربات کے ذریعے نئی نئی ایجادات کیں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں اور مادیت میں ہی گم ہو کر رہ گیا۔ دوسری طرف اہل علم نے عقل پر توجہ دی اور عقل کی تعلیم و تربیت کے لئے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں اور آج بھی یورپ و امریکہ اور ان کے علاوہ جہاں بھی کالج یونیورسٹیاں قائم ہیں وہاں عقل سے متعلق ہی علوم و فنون پڑھائے جاتے ہیں اور ان کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن روح کی صحت و تندرستی اور روحانیت کی تعلیم کا وہاں کوئی اہتمام نہیں ہے غرض یہ کہ ہر ایک نے صرف جسم اور عقل پر توجہ دی اور روح کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ روح باقی رہنے والی شے ہے جبکہ جسم فانی ہے روح کیا ہے اس کے متعلق جب یہود نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "الروح من امر ربی" (پارہ ۱۵: ۱۰ آیت ۵۸) ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ علامہ پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں "بہر حال یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی خلش ہر غور و فکر کرنے والا اپنے دل و دماغ میں محسوس کرتا تھا چنانچہ ہر زمانے کے فلسفیوں نے اس معضلے کو حل کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہر کوشش نے اسے پیچیدہ تر بنا دیا یہی سوال جب بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو زبان قدرت نے اس کا یہ مختصر لیکن جامع جواب دے کر تمام اوبان و شکوک کا دروازہ بند کر دیا "الروح من امر ربی" یعنی روح میرے رب کا امر ہے۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ ”کہ روح ایک جسم لطیف کا نام ہے جس کا منبع جسمانی قلب کا خلاء ہے اپنے اس مرکز سے روح رگوں اور شریانوں کے ذریعے تمام اعضاء بدن میں پھیلتی ہے روح کا بدن میں پھیلنا اور اعضاء بدن کو زندگی کی روشنی اور حواس خمسہ کو جس کی صلاحیت دینا ایسا ہے جیسے کسی گھر میں چراغ رکھ دیا جائے اور اس کے چاروں طرف اجالا ہو جائے اس تمثیل سے ثابت ہوا کہ روح کی حیثیت چراغ کی ہے اور حیات بمنزلہ نور کے ہے اور روح کا بدن میں جاری و ساری ہونا ایسا ہے جیسے چراغ کی روشنی اطراف میں پھیلتی اور سرایت کرتی ہے۔ ۱

حضرت شیخ شرف الدین احمد بنکئی منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صدی میں فرماتے ہیں۔ ”روح کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہے ایک گروہ اس کو جسم اور دوسرا جوہر کہتا ہے۔ کوئی عرض کوئی قدیم۔ کوئی حادث سمجھتا ہے مذہب ترسا اور بعض فلاسفہ کے یہاں قدیم ہے لیکن سنت و الجماعت کا یہ مذہب اور عقیدہ ہے کہ ہم اسے صرف روح کہیں ماہیت و کیفیت کے متعلق اپنی زبان سے کچھ نہ کہیں۔ ۲

علامہ حافظ ابن قیم اپنی کتاب ”کتاب الروح“ میں لکھتے ہیں روح کی بھی شکل و صورت ہے اور بدن سے مل کر حسی صورت اختیار کر لیتی ہے جس سے انسان باہم ممتاز ہو جاتا ہے کیونکہ بدن کی طرح روح بھی متاثر و منفصل ہوتی ہے اور جسم پاکیزہ یا گندی روح سے پاکیزگی یا آلودگی حاصل کرتا ہے لہذا بدن اور روح میں جس قدر ربط و تناسب اور تاثیر و انفعال ہے ایسا کسی جوڑے میں نہیں اسی طرح جدا ہونے کے وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اے پاکیزہ روح جو پاکیزہ جسم میں ہے اور اے آلودہ روح جو گندے جسم میں ہے نکل آ۔ ۳

روح کے متعلق ہم نے اکابر امت کی جو آراء پیش کی ہیں ان میں ہر ایک نے اپنے نظریے کے مطابق روح کی تعریف کی ہے کسی نے اسے چراغ کی روشنی قرار دیا کسی نے اس کی شکل و صورت بھی تسلیم کی اور کسی نے اس کی حقیقت و ماہیت کے بغیر صرف روح کہنے پر اکتفا کیا لیکن جو چیز ہمیں ان سب میں مشترک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے اس کے وجود کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی اسے بے حقیقت

۱۔ امام ابو حامد محمد غزالی۔ احیاء العلوم الدین مترجم مولانا ندیم الیاحدی۔ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ صفحہ ۷۱۔

۲۔ شیخ شرف الدین احمد بنکئی منیری۔ مکتوبات صدی۔ مترجم سید شاہ محمد الہ بن احمد فردوسی۔ ناشر کالج اہل سعید کھنٹی درب منزل پکستان چوک کراچی صفحہ ۷۵۔

۳۔ علامہ حافظ ابن قیم۔ کتاب الروح مترجم مولانا ندیم الیاحدی۔ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ صفحہ ۷۱۔

کہا جس سے پتہ چلا کہ روح کی حقیقت ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا سب جانتے ہیں کہ روح کی طاقت جسمانی طاقت سے بہت زیادہ ہے اور جب روح تندرست و توانا ہو تو اس کی قوت و طاقت میں اضافہ ہو جاتا ہے اسی کو دوسرے الفاظ میں روحانیت کہتے ہیں جب انسان روح پر توجہ دیتا ہے اور اسے روحانی غذا مہیا کرتا ہے تو اس کی روح تندرست و توانا ہو جاتی ہے اور اس کے اندر روحانیت پیدا ہو جاتی ہے اسی عالم رنگ و بو میں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی تھے جنہوں نے صرف روح پر توجہ دی جسم کی صحت و تندرستی سے زیادہ روح کی صحت و تندرستی کو مد نظر رکھا انہوں نے جسمانی غذا کیں تو ضرور کھائیں لیکن صرف اس لئے کہ جسم زندہ رہے جبکہ روح کی صحت کا مکمل اہتمام کیا اور نماز، روزہ، نوافل اور کثرت ذکر الہی سے اپنی روح کو تروتازہ رکھا روحانی غذا ملنے سے روح کو سکون حاصل ہوا آج پوری دنیا میں جو بے چینی و بے قراری پائی جاتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ روح کو اس کی غذا میسر نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی اہتمام ہے روحانیت اسلام کے مصنف لکھتے ہیں۔ ”اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ مادیت میں روح کی غذا موجود ہے نہ لادینیت میں انسان مجموعہ ہے جسم اور روح کا جسم کا تعلق مادی دنیا سے ہے اور اس کی غذا بھی مادی ہے روح عالم قدس کی چیز ہے اور اس کی غذا روحانی ہے یعنی خالق کائنات کی محبت اس کی معرفت اور قرب وغیرہ روح کی غذا ہے جس طرح انسان کا جسم مادی غذا نہ ملنے کی وجہ سے بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح روح کو بھی روحانی غذا نہ ملنے سے بے چینی اور بے قراری لاحق ہو جاتی ہے“ ۱۔

معلوم ہوا کہ روح کو سکون روحانی غذا سے ہی مل سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز اسے چین و سکون نہیں پہنچا سکتی جن لوگوں نے روح پر توجہ دی اور اس کی روحانی غذا کا خیال رکھا بلکہ اس کا اہتمام کیا انہیں اولیاء اللہ کہا گیا یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جنہوں نے اپنے علم و عمل سے روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا اللہ تعالیٰ کے ان ہی نیک بندوں میں سے ایک سید اشرف جہانگیر سمنانی تھے جنہوں نے بادشاہت کو ترک کر کے فقیری اختیار کی سخت ریاضت و مجاہدے کئے اور پھر اپنے علم و روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے۔ ”سید اشرف جہانگیر سمنانی بن سید محمد ابراہیم ۶۸۸ھ ۱۲۸۹ء میں بمقام سمنان (خراسان) جو ان کے والد کے زیر حکومت تھا پیدا ہوئے ان کی والدہ خدیجہ احمد بیوی کی بیٹی

۱۔ کپتان و احد بخش سیال چشتی صابری۔ روحانیت اسلام، ناشر: ناشران و ناشران کتب غفرانی اسٹریٹ اردو بازار لاہور صفحہ ۷۱۔

تھیں وہ قرآن مجید کی ساتوں قراتوں کے حافظ تھے اور انہوں نے اپنی تعلیم چودہ سال کی عمر میں ختم کر لی تھی تصوف سے شغف انہیں کشاں کشاں علاؤ الدولہ سمنانی کی خدمت میں لے گیا جو اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے، نبی کی خدمت میں وہ اکثر حاضر رہتے تھے اپنے والد کی وفات پر وہ ریاست کے وارث ہوئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے بھائی محمد کو تخت سپرد کر کے سلطنت سے دست بردار ہو گئے اور ہندوستان کی طرف چل پڑے جس کی انہیں ایک خواب میں ہدایت کی گئی تھی ماوراء النہر سے ہوتے ہوئے وہ بخارا اور سمرقند گئے وہاں سے اوج پہنچے جہاں ان کی ملاقات جلال الدین بخاری سے ہوئی جو جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے معروف ہیں مسلسل اور دور دراز سفر کے بعد جس کے دوران وہ دہلی، سندھ و گلگت کے میدانی علاقے اور بنگال و بہار (بشمول سنار گاؤں جو ڈھاکہ کے نواح میں ہے) بھی گئے انجام کار وہ روح آباد (کچھو چھو شریف کا پرانا نام) فیض آباد سے ۵۳ میل پر ایک گاؤں میں مقیم ہو گئے کچھو چھو شریف میں سکونت اختیار کرنے کے کچھ دن بعد وہ پھر ردے زمین کی سیر و سیاحت کو نکلے اس مرتبہ وہ مکہ معظمہ پھر مدینہ منورہ، کربلا، نجف اشرف، ترکی، دمشق، بغداد، کاشان، سمنان مشہد وغیرہ سے ہوتے ہوئے براستہ ملتان و دہلی روح آباد پہنچے انجام کار انہوں نے وہیں ۲۷ محرم الحرام ۸۰۸ھ جولائی ۱۴۰۵ء میں وفات پائی اور اپنی ہی خانقاہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی صحیح تاریخ وفات ۲۸ محرم الحرام اور سن ۸۳۲ھ ہے آپ ایک علمی و روحانی شخصیت تھے آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور وصال کے بعد قیمتی کتب کا علمی ذخیرہ چھوڑا جو عربی فارسی اور اردو میں ہیں آپ کی زیادہ تر کتب فارسی میں ہیں کیونکہ اس زمانے میں یہی زبان رائج تھی آپ کی جن کتابوں کے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں لطائف اشرفی، مکتوبات اشرفی، تحقیقات عشق، حجتہ الذاکرین، اور رسالہ قبریہ شامل ہیں جبکہ ترجمہ قرآن جو آپ نے اپنے دور سلطنت ۲۷ھ میں کیا تھا اس کا اردو میں ترجمہ ہو رہا ہے اردو میں آپ کا ایک رسالہ ”اخلاق و تصوف“ بھی تھا متحققین کی تحقیق کے مطابق یہی رسالہ اردو نثر کا پہلا رسالہ ہے پروفیسر حامد حسن قادری اپنی کتاب ”داستان تاریخ اردو“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”اب تک ارباب تحقیق متحقق المرائے تھے کہ شمالی ہند

میں اٹھارہویں صدی عیسوی (بارہویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف و تالیف و نشر کا کوئی وجود نہ تھا یہ فکر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا اب سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نظم و نشر کی بنیاد ڈالی۔

ان تمام شواہد سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی صرف ایک روحانی شخصیت ہی نہیں تھے بلکہ علمی و ادبی میدان میں بھی منفرد مقام رکھتے تھے آپ نے جس طرح تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا وہاں علمی و ادبی لحاظ سے بھی عظیم خدمات انجام دیں اور تاریخ کا ایک حصہ بن گئے لیکن افسوس کہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اس عظیم شخصیت پر وہ تحقیقی کام نہ ہو سکا جو ہونا چاہیے تھا اگرچہ مختلف ادوار میں مختلف حضرات نے آپ کی سیرت پر لکھا لیکن صرف کشف و کرامات پر ہی اکتفا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ آپ کو صرف ایک ولی کامل کی حیثیت سے جانتے ہیں ضرورت اس بات کی تھی کہ آپ کی حیات و تعلیمات پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جائے جو آپ کی علمی و ادبی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات کا احاطہ کر سکے راقم کا کیونکہ نسبی تعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ہے اس لئے یہ مجھ پر ایک قرض تھا جس کو ادا کرنے کی سعی کی ہے مقالہ لکھنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اب تک پاکستان میں سید اشرف جہانگیر سمنانی پر تحقیقی کام نہیں ہوا تھا اس لئے راقم نے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس سلسلے میں سب سے پہلے اپنے محترم بزرگ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے حسب عادت بزرگانہ شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے میری رہنمائی فرمائی پھر وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور وہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے پھر ایک روز کراچی یونیورسٹی میں محترم ڈاکٹر جلال الدین نوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اپنے کام کے متعلق بات کی موصوف نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی اور مقالے کی نگرانی قبول کر لی پھر ان کی محبت و شفقت اور پر خلوص رہنمائی اس تحقیقی مقالے کی تکمیل تک میرے ساتھ رہی جس کی وجہ سے یہ مشکل ترین کام مکمل ہو سکا یہاں بڑی نا انصافی ہوگی اگر پروفیسر رئیس احمد صاحب، ڈاکٹر عبدالرشید صاحب اور ڈاکٹر سید محبوب شاہ صاحب کا شکر یہ ادا نہ

کیا جائے کیونکہ ان تینوں حضرات نے بھی اس سلسلے میں میری بڑی مدد کی اور ان کا تعاون قدم قدم پر میرے ساتھ رہا رجسٹریشن کے بعد تحقیقی مقالے کے لئے مواد جمع کرنے میں جو مشکل مراحل پیش آتے ہیں ان سے مجھے بھی گزرنا پڑا لیکن اکثر کتب مجھے گھر ہی میں دستیاب ہو گئیں کیونکہ راقم کے والد محترم شیخ طریقت ابو محمد شاہ سید احمد اشرفی البیہانی مدظلہ العالی خود ایک علمی و روحانی شخصیت ہیں آپ نے اپنا کتب خانہ میرے حوالے کر دیا جس کی وجہ سے مجھے کتب کی تلاش میں در بدر پھرنا نہیں پڑا ۱۹۹۶ء میں جب عرس کے موقع پر کچھ چھ شریف حاضر ہوا تو وہاں سے بھی کتب لایا تھا جن سے بڑی مدد ملی الحمد للہ مذکورہ تمام حضرات کے تعاون اور میرے والد محترم کی دعاؤں سے اور خصوصاً سید اشرف جہانگیر سمنانی کے روحانی تصرفات سے یہ مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

زیر نظر مقالے میں مستند حوالوں سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات اور خدمات کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ایک عظیم انسان تھے جو خوبیاں ایک مصلح قوم میں ہونی چاہیے وہ سب ان کی شخصیت میں موجود تھیں۔

اس مقالے کے ذریعے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں جو بزرگان دین گزرے ہیں انہوں نے کیا کام کئے کیونکہ ہم نے اس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں جن علماء و مشائخ کا ذکر کیا ہے ان کے حالات اور علمی کارنامے بھی بیان کئے ہیں اور ان کی تعلیمات و ملفوظات کا بھی تذکرہ کیا ہے نیز یہ کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا جو تعلق ان کے ساتھ رہا وہ بھی لکھا ہے۔

اس مقالے میں ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور ان کی تبلیغی و روحانی خدمات کا ذکر کیا ہے کیونکہ خانوادہ اشرفیہ ایک علمی و روحانی خانوادہ ہے اس خاندان کے افراد ہمیشہ ہی سے علم و روحانیت میں یگانہ رہے اور خدمات انجام دیتے رہے ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نور العین کی اولاد میں خاص خاص شخصیتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کی خدمات کا جائزہ لیا ہے عصر حاضر میں آپ کی اولاد میں جو لوگ اس سلسلے کی خانقاہوں کے سجادہ نشین ہیں ان کے حالات و خدمات کو بھی بیان کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جو رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا تھا وہ آج بھی ان کی اولاد میں جاری ہے مقالہ لکھنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ اس مقالے

کے ذریعے بزرگان دین کی تعلیمات و افکار خصوصاً سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات اور ان سے وابستہ حضرات یعنی معاصرین اولاد اور خلفاء کے حالات اور ان کی علمی و دینی خدمات محفوظ ہو جائیں گی جن سے ہماری آئندہ نسلیں آگاہ ہوں گی نیز یہ کہ سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے وہ لاکھوں افراد جو اس وقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور آپ کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں وہ آپ کے حالات و افکار اور تعلیمات و ملفوظات سے استفادہ کریں گے اہل علم کے لئے اس مقالے سے فائدہ یہ ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اور ان کے معاصرین جو ساتویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق مستند حوالوں سے مزین ایک تحقیقی مقالہ جب ان کے سامنے آئے گا تو وہ اسے رہنمائی حاصل کر سکیں گے اور اس مقالے سے مدد لیتے ہوئے دیگر مشاہیر اسلام پر تحقیقی کام کر سکیں گے ہمارے اس تحقیقی مقالے کا عنوان "سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، ادبی، دینی و روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ" ہے۔ یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب میں دو فصلیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

باب اول:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی، مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ۔

فصل اول:

آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔

فصل دوم: بحیثیت ایک حکمران و سپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی ماحول۔

باب دوم:

ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات

فصل اول:

ترک سلطنت آغاز سیاست، جلیل القدر مشائخ اور مرشد گرامی سے کسب فیض۔

فصل دوم:

تبلیغ و اصلاح اور احیاء شریعت۔

باب سوم:

علمی خدمات اور معاصرین۔

فصل اول:

ہم عصر علماء و صوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات و واقعات۔

فصل دوم:

تصانیف، علمی و ادبی خدمات۔

باب چہارم:

اخلاف کی دینی اور تبلیغی خدمات۔

فصل اول:

اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات۔

فصل دوم:

ملفوظات و تعلیمات۔

باب پنجم:

خلاصہ اور نتائج

مقالے کی تکمیل پر بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ و طفیل اسے عوام و خواص میں مقبولیت عطا فرمائے آمین بجا سید المرسلین ﷺ۔

طالب دعا۔۔۔۔۔

مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی

شجرہ نسب سید اشرف جہانگیر

سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

بنت رسول خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سیدنا اسمعیل اعرج رضی اللہ عنہ

سید ابوالحسن محمد رحمۃ اللہ علیہ

سید اسمعیل ثانی رحمۃ اللہ علیہ

سید ابوعلی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

سید ابواحمد حمزہ رحمۃ اللہ علیہ

سید حسین شریف رحمۃ اللہ علیہ

سید ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سید جمال الدین ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

سید اکمل الدین مبارز رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ

ابوالمظفر سید علی اکبر بلبل رحمۃ اللہ علیہ

سلطان سید اسماعیل شاہ سامانی رحمۃ اللہ علیہ

سید شمس الدین محمود نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ
 سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ
 سید ظہیر الدین محمد شاہ نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ
 سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نوربخشی سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
 سلطان سید عماد الدین شاہ نوربخشی سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
 ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نوربخشی سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
 میراوحہ الدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ



WWW.NAFSEISLAM.COM

فصل اول:

آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر، ولادت، وقت کے جید علماء سے تحصیل علم اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا خاندانی پس منظر بیان کرنے کے لئے سلطنت نور بخشہ کا تاریخی پس منظر بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق سلطنت نور بخشہ سے تھا جو سمنان میں قائم تھی۔

سلطنت نور بخشہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی رسالہ ”اشرف الفوائد“ میں فرماتے ہیں کہ فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی سے منسوب ہے ۱۔

سید علی حسین اشرفی اجمیلی المعروف اشرفی میاں اپنی کتاب صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں کہ ”سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سلسلہ نسب ماوری سلطان اسماعیل سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ ابوالمظفر سید علی اکبر بلبل جو کہ نقباء ملک عراق سے تھے انہوں نے سلطان اسماعیل سامانی کی صاحبزادی فرخ زاد بیگم کو اپنے حوالہ نکاح میں لائے ان سے سید شمس الدین محمود نور بخشی پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ ولایت میں نقباء کا درجہ عطا کیا تھا سلطان اسماعیل سامانی کو اپنے نواسے کی ولایت اور کمال پر فخر تھا اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی کے سلطان اسماعیل سامانی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ ۲

سید شمس الدین محمود نور بخشی کی دعا سے سلطان اسماعیل سامانی کی فتح کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے جو ”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف نے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔

”جب بخارا کے تخت کے لئے اسماعیل سامانی متوفی ۳۹۵ھ اور ان کے بھائی محمود میں تخت کے لئے تنازعہ ہوا تو اسماعیل سامانی کے امراء نے صلح دی کہ محمود سے صلح کر لی جائے کیونکہ اس کی فوجی طاقت محمود کے مقابلے میں بہت کم تھی لیکن اس کے وزیر نظام الدین برکی نے مشورہ دیا کہ وقت کے مشہور بزرگ سید شمس الدین محمود نور بخشی کی دعائیں حاصل کی جائیں چنانچہ ان بزرگ سے رجوع کیا اور کامیابی کے لئے دعا کی

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ اشرف الفوائد۔ ناشر۔ اسلامیہ لٹریچر فائونڈیشن پریس چاناکہ صفحہ ۲۸۔

۲۔ سید علی حسین اشرفی، صحائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم ہند۔ یاد لا مسجد دلاک روڈ ممبئی صفحہ ۵۵۔

برخواست کی شیخ نے اسماعیل کے لئے فتح کی دعا کی اور آخر کار جنگ میں اسماعیل کامیاب ہوا۔^۱ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سید شمس الدین محمود نور بخشی مستحاب الدعوات تھے اسی لئے ان کی دعا سے اسماعیل سامانی کو جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی سید شمس الدین محمود نور بخشی صاحب ولایت تھے آپ سلطان اتمش کے زمانے کے اجلہ صوفیاء میں شمار ہوتے تھے قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بشارت بھی دی تھی جس کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمائی نے مکتوبات اشرفی میں فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”کہ میرے جد امجد حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین اتمش کے گھر مہمان ہوئے سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں وہ مرتبہ ولایت میں فقہاء کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرایا ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہیے تھا میں تو ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آپ کی اولاد میں ایک ایسا نادر الوجود شخص ہوگا جو رتبہ جہانگیری پر فائز ہوگا اور میرے سلسلے کو جاری کرے گا اور خطہ یوض جس کو اودھ کہتے ہیں اس میں پچھتم حدود قصبہ جائس اور سترک سے لے کر پورب دریائے کوئی تک یعنی اس درمیان میں ان کا ظہور ہوگا۔“^۲ اس بشارت کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”یہ خیال نہ کیا جائے کہ اس سے اپنی کسی بزرگی کا اظہار مقصود ہے بلکہ بتھکائے و انما بسعست ربہ فحدثت یہ کلمات ذکر کئے ہیں“ یعنی آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو بشارت میں نے بیان کی ہے اس کا مقصد اپنی بڑائی یا بزرگی کا اظہار نہیں ہے بلکہ یہ صرف تحدیث نعمت کے لئے ذکر کی ہے۔

”اسماعیل سامانی نے ماور النہر خراسان میں سات آٹھ سال حکومت و سلطنت کی خلیفہ معتضد

۱۔ اکثر و حید اشرف۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمائی۔ ماہر سر فرازی پر بیس مکتوب۔ صفحہ ۱۶

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمائی۔ مکتوبات اشرفی۔ مکتوب نمبر پندرہم بنام شیخ محمد عیسیٰ، ماہر۔ قیومی پریس اندیز صفحہ ۶۶۔

باللہ عباسی نے اس کو ملک خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اسمٰعیل کی وفات کے بعد ابو نظیر احمد بن اسمٰعیل سامانی باپ کا جانشین ہوا۔ اسمٰعیل سامانی اپنے عادات و خصائل کے اعتبار سے نہایت شریف، سیر چشم اور متوکل علی اللہ شخص تھا جہانگیری کے ساتھ ہی جہاں داری کے اصولوں سے بھی خوب واقف تھا رعایا اس سے خوش تھی اور اس نے اپنے طرز عمل سے اس بات کا کافی ثبوت بہم پہنچا دیا تھا کہ وہ ایران کے نہایت شریف اور سردار خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ۱۔

اسمٰعیل سامانی کی وفات کے بعد ان کا بیٹا احمد بن اسمٰعیل تخت نشین ہوا یہ خاندان سامانیہ کا دوسرا بادشاہ تھا اس کی حکومت سمرقند بخارا ماوراء النہر اور ایران تک پھیلی ہوئی تھی اس نے شیخ شمس الدین محمود نور بخشی کے صاحبزادے سید تاج الدین بہلول نور بخشی کو اپنا وزیر بنایا بادشاہ آپ پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔

اور خاندان نبوت سے ہونے کی بنا پر آپ سے عقیدت بھی رکھتا تھا اس کے دل میں آپ کے لئے بڑی عزت اور احترام تھا ایک روایت کے مطابق تین سال بعد احمد بن اسمٰعیل نے عراق و خراسان کا کچھ حصہ سید تاج الدین بہلول کو بطور جاگیر عطا کیا لیکن جب احمد بن اسمٰعیل کا انتقال ہوا تو تاج الدین بہلول نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا اور خطبہ میں بھی نام شامل کر دیا۔ سید تاج الدین بہلول نور بخشی سادات نور بخشیہ میں پہلے بادشاہ تھے آپ نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ پچاس سال حکومت کی یہ زمانہ سلاطین عباسیہ میں الراضی باللہ کا تھا سلطان تاج الدین الراضی باللہ سے بڑی محبت اور تعلق رکھتے تھے آپ دو مرتبہ خلیفہ سے ملنے بغداد آئے نصر بن احمد جس کے پاس فوجی قوت زیادہ تھی وہ چاہتا تھا کہ سید تاج الدین محمد بہلول پر حملہ کر کے ان کی سلطنت یعنی سلطنت نور بخشیہ کو ختم کر دے مگر خلیفہ بغداد سے تعلق کی بناء پر اس کی جرات نہ ہو سکی کہ آپ پر حملہ کر سکے اور اسی لئے وہ اس زعم باطل سے باز رہا۔

نصر بن احمد نے چھ سال حکومت کی جیسا کہ تاریخ ایران میں ہے وہ لکھتے ہیں ”پس از احمد پسرش نصر

اول کہ در آن ہنگام ہشت سال داشت پادشاہ شد۔ ۱۔

سید علی حسین اشرفی البیہانی المعروف اشرفی میاں اپنی کتاب صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں ”کہ سید تاج الدین بہلول کے وزیر نے شربت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا“۔ ۲۔

جبکہ دیگر محققین نے ان کی شہادت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف یہ لکھا ہے کہ سید تاج الدین بہلول نے وصال فرمایا۔ لیکن ہمارے خیال میں اشرفی میاں کی تحقیق اور ان کا قول زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی شخصیت علیست اور روحانیت کی بناء پر ان سب سے زیادہ آئمہ ہیں اس لئے ہم اسی بات کو درست سمجھتے ہیں کہ انہیں زہر دے کر شہید کیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے قول سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے وہ مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں سید تاج الدین بہلول کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”سن ۳۵۰ھ میں ان کے وزیر نے شربت میں زہر ملا کر دیا جس کے سبب سے موت واقع ہوئی“ ۳۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ سید تاج الدین بہلول کی شہادت زہر کی وجہ سے ہوئی سید تاج الدین بہلول کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سلطان سید ظہیر الدین محمد تحت سلطنت پر رونق افروز ہوئے اور خواجہ اشرف الدین برکی کو اپنا وزیر منتخب کیا انہوں نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عدل و انصاف سے حکومت کی آپ کے دور سلطنت میں رعایا نہایت اطمینان و سکون سے تھی انہیں اپنے پادشاہ سے کسی قسم کی شکایت نہ تھی انہوں نے خلیفہ بغداد سے وہی تعلق قائم رکھا جو ان کے والد حضرت سلطان سید تاج الدین بہلول نور بخشی کو خلیفہ سے تھا اسی لئے دار الخلافہ بغداد سے ان کے لئے خلعت اور نشان بھی عطا ہوئے۔ ان کے دور میں کتنی فتوحات ہوئیں اور علمی لحاظ سے کتنی ترقی ہوئی اس کے متعلق ”اشرف سمنانی“ کے مصنف لکھتے ہیں کہ ”کہ سلطان سید ظہیر الدین نور بخشی نے تاج خسروانہ سر پر رکھا اپنے نام کا سنہ اور خطبہ جاری کیا قزوین کو اپنا دار الخلافہ بنایا سلاطین و خواتین سے جنگ کی اور خلعت فیروز مندی سے تعلق ہوئے ان کے عہد حکومت میں ارباب علم و کمال مرفہ الحال تھے اکثر کتب و

۱۔ ڈاکٹر عبداللہ رازی۔ تاریخ کامل ایران، مطبع چاپ و انتشارات اقبال۔ تھران خیابان دکتر علی شریعتی صفحہ ۱۷۵۔

۲۔ سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی، ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلاکھ روڈ ممبئی۔ صفحہ ۷۵۔

۳۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ بخش بہار اورنگی ٹاؤن راجپوتی صفحہ ۲۹۶۔

مسائل تالیف کئے یہ تخصیص حکمت و ہندسہ میں مہارت تامہ حاصل تھی مشہور کتاب غرائب المخلوقات ان ہی سے منسوب ہے ان کے دور جہانبانی میں متعدد اختراعات بھی ہوئیں ایک رصد گاہ قائم کی جہاں حکماء اور بل نجوم طلوع وغروب ستارگان کا مشاہدہ کرتے تھے اور فرسک (عالمہ اصطراب سے مماثل تھی) سے اسرار اجرام سادیہ کا معائنہ کرتے تھے پچاس سال ایران میں حکومت کرنے کے بعد اربعہ الف خروقات پائی۔۔۔

مصنف اشرفی سمنانی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان سید ظہیر الدین محمد نور بخشی کے دور حکومت میں بڑی ترقی ہوئی علم اور صاحبان علم و فضل کی بڑی پذیرائی کی گئی رعایا بھی خوش تھی۔ ارباب علم و دانش بھی خوش تھے غرضیکہ آپ کا پچاس سال دور حکومت ہر لحاظ سے ترقی کا سنہری دور تھا۔ آپ نے ۱۴۱۳ھ رمضان ۱۴۱۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سید نظام الدین علی شیر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے۔

ایک شبہ کا ازالہ: صحائف اشرفی اور اشرف سمنانی کے مصنفین نے سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی کی تاریخ ۱۲ رمضان لکھی ہے جبکہ انہی دونوں حضرات نے ان کے والد محترم سید ظہیر الدین نور بخشی کی وفات ۱۰ ربیع الآخر تحریر کی ہے تحقیق طلب امر یہ ہے کہ سید ظہیر الدین نور بخشی کی وفات اور سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی میں چار مہینے کا وقفہ کیوں ہوا والد کی وفات کے فوراً بعد بیٹے کو تخت سلطنت پر کیوں نہ بٹھایا گیا اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو کیا چار مہینے تک تخت سمنان خالی رہا اور یقیناً یہ بات بعید از قیاس ہے کہ چار ماہ تک کوئی بھی حکم اس سمنان میں نہ رہا ہوا اس سلسلے میں جب ہم نے مزید تحقیق کی تو کتب تاریخ میں صرف اتنا ملتا ہے کہ سید ظہیر الدین نور بخشی کی وفات کے فوراً بعد ان کے صاحبزادے سید نظام الدین علی شیر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے لیکن ان کتب میں ان کی تخت نشینی کی تاریخ درج نہیں ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ ان دونوں مصنفین نے سید نظام الدین علی شیر کی تخت نشینی کی تاریخ جو ۱۴ رمضان ۱۰۱۱ھ ہے یہ تسامح ہے دراصل یہ ۱۴ رمضان کے بجائے ۱۳ ربیع الآخر ہوگی کیونکہ ان کے والد کی تاریخ وفات ۱۰ ربیع الآخر ہے تو اس لحاظ سے وفات کے چوتھے روز ان کی تخت نشینی ہو نا باعث تعجب نہیں (واللہ اعلم)

سید ظہیر الدین نور بخش کی وفات کے بعد ان کے فرزند سعید حضرت سید نظام الدین علی شیر تخت سمنان پر

متمکن ہوئے آپ نے خوجہ شرف الدین برکی کو اپنا وزیر بنایا اور نہایت عمدگی سے نظام سلطنت چلانے لگے اس دوران کچھ امراء نے بغاوت کی لیکن آپ نے اپنی فہم و فراست اور طاقت سے ان کی بغاوت کو کچل دیا بعد میں بادشاہان وقت کی سفارش پر ان امراء کو معاف کر دیا۔

مصنف اشرف سمنانی اور مصنف صحائف اشرفی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کے فرزند سلطان مسعود نے ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو سلطان نظام الدین علی شیر نوربخشی کے فرزند شہزادہ سید عماد الدین نوربخشی بھی ان کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہوئے کیونکہ سلطان مسعود سلطنت نوربخشیہ سے خاص تعلق رکھتا تھا اور یہ تعلق اس کے والد سلطان محمود غزنوی اور دادا سبکتگین کے زمانے سے تھا کیونکہ سبکتگین اور محمود غزنوی سلطان اسماعیل سامانی کے غلام تھے ہماری اس بات کی تائید سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس قول سے ہوتی ہے جو صحائف اشرفی کے مصنف نے رسالہ اشرف الفوائد کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔ ”سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ میرے خاندان کی عظمت شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصور کرنا چاہیے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی“۔ ۱۔

اسی قدیمی تعلق کی بنا پر سلطان مسعود نے شہزادہ سید عماد الدین نوربخشی کو اپنے ساتھ رکھا لیکن جب وہ تختِ دہلی پر قابض ہوا تو دونوں کے درمیان کچھ اختلافات ہوئے اسی دوران سلطان سید نظام الدین علی شیر کی علالت کی خبر پہنچی تو شہزادہ عماد الدین خبر سنتے ہی دہلی سے روانہ ہو گئے اور والد محترم کے انتقال سے تین روز قبل ہی دار الخلافہ پہنچ گئے۔ تین روز کے بعد سلطان نظام الدین علی شیر نے وصال فرمایا ان کی وصیت کے مطابق سلطان سید عماد الدین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اپنے اجداد کی روایات پر عمل کرتے ہوئے عدل و انصاف سے نظام حکومت چلایا۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی خانہ مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں ”عماد الدین نوربخشی سال ۴۵۰ ہجری میں دار الخلافہ عراق میں بالاتفاق تخت نشین ہوئے۔ ۲۔

۱۔ سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی، جلد اول، ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد وائس روڈ ممبئی۔ صفحہ ۵۶

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ناؤن کراچی صفحہ ۲۹۸۔

اس سے پتہ چلا کہ سلطان نظام الدین علی شیر نے ۴۵۰ھ میں وصال فرمایا اور ان کا دور حکومت چھپاس سال رہا کیونکہ وہ ۴۴۰ھ میں تخت نشین ہوئے تھے اور وصال ۴۵۰ھ میں فرمایا۔ سلطان سید عماد الدین نور بخشی نے شیخ محمد الدین برکی کو اپنا وزیر مقرر کیا دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ نے آپ کے لئے خلعت و نشان بھیجا آپ نے اپنی حدود سلطنت کو وسعت دی اور سرحد کو توران تک پہنچا دیا اور اطراف کے علاقے سلطنت میں شامل کر لئے پھر سات سال سلطنت کرنے کے بعد وصال فرمایا یہی سلطان سید عماد الدین نور بخشی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جد امجد تھے۔

والد محترم: سلطان سید عماد الدین نور بخشی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سلطان سید ابراہیم سمنانی نور بخشی سلطنت سمنان پر رونق افروز ہوئے آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے والد گرامی تھے۔

سلطان ابراہیم سمنانی صرف ایک شہنشاہ ہی نہ تھے بلکہ نہایت متقی پرہیزگار تھے اور روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے اس کا اندازہ خود سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تحریروں سے ہوتا ہے چنانچہ مکتوبات اشرفی میں ایک مقام پر وہ اپنے والد محترم کے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہیں جس سے ان کے مقرب بالندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے وہ فرماتے ہیں ”خوارزم شاہ نے کسی (شخص) کو تمام فنون و فضاہل سے بھر دیا اس کی شخصیت کو آراستہ کیا جملہ شیون و فضاہل اس کے اندر روشن کیا جب کمالات علمی کے فیصل سے پر ہوا جو بات فضل کی تفصیل سے آگاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ راہ سلوک میں قدم رکھنے کی ہمت کرے اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر رکھے کہ اس راہ سے ہمت نہ ہارے حکایت میں لکھا ہے کہ حضرت ابو العباس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو راہ خدا کے سلوک کی طرف مائل ہوگا تو نقباء نور بخشیہ میں سے کسی کے ہاتھ کو ضرور تھامے گا اور روئے نور بخشیہ میں سے ہر ایک کی متابعت کرے گا اس بشارت کے مقتضی کے سبب اس اشارت کے رہنما و متبعی جان فزائے انا بت حضرت ابوی صاحب التاج والا درج وواہب الدواج ایزد نج جامع العلوم الصوری المعنوی ساطع الحموم المرقضوی والمصطفوی سید ابراہیم قدس سرہ اروی آئے اور سلوک کے کام میں اشتغال فرمایا اطوار سببہ کہ مراتب کے طلی میں اور مطالع انوار توحید کے استقصاء میں کہ ان کاموں کا آخر اپنے عین ثابتہ کو پہنچنا ہے اور مراتب ثلاثہ اعیان سے کہ انجام میں پہنچنا ہے۔

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ جلد دوم، اردو مترجم مولانا ممتاز اشرفی۔ ۲۔ شہداء العلوم اشرفیہ نشین بہار اور کئی دکن آجہا جی صفحہ ۹۰۔

سلطان سید ابراہیم کے دور سلطنت کے متعلق اکثر مورخین نے نہیں لکھا انہوں نے صرف آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری کے ذکر پر ہی اکتفا کیا لیکن بہت سی کتب ایسی ہیں جن میں آچھ گئی بیشی کے ساتھ آپ کے دور سلطنت کے واقعات ملتے ہیں چنانچہ ان کتب میں معتبر کتاب صحائف اشرفی کے مصنف لکھتے ہیں۔

”ابو السلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سنائی سامانی نور بخشی بالاتفاق اراکین سلطنت علی الاشفاق تحت سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔ خلعت وزارت نظام الملک ملاؤ الدولہ برکی کو عنایت کیا۔ منصب امیر الامراء تاج الدین ایک کو اور منصب صدارت میر محمود تفر دینی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہی سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ انتظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ بادشاہان زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر دربار شاہی میں حاضر رہتے اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفد الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور عجائب و غرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابو السلاطین تالیف و تصنیف کرتے تھے ان میں سے کتاب مسعۃ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کا نام منطق معانی بیت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض و طول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کر ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا اگر ایک ایک لفظ شروع سے ان کے مقابل کے خانہ میں پڑتے جائیں ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیان خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض و طول کے خانہ مقابل سے سیدھا یا یا ترچھا کسی گوشہ خانہ کے مقابل کے لفظ لئے جائیں جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اس کتاب کا نام سبع المسالبع بھی رکھا تھا کوئی فاضل دوراں اور کوئی عالم زمانہ اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہو سکا الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مند جامع علوم کی کنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا مجدد الدین سنائی ہے جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔“

صاحب سبع المسالبع ہفت رنگ ہفت رنگ آورد چوں ہر ہفت رنگ

ہفت کشور ربع مسکون ساختہ زیر گردوں کشیدہ ہفت رنگ

ترجمہ: صاحب سبع المسالبع نے سات رنگ سات تختوں کے لئے لایا سات کشور کو ربع مسکون بنایا ہفت

رنگ کو کشیدہ کر کے زمانے کے تابع کر دیا۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں ”ان میں سے ایک کتاب ”سبعیہ ابراہیم شاہ“ ہے اس کتاب میں نام کی مناسبت سے سات علوم لکھے گئے۔ (۱) فقہ

(۲) اصول (۳) کلام (۴) منطق (۵) معنی (۶) ہیئت (۷) بدیع۔ ان میں سے ہر علم کو شرح بسط کے ساتھ لکھا گیا تھا اور لفظ انتہائی محتاط انداز میں استعمال کیا گیا تھا کہ ان لفظوں سے بھی خاص مسائل کی جانب اشارہ ملتا تھا اور ان الفاظ کی تشریح میں مسائل کا خزانہ پوشیدہ تھا یہ کتاب اتنی مشہور ہوئی کہ ہر جانب کے علماء نے اسے پسند فرمایا اور اپنے شہر میں منگوا یا یہی کتاب بعد میں سبع المسالک کے نام سے مشہور ہوئی اس زمانے کے کوئی فاضل و عالم اس کتاب سے غافل نہ تھے الحاصل اس کتاب کے کھولنے اور سمجھنے سے ایک خزانہ ہاتھ آتا تھا“ ۲۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد سلطان سید ابراہیم سمنانی کے عہد سلطنت میں بڑی عجیب و غریب کتب تالیف و تصنیف کی گئیں جو مختلف علوم و فنون پر لکھی گئیں تھیں انہی میں سے ایک یہ مذکورہ کتاب ”سبعیہ ابراہیم شاہ“ تھی جسے بعد میں سبع المسالک کے نام سے مشہور کیا گیا یہ کتاب علوم و فنون میں اپنی مثال آپ تھی۔

سلطان سید ابراہیم سمنانی کے بارے میں ڈاکٹر ظہور الحسن شارب اپنی کتاب ”مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی“ میں لکھتے ہیں ”وہ علوم و فنون کے سرپرست تھے انہوں نے تہذیب و تمدن میں ایسے جلوہ ہائے صدر رنگ پیدا کئے کہ جن سے رعایا کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ان کا سب سے بڑا اور عمدہ وصف یہ تھا کہ وہ عدل پرور اور انصاف پسند تھے رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے تھے اوامرو نواہی کے پوری طرح پابند تھے احکام شرعی کی پابندی میں کوشاں رہتے تھے“ ۳۔

ان مصنفین کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ سلطان سید ابراہیم سمنانی ایک بیدار مغز حکمران ہی نہ تھے بلکہ

۱۔ سید علی حسین اشرفی، صحائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلاکھ روڈ ممبئی صفحہ ۵۹۔

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات اشرفی، اردو معرکہ سوز و گمناہ اشرفی جلد دوم، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رشیدیہ، نقشبہ راوڑی، دکن اکبرانی صفحہ ۶۰۔
 ۳۔ مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، ناشر فخر الدین خان کبیر زو پوڑی جیم آنر ولسلی ۳۳۔

علم دوست انسان تھے یہی وجہ تھی کہ آپ نے علم اور علماء کی سرپرستی فرمائی آپ کے دور سلطنت میں بہت سی علمی تصانیف لکھی گئیں لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شہر سمنان میں بہت سے مدارس قائم کئے تھے جن میں کثیر تعداد میں طلباء علم دین حاصل کرتے تھے ان مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ یعنی علماء اور پڑھنے والے طلباء دونوں کو سرکاری خزانے سے وظیفہ دیا جاتا تھا اور ان کی مکمل کفالت کی جاتی تھی اور یہ سب کچھ سلطان ابراہیم سمنانی کے حکم سے ہوتا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطان سید ابراہیم سمنانی نے علم کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا آپ کا دور سلطنت اس لحاظ سے بڑا زرین دور تھا۔

والدہ محترمہ: سید اشرف جہانگیر سمنانی کی والدہ محترمہ کا نام ”سیدہ خدیجہ خاتون“ تھا وہ نہایت عابدہ زاہدہ اور پرہیزگار خاتون تھیں اکثر نقلی روزے رکھتی تھی اور تلاوت قرآن سے تو انہیں خاص شغف تھا وہ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں صاحب مراقبات الاسرار لکھتے ہیں۔

”حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ صحیح النسب علوی تھے کیونکہ آپ حضرت محمد بن حنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے تھے صاحب رشحات کہتے ہیں کہ آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے تیسرے خلیفہ تھے ترک آپ کو امنا یسوی کہتے ہیں امنا ترکی زبان میں بڑے مشائخ کو کہتے ہیں آپ کی جائے پیدائش ورنہ ہے جو ترکستان میں ایک شہر کا نام ہے آپ کی قبر بھی اسی جگہ ہے آپ بڑے صاحب مقامات و کرامات تھے“ ۱۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں آپ کے متعلق لکھا ہے

”ترکی کے مشہور صوفی شاعر اور درویشی سلسلے کے بانی خواجہ فرید الدین عطار نے انہیں پیر ترکستان کا لقب دیا تھا۔ خواجہ احمد یسوی نے جاہل اجداد ترکوں تک اسلامی تعلیمات پہنچانے کے لئے انہی کی زبان میں شاعری کی اور یوں ترکی ادب میں صوفیانہ شاعری کا ایک معتد بہ حصہ چھوڑا صوف کی تاریخ میں احمد یسوی ایک ایسی شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے مریدوں اور پیروں کے کئی سلسلوں کو جنم دیا اور ان سے منسوب ”دیوان حکمت“ نے صوفیانہ طرز زندگی پر گہرا اثر ڈالا خصوصاً نقشبندی سلسلے نے اپنی تعلیمات کا ماخذ اس دیوان کو بنایا“ ۲۔

۱۔ شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراقبات الاسرار۔ ناشر نیما القرآن پبلیکیشنز، بخش روزلاہور، صفحہ ۵۳۳۔

۲۔ سید قاسم محمود۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا مطبع شاہکار، کتب فاؤنڈیشن، صفحہ ۱۲۲۔

”ذکر اشرف“ کے مصنف آپ کے متعلق لکھتے ہیں ”خواجہ احمد یسوی ایک بلند مرتبہ بزرگ تھے جو یہاں کے رہنے والے تھے یہاں ترکستان کا ایک شہر ہے جو روس میں ہے خواجہ احمد یسوی کا مقبرہ یہاں میں موجود ہے جنت تیمور لنگ نے بنوایا تھا، ۱۔

حضرت خواجہ احمد یسوی کے متعلق اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ ذکر اشرف کے مصنف اور صاحب مراۃ الاسرار نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے جلیل القدر بزرگ اور صاحب علم و فضل مشائخ میں بلند مقام رکھتے تھے وہ ترکی کے شہر یہاں کے رہنے والے تھے اسی لئے ان کے نام کے ساتھ یسوی لکھا جاتا ہے آپ نے ترکستان میں وعظ و ارشاد کا سلسلہ جاری کیا اپنے علم و روحانیت کے ذریعے لاکھوں بندگان خدا کو سیدھا راستہ دیکھایا اور لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلوک و طریقت کی تعلیم حاصل کی آپ نے نہ صرف یہ کہ انہیں شریعت و طریقت کی تعلیم دی بلکہ روحانی تربیت بھی فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ سے فیض حاصل کرنے والے علم اور روحانیت دونوں لحاظ سے بلند مقام پر پہنچے۔ یہی مقدس بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نانا تھے۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین سید ہوئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت کے متعلق ایک روایت بہت مشہور ہے اور اس کو تمام ہی منور نصین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب سیدہ خدیجہ خاتون کی شادی سلطان سید ابراہیم سے ہوئی تو ابتداء میں دو یا تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اس کے بعد آٹھ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی سلطان ابراہیم سخت متفکر ہوئے کہ اب تخت سمنان کا وارث کون ہوگا۔ بی بی خدیجہ بھی رنجیدہ رہنے لگیں کیونکہ دونوں ہی کو اولاد زینہ کی شدید خواہش تھی اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے راتوں کو خدا کے حضور روتے گزر گزاتے تھے ایک روز نماز فجر سے قبل سلطان ابراہیم اور خدیجہ خاتون اپنے مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دیکھا ابراہیم مجذوب جو سمنان میں ہی رہا کرتے تھے اچانک محل میں نمودار ہوئے سلطان اور ملکہ دونوں ہی ان کو اس طرح محل میں دیکھ کر حیران ہوئے انہوں نے مجذوب کا نام تو سنا تھا لیکن کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا سلطان کھڑے ہوئے اور انہیں نہایت عزت و احترام کے

ساتھ لا کر اپنے تخت پر بیٹھایا اور پھر ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر مودب کھڑے ہو گئے مجذوب نے سلطان ابراہیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آج تم کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں کیا اولاد نرینہ کی خواہش ہے سلطان نے عرض کیا اگر عنایت ہو تو عین نوازش ہوگی مجذوب نے کہا اس کی قیمت زیادہ ہے کیونکہ تمہیں عجوبہ روزگار ملے گا سلطان نے ادب سے عرض کیا جو حکم ہوگا حاضر کروں گا مجذوب نے کہا ہزار شاہی چاہیے سلطان نے فوراً ہزار شاہی لا کر پیش کر دی مجذوب نے کہا اے ابراہیم تو نے ابراہیم سے بہت سستا سودا کیا اور پھر تخت سے اٹھ کر چل پڑے سلطان بھی مجذوب کے پیچھے تعظیماً چلنے لگے تو مجذوب نے چند قدم چلنے کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا ایک بیٹا تو لے چکے اب کیا چاہیے اس کے بعد ابراہیم مجذوب نظر نہیں آئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی سیرت پر لکھی گئی کتابوں میں صرف اتنی ہی روایت ملتی ہے جبکہ بعض مورخین نے ایک دوسری روایت بھی بیان کی ہے۔ محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

”سلطان نے پاس ادب چند قدم ان کی متابعت کی مجذوب نے پلٹ کر کہا اب کیا چاہتے ہو اچھا جاؤ اللہ ایک چھوڑ دوا دلا دیں دے گا۔“

اس روایت میں دوسرے بیٹے کی بھی بشارت ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سلطان ابراہیم کے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے ایک سید اشرف جہانگیر سمنانی اور دوسرے سید اعراف اشرف یا اعراف محمد (ان کے نام میں اختلاف ہے)۔ صحائف اشرفی کے مصنف ایک روایت بیان کرتے ہیں جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سلطان ابراہیم کے ہاں دو فرزند ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

”ایک رات سلطان نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال و کمال یعنی رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہوئے بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور نہایت اعزاز و اکرام اور احترام سے پیشوائی کر کے قدم بوسی سے مشرف ہوئے جب سر قدم مبارک پر رکھا دل کو کمال بشارت ہوئی حضرت سرکارِ دو عالم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا! اے فرزند ابراہیم تم کو متردد دیکھتا ہوں کیا اولاد کی خواہش ہے۔ بادشاہ رونے لگے اور بکمال عجز و انکساریوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزوئے فرزند وارث تخت و تاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں اگر حضور کے ابر بارانِ نبوت اور نسیمِ گلستانِ رسالت سے میرے باغِ خزاں رسیدہ کو سرسبزی

حاصل ہوا اور فرزند عطا فرمائیں تو کمال عنایت ہوگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا اعراف محمد رکھنا لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت ظاہر و باطن ہوگا۔^۱

ہمارے خیال میں مذکورہ روایت معتبر معلوم ہوتی ہے کیونکہ لطائف اشرفی سے بھی اس کی سند ملتی ہے۔ لطائف اشرفی میں مولانا ابوالفضل نظام یمنی نے ان واقعات یعنی ولادت اور بشارت ولادت کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے دور سلطنت کے واقعات کبھی بیان نہیں فرماتے تھے۔ حضرت ابوالفضل نظام یمنی نے بارہا ترک سلطنت کا سبب جاننے کی کوشش کی اور آپ سے دریافت کیا لیکن آپ نے اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا جب عرصہ دراز کے بعد آپ نے ہندوستان سے سمنان کا سفر کیا تو اس سفر میں حضرت نظام یمنی آپ کے ساتھ تھے وہاں شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے چھوٹے بھائی سلطان اعراف محمد سے ملاقات ہوئی ان سے نظام یمنی نے دریافت کیا تو انہوں نے وہ تمام واقعات از اول تا آخر تفصیلاً بیان فرمائے۔

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھو چھوی لکھتے ہیں۔ ”اس بیان میں غلطی یہ ہے کہ اس میں نظام یمنی اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی ہندوستان سے سمنان تشریف لے گئے تو اس سے بہت پہلے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا انتقال ہو چکا تھا شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا وصال ۷۳۷ھ میں ہوا اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سفر سمنان اس کے بہت بعد ہوا۔“^۲

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف کی اس تحریر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی ملاقات نظام یمنی سے نہیں ہوئی لیکن وہ خود ہی دوسرے صفحہ پر یوں رقمطراز ہیں۔

”ممکن ہے کہ اس وقت تک وہ شخصیت بقید حیات رہی ہو جس کا نام خاتمہ مکتوبات اشرفی میں علاؤ الدولہ برکی بتایا گیا ہے اور جن کا نام پچھلے صفحات میں سید ابراہیم کے دزیری کی حیثیت آچکا ہے ان کے بارے میں

۱۔ سید علی حسین اشرفی، سخائف اشرفی جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد اہل روڈ ممبئی صفحہ ۶۰۔

۲۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھو چھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سر فراز قومی پریس نکھن۔ صفحہ ۳۱۔

اور کوئی اطلاع نہیں ملتی اس بیان میں کاتب کی غلطی کے سبب برکی کے بجائے سمنانی ہو گیا۔^۱
مصنف حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس بیان سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ علاؤ الدولہ سمنانی اور علاؤ
الدولہ برکی دو الگ شخصیتوں کے نام ہیں جبکہ کتاب ”اشرف سمنانی“ کے مصنف نے انہیں ایک ہی
شخصیت قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”یہاں یہ تخصیص نظام الملک علاؤ الدولہ برکی کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے جو طبقہ صوفیاء میں حضرت شیخ
رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ کے نام سے مشہور ہیں۔“^۲

ہمارے خیال میں ”اشرف سمنانی“ کے مصنف کا قول زیادہ مستند معلوم ہوتا ہے کہ علاؤ الدولہ برکی اور شیخ
رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی ایک ہی شخصیت ہیں حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف نے اس
بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ وہی شخصیت ہو سکتی ہے جن کا ذکر سید ابراہیم کے وزیر کی حیثیت سے آچکا
ہے اور لطائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی کے قول سے اس کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں۔

”حضرت علاؤ الدولہ سمنانی بن احمد بن محمد البانکی اصل میں سامانی النسل ملاوک سمنان میں سے تھے حضرت
ابراہیم شاہ سمنان کی وزارت کا منصب ان کے سپرد تھا۔“^۳

بہر حال ان شواہد کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت اور ترک سلطنت
کے تمام واقعات شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے سلطان اعرف محمد کو بتائے اور ان سے شیخ ابوالفضل نظام یمنی
نے معلوم کر کے تحریر فرمائے یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام واقعات کیونکہ سلطان اعرف محمد کے سامنے ہی
ہوئے اس لئے انہوں نے حضرت نظام یمنی کو بتائے اور انہوں نے پھر اسے تحریر فرمایا۔

تحقیق سن ولادت و وفات:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سن ولادت و وفات میں اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
لطائف اشرفی میں آپ کا سن ولادت مذکور نہیں ہے بعض تذکرہ نگاروں نے اختلاف کے ساتھ جو سنیں تحریر

۱۔ ذاکر وحید اشرف۔ کچھوچھو۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرفراز قومی پریس گھنور۔ صفحہ ۳۲-۳۳۔

۲۔ سید شہیم اشرف۔ اشرف سمنانی شخصیت و آثار۔ مطبع قمر پریس ملتان۔ سکر اول ماہ ۱۹۸۱ء۔ صفحہ ۳۶۔

۳۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول۔ اردو ترجمہ شمس بریلوی۔ ناشر ایمل پریس پاکستان چوک کراچی صفحہ ۵۸۸۔

کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار صفحہ ۱۰۶۰ سن وفات ۸۰۸ھ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

(۲) شاہ وجہ الدین۔ بحر زخار۔ سن وفات ۸۰۸ھ

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار صفحہ ۳۵۸ سن ولادت ۷۷۰ھ سن وفات ۸۷۱ھ مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

(۴) علامہ عبدالحق بن فخر الدین حسنی۔ نزہۃ الخواطر صفحہ ۲۷۔ وکالت وفاتہ فی الثامن العشرین من محرم الحرام سنۃ ثمان و ثمان مائۃ و قبرہ فی الکچھو چھہ مشہور فضاہر یزار کما فی جہان تاب۔

ترجمہ: انکی وفات ۲۸ محرم الحرام سن ۸۰۸ھ میں ہوئی ان کی قبر کچھو چھہ میں ہے اور زیارت کا مقام ہے۔
(۵) مولوی رحمن علی۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۱۱۲۔ سن وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ھ مطبوعہ پاکستان سائنس رائل سوسائٹی کراچی۔

(۶) پروفیسر حامد حسن قادری۔ داستان تاریخ اردو صفحہ ۲۴۔ تاریخ ولادت ۱۲۸۹/۶۸۸ھ۔ تاریخ وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ھ مطبوعہ اردو اکیڈمی سندھ۔

(۷) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور صفحہ ۷۸۸۔ تاریخ ولادت

۶۸۸ھ/۱۲۸۹ھ۔

(۸) سید نعیم اشرف۔ محبوب یزدانی صفحہ ۱۳۰۔ تاریخ وفات ۸۰۸ھ مطبوعہ اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چانگام۔

(۹) ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ آثار سید اشرف جہانگیر سمنانی صفحہ ۱۶۔ تاریخ ولادت ۶۸۸ھ تاریخ وفات ۲۸ محرم ۸۰۸ھ مطبوعہ ظفر الدین خاں بکسلر ڈیوڑھی بیگم آگرہ۔

(۱۰) مولوی سید قدیر اشرف کچھو چھوی۔ ذکر اشرف صفحہ ۱۵۔ تاریخ ولادت ۷۱۲ھ تاریخ وفات صفحہ ۷۱۷ھ ۸۳۰ھ/۱۴۳۲ھ کے درمیان۔ مطبوعہ ادارہ علم و ادب کچھو چھو شریف ضلع فیض آباد۔

(۱۱) سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی صفحہ ۲۷۔ تاریخ ولادت ۳۲ھ تارخ وصال جمعہ ۲۸ محرم الحرام ۸۳۲ ہجری مطابق ۱۳۳۸ء ہے۔

لیکن ان تمام سنین ولادت و وفات میں سے کسی کو بھی درست قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ان میں سے کسی نے اس سلسلے میں تحقیق کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی بلکہ اپنی ماقبل کتب سے سنین نقل کرنے پر اکتفا کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو فکری غلطی یعنی ۸۰۸ھ کی تھی وہ بعد کی کتب میں بعدہ ثبت ہوتی چلی گئی اور شاید یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہتا اگر ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال میں اختلاف کا سوال نہ اٹھاتے۔ موصوف نے سن ۱۹۷۵ء میں ”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی“ لکھ کر نہ صرف یہ کہ یہ سوال اٹھایا بلکہ اپنی تحقیق سے سال وصال ۸۰۸ھ کو غلط ثابت کیا۔ ”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی“ کی طباعت کے چھ سال بعد سید شمیم اشرف صاحب نے ”اشرف سمنانی“ لکھ کر اس تحقیق کو مزید آگے بڑھایا (۱۹۸۱ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا) انہوں نے ڈاکٹر سید وحید اشرف صاحب کے چند دلائل سے اختلاف کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال ۸۰۸ھ کو غلط قرار دیا ہمارے خیال میں ان دونوں حضرات کے سوا کسی اور مصنف یا محقق نے اس طرف توجہ نہیں دی (واللہ اعلم)۔ لہذا ہم یہاں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال ولادت و وفات کے سلسلے میں ان ہی دونوں محققین کے دلائل پیش کریں گے اور پھر ان کا جائزہ لیں گے۔

”اشرف سمنانی“ کے مصنف لکھتے ہیں۔

”سب سے پہلی کتاب مستطاب جس میں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سال وصال مرقوم ہے وہ مراۃ الاسرار مؤلف عبدالرحمن چشتی ہے قطعہ تاریخ یہ ہے۔

چون سید اشرف آں شاہ جہانگیر۔ در جاں را بہ سلک وصل حق سفت

خود داز بہر تاریخ وصالش۔ بہ فضل حق جاں را منتہی گشت

لفظ منتہی سے بارہ تاریخ ۸۰۸ھ نکلتا ہے بعد ازاں بحرذخار میں ۸۰۸ھ مرقوم ہوئی (بحرذخار مراۃ الاسرار کے بعد تالیف ہوئی) ۱

مصنف ”اشرف-منانی“ کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر منانی کا سال وصال ۸۰۸ھ سب سے پہلے جس کتاب میں لکھا گیا وہ ”مرآۃ الاسرار“ ہے اس کے بعد بحر ذخار پھر خزینۃ الاصفیاء اور بعد کی دیگر کتب تالیف ہوئیں اور مرآۃ الاسرار کی یہ فکری غلطی ان سب میں من و عن درج ہوتی چلی گئی جن کتب میں ۸۰۸ھ درج ہے ان کی تعداد تقریباً ۱۰ ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۸ھ درست ہے لیکن ڈاکٹر سید وحید اشرف کی تحقیق نے اس کو بھی غلط ثابت کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”مکتوبات اشرفی میں ایک خط ہوشنگ خان غوری شاہ مالوہ کے نام ملتا ہے جس کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ ہوشنگ خان کے اس خط کے جواب میں ہے جو اس نے سید اشرف کو اپنی رسم تاجپوشی کے موقع پر لکھا تھا خط کے چند ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔

”مثال سلطنت آرائے اورنگ منشور مملکت افزائے نورنگ ہوشنگ خان سلمہ اللہ علیٰ ممالک کی طرف درویش اشرف کے پاس عریضہ پہنچا آپ نے نامہ مسکیتہ الختام و نعتہ تہنیت انجام میں استفسار کیا ہے کہ کاتب تقدیر ازی نے لوح محفوظ میں راقم تصویر لم یزلی نے روز اول لکھ دیا تھا وہ باتیں روئے زمین کے اولیاء کی زبان و اصفیائے برین کے لسان پر جاری و ساری ہیں ماشاء اللہ کان (جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا) و ما لم یشا لم یکن (اور جو کچھ اللہ نے نہ چاہا ہوا) حق تعالیٰ فال مبارک جو کہ ولایت پناہ کی خانقاہ میں بزبان ولایت جاری ہو نیک و سعید بنایگا اور مطلق والی بقول تبارک جو کہ لسان عنایت سے پہنچے یہ بندہ بھی سلطنت کے سر پر دار الخلافہ میں تخت نشین ہوا۔“

طبقات اکبری ج ۳ صفحہ ۲۸۹ کے مطابق ہوشنگ خان ۸۰۹ھ میں مالوہ پر قابض ہوا اور تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ کے مطابق ہوشنگ خان کی تخت نشینی کا سال ۸۰۸ھ ہے۔

ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھ چھوٹی نے مذکورہ دلیل میں لکھا ہے کہ ہوشنگ خان اپنے باپ کی وفات کے بعد ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ میں مظفر شاہ گجراتی کے ہاتھوں گرفتار اور قید ہو گیا ۸۱۰ھ میں رہائی پائی اور اس کے بعد مندو (مالوہ کا پائے تخت) پر قابض ہوا اور رسم تاجپوشی ادا کی جبکہ فرشتہ کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ لکھتے ہیں ”دلاور خاں کے بعد اس کا بیٹا الپ خاں سلطان ہوشنگ کے لقب سے تخت پر بیٹھا اور تمام امیروں اور

اراکین سلطنت نے اس کی بیعت کی اور اطاعت گزاری کا وعدہ کیا ہوشنگ خاں کو عنان حکومت ہاتھ میں لئے ہوئے ابھی کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کے مغربوں نے اسے اطلاع دی کہ شاہ مظفر گجراتی اپنا لشکر لے کر حدود مالوہ کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ سلطان مظفر گجراتی اور دلاور خان غوری میں بہترین دوستانہ مراسم تھے اور دونوں ایک دوسرے کو بھائی کہتے تھے مظفر گجراتی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہوشنگ نے اپنے باپ کو زہر دے کر حکومت اپنے قبضے میں کر لی ہے تو اس نے مالوہ پر لشکر کشی کی جہان لی تاکہ ہوشنگ کو اس کے جرم کی سزا دے۔ یہ اطلاع پاتے ہی ہوشنگ نے اپنا لشکر تیار کیا اور سلطان گجراتی کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ دھار سے باہر نکلا ۸۱۰ھ میں گجراتی اور مالوی حکمران ایک دوسرے کے سامنے آئے اور زبردست جنگ ہوئی دونوں لشکروں نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا سلطان مظفر زخمی ہوا اور ہوشنگ لڑتے لڑتے اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اس کے باوجود بھی جنگ ہوتی رہی آخر کا سلطان مظفر کی خوش قسمتی کام آئی اور اسے کامیابی نصیب ہوئی اور سلطان ہوشنگ شکست کھا کر دھار میں پناہ گزین ہوا۔

تاریخ فرشتہ کے مطابق سلطان ہوشنگ خاں اور سلطان مظفر گجراتی کے درمیان ۸۱۰ھ میں مقابلہ ہوا اور اس مقابلہ میں ہوشنگ کو شکست ہوئی اور قید ہوا جبکہ ڈاکٹر وحید اشرف ۸۱۰ھ کو اس کی رہائی کا سال قرار دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ ۸۱۰ھ کے بعد ۸۱۰ھ میں تخت نشین ہوا اور سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے اسی سن میں اسے خط لکھا یعنی ان کا خط ۸۰۸ھ کے بعد لکھا گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ہوشنگ خاں کے والد دلاور خان کاسن و فات ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ تحریر کر چکے ہیں یعنی ان دونوں سنیں میں سے کوئی ایک اس لحاظ سے وہ ۸۰۸ھ یا ۸۰۹ھ میں تخت مالوہ پر تخت نشین ہو چکا تھا اگر دلاور خان کاسن و فات ۸۰۸ھ مان لیا جائے تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ باپ کی وفات کے فوراً بعد جب ہوشنگ خاں تخت مالوہ پر بیٹھا تو اسے امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے قواعد و ضوابط کی ضرورت پیش آئی۔ جسے سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے مکتوب کی شکل میں اسے لکھ کر بھیجا اور یہ خط ۸۰۸ھ میں لکھا گیا لیکن اگر دلاور خان کی وفات ۸۰۹ھ میں مصدقہ ہے تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوشنگ خاں اپنے باپ دلاور خان کی وفات کے بعد ۸۰۹ھ میں تخت نشین ہوا اور اس لحاظ سے سید اشرف جہانگیر سمٹانی کا خط ۸۰۹ھ میں لکھا گیا یعنی ۸۰۹ھ تک وہ حیات تھے

اس دلیل سے ذاکٹر وحید اشرف کی دلیل کو تقویت ملتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سن وصال ۸۰۸ھ نہیں بلکہ اس کے بعد کا کوئی سن ہے۔ اب ہم ذاکٹر وحید اشرف صاحب کی اس دلیل کا جائزہ لیں گے جس سے انہوں نے ثابت کرنے کی کوششیں کی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ۸۲۵ھ کے بعد بھی حیات تھے وہ لکھتے ہیں۔ ”لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی دونوں میں حضرت سید اشرف کے سفر گبرگہ اور وہاں خاتہ سید محمد گیسو دراز میں قیام کا ذکر ہے ایک مکتوب میں ایک شخص حمید الدین کے نام لکھتے ہیں۔ ”از آنجملہ سادات گیسو دراز اند کہ سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز بانیان میر سید ولقب گیسو دراز در بند نیافتہ اند بلکہ در ولایت سادات یافتہ اند بعنایت عالیشان کہ تصنیفات رایقہ و تالیفات لایقہ از آنحضرت سر بر زرد اند میرا خیر تصنیفات حضرت میرا ست در مسئلہ وحدۃ وجود مطلق اند کہ ایمانی بہ نسبت حضرت صاحب فصوص کردہ اند فقیر تغیر مزاج کردہ و با نواع دلائل عقلی و نقلی خاطر نشان حضرت میرا نمودہ فرحہ نیافت کہ در سیر آن اصلاح کردہ آید در سیر نخستین کہ بجانب میرا شدہ ملازمت حضرت میرا بدخواہ شدہ در سیر ثانی بحضرت شاہید اللہ و شاہ صفی اللہ ملازمت و شرف یافتہ۔“

ترجمہ: ان میں سے سادات گیسو دراز ہیں کہ سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز ان تک پہنچتا ہے اور گیسو دراز کا لقب بندوستان میں نہیں پایا جاتا بلکہ سادات کے علاقہ میں پایا جاتا ہے آپ سے نہایت عالیشان اور قابل قدر تالیفات اور تصنیفات صادر ہوئی ہیں سیرۃ النبی آپ کی آخری تصنیف ہے اس کتاب میں وحدۃ وجود مطلق کے متعلق حضرت صاحب فصوص الحکم (محمی الدین ابن عربی) کے خلاف کچھ اشارہ کیا ہے فقیر نے آپ کے خیال میں تبدیلی کی کوشش کی اور مختلف عقلی و نقلی دلائل پیش کئے لیکن آپ کو تشفی نہ ہوئی اور کتاب میر میں کوئی ترمیم نہیں کی پہلا سفر جو حضرت گیسو دراز کی طرف ہوا اس میں حضرت گیسو دراز سے خاطر خواہ ملاقات ہوئی اور دوسرے سفر میں حضرت شاہید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔“ مذکورہ بالا بیان سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) سید اشرف کا پہلا سفر گبرگہ ۸۰۴ھ کے بعد واقع ہوا کیونکہ سید محمد گیسو دراز اسی سال دہلی سے گبرگہ پہنچے۔ (۲) جب حضرت سید اشرف پہلی بار گبرگہ پہنچے تو حضرت سید محمد گیسو دراز اپنی کتاب سیرۃ النبی تالیف کر چکے تھے اور یہ کتاب ۸۱۰ھ کے بعد لکھی گئی یعنی حضرت سید اشرف نے پہلا سفر گبرگہ ۸۱۰ھ

کے بعد کیا۔

(۳) حضرت سید اشرف نے اپنے دوسرے سفر گلبہرگہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز کا نام نہیں لیا اور ان کے بجائے ان کے پوتے شادید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے حضرت گیسو دراز کا وصال ۸۲۵ھ میں ہوا اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ حضرت سید اشرف کا دوسرا سفر گلبہرگہ ۸۲۵ھ کے بعد ہوا ہوگا۔ ڈاکٹر وحید اشرف نے اپنی مذکورہ دلیل سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں کسی ایک سے بھی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے سن وصال ۸۰۸ھ ثابت نہ ہو بلکہ اس کے بعد کا کوئی سن ثابت ہو وہ لکھتے ہیں کہ سید اشرف کا پہلا سفر گلبہرگہ ۸۰۴ھ کے بعد واقع ہوا کیونکہ سید محمد گیسو دراز اسی سال دہلی سے گلبہرگہ پہنچے۔ ڈاکٹر وحید اشرف نے نتیجہ نمبر ۱ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ سید اشرف کا جب پہلا سفر گلبہرگہ ۸۰۴ھ کے بعد ہوا تو یقیناً دوسرا سفر ۸۰۸ھ کے بعد ہوا ہوگا اس لئے وہ ۸۰۸ھ کے بعد بھی حیات تھے ہمارے خیال میں یہ کوئی دلیل نہیں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پہلا سفر ۸۰۵ھ میں اور دوسرا سفر ۸۰۷ھ میں کیا ہو اس لئے نتیجہ نمبر ۱ قابل قبول نہیں۔

نتیجہ نمبر ۲۔ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت سید اشرف پہلی بار گلبہرگہ پہنچے تو حضرت سید محمد گیسو دراز اپنی کتاب "سیرۃ النبی" تالیف کر چکے تھے اور یہ کتاب ۸۱۰ھ کے بعد لکھی گئی یعنی سید اشرف نے پہلا سفر گلبہرگہ ۸۱۰ھ کے بعد کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت گیسو دراز کی کتاب سیر النبی کے ۸۱۰ھ میں تالیف ہونے کا کوئی حوالہ نہیں دیا اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتاب ۸۱۰ھ ہی میں تالیف کی گئی ہو ہو سکتا ہے کہ اس سے قبل تالیف کی گئی ہو لیکن اگر ہمیں کوئی ایسا مستند حوالہ مل جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ کتاب ۸۱۰ھ میں ہی لکھی گئی تھی تو پھر سید اشرف کا سن وصال ۸۰۸ھ غلط ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ جب سید اشرف جہانگیر سنائی گلبہرگہ پہنچے تو وہ اپنی کتاب سیر النبی تالیف کر چکے تھے۔

نتیجہ نمبر ۳۔ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید اشرف نے اپنے دوسرے سفر گلبہرگہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز کا نام نہیں لیا اور ان کے بجائے ان کے پوتے شادید اللہ اور شاہ صفی اللہ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے حضرت گیسو

دراز کا وصال ۸۲۵ھ میں ہوا اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ سید اشرف کا دوسرا سفر گبرگہر ۸۲۵ھ کے بعد ہوا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا اپنے دوسرے سفر گبرگہر کہ میں حضرت گیسو دراز کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل برگز نہیں کہ ان کا وصال ہو چکا تھا کیونکہ کسی کی عدم موجودگی اس کی وفات کی دلیل نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جب دوسری مرتبہ آپ گبرگہر پہنچے ہوں تو حضرت گیسو دراز کہیں تشریف لے چکے ہوں یعنی سفر وغیرہ میں ہوں اس وجہ سے یہ کہنا کہ وہ وصال فرما چکے ہوں کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی“ کے مصنف لکھتے ہیں کہ ”حضرت سید اشرف کے تین خطوط بنگال کے فرمانبردار اچاکنس کے دور سے متعلق ہیں اس میں ایک خط ابراہیم شاہ شرقی کے نام ہے جس میں کنس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ دوسرا خط شیخ نور الدین قطب عالم پنڈوی کے نام ہے اس میں حضرت شیخ نور کو کنس کے مظالم پر صبر و ضبط کی تلقین کی گئی ہے اور یہ پیشن گوئی کی ہے کہ عوام کنس کے مظالم سے بہت جلد نجات پا جائیں گے۔

تیسرا خط ایک شخص حسین کے نام ہے اس خط میں شیخ حسین کے دو بیٹوں کے کنس کے ہاتھوں قتل کئے جانے پر اظہار تعزیت کیا ہے کنس ۸۱۷ھ میں بنگال کے تخت پر قابض ہوا جب اس نے ابراہیم شاہ شرقی کے جو پور سے آنے کی خبر سنی تو اپنے نو مسلم بیٹے جلال الدین کو اپنا جانشین اعلان کر کے تخت سے دستبردار ہو گیا حضرت شیخ نور قطب عالم نے اس تبدیلی کی خبر پا کر ابراہیم شاہ کو مطلع کیا چونکہ کنس کے مظالم سے رعایا نجات پا گئی ہے اس لئے اب جنگ کرنا اور خون بہانا جائز نہیں لیکن جب ابراہیم شاہ جو پور واپس ہو گیا تو کنس نے جلال الدین کو معزول کر دیا اور پھر خود تخت پر قابض ہو گیا اور رعیت بنگال پھر اس کے مظالم میں گرفتار ہو گئی ۸۲۱ھ میں جلال الدین نے کنس کے خلاف بغاوت کر دی اور بنگال پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ۸۲۷ھ تک حکمران رہا اس لئے یہ تین خطوط جو کنس کے دور سے متعلق ہیں یقیناً ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان لکھے گئے۔“

ڈاکٹر وحید اشرف کی مندرجہ بالا دلیل کے جواب میں ”اشرف سمنانی“ کے مصنف لکھتے ہیں۔

”مجھے اعتراف ہے کہ ڈاکٹر وحید اشرف نے پہلی بار سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال وصال کا سوال اٹھایا

لیکن ان کے استدلال کا دوسرا رخ جس کا تعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات سے ہے جو آپ نے راجہ کانس کو ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان تحریر فرمائے ہیں وہ محض پریشان خیالی کی اختراع اور مخدوش تحقیقی دوران سر ہے راجہ کانس لکھنوتوی اور بنگال کا راجہ تھا۔ سات سال حکومت کی اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے جمل نے عالم و فضلا لکھنوتوی کو جمع کیا کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا اور سلطان جلال الدین کے نام سے سترہ سال تک نہایت شان و شوکت سے لکھنوتوی اور بنگال میں حکومت کی۔ ۸۱۲ھ میں نقد جان شیریں خازن بہشت بریں کے سپرد کر دی۔ مدت ہفدہ سال و چند ماہ نہایت استقلال و بنگال و لکھنوتوی بادشاہی کر دی۔ ۸۱۲ھ نقد جان شیریں بخ خازن بخشش بریں سپرد (ماخذ۔ تاریخ۔ فرشتہ۔ جلد دوم محمد قاسم فرشتہ) گویا راجہ کانس نے ۹۵ھ میں وفات پائی ۸۱۲ھ = ۱۷۹۵ء اور سلطان جلال الدین کا سال وفات ۸۱۲ھ ہے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو تین مکتوبات ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان کس طرح تحریر فرمائے جب کہ ۸۹۵ھ میں وہ فوت ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کا بیٹا سلطان جلال الدین بھی ۸۱۲ھ میں رحلت کر چکا تھا دوسری توجیح یہ ہے کہ مکتوبات اشرفی میں مکتوبات کی تعداد پچھتر ۷۵ ہے اور کسی مکتوب میں تاریخ مرقوم نہیں اس لئے ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ محض خیالی ایڈ و نچر ہے۔ تیسری اور آخری توجیح یہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو کوئی خط نہیں لکھا بلکہ مکتوب نمبر ۳۵ مخدوم زادہ حضرت قطب عالم والدین پنڈوی قدس سرہ کے نام مبارک کا جواب ہے جو انہوں نے اپنے خامدہ منورہ سے خروج کانس کی بابت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو تحریر فرمایا تھا۔ مکتوب نمبر ۳۵ کا موضوع یہ ہے ”در جواب نامہ کہ بہ خامدہ منورہ حضرت قطب عالم نوشتہ بود برائے استغاثہ از خروج کنس لہذا جوابات عدم ہے وہ کالعدم ہے“۔

ہمارے خیال میں مصنف ”اشرف سمنانی“ کا مذکورہ قول ہی معتبر ہے اور تحقیق سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے راجہ کانس کو ۸۱۷ھ اور ۸۲۱ھ کے درمیان کوئی خط نہیں لکھا بلکہ مکتوبات اشرفی میں آپ کا جو مکتوب ملتا ہے اور جس کو بنیاد بنا کر ڈاکٹر وحید اشرف نے اپنی ویس قائم کی ہے وہ راجہ کانس کے نام نہیں بلکہ انہوں نے اپنے پیر زادے قطب عالم پنڈوی کے خط کے جواب میں تحریر

فرمایا تھا۔

تحقیقین کی آخر دلیل جس سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سال ولادت و وفات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے نظام یمنی کا وہ قول ہے جو انہوں نے لطائف اشرفی کے لطیفہ نمبر ۵۶ میں تحریر فرمایا ہے اور جس میں انہوں نے سید عبدالرزاق نورالعین کی عمر کے بارے میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”صد و بیست سال عمر بکمال سید عبدالرزاق یافتہ بودند و از دہ سالہ بودند کہ بہ شرف ملازمت حضرت قدوة الکبریٰ مشرف شد نہ چہل سال بر سر سجادہ بادشاہ و اصحاب طلب ابتدائی ارباب قلب اشتغال داشتند باقی حیات صرف خدمت حضرت قدوة الکبریٰ شدہ“۔

ترجمہ: سید عبدالرزاق نے پورے ایک سو بیس سال عمر پائی بارہ سال کے تھے جب انہوں نے حضرت قدوة الکبریٰ کی ملازمت اختیار کی۔ چالیس سال تک سجادہ پر اصحاب معرفت کی ہدایت اور صاحب دلوں کی رہنمائی میں مصروف رہے۔ باقی زندگی حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں صرف کی۔

سید عبدالرزاق نورالعین کا سال وفات ۸۷۲ھ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے نظام یمنی کے قول کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی کے وصال کے بعد چالیس سال حیات رہے اور مسند رشد و ہدایت کو زینت بخشی تو اگر ۸۷۲ھ میں سے چالیس سال کم کر دیے جائیں تو ۸۳۲ھ بنتا ہے اور قرین قیاس یہی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا سن وفات ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۸ء ہے۔ اب رہا مسئلہ سن ولادت کا تو وہ اس سن وفات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے کیونکہ صاحب مرآۃ الاسرار نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر ۱۱۰ سال یا ۱۲۰ سال لکھی ہے جبکہ مختلف کتب میں ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۰۹ اور ۱۰۷ درج ہے لیکن کثرت آراء ۱۲۰ کے حق میں ہیں اگر ۱۲۰ سال کو ہی درست مان لیا جائے تو سن وفات ۸۳۲ھ میں سے ۱۲۰ وضع کرنے پر ۷۱۲ھ بنتا ہے یعنی سن ولادت ۷۱۲ھ ہے

ان دلائل کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت ۷۱۲ھ میں ہوئی آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور ۸۳۲ھ میں وصال فرمایا۔

تحصیل علم:

سلطان سید ابراہیم کیونکہ عرصہ دراز کے بعد اولاد نرینہ کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے تھے کہ اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اپنے فرزند سید اشرف کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہ کریں اور شدت سے اس وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ جب ان کا یہ فرزند ارجمند تحصیل علم کے قابل ہو چنانچہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو نہایت دھوم دھام سے آپ کی تسمیہ خوانی کی گئی اس وقت کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا غلام الدین تبریزی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ پڑھائی اور یہ بزرگ آپ کے پہلے استاد قرار پائے آپ نے نہایت شوق سے تعلیم کا آغاز کیا۔

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصنف آپ کی ذہانت کے متعلق لکھتے ہیں۔

”ایک سال کی مدت میں آپ نے قرآن شریف ہفت قرات کے ساتھ حفظ کر لیا اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی چودہ سال کی عمر میں مرتبہ علوم منقول و معقول کی تکمیل کر لی۔“^۱

آپ کے اساتذہ میں علی بن حمزہ کوئی علیہ الرحمۃ کا نام بھی آتا ہے جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور قرات سبعہ کے ماہر تھے ”اشرف سمنانی“ کے مصنف لکھتے ہیں۔

”کہ آپ ایک سال میں حافظ قرات سبعہ ہوئے اور علی بن حمزہ کوئی سے سند قرات حاصل کی سات قرائے سبعہ ہیں اور تمام قراء عشرہ ان کے شاگرد ہیں قرائے سبعہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) علی بن حمزہ کوئی (۲) نافع عبد الرحمن بن ابی نعیم (۳) ابو عمرو بن العلاء البصری الکوفی (۴) عبد اللہ بن عامر دمشقی (۵) عاصم بن النخوع کوئی (۶) عبد اللہ بن مکی (۷) حمزہ بن حبیب بن عمارہ الرباب کوئی۔“

سادات نور بخشیہ میں پانچ پشتو سے حفظ قرآن کی روایت چلی آتی تھی اور ایک زمانہ میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سترہ حفاظ کی ہم نشینی کا شرف حاصل تھا سات سال میں اصطلاحات علوم عربیہ اور مقامات مفہوم عجیبہ میں ایسی دستگاہ کامل حاصل کی کہ پورے عراق میں مشہور ہو گئے۔“^۲

۱۔ ذاکر و حیدر اشرف پکنوچوی، حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی، مطبع شرف از قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۳۳۔

۲۔ سید شمیم اشرف، اشرف سمنانی حیات و افکار، مطبوعہ محمد و محمد اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد، صفحہ ۳۰۔

حضرت سید عبدالرزاق نور العین خاتمہ مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں ”اصحاب قرات دس ہیں لیکن ان میں سے سات معتبر ہیں اکثر علماء اس میں تلاوت کرتے ہیں نماز میں قرات سب سے درست نہیں۔

۱۔ نافع بن عبدالرحمن بن ابی نعیم مدنی: ان کی اصل اصفہان سے ہے ابی میمونہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ میں سے ہیں آپ کی ولادت سن ۷۰ ہجری میں ہوئی اور انتقال ۱۶۹ ہجری میں باوی کے عہد میں ہوا۔

۲۔ عبداللہ بن مکی کثیر: سن ۴۵ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۲۰ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا آپ کو اپنے زمانے میں علمی اعتبار سے سیادت حاصل تھی انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا اس اعتبار سے آپ تابعی ہیں۔

۳۔ ابو عمرو بن العلاء البصری: سن ۶۸ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۵۴ ہجری میں انتقال ہوا اس وقت ابو وائلی کا دور تھا۔

۴۔ عبداللہ بن عامر الدمشقی: سن ۲۱ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۱۱۸ ہجری میں دمشق میں انتقال ہوا ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت مغیرہ بن ابوشہاب رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی دوسری روایت کے مطابق انہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرآن سنانے اور ان سے قرات کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

۵۔ عاصم بن ابوالنخود: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور والد ماجد کی کنیت ابوالنخود نام بہدل اسدی ہے آپ کا شمار مشہور محدثین میں بھی ہوتا ہے عبدالرحمن السلمي اور زرین جمیش سے آپ نے قرات سیکھی آپ کا وصال ۱۲۷ ہجری میں ہوا۔

۶۔ حمزہ بن حبیب بن عمادہ الرباب الکوفی: سن ۸۰ ہجری میں ولادت ہوئی ۱۵۶ ہجری میں انتقال ہوا قرائے کرام میں سب سے زیادہ زاہد اور متقی تھے آپ کا انتقال ابو وائلی کے عہد میں ہوا۔

۷۔ علی بن حمزہ الکسائی الکوفی: آپ کی کنیت ابوالحسن ہے آپ فن قرات کے علاوہ کئی اور فنون پر بھی مہارت رکھتے تھے بالخصوص علم نحو۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو علم نجوم میں عبور حاصل

کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کسائی سے وابستہ ہو جائے آپ کا وصال ۱۸۹۹ ہجری میں ہوا۔
قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کو سات قرأت کے ساتھ حفظ کیا تھا لیکن آپ زیادہ تر عاصم اور
نافع میں تلاوت فرماتے تھے آپ نے فرمایا کہ سلسلہ نور بخشیہ میں ستر اشخاص نے اس درویش سے ایک
سال میں قرآن پاک حفظ کیا جن میں بندہ عبدالرزاق نے بھی ایک سال کے دوران مخدومی خدمت میں
قرآن پاک کو قرأت سہد کے ساتھ حفظ کیا اس کے بعد علوم شرعیہ و اصول فریہ کو حاصل کیا۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر بہت جلد یعنی صرف چودہ سال کی عمر میں علوم
متداولہ پر مکمل عبور حاصل کر لیا لطف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ
نے سمنان کی ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت شیخ الاسلام رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ
سے بھی فیض حاصل کیا ان کا تفصیلاً ذکر ہم اگلے باب میں ان مشائخ کے ساتھ کریں گے جن سے آپ نے
روحانی فیوض و برکات حاصل کئے یہاں ہم صرف ان علماء کا ذکر کر رہے ہیں جن سے آپ نے ظاہری علم
یعنی علم شریعت حاصل کیا۔

صاحب صحائف اشرفی آپ کی علمیت اور خداداد صلاحیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

”جب سن شریف سات سال کو پہنچا تو نکات علمی اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن
عرش عرش کر جاتے تھے بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت و معقول و منقول تفسیر، فقہ و حدیث و اصول
تعلیم علوم سے فارغ ہوئے۔ دستار فنیات سراقہ س پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے
حضرت امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین
کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کوٹلی اور حضرت بابا فرج محدث سے سند حدیث ملی تھی اور
حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول و غیرہ
میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر سے تعلیم پائی“۔ ۲۔

مصنف صحائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو چار مقامات سے سند حدیث

۱۔ عبد الرزاق نورانی، مکتوبات اشرفی، جلد دوم، مترجم مولانا منیر زاشرفی، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ، بہار، دہلی، ناؤن ٹراپنگ، ۲۰۰۵ء۔

۲۔ سید علی حسین اشرفی، صحائف اشرفی، جلد اول، ناشر دارالوفیق، اشرف دارالعلوم، ناؤن ٹراپنگ، دہلی، ۱۴۱۱ھ۔

حاصل تھی سب سے پہلے حضرت امام عبداللہ یافعی متوفی ۵۵۵ھ سے مکہ معظمہ میں دوسرے حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے اسکندریہ میں ان کا نام درج نہیں ہے تیسرے حضرت بابا مفرج سے ان کے متعلق بھی درج نہیں ہے کہ کہاں اور کس مقام پر سند حدیث ان سے حاصل کی چوتھے حضرت مولانا احمد حقانی ان کے بھی صرف نام لکھنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے راقم نے ان تینوں علماء کے متعلق کتب تصوف و سیر میں تلاش کیا لیکن معلومات نہ ہو سکی جبکہ اوّل الذکر حضرت امام عبداللہ یافعی جن سے سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے پہلی سند حدیث حاصل کی ان کے متعلق جو معلومات ہوئیں وہ یہ ہیں کہ حضرت امام عبداللہ یافعی اپنے وقت کے جلیل القدر محدث اور فقیہ تھے اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا نام عبداللہ لقب عقیف الدین اور کنیت ابوسعادت تھی۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں۔

”لیکن آپ کا قیام زیادہ عرصہ حریم شریفین میں رہا ہے شافعی مذہب تھے علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانے کے علماء و فضلاء میں ممتاز درجہ رکھتے تھے آپ کو نسبت ارادت چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے حاصل ہے تاریخ یافعی کتاب روضۃ الریاحین نشر النجاس باحوال خوارق و کرامات حضرت غوث الثقلین آپ کی مشہور تصانیف ہیں“۔ ۱۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم ظاہری ہی نہیں بلکہ باطنی علوم میں مکمل دسترس رکھتے تھے اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔

مرآۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں۔

”آپ نے خرقہ ارادت حضرت رشید الدین ابی عبداللہ بغدادی کے ہاتھ سے پہنا (یعنی مرید ہوئے) جو شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے خلیفہ تھے آپ کو ایک خرقہ اپنے والد شیخ جمال الدین سے بھی ملا۔ ایک خرقہ شیخ عزالدین ابوالعباس احمد فاروقی سے بھی ملا وہ بھی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے امام عبداللہ یافعی کو ایک خرقہ سلسلہ قادریہ۔ ایک خرقہ حضرت شیخ ابودین مقربی کے سلسلے سے اور ایک سید احمد کبیر رفاعی سے بھی ملا آپ ہر قسم کے کمالات سے مزین تھے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مخدوم

جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ دو سال تک امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں مدینہ شریف میں رہے اور قسم قسم کی نعمتیں حاصل کیں انہوں عوارف المعارف اور تصوف کی دوسری کتابیں آپ سے پڑھیں اور طریقہ ذکر آپ سے حاصل کیا۔^۱

صاحب مراۃ الاسرار کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو کئی مقامات سے خرقہ خلافت ہوا اور اجازت و خلافت ملی آپ نے تقریباً تمام سلاسل کے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور آپ سے بھی طریقت کے جلیل القدر بزرگوں نے فیض پایا جن میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ سرفہرست ہیں۔

امام صاحب نے ۲۱ جمادی الآخر ۵۵۷ھ میں وصال فرمایا مرقد مبارک مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کے متصل ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے تفسیر بیان القرآن میں آپ کی تاریخ وصال ۶۸۷ھ لکھی ہے (واللہ اعلم)۔^۲ اب ہم یہاں سمنان کے متعلق بیان کریں گے کیونکہ سلطنت نور بخشیہ سمنان ہی میں قائم تھی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت بھی سمنان میں ہی ہوئی یہیں آپ نے تعلیم و تربیت حاصل کی اور پھر اپنے والد سلطان سید ابراہیم سمنانی کی وفات کے بعد سمنان کے شہنشاہ ہوئے اس لئے ضروری ہے کہ شہر سمنان کے متعلق بیان کیا جائے اور اس کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا جائے۔ پہلے ہم سمنان کا محل وقوع اور پھر تاریخی حیثیت بیان کریں گے جس سے پتہ چلے گا کہ سمنان ایک قدیمی تاریخی شہر ہے۔

سمنان کا محل وقوع:

سمنان ایران کا قدیم تاریخی شہر ہے جغرافیائی لحاظ سے اس زمانے میں اس کا طول البلد ۵۳ اور عرض البلد ۳۵ کے درمیان تھا لیکن اب یقیناً مرور ایام کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوا ہوگا موجودہ سمنان کا محل وقوع یہ ہے کہ سمنان تہران سے ۲۲۰ کلومیٹر ہے ایوانکی قصبہ سے صوبہ سمنان کی سرحد کا آغاز ہوتا ہے یہاں سے شہر سمنان ۱۴۰ کلومیٹر ہے ”گر مسار“ صوبہ سمنان کا ضلع ہے یہاں سے سمنان ۵۰ کلومیٹر ہے ”سرخہ“ قصبہ سے سمنان ۲۵ کلومیٹر ہے ”فیروز کوہ“ گاؤں سے سمنان ۱۰ کلومیٹر ہے سمنان صوبہ چار

۱۔ شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن، علیکیشتر کالج بخش روزلاہور صفحہ ۹۶۸

۲۔ علامہ غلام رسول سعیدی، بیان القرآن۔ ناشر فرید بک سنال جدید صفحہ ۹۰۸

اضلاع پر مشتمل ہے (۱) دامغان (۲) شاہ روم (۳) گر مسار (۴) اور سمنان یہ ایک مردم خیز شہر ہے یہاں عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیتیں پیدا ہوئیں اور پھر انہوں نے اپنے وجود مسعود سے اس شہر کو عزت و عظمت عطا کی ان شخصیتوں میں سلطان ابراہیم نور بخشی قدس سرہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی وجہ سے سمنان کو شہرت و عظمت حاصل ہوئی۔

مکورخصن نے اس سلسلے میں روایات نقل کی ہیں اور اپنی تحقیق کے مطابق ان کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے ان تمام روایات اور ان کی تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں صرف وہ روایت ذکر کر رہے ہیں جو مؤلف تاریخ سمنان نے بیان کی ہے۔ اہل سمنان کے مطابق اس شہر کا نام ”سیم لام“ تھا اور اس کی بنیاد دو پیغمبروں ”سیم النبی“ اور ”لام النبی“ نے رکھی تھی یہ دونوں حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان سے تھے یہ دونوں پیغمبر سمنان کے مشرق میں کوہ پیغمبران میں مدفون ہیں اور انہی دونوں پیغمبروں کے نام پر اس شہر کا نام ”سیم لام“ ہوا جو مرد ایام کے ساتھ کثرت استعمال سے سمنان ہو گیا ان پیغمبروں کے مقبرہ میں ایک کتبہ ہے مؤلف تاریخ سمنان نے اسے یوں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں

”در بیان نسب شریف پیغمبران سیم و لام علیہما السلام بدانکہ آں دو بزرگوار دو پیغمبر اند از نسل نوح، یکی سیم و یکی لام پسران عراق ابن عالم ابن سام ابن نوح اند بنامی سمنان از ایشان شدہ از راہ البرز سمنان آمدند و قلعہ جنبدان و اسفنجان و ناسار۔ و کوشمغان و زادغان را بنانہادند و بعضی از مردم سمنان از نسل سام و لام ہاند و وجہ تسمیہ سمنان آنست کہ باعث ”منک پیغمبر شدہ و ابن کوہ را کوہ سمینک مینامند“۔

ترجمہ: سیم اور لام علیہما السلام پیغمبروں کے نسب شریف کے بیان میں معلوم ہو کہ یہ دو بزرگوار دو پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں ایک سیم اور دوسرے لام پسران عراق ابن عالم ابن سام ابن نوح۔ سمنان کی بنیاد انہی دونوں نے ڈالی یہ دونوں البرز کی راہ سے سمنان آئے اور جنبدان و اسفنجان و ناسار و کوشمغان اور زادغان کے قلعوں کی بنیاد رکھی سمنان کے بعض لوگ سام و لام کی نسل سے ہیں اور سمنان کی وجہ تسمیہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اس کی بنیاد کا سبب منک پیغمبر تھے اور اس پہاڑ کو ”کوہ سمینک“ کہتے ہیں۔

(واللہ اعلم)۔

شہر سمنان کی تاریخی حیثیت:

سمنان ایک قدیمی تاریخی شہر ہے اس کے تاریخی ہونے کی گواہی یہاں کے ان آثار سے ملتی ہے جو اب بھی موجود ہیں اور اس کی قدامت پر شہادت دے رہے ہیں جن میں یہاں کی قدیم عمارتیں درگاہیں مشہور دروازے، بازار اور مساجد شامل ہیں سمنان کی قدیم تاریخی جامع مسجد، بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی، درگاہ حضرت سید اسحاق بن موسیٰ بن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، قدیم گلیاں اور بازار ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بڑا قدیمی اور تاریخی شہر ہے کہا جاتا ہے کہ سمنان میں قلعوں کی کثرت تھی یعنی مختلف ادوار میں جو حکمران یہاں رہے انہوں نے اپنے اپنے دور میں یہ قلعے تعمیر کروائے لیکن اب وہ قلعے تقریباً ختم ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے کچھ آثار اب بھی باقی ہوں (واللہ اعلم)۔

سمنان ایک سرسبز و شاداب اور خوبصورت شہر ہے حکومت ایران نے اس شہر پر خاص توجہ دی ہے جس کی وجہ سے یہ ایک ترقی یافتہ شہر بن گیا ہے سید محمد جیلانی میاں اپنے سفر نامہ ایران میں سمنان کے متعلق لکھتے ہیں۔

”ہم ایک قدیم ترین درگاہ میں حاضر ہوئے یہاں آل رسول اولاد علی کو ”امام زادہ“ کہتے ہیں یہ درگاہ امام زادہ سید علی بن امام جعفر صادق کی ہے اس کے بعد ہم نے شاہ ناصر الدین کے نام سے موسوم مشہور دروازہ دیکھا طرز تعمیر مغل تعمیر کی یاد دلا رہی تھی اس دروازے میں سمنان کا ہینڈ لوم ہاؤس کے آفس قائم ہیں راستے میں سمنان کا رپوریشن گورنر ہاؤس، سمنانی ہائی کورٹ، نیلی کمیونی کیشن، نیلی فون ایکسچینج، ٹی وی، انڈسٹری ڈپارٹمنٹ، فنانس کارپوریشن، پولیس ہیڈ کوارٹر وغیرہ کے آفس ملتے رہے۔ بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی سمنان کا یہ قدیم ترین اور وسیع ترین بازار ہے جسے آج بھی حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے دونوں طرف دکانیں ہیں چند دکانوں کے درمیان دونوں طرف گلیاں ہیں اور اس میں باضابطہ رہائشی مکانات ہیں کوچہ نجفی، کوچہ رضوی، کوچہ باغبان، کوچہ ابراہیمی، کوچہ سلطان، کوچہ سید، وغیرہ کے نام بازار کی گلیاں ہیں انہی میں بنگے ہیں امام بازار، مزارات، اور قبے ہیں بازار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے اختتام پر ایک درگاہ ملی۔ امام زادہ سید اسحاق بن موسیٰ بن حضرت امام جعفر صادق کی درگاہ ہے وہاں خواتین اور مردوں کا اسی طرح مجمع نظر آیا جس طرح ہندوستانی درگاہوں میں نظر آتا ہے بازار ہی سے متصل سمنان

کی جامع مسجد بھی ہے جسے دیکھ کر جو پور کی امامہ اور جامع مسجد کی یاد تازہ ہو گئی وہی شکوہ وہی طرز تعمیر وہی وسعت اور وہی فن تعمیر صحن انتہائی کشادہ بیچ میں بڑا حوض چاروں طرف قلعہ نما دیواریں تین جانب شاندار دروازے چاروں طرف خوبصورت اور دیدہ زیب خطاطی میں آیات قرآنیہ لکھی ہوئی ہیں۔ ۱۔

جیلانی میاں کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اب سمنان پسماندہ علاقہ نہیں رہا بلکہ ایک ترقی یافتہ شہر ہے اور یہاں ہر وہ سہولت موجود ہے جو کسی بھی بڑے شہر میں ہونی چاہیے۔ حکومت ایران نے جہاں اس شہر کی ترقی پر خاص توجہ دی وہاں اس کے تاریخی آثار کو بھی محفوظ رکھا اور ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی یہی وجہ ہے کہ قدیم عمارتیں جن میں بازار، درگاہیں، مساجد، دروازے اور گلیاں شامل ہیں وہ محفوظ ہیں اور سمنان کی قدامت کی گواہی دے رہے ہیں۔ سمنان اس زمانے میں بھی بڑا خوبصورت شہر تھا یہاں باغات کی کثرت تھی جنہوں نے اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا تھا اشرف سمنانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

شہر سیاح فلسفی ناصر خسرو قوس میں سلطان العارفين حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے مرقہ مقدس کی زیارت کے بعد بروز جمعہ عرہ ذی الحجہ ۷۳۵ھ میں آب خوری اور چاشت خواران کی راہ سمنان میں داخل ہوا اس نے اپنے سفر نامہ میں سمنان کی خوبصورتی کی بہت تعریف کی ہے۔ ۲۔

ناصر خسرو کے سفر نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۷۳۳ھ میں نہ صرف یہ کہ سمنان موجود تھا بلکہ ایک مکمل شہر تھا اور یہاں سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شہر ۷۳۳ھ سے بہت پہلے آباد ہوا ہوگا سمنان کے آثار بھی یہی بتاتے ہیں کہ یہ قدیم الایام ہے ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سمنان قدیم تاریخی اور اب یہ ترقی یافتہ شہر ہے۔

سمنان کا قدیم نام

۱۔ سید محمد جیلانی میاں۔ سفر نامہ ایران۔ المیزان پبلیکیشنز دارالعلوم دیوبند شاہ درگاہ درویشیہ کی سٹی اسٹور
۲۔ سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی شخصیت، ۱۱۱۔ مطبع قمر پریس ملکہ سہراول، لاہور، ۱۹۸۱ء، صفحہ ۲۸۔

فصل دوم: سید اشرف جہانگیر سمنانی بحیثیت ایک حکمران و سپہ سالار اور آپ کے عہد کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول۔

بحیثیت ایک عادل حکمران:

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے والد محترم سید ابراہیم سمنانی کی وفات کے بعد تخت سمنان پر رونق افروز ہوئے معتبر روایات کے مطابق اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی آپ نے دس سال حکومت کی اور پچیس سال کی عمر میں ترک سلطنت کر کے عازم ہندوستان ہوئے یہاں یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آپ نے کتنے عرصے حکومت کی اور ترک سلطنت کے وقت عمر کیا تھی کیونکہ اس میں سورتین کا اختلاف ہے۔ ہم یہاں صرف ”بحیثیت حکمران“ آپ کی شخصیت کا جائزہ لیں گے اور مذکورہ امور کے متعلق باب دوم میں تحریر کریں گے جو اسی سے متعلق ہے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک عادل منصف اور بیدار مغز حکمران تھے اور حکمرانی کے اصول سے پوری طرح باخبر تھے ایک حکمران میں جو صلاحیتیں اور اوصاف ہونے چاہیے وہ سب آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے آپ کے عہد سلطنت کے متعلق واقعات بہت مشہور ہیں جو تمام ہی مسورتین نے ذکر کئے ہیں۔ ڈاکٹر وحید اشرف کچھ چھوٹی لکھتے ہیں۔

”آپ کے ایام حکمرانی میں آپ کے عدل و انصاف سے متعلق دو واقعات لطائف اشرفی میں حضرت علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ایک بار آپ کسی قریہ میں شکار کے لئے گئے آپ کے ساتھ کچھ سپاہی بھی تھے سپاہیوں کو آپ نے تلاش شکار میں مختلف سمتوں میں روانہ کیا اتنے میں ایک بڑھیاں فریاد کرتی ہوئی آئی آپ نے بڑھیا کو اپنے پاس بلوایا اور ماجرا دریافت کیا بڑھیا نے کہا کہ میں دہی لئے ہوئے تھی مجھ سے زبردستی چھین لیا کچھ سپاہیوں کی طرف آپ نے اشارہ کر کے پوچھا ان میں سے کوئی ہے بڑھیا نے انکار کیا اتنے میں ایک جوان گھوڑے پر سوار شکار لئے ہوئے آیا بڑھیا نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہی ظالم شخص ہے آپ نے اس جوان سے استفسار کیا اس نے انکار کیا بڑھیا کے پاس کوئی شہادت بھی نہیں تھی آپ نے حکم دیا کہ کچھ کھیاں پکڑ کر

لائی جائیں پھر اسے کھیا کھائی گئیں تھوڑی ہی دیر میں وہی گرنا شروع ہوا اب اسے اقرار کرنا چاہا آپ نے اس کا گھوڑا مع زین و لگام بڑھیا کودے دیا اور اس ظالم کو تخت سزا دی۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ ایک بار دربار میں ایک شخص دادطلبی کے لئے حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ آج رات سویا ہوا تھا میری کمر میں چالیس سونے کے تنکے بندھے ہوئے تھے بیدار ہوا تو رقم غائب تھی جماعت کے سبھی افراد لینے سے انکار کرتے ہیں آپ نے جماعت کو طلب کیا اور انتظار کیا ہر ایک نے انکار کیا اور قسمیں کھانے لگا پھر آپ نے فرد فردا طلب کیا اور ہر ایک کے سینے پر ہاتھ رکھ کر کچھ متفکر ہوئے اور تھوڑے سے تامل کے بعد مصاحمین سے کہا کہ اس سے دریافت کرو یہی اصل چور ہے اسی سے اصل رقم حاصل کرو چنانچہ کچھ زد و کوب کے بعد اس نے اقرار کیا اور رقم جہاں چھپا کر رکھی تھی وہاں سے لا کر حاضر کی۔ ۱۔

ان دونوں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کس طرح اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتے تھے اور ان کی دادرسی کرتے تھے آپ کے عہد سلطنت میں کسی وزیر یا امیر کو یہ جرات نہ تھی کہ رعایا میں سے کسی پر ظلم کر سکے آپ نے ایسا نظام قائم کیا تھا کہ ہر شخص دوسرے پر ظلم و زیادتی سے ڈرتا تھا اطراف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی رعایا کے احوال سے پوری طرح باخبر رہتے تھے اور ان کے مسائل و مشکلات کو دور فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ رعایا آپ سے خوش تھی اور سب اطمینان و سکون سے معمولات زندگی انجام دے رہے تھے آپ کے عہد سلطنت کے متعلق ڈاکٹر ظہور الحسن شارب لکھتے ہیں۔

”سلطان محمد ابراہیم نے داعی اجل کو لبیک کہا حضرت نے حکومت سمنان سنبھالی امراء و وزراء نے حضرت کو اورنگ سلطنت و سریر مملکت پر بٹھایا تخت پر بیٹھنے کے بعد حضرت عدل و انصاف کے ساتھ جہاں بانی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے جب حضرت کو گلزار مملکت و لالہ زار سلطنت تفویض ہوئی تو اس وقت حضرت کی عمر پندرہ سال تھی حضرت کا زمانہ حکومت عدل و انصاف کے لئے مشہور تھا کہتے ہیں کہ شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پہ پانی پیتے تھے۔ ۲۔

۱۔ ڈاکٹر وحید اشرف چند چھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مطبع سرگودھا، قومی پریس لکھنؤ۔ صفحہ ۳۶، ۳۷۔
۲۔ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ مکمل سوانح عمری سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی مطبع جواہر لکھنؤ پریس کشمیری بازار آگرہ۔ صفحہ ۱۸، ۱۹۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا دور سلطنت مثالی تھا اور خصوصاً عدل و انصاف کے حوالے سے وہ منفرد دور تھا لطائف اشرفی میں چند اشعار ملتے ہیں جن سے اس دور کی عکاسی ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

چو او رنگ سمنان بدو تازہ گشت جہاں از عدالت پر آوازہ گشت
بہ دوران عدلش ہمہ روزگار گلستاں شدہ عدل اور دبار
زہے عدل و انصاف آن دادگر کہ بر پیش گر گئے نہ بند و کمر
بشاہیں زند ہال بازی کلنگ کیو تر سوئے باز آورد چنگ
اگر فیل بر فرق مورے گذر کند مور بر فیل آورد نظر
کہ ایں دور سلطان اشرف بود چہاں ظلم تو بر سر من رود

لطائف اشرفی کے مندرجہ بالا اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک عادل اور منصف حکمران تھے اسی وجہ سے ہر طرف امن و آشتی کی فضا قائم تھی اور ہر شخص پرسکون زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپ کے عہد سلطنت کے متعلق صحائف اشرفی کے مصنف لکھتے ہیں۔

”حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی فرماتے ہیں کہ ایام سلطنت رانی اگرچہ حضرت محبوب یزدانی امور ملکی کا مشغول رکھتے تھے لیکن پابندی ادائے فرائض اور سنن و واجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آداب ارکان شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیئے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا۔“

مصنف صحائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی امور سلطنت کی بجا آوری کے باوجود فرائض و سنن اور واجبات تک ترک نہیں فرماتے تھے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے تھے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنے در پہ آنے والے سائل کو اس کی حاجت سے زیادہ عطا فرماتے

۱۔ نظام ہمنی۔ لطائف اشرفی۔ جلد ۲ ناشر نشرات المطابع دہلی۔ صفحہ ۹۱۔

۲۔ سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی۔ جلد اول۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف۔ دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دہلی ۱۳۔ صفحہ ۷۰۔

تھے اسی لئے حاجت مند بغیر کسی رکاوٹ کے آپ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی حاجت روائی کی جاتی تھی آپ کا یہ سلوک سب کے لئے یکساں تھا اس میں کسی کی ذات پات رنگ و نسل مذہب و ملک کسی چیز کی قید نہیں تھی سب یکساں طور پر آپ کے دربار سے فیضیاب ہوتے تھے آپ کی حکمرانی کے اصول قرآن و سنت کے مطابق تھے اور اسی کے تحت فیصلے کرتے تھے کسی مقام پر بھی ان اصولوں کو ترک نہیں فرماتے تھے بلکہ وزراء و امراء کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ سلطنت کے تمام معاملات قرآن و سنت کے مطابق ہوں اور ان پر سختی سے عمل کیا جائے چنانچہ ان احکامات پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ سنان ایک مکمل اسلامی ریاست بن گئی اور یہاں اسلام اور اسلامی تعلیمات کا دور دورہ ہو گیا ان حقائق کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سنانی ایک عادل مصنف حکمران تھے۔

بحیثیت سپہ سالار:

سید اشرف جہانگیر سنانی صرف ایک عادل حکمران ہی نہیں بلکہ بہترین سپہ سالار بھی تھے اور اس کا ثبوت وہ جنگ ہے جو آپ نے اپنے دور سلطنت میں لڑی اور بذات خود اپنی فوج کی کمان کی اور اپنی فہم و فراست سے جنگ میں کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ فن حرب میں بھی اپنا نانا نہیں رکھتے۔ محبوب یزدانی کے مصنف اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”کہ آپ کی حدود مملکت سے مغلوں کی سرحد قریب تھی آپ کی کم عمری سے فائدہ اٹھانا چاہا اور سرحدی علاقوں پر تاخت کرنے لگے پرچہ نویسوں نے خبر پہنچائی وزراء دربار نے مشورہ دیا کہ ایک مضبوط فوج کسی لائق اور تجربہ کار فوجی افسر کی سرکردگی میں روانہ کر دی جائے تاکہ مغلوں کو دوبارہ جرات نہ پڑے لیکن سلطان کی رگوں میں شہدائے کربلا کا خون تھا۔ سردر بار پر جوش تقریر کی اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میری کمسنی اور نو عمری کی وجہ سے تم یہ مشورہ دے رہے ہو کہ میں میدان جنگ میں نہ جاؤں مگر تم لوگ میرے حوصلے کو سمجھو میں ایوان رسالت کا چراغ ہوں۔ میں حیدر و صندری کی اولاد سے ہوں ہاشمی گھرانے کے بچوں کی شجاعت کا اندازہ دنیا بار بار کر چکی ہے میں اس جہاد میں ضرور شرکت کروں گا اور فوج کی کمان میں خود کروں گا“

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ کم عمری کے باوجود آپ کا حوصلہ کتنا بلند تھا اور آپ کتنے جری اور بہادر تھے ورنہ کوئی اور ہوتا تو فوج کو روانہ کر دیتا لیکن ایسے موقع پر جبکہ وزراء امراء یہی چاہتے تھے کہ آپ جنگ میں نہ جائیں آپ نے ان کے اس مشورے کو قبول نہ کیا بلکہ خود میدان جنگ میں جانے کا فیصلہ کیا اور فوج کی کمان فرمائی۔

لطائف اشرفی نے اس جنگ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

”اسی زمانے میں جہاد کا شرف بھی حاصل ہوا سمنان کی سرحد مغلستان سے ملی ہوئی تھی جہاں کافروں کی حکومت تھی اس علاقے کے ایک سردار نے بہت فوج جمع کی اور سمنان پر حملہ کر دیا حضرت کی شجاعت کو جوش آیا اور نصرت اسلام کے واسطے اپنی فوج ظفر مومج لے کر جہاد کے لئے روانہ ہوئے دونوں لشکر مقابلہ میں صرف آراء ہوئے اور قریب تھا کہ جنگ شروع ہو حضرت نے حکم دیا رجاں الغیب کا وائرہ دیکھا جائے۔ نقشہ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ رجاں الغیب سامنے ہیں اس دن لڑائی ملتوی کر دی گئی اور دوسرے دن دشمن کی فوج پر حملہ کیا اتوار کا دن تھا اور ربیع الاول کی تیر ہوئی تاریخ۔ جنگ بہت سخت ہوئی کفار کا مجمع کثیر تھا مگر فتح و نصرت غازیوں کے ہاتھ آئی بچاس ہزار قتل مقتول ہوئے سردار فرار ہوا بیس ہزار غلام اور آٹھ ہاتھی گرفتار ہوئے اس کے علاوہ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا ایام سلطنت میں اگرچہ فوج و لشکر کی نگرانی میں وقت صرف ہوتا تھا امور ملکی و مالی درپیش رہتے تھے لیکن فرائض و سنن و واجبات و فوائد اس وقت بھی ترک نہ ہوتے تھے۔“

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک بہترین سپہ سالار بھی تھے کم عمری میں سپہ سالار کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لینا اور اپنے سے بڑے دشمن کو شکست فاش دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اندر یہ تمام صلاحیتیں موجود تھیں یہی وجہ تھی کہ جب جنگ میں آپ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی تو بڑے بڑے سپہ سالار دنگ رہ گئے اور آپ کی صلاحیتوں کے مقرف ہو گئے۔

آپ کے دور سلطنت میں ہونے والی اس جنگ کے متعلق اکثر کتب نے خاموشی اختیار کی ہے یعنی اس واقعہ کو ذکر نہیں کیا اور ایک صاحب نے اس کا انکار بھی کیا ہے کہ اس زمانے میں ایسی کوئی جنگ نہیں ہوئی

لیکن انہوں نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی ٹھوس دلیل پیش نہیں کی بلکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات زندگی پر لکھی گئی معتبر کتب میں اور خصوصاً لطائف اشرفی کے تمام نسخوں میں اس کا ذکر موجود ہے جس کی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک بلند پایہ سپہ سالار بھی تھے اور آپ نے اپنے دور سلطنت میں جنگ میں حصہ لے کر بہادری کے جوہر دیکھائے اور یہ ثابت کر دیا کہ آپ کے اندر مجاہدانہ اور قائدانہ صلاحیتیں موجود ہیں۔

آپ کے عہد کا مذہبی ماحول:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا مذہبی لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ سنہری دور تھا آپ کے والد محترم سلطان سید ابراہیم نے سمنان میں بہت سے مدارس قائم کئے تھے جن کی وہ خود سرپرستی فرماتے تھے آپ نے اپنے عہد میں اس چیز کو جاری رکھا اور اپنے والد کی طرح ان مدارس کی سرپرستی فرمائی علماء کے لئے وظائف جاری کئے اور علمی کام کے لئے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء نے بہت سی نادر کتب تصنیف کیں جن سے سب نے استفادہ کیا طلباء کے لئے بھی وظائف مقرر ہوئے اور انہیں دیگر مراعات دی گئیں آپ کے اس طرز عمل سے سمنان علوم و فنون کا مرکز بن گیا اور اسے بلاد اسلامیہ میں کلیدی مقام حاصل ہو گیا اس وقت سمنان میں جو علمی و روحانی شخصیتیں موجود تھیں ان میں حضرت حسن رکا کرحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابو البرکات نقی الدین علی الدوستی السمنانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ اسماعیل سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے سمنان میں علم و فضل اور روحانیت و معرفت کے دریا بہا دیئے خود سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اہل سمنان ان بزرگان دین سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی بارگاہ میں حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ بڑی مشہور تھی جہاں ہمہ وقت لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ علماء علم کو پھیلانے میں اور صوفیاء روحانیت کو عوام الناس کے دلوں میں اجاگر کرنے میں مصروف تھے یہی وجہ تھی کہ علم و روحانیت کے متلاشی دور دراز مقامات سے سمنان آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ ہر طرف علم کا چرچا تھا اور لوگ عالم کو قد رکھنا سیکھتے تھے جو علماء و صوفیاء سمنان میں موجود تھے سلطان سمنان سید

اشرف جہانگیر سمنانی خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے ان سے فیض حاصل کرتے تھے اظہارِ اشرفی میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے عہد سلطنت میں حضرت شیخ عابد الدولہ سمنانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے ظاہر ہے کہ جب سلطان وقت خود بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو تو رعایا کیوں نہ ہوگی۔ غرضیکہ آپ کے عہد سلطنت میں مذہب کو فوقیت حاصل تھی اور مذہبی لحاظ سے زرین دور تھا۔

آپ کے عہد کا سیاسی ماحول:

اظہارِ اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے عہد سلطنت میں مذہب و سیاست اور سیاست کو مذہب بنانے کی کوشش نہیں کی گئی تھی بلکہ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل تھی اور دونوں اپنے مقام پر تھے آپ نے اپنے عہد سلطنت میں بہترین خارجہ پالیسی رکھی اطراف و اکناف کے ملوک اور سلاطین سے وہی تعلقات رکھے جیسے دیگر سلاطین نور بخشید کے تعلقات تھے خاص طور پر بغداد کے خلفاء ریاست سمنان کی بہت مدد کیا کرتے تھے اور سلطان سمنان کے لئے اکثر تمنا کف بھیجا کرتے تھے ان خلفاء نے اپنے عہد میں آپ کے آباء اجداد جو سمنان کے حکمران رہے تھے ان کی بڑی مدد کی تھی ایک مرتبہ ایک بڑے حکمران نے سمنان پر حملہ کرنا چاہا اور کوشش کی کہ حملہ کر کے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لے لیکن خلفائے بغداد کے تعاون اور سلطان سمنان سے ان کے بہترین تعلقات کی بناء پر اپنے اس زعم باطل سے باز رہا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے وہی تعلقات استوار رکھے اور ان میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی آپ نے دیگر حکمرانوں سے مراسلت بھی قائم رکھی جس کا ثبوت مکتوبات اشرفی میں موجود ان خطوط سے ملتا ہے جو ان حکمرانوں کے نام آپ نے تحریر فرمائے ان خطوط میں آپ نے انہیں اسلامی طرز حکومت اپنانے کا مشورہ دیا اور سلطنت کے اصول بتائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک بے مثال حکمران تھے سمنان کے اطراف و اکناف میں جو ممالک تھے ان سب سے آپ کے بہترین تعلقات تھے اور آپس میں تحائف کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا وہ حکمران آپ کی عزت کرتے تھے اور آپ کے مشوروں پر عمل کرتے تھے ان ممالک سے تاجر سفیر اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ سمنان آتے تھے اور مال کی تجارت ہوتی تھی آپ نے اپنے عہد سلطنت میں ایسا بہترین سیاسی ماحول

قائم کیا تھا کہ کسی کوئی ڈر اور خوف نہیں تھا نہ کوئی افراتفری تھی اور نہ ہی کسی قسم کا ہنگامہ تھا ہر شخص اپنی جگہ مطمئن تھا اور سکون سے زندگی بسر کر رہا تھا رعایا کا اپنے سلطان پر مکمل اعتماد تھا اور وہ دل و جان سے اپنے بادشاہ کو چاہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہ بھی ان سے اسی طرح محبت کرتا ہے اور ہمہ وقت ان کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے ان حقائق کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا سیاسی ماحول بہترین تھا۔

آپ کے عہد کا معاشرتی ماحول:

معاشرتی لحاظ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا عہد سلطنت بہترین تھا ہر شخص کو رہنے سہنے اور تعلیم و خوراک کی سہولتیں حاصل تھیں کسی بھی حکومت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی رعایا یعنی عوام اس سے خوش ہوں اور رعایا کی خوشی اس بات میں ہے کہ اسے رہنے سہنے کی بنیادی سہولتیں آسانی سے میسر ہوں اگر ایسا نہیں ہے تو رعایا کبھی اپنے بادشاہ سے خوش نہیں ہوگی لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت میں ان کی رعایا ان سے بہت خوش تھی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ نے انہیں ہر سہولت فراہم کی تھی تعلیم، صحت، طب، خوراک غرض یہ کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق ضروریات زندگی سے ہے وہ انہیں میسر تھی ان چیزوں کے حصول میں انہیں کوئی دشواری نہ تھی یتیموں، یتیموں کے لئے وظائف مقرر تھے جو سرکاری خزانے سے دیئے جاتے تھے اسی طرح جو غریب و نادار لوگ ذریعہ معاش کے حصول سے عاجز تھے ان کی کفالت حکومت کرتی تھی اور جو لوگ محنت کر سکتے تھے اور کسی فن میں مہارت رکھتے تھے ان کے لئے روزگار مہیا کیا جاتا تھا اور انہیں کام کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے تھے تاکہ وہ محنت کر کے اپنا اہل خانہ کا پیٹ پال سکیں اس دور میں سمنان ایسی ریاست تھی کہ جہاں ہر شخص مطمئن تھا اور اسے کسی قسم کی پریشانی نہ تھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے عہد سلطنت میں ایسے قوانین وضع کئے اور اصلاحات فرمائیں کہ سمنان کو مکمل اسلامی ریاست بنا دیا اور اسلام کے اصولوں کے مطابق ہر شخص کو اس کا حق دیا ہر مزدور کو اس کی محنت کا پورا پورا اجر دیا۔ تاجر، عالم، مزدور، وزراء، امراء، غرضیکہ ہر فرد اپنی جگہ مطمئن اور اپنے کام میں مگن تھا یعنی رعایا صرف الحال اور فارغ البال تھی اس دور کو دیکھ کر خلفائے راشدین کے دور کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ آپ کے عہد سلطنت میں ایک عام آدمی کو

بھی ہر قسم کی سہولت میسر تھی اور وہ غریبی کے باوجود پرسکون زندگی بسر کرتا تھا یہی وہ چیز تھی جس نے رعایا کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا اور یہ سب آپ کی بہترین اصلاحات اور رعایا سے حسن سلوک کا نتیجہ تھا ان تمام چیزوں سے ثابت ہوا کہ آپ کا عہد سلطنت معاشرتی اعتبار سے بھی مثالی دور تھا۔

ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت کا مذہبی، سیاسی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ لیا جس سے ثابت ہوا کہ آپ کا عہد سلطنت ہر لحاظ سے ایک بہترین دور تھا حقیقت یہ ہے کہ جب حکمران نیک اور صالح ہو یعنی خدا سے ڈرنے والا ہو اور قرآن و سنت کے مطابق حکومت کرے اور تمام معاملات میں سنت رسول ﷺ کو اولیت دے تو نظام خود بخود درست ہو جاتا ہے دوسری چیز جو اس معاملے میں بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ ہے خلوص نیت جب انسان اخلاص کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہو جاتی ہے اور یہ چیز سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ذات میں موجود تھی آپ نے ۱۰ سال حکومت کی لیکن آپ کے پیش نظر صرف مخلوق خدا کی خدمت تھی لہذا کف اشرفی، مکتوبات اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خدمت خلق کے جذب سے سرشار تھے آپ کی راتیں خدا کے لئے اور دن مخلوق خدا کے لئے وقف تھے ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور دن میں امور سلطنت انجام دیتے تھے بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”اشرفی سکند“ آپ کے عہد سلطنت کی ایجاد ہے غیاث اللغات میں ”اشرفی“ کے بارے میں لکھا ہے ”اشرفی بسکون شہین مجسمہ و فتح رانی مہمند درست زروا میں منسوب است با شرف کہ بادشاہی بود سکند زربوذن دور شاہ بزمان اور و اوج یافت“ ۱۔

غیاث اللغات کی عبارت سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سکند اشرف بادشاہ کے عہد میں رائج ہوا لیکن یہاں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ اشرف بادشاہ سے مراد سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں اس لئے وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اشرفی سکند سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد سلطنت میں ہی جاری ہوا یہ بات ممکن اس لئے بھی ہو سکتی ہے کہ آپ نے اپنے دور سلطنت میں بہت سے اہم اقدامات کئے تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اشرفی مملکہ آپ نے ہی ایجاد کیا ہو بہر حال آپ نے اپنے دس سالہ دور سلطنت میں رعایا میں سے کسی کو شکایت کا

موقع نہیں، یا آپ کے عہد سلطنت کے متعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں جو واقعات ملتے ہیں وہ ہم نے اس باب میں بیان کئے ہیں لیکن مکتوبات اشرفی جس میں آپ نے بادشاہان وقت کو جو خطوط تحریر فرمائے ہیں اور ان میں انہیں جس طرح رعایا کے ساتھ جس سلوک کرنے عدل و انصاف سے کام لینے کی تاکید کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو دوسروں کو سلطنت کرنے کے اصول سمجھائے اور قواعد و ضوابط بتائے اس کی اپنی حکومت کتنی مستحکم ہوگی اور کتنے بہترین انداز میں اس نے نظام سلطنت چلایا ہوگا یقیناً وہ ایک مثالی حکومت ہوگی۔

سید اشرف جہانگیر سمٹائی کے عہد سلطنت کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں محققین نے آپ کے حالات میں عہد سلطنت کا ذکر تو کیا لیکن سرسری طور پر جبکہ لطائف اشرفی میں وضاحت کے ساتھ اس دور کا ذکر ہے اور اس دوران پیش آنے والے واقعات کا بھی ذکر ہے جو آپ کے عدل و انصاف پر دلالت کرتے ہیں ہم نے اپنا اصل مآخذ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کو بنایا کیونکہ یہی کتب آپ کے حالات زندگی کے سلسلے میں مستند مانی جاتی ہیں۔ آپ کے عہد سلطنت کا مذہبی، سیاسی، معاشرتی غرض یہ کہ جس غلطی سے بھی جانزد

لیا جائے وہ ایک ذریعہ دور ثابت ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المرم شرعک صدقک و وضعنا عنک وزرک لفری
الفضل ظہرک و رفعناک فکرک فان مع العسر یسرا
ان مع العسر یسرا فانک فرغت فاضب دلک
ربک فاعزب

Nafse Islam

باب دوم

”ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات“

نفیس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

فصل اول

ترک سلطنت، آغاز سیاحت، جلیل القدر مشائخ سے ملاقات اور کسب فیض۔

ترک سلطنت

سید اشرف جہانگیر سمنانی ۱۔ در سلطنت میں بھی زیادہ تر عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ شہنشاہ وقت ہونے کے باوجود کبھی سنن و واجبات بھی ترک نہیں فرمائے۔ مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے۔

”پندرہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے مگر آپ کو کار سلطنت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی زیادہ تر آپ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔“ ۱۔

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ترک سلطنت سے پہلے بھی بزرگوں سے فیض حاصل کرتے تھے ان میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا نام قابل ذکر ہے آپ نے ان کے علاوہ بھی دیگر مشائخ سے فیض حاصل کیا سیرۃ الاشرف میں شیخ عبدالرزاق کاشانی اور میر سید علی ہمدانی کا بھی ذکر ہے وہ لکھتے ہیں۔

”شیخ عبدالرزاق کاشانی جو شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ کے ہم عصر اور فصوص الحکم کے شارح تھے (فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور زمانہ کتاب ہے جس میں طریقت و تصوف کے بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں) اس وقت کاشان میں موجود تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اس وقت فصوص الحکم کا درس دے رہے تھے حضرت استماع میں شریک ہوئے اور ایک جلد فتوحات مکیہ اور اصطلاحات کبیرہ از تصنیفات شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ان کی خدمت میں نذر کی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شیخ کاشانی کو مسئلہ وحدت الوجود میں بہت غلو تھا انہوں نے یہ عقیدہ حضرت کے قلب میں ایسا راسخ کر دیا کہ شیخ علاؤ الدولہ ۲۔ ان کی صحبت بھی اس یقین و اعتماد میں رخصت نہ ڈال سکی۔ میر سید علی ہمدانی جو ایک مدت بعد ربیع مسکون کی سیاحت میں حضرت کے ہم سفر ہوئے اس وقت شیخ عبدالرزاق کاشانی کے حلقہ درس

۱۔ مولانا نجیم سید عبدالحی اشرف ہوش پکھوچھی۔ مکتوبات اشرفی جلد اول۔ مطبوعہ قومی پریس کالج پور سلفیہ۔

میں شریک تھے وہ علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اور انہوں نے بھی فصوص الحکم کی شرح لکھی ہے ان سے بھی قواعد سلوک حضرت نے دریافت کئے اور فوائد حاصل کئے۔^۱

سیرۃ اشرف کی عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سلطنت سمنان کے حکمران ہونے کے باوجود آپ کی مکمل توجہ سلوک و معرفت ہی کی طرف تھی اور آپ اپنے دل میں ایک تہذیب محسوس کرتے تھے اور یہی تہذیب آپ کو بزرگوں کی بارگاہ میں لے گئی جن سے آپ نے فیض حاصل کیا لیکن کیونکہ آپ کا حصہ کہیں اور تھا اس لئے آپ کو تشفی نہ ہون بلکہ وہ تہذیب اور جستجو مزید تیز ہو گئی دن بدن اس میں اضافہ ہونے لگا آپ کے شب و روز اسی کیفیت میں گذر رہے تھے ایک رات آپ کو خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی صحائف اشرفی کے مصنف نے اس خواب کا ذکر یوں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معافی اسم مبارک اللہ ہے واسطہ زبان قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاس انفاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو خبردار اس سے غفلت نہ کرنا اس وقت سے حضرت محبوب یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا دو سال انہی اشغال اور تعلیم خضریٰ میں بسر کئے جس وقت روحانیت پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی آپ نے بھی اپنے افکار اویسہ سے مشرف فرمایا تین سال تک ان ازکار میں مشغول رہے ہر چند کہ حضرت محبوب یزدانی ان ازکار و اشغال میں بسر کرتے تھے لیکن دل سے ایسے مرشد کامل کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس برس کی عمر کو پہنچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابند شریعت اور تقویٰ سے آراستہ تھا بظاہر ملکی انتظام میں بسر کرتے مگر توجہ قلبی راہ سلوک انہی میں شبانہ روز رہتے اتفاقاً عشرہ اخیرہ ماہ رمضان المبارک میں شب بیداری شب قدر کر رہے تھے کہ ستائیس شب رمضان المبارک میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا اے اشرف اگر تحت سلطنت دیدار خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزار معبود سے چمنے چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان کا رخ کرو وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انہی کے باغ ولایت سے

۱۔ اللہ مہربانی۔ سیرۃ اشرف ماخوذ از صحائف اشرفی حصہ اول مترجم شیخ امیر احمد عوی۔ مطبوعہ مکتبہ دار اشرف اور نعل کالج درگاہ دکن چھپو شریف صفحہ ۹۰۔

تمہارا گل مقصود ملے گا۔ ۱۔

مصنف صحائف شرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دو مرتبہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو خواب میں بشارت دی ایک مرتبہ انہیں اسم اللہ بغیر مدد زبان کے یعنی دل میں ورد کرنے کے لئے کہا اور دوسری مرتبہ سلطنت ترک کرنے کا حکم دیا۔

سیرۃ الاشرف جو کہ لطائف اشرفی سے ماخوذ ہے اس میں اس دوسری بشارت کا ذکر بڑی وضاحت کے ساتھ ہے وہ لکھتے ہیں۔

”کہ مدت سلطنت دس برس ہو چکی تھی اور سن مبارک ۲۵ سال کا تھا کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ستائیسویں شب کو حضرت خضر علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے اشرف تمہارا کام پورا ہو گیا اگر وصال الہی اور مملکت لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ دو اور ملک ہند کی طرف کوچ کرو وہاں ایک بزرگ شیخ علاؤ الدین گنج نبات ہیں جو تانے کو کندن بنا دیں گے یہ کلمات بشارت ارشاد فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے“ ۲۔

سیرۃ الاشرف کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ترک سلطنت اور ہندوستان کی طرف کوچ کا حکم دیا اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ اشارہ غیبیہ ہی کی بناء پر عازم ہندوستان ہوئے کیونکہ آپ رجوع الی اللہ تھے اور راہ سلوک میں قدم رکھ چکے تھے آپ کی پوری توجہ حصول روحانیت کی جانب مائل تھی لیکن امور سلطنت اس سلسلے میں حائل ہو رہے تھے اسی لئے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر وصال الہی اور مملکت لا متناہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ دو اور ملک ہند کی طرف رخ کرو اس سے حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی عظمت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے متعلق حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا وہ تانے کو کندن بنا دیں گے جس شخصیت کے متعلق وہ یہ فرمائیں اس کی روحانی رفعت و بلندی کا اندازہ کون کر سکتا ہے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ترک سلطنت کے بعد ہندوستان کا رخ کیا اور دیگر بزرگان دین سے

۱۔ سید علی حسین اشرفی۔ صحائف اشرفی حصہ اول۔ مطبوعہ ادارہ ایضاح اشرف دارالعلوم ہند۔ ہاؤس مسجد انارک لاہور۔ مکتبہ روڈ۔ مکتبہ ۱۰۷۔ ۷۔

۲۔ لطائف مکتبہ۔ سیرۃ الاشرف۔ ماخوذہ عن لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شیخ امیر احمد علوی۔ مطبوعہ مکتبہ اشرف اور انیس کالج اور کادچکو چھتر شریف۔ صفحہ ۲۰۔

فیض حاصل کرتے ہوئے بنگال پہنچے اور حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے پھر منازل سلوک و عرفان طے کیں۔

ترک سلطنت کے وقت عمر:

ترک سلطنت کے وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر کیا تھی منور نعین نے اختلاف کے ساتھ بیس سال، پندرہ سال، پچیس سال اور چالیس سال لکھی ہے لیکن کثرت آراء پچیس کے حق میں ہیں۔ ہم یہاں ان تمام منور نعین کی آراء کا جائزہ لیں گی جنہوں نے اپنے اپنے دلائل کے ساتھ عمر لکھی ہے۔

۱۔ سیرۃ الاشرف ماخوذہ لظائف اشرفی مصنف نظام یحییٰ مترجم منشی اسیر احمد علوی ناشر مخدوم اشرف اورینٹل کالج درگاہ کچھو چھو شریف۔ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں ”مدت سلطنت دس برس ہو چکی تھی اور سن مبارک ۳۵ سال کا تھا۔“

۲۔ صحائف اشرفی کے مصنف سید علی حسین اشرفی البیلانی المعروف اشرفی میاں صفحہ ۷، مطبوعہ دارہ فیضان اشرف دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ، ممبئی۔ لکھتے ہیں ”جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہنچے اور دوسری روایت میں پچیس برس کی عمر کو پہنچے۔“

۳۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھو چھو اپنی کتاب ”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی“ ناشر سر فراز نومی پریس لکھنؤ، صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے پچیس سال کی عمر میں ہندوستان کا رخ کیا۔“

ڈاکٹر صاحب کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ترک سلطنت کے وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی عمر پچیس سال تھی کیونکہ ہندوستان کا رخ انہوں نے ترک سلطنت کے بعد کیا ہے۔

۴۔ محبوب یزدانی کے مصنف سید نعیم اشرف جیلانی صفحہ ۱۰ پر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترک سلطنت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ”صبح ہوتے ہی آپ نے ترک سلطنت کا اعلان کر دیا اس وقت آپ کا سن شریف پچیس سال تھا اور دس سال حکومت کر چکے تھے اعلان دست برداری کے ساتھ ساتھ اپنے چھوٹے بھائی محمد اعراف کو تخت پر بٹھایا اور رسم تاج پوشی اور فرمانی یہ واقعہ ۳۳ھ کا ہے۔“

۱۔ سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ مطبوعہ اسلامیہ لیتھو پریس پانکام صفحہ ۱۰

۵۔ سید شمیم اشرف اپنی کتاب ”اشرف سمنانی“ کے صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں ”تیس سال کی عمر میں کمال ہیبت اور جوانمردی سے ملک سمنان سے روانہ ہوئے۔ (مراۃ الاسرار)

تکمیل علوم و فنون۔ ۱۲ سال ۴ ماہ ۴ دن

مدت سلطنت۔ ۱۲ سال۔

اس طرح ترک اور تہمت طے کے وقت آپ کا سن شریف تقریباً پچیس سال تھا تاج و تخت اپنے چھوٹے بھائی سلطان اعراف محمد نور بخشی کو تفویض کر کے آپ ۷۵۷ھ میں عازم ہندوستان ہوئے سمنان سے پنڈہ کی مسافت دو سال میں طے کی۔ ۱۔

۶۔ ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی اپنی کتاب ”آفتاب تازہ“ کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں۔

”میری تحقیق کے مطابق حضرت قبلہ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابھی معلومات درج ذیل ہیں۔

۱۔ سن پیدائش ۶۸۸ھ۔ ۲۔ تخت نشین ہوئے تو عمر مبارک ۱۵ سال تھی اور سن ۷۰۳ھ کا تھا۔

۳۔ دور حکومت تقریباً ۲۴ سال رہا۔ کتابت قرآن پاک ۷۲۷ھ۔

۴۔ تخت سے دست برداری کے وقت عمر مبارک تقریباً چالیس سال تھی۔

۵۔ عبادات۔ سیاحت اور تبلیغ دین کے کام ۸۱ سال پر مشتمل تھے۔

۶۔ سن وفات ۸۰۸ھ ہے عمر مبارک ۲۰ سال“ ۲۔

جن محققین کی آراء ہم نے پیش کیے ہیں ان میں اکثریت نے ترک سلطنت کے وقت عمر پچیس سال لکھی ہے لیکن سن کی غلطی بہر حال ہوئی ہے۔ سیرۃ الاشرف، حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی اور صحائف اشرفی کے مصنفین نے صرف عمر لکھنے پر اکتفا کیا اور سن نہیں لکھا۔ محبوب یزدانی کے مصنف نے سن ۷۳۳ھ اور ”اشرف سمنانی“ کے مصنف نے سن ۷۵۷ھ تحریر کیا ہے ہمارے نزدیک دونوں درست نہیں ہیں۔ ”آفتاب تازہ“ کے مصنف، ڈاکٹر سید محبوب شاہ صاحب اشرفی نے تو ان تمام

۱۔ سید شمیم اشرف۔ اشرف سمنانی۔ مطبوعہ قمریہ جہانگیر خانہ کتبہ۔ صفحہ ۳۹

۲۔ ڈاکٹر محبوب شاہ اشرفی۔ آفتاب تازہ۔ مطبوعہ اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۲۲۲ کراچی۔

محققین سے الگ تحقیق پیش کی ہے انہوں نے سن پیدائش ۶۸۸ھ لکھا ہے جو درست نہیں ہے سن ولادت پر ہم گذشتہ اوراق میں بحث کر آئے ہیں یہاں اس کا اعادہ ضروری نہیں تخت نشین ہونے کی عمر انہوں نے ۱۵ سال لکھی ہے جو درست ہے لیکن سن ۷۰۳ھ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ دور حکومت انہوں نے ۲۴ سال لکھا ہے جبکہ کثرت آ۔۔۔ دس سال کے حق میں ہیں ترک سلطنت کے وقت عمر انہوں نے چالیس سال لکھی ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں اور لطائف اشرفی کی بیان کردہ روایت کے بھی خلاف ہے۔

تحقیق کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت ۷۱۲ھ میں ہوئی علوم و فنون کی تکمیل آپ نے عمر ۱۴ سال ۷۲۸ھ میں کی پندرہ سال کی عمر میں یعنی سن ۷۲۷ھ میں تخت نشین ہوئے ہماری اس بات کی تائید اس ترجمہ قرآن سے ہوتی ہے جو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے منسوب ہے۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ قلمی ہے سرورق کے بعد کے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

”القرآن العظیم“

”نوشۃ این صحیفہ برحق بدست خود ظل ہمایوں سلطان سمنان سید اشرف ۷۲۷ھ“

اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے دور سلطنت سن ۷۲۷ھ میں خود تحریر کیا آپ نے دس سال حکومت کی جیسا کہ معتبر کتب سے ظاہر ہے ۷۳۷ھ میں سلطنت سمنان ترک کی اس وقت عمر ۲۵ سال تھی۔

آغاز سیاحت:

حضرت ذہر علیہ السلام کی بشارت کے بعد صبح ہوتے ہی آپ نے ترک سلطنت کا اعلان کر دیا اور اپنے چھوٹے بھائی سلطان محمد اعراف کو تمام نظام سلطنت تفویض کیا اور امور سلطنت کے بارے میں خاص نصیحتیں فرمائیں آپ کے چھوٹے بھائی کے نام میں بھی اختلاف ہے کسی نے اعراف محمد اور کسی نے محمد اعراف لکھا ہے جبکہ مکتوبات اشرفی جلد اول مکتوب نمبر ۲۸ میں آپ نے ان کا نام شاہ محمد اعراف لکھا ہے اور ہمارے خیال میں یہی درست ہے کیونکہ مکتوبات دیگر کتب سے زیادہ معتبر ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

”صبح کو آپ نے چھوٹے بھائی سے ترک سلطنت کا ارادہ ظاہر کیا اور آخری نصیحت کی اور عدل، انصاف اور شریعت کی پابندی کی تاکید کی“ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

”وقتیکہ اس درویش ترک اورنگ سلطنت گرفت و بر نورنگ مملکت یائی نہاد نخستین موعظہ کہ بہ نسبت برادر اعز
شاہ محمد گفتہ شد حفظ دائرہ رجال الغیب و دورہ ہمال لاریب بودہ مبالغہ برائے قراۃ سورہ مذکور (قد سمع اللہ)
بود و پنج امری از امور جہانداری و کاری از سر و مال شہر باری رخصت شرح قیام ننماید“

ترجمہ: جس وقت اس درویش نے تخت سلطنت کو ترک کیا سب سے پہلی نصیحت جو برادر اعز شاہ محمد دی
گئی وہ رجال الغیب کے دائرہ حفاظت تھی اور اس بات کی تاکید حد سے زیادہ کی گئی کہ سورہ (قد سمع اللہ) کی
مداومت کریں اور یہ کہ دنیا کی کام شریعت کی پابندی میں مانع نہ ہو۔
مندرجہ بالا مکتوب سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کام نام محمد شاہ تھا (واللہ اعلم)

امور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کرنے کے بعد آپ والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سفر کی
اجازت طلب کی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے فرمایا فرزند اشرف میں اسی دن
کے انتظار میں تھی کیونکہ تمہاری ولادت سے پہلے میرے جد اعلیٰ حضرت خوجہ احمد یسوی علیہ الرحمۃ نے مجھے
خواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے خدا ایسا بیٹا عطا کرے گا جس کے نور ولایت سے ایک جہاں فیضیاب
ہوگا میں سمجھتی ہوں کہ اب اس بشارت سے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے مبارک ہو جاؤ میں تمہیں خدا کے
سپرد کرتی ہوں لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا کہ جب شہر سمنان سے نکلو تو اس شان کے ساتھ کہ لشکر اور
وزراء و امراء تمہارے دل کو تسکین دوں کہ میرا فرزند ملک فتح کرنے جا رہا ہے چنانچہ والدہ
محترمہ کی ہدایت کے مطابق آپ اس شان و شوکت کے ساتھ سمنان سے روانہ ہوئے کہ بارہ ہزار آدمیوں
پر مشتمل لشکر آپ کے ہمراہ تھا جن میں سپاہی، خدام، وزراء و امراء تھے حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی بھی
چند میل آپ کے ساتھ گئے اور پھر کچھ نصیحتیں کر کے آپ کو الوداع کہا اس وقت سید اشرف جہانگیر سمنانی
کی عجیب کیفیت تھی آپ پر جذب و کیف کا عالم طاری تھا اور ایک وارفتگی میں آپ آگے بڑھ رہے تھے اسی
کیفیت میں بے ساختہ آپ کی زبان پر اشعار جاری ہو گئے جو آپ کی قلبی کیفیات کا آئینہ دار ہیں اور یہ
حقیقت ہے کہ جو اشعار بے ساختگی میں زبان سے نکلیں وہ اثر رتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر
سمنانی ترک سلطنت کے بعد سمنان سے روانگی کے وقت جو اشعار فی البدیہہ کہے وہ آج بھی اپنے اندر اثر

رکھتے ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔

”ترک دنیا گیر تا سلطان شوی۔
دنیا کو ترک کر دے تو سلطان ہو جائے گا۔
محرم اسرار با جانان شوی۔
اور محبوب کے ساتھ رازوں سے واقف ہو جائے گا۔
پایہ تخت و تاج و سرور راو نہ۔
تخت و تاج کو ٹھوکر مار کر خدا کے راستے پر چل پڑو۔
تا سزائے مملکت یزداں شوی۔
تاکہ تم خدا کی مملکت میں رہنے کے قابل بن جاؤ۔
چہست دنیا کہند ویرانہ۔
دنیا ایک پرانہ ویرانہ ہے۔
دررد آبادایں ویراں شوی۔
کیا تو اس ویرانے میں آباد ہو جائے گا۔
تا بجے دردامد نیاہائے بند۔
دنیا کے جال میں کب تک پھنسے رہو گے۔
درہوائے دانہ پراں شوی۔
کس دانے کی ہوتی میں اُرتا رہے گا۔
دام قانی بر گسل از پائے جان۔
فانی دنیا کا جال اپنی روح کی قوت سے توڑ دو۔
تا تو واصل باقی از سبحان شوی۔
تاکہ خدا کا واصل میسر ہو اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو۔
برگزار از خواب و خور مردانہ وار۔
نیند اور بھوک پر قابو حاصل کرو۔
تا براہ عشق چوں مرداں شوی۔
تاکہ عشق کے راستے میں تم مردانگی کے ساتھ آگے برسو۔
گر نہی پا بر سر اورنگ و جاہ۔
اگر تو تخت اور شان و شوکت کو لات مار دے۔

تار کے چوں اشرف سمنان شوی۔ تو اشرف سمنان کی طرح اس سے بے نیاز ہو جائیگا۔
جب آپ سہضت کو ترک کر کے سمنان سے روانہ ہوئے تو والدہ محترمہ کے حکم کے بموجب ایک عظیم لشکر
آپ کے ہمراہ تھا لیکن تین منزل (میل) آنے کے بعد آپ نے انہیں رخصت کرنا شروع کر دیا بہت
سے مخلص اور عقیدت مند ایسے تھے جو مادراء السہر تک آپ کے ساتھ آئے اور مزید ساتھ رہنے کا ارادہ رکھتے
تھے لیکن آپ کے حکم کی تعمیل میں رخصت ہو گئے آپ سمنان سے سیدھے بخارا پہنچے تو یہاں آپ کی
ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی انہوں نے آپ کا سر پکڑ کر اپنی پیشانی کو آپ کی پیشانی سے رگڑا تو آپ پر
عجیب کیفیت طاری ہو گئی پھر مجذوب نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس طرف جاؤ آپ

سمرقند کی جانب روانہ ہو گئے اس وقت آپ گھوڑے پر سوار تھے اور دو مسافروں بھی آپ کے ہمراہ تھے جب آپ سمرقند پہنچے تو یہاں کے شیخ الاسلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کے چہرے پر نور ولایت دیکھ کر پہچان لیا اور بڑی عزت افزائی کے ساتھ بہترین ضیافت کی یہاں آپ کو خیال آیا کہ فقیر کو گھوڑے کی ضرورت اور پھر گھوڑا بھی عوام الناس کی توجہ کا سبب بنتا ہے دوسری بات یہ تھی کہ آپ کو اس کے چارے وغیرہ کا خیال رکھنا پڑتا تھا اس لئے آپ نے اپنا گھوڑا ایک فقیر کو دے دیا اور جو دو مصاحب آپ کے ساتھ تھے ان کے گھوڑے بھی دیگر فقراء کو دلوادے اور تینوں پیادہ روانہ ہو گئے چلتے چلتے رات کے وقت ایک گاؤں پہنچے کیونکہ سارا دن پیدل سفر کیا تھا اس لئے تھکان کی وجہ سے تینوں کو گہری نیند آگئی دونوں ساتھی تو ایسی بے خبری کی نیند سوئے کہ آنکھ ہی نہ کھلی لیکن تہجد کے وقت آپ حسب معمول بیدار ہو گئے۔ آپ ہر چند ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بصد اصرار آپ کے ساتھ رہتے تھے ان کے ساتھ رہنے سے یقیناً آپ عبادت و ریاضت میں خلل محسوس کرتے ہوئے کیونکہ آپ خود کھائیں یا نہ کھائیں ان کے کھانے کا ضرور خیال رہتا ہوگا اس لئے آپ نے موقع غنیمت سمجھ کر ان کو سوتا ہوا چھوڑا اور اگلی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

ہندوستان میں ورود:

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں سے روانہ ہو کر تہا سفر کرتے ہوئے ہندوستان کے ایک علاقے اوج شریف پہنچے جو تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں واقع ہے اوج شریف ایک چھوٹا سا قصبہ تھا مگر طالبان علم و معرفت و روحانیت کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ یہاں ایک عظیم بزرگ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت عالیہ الرحمۃ متوفی ۸۵۷ھ مسند رشد و ہدایت پر فائز فروز تھے آپ عالم علوم ظاہر و باطنی اور جامع صفات و کمالات تھے آپ کی ذات بابرکات سے عجیب و غریب کرامات کا ظہور ہوا صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں۔

”مخدوم جہانیاں نے پہلے ابن الدین ابوالفتح بن شیخ صدر الدین بن شیخ بہار الدین ذکر یا قید اس سرہم سے تربیت حاصل کی اور خلافت سلسلہ سہروردیہ سے مشرف ہوئے اس کے بعد آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو سرور کائنات ﷺ کے روضہ اطہر کی پائنتی کھڑے ہو کر کہا۔ السلام علیکم یا جدی۔ اندر سے آواز آئی

”علیکم السلام یا ولدی“ پس شیخ بدر الدین یحییٰ اور دوسرے بزرگان دین نے جو اس وقت روضہ اقدس کے مجاور تھے آپ کے نسب کی صحت کی تصدیق کی اس کے بعد آپ نے مکہ معظمہ جا کر حضرت امام عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ سے فیضان صحبت حاصل کیا اور ساری دنیا کا سفر کر کے آپ نے چاروں سلسلوں اور اکتالیس گروہوں کے مشائخ سے استفادہ کیا کتاب مذکور میں شیخ راجو قال سے نقل ہے کہ آپ نے تین سو سے زائد مشائخ صاحب ارشاد سے صحبت اور خلافت حاصل کی آخر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت میں پہنچے اور ان سے مشائخ چتر کا خرقہ حاصل کیا اور قسم قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے بہرور ہوئے اور اس قدر تمکین اور دل جمعی حاصل ہوئی کہ پھر کسی اور مشائخ کی صحبت کی ضرورت نہ رہی اس کے بعد آپ مریدین کی ہدایت و تربیت میں مشغول ہو گئے اور ایک جہاں نے آپ سے استفادہ کیا“ ۱۔

صاحب مرآۃ الاسرار کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ روحانیت میں کتنا بلند مقام رکھتے تھے نیز یہ کہ آپ کو بارگاہ رسالت ﷺ میں قرب حاصل تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ روضہ اقدس سے آپ کے سلام کا جواب بھی آتا تھا۔ آپ جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے مشہور ہیں بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ آپ نے پوری دنیا کی نیاحت کی تھی اس لئے جہانیاں جہاں گشت کہلائے (واللہ اعلم)۔ اشرف سمنانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

”حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے مصر، شام، عراق، بلخ، بخارا اور خراسان کا سفر کیا تھا دوبار ربع مسکون کی سیاحت فرمائی تھی چودہ خانوادہ مشائخ کی خلافت اور اجازت ملی تھی۔ صد با مشائخ اور فقہاء کے خوان صحبت کا ذائقہ پہنچا تھا چار شنبہ عید الاضحیٰ ۷۸۵ھ میں وصال ہوا مزار گبر بار اویچ شریف میں مرجع خلافت ہے“ ۲۔

ہم نے اپنے مقالے کے تیسرے باب میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے حالات تفصیلاً ذکر کئے ہیں۔ اویچ شریف کے متعلق مہمطفیس لکھتے ہیں۔

”ماتان کے بعد اویچ روسانی مرکز بنا یہ مرکز دو سلسلوں یعنی سہروردیہ اور قادریہ سلسلے کا سنگم رہا اور

۱۔ شیخ عبدالرحمن چشتی۔ مرآۃ الاسرار، شریفیاء، القرآن پبلی کیشنز کراچی، روز لاہور صفحہ: ۹۷۰۔

۲۔ سیہ شیم اشرف۔ اشرف سمنانی، محبوبہ مخدوم اشرف اکیڈمی درگاہ شریف ضلع فیض آباد صفحہ: ۴۱۔

یہاں پنجاب کے پانچ دریائے ہیں۔ اوج جس کا پرانا نام دیو گڑھ تھا محلہ گیلانیہ اور محلہ بخاریاں پر مشتمل تھا محلہ گیلانیہ میں سلسلہ قادریہ کا دور دورہ تھا اور محلہ بخاریاں میں سلسلہ سہروردیہ کا فیض جاری تھا ۱۲۲۳ھ کے بعد سے یہ علاقہ مسلسل اسلام کا مضبوط مرکز چلا آ رہا ہے مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید راہ جو قال وغیرہ نے اس علاقے میں تبلیغ و اشاعت میں نمایا حصہ لیا۔ ۱

سید اشرف جہانگیر سمنانی جب اوج شریف پہنچے اور حضرت مخدوم جہانیا جہاں گشت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا ایک مدت بعد بوئے طالب صادق نسیم باغ سیادت و ماغ میں پہنچی فرزند مبارک ہوغم بہت مردانہ وار آئے ہو جلدی کرو برادرم علاؤ الدین تمہارے منتظر ہیں راہ میں کہیں زیادہ توقف نہ کر، پھر آپ نے تین روز اوج شریف میں قیام فرمایا بعض کتب میں تین روز سے زیادہ قیام کا ذکر ہے اور اکثر نے یہ لکھا ہی نہیں کہ آپ نے اوج شریف میں کتنے روز قیام کیا لیکن معتبر کتب سے یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ تین روز اوج شریف میں قیام پذیر رہے کیونکہ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی سے یہی منقول ہے ان تین دنوں میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو توجہ اتھوئی سے نوازا اور عجیب و غریب کمالات کا مشاہدہ کرایا اس کی تفصیل مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔ تمام روحانی نعمتیں عطا فرمانے کے بعد سلسلہ چشتیہ قادریہ کی خلافت عطا فرمائی اور خرق خلافت پہنایا اور رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا تمام اکابر بزرگ سے جو کچھ میں نے استفادہ کیا تھا وہ سب تمہیں عطا کر دیا جلدی کرو برادرم علاؤ الدین تمہارے منتظر ہیں راہ میں زیادہ توقف نہ کرنا۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمۃ کے روحانی فیضان سے مستفیض ہو کر اور باطنی نعمتوں سے مشرف ہو کر اوج شریف سے دہلی کی جانب روانہ ہو گئے دہلی پہنچ کر آپ نے قطب الانساب حضرت خواجہ قطب الدین غیاث رکاکی اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی علیہ الرحمۃ کے رات پر حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ دہلی میں آپ کی ملاقات ایک خوبصورت جوان سے ہوئی جن کے چہرے سے ولایت کے آثار ظاہر تھے اور یہی یہاں کے صاحب ولایت تھے۔ محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں۔

”حضرت وہاں سے روانہ ہو کر منزل بہ منزل دہلی پہنچے اور وہاں کے صاحب ولایت سے ملاقات کی انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: اشرف خوب آئے مگر تمہارا قیام مناسب نہیں تمہیں منزل مقصود پر جلد پہنچنا چاہئے وہاں تمہارا انتظار ہو رہا ہے اس بہم شوق دہانی نے آتش شوق کو اور تیز کر دیا کیفیت طاری ہو گئی اور ایسی شدید کہ سرو پا کا ہوش نہ رہا اسی کیفیت اور جذب کی حالت میں دہلی کے ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک مست ہاتھی جو فیصل خانہ شاہی سے نکل بھاگا تھا اور شہر بھر میں بالکل مچائے ہوئے تھ کتنے خون رزا لے کتنی دکائیں الٹ دین عجیب افراتفری مچی ہوئی تھی وہی ہاتھی آپ کے سامنے آ گیا دور سے لوگوں نے آپ کو پا کر شور مچایا اور اس ہاتھی کے پیچھے متعدد ہتھینوں پر فیل بان بیٹھے اس ہاتھی کو قابو میں لانے کی کوشش کر رہے تھے ان لوگوں نے ایک جوان رعنا کو مست سر جھکائے آتے دیکھا تو انہوں نے بھی شور مچا کر آپ کو متنبہ کرنا چاہا مگر آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور اتنے میں ہاتھی آپ کے قریب پہنچ گیا لیکن اس نے آپ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا اور قریب سے گزر گیا شہر بھر میں یہ خبر بجلی کی طرح مشہور ہو گئی لوگ آپ کی زیارت کے لئے دوزے لگیں آپ کسی کی طرف مخاطب نہ ہوئے ہاں ایک قطعہ بار بار آپ پڑھتے تھے اور جوش و کیفیت میں بڑھتے چلے جاتے تھے

چناں غرقیم درد ریائے وحدت کہ ہوش از گوہر عالم ندارم

چناں مستغرقم اندر خیالت جز از عالم و آدم ندارم

مصنف محبوب یزدانی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک کیفیت میں منزل مقصود کی جانب رواں دواں تھے آپ دنیا سے بالکل بے تعلق ہو کر صرف ایک ہی دھن میں آگے بڑھ رہے تھے دہلی کے صاحب ولایت نے یہ بھی فرمایا کہ برادر مراد علاؤ الدین تمہارے منتظر ہیں اسی لئے آپ دہلی سے پنڈوا کی جانب روانہ ہو گئے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار کی جانب روانہ ہوئے یا پنڈوا کی جانب جو بنگال میں ہے کیونکہ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے صحاح کف اشرفی کے مصنف سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی اور

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب نے یہ لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار گئے وہاں انہوں نے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ شرف الدین احمد بخاری منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ حضرت شیخ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے گا جس میں تین نشانیاں ہوں گی پہلی نشانی یہ کہ وہ صحیح النسب سید ہوگا دوسری نشانی یہ کہ وہ سیدہ قرأت کا قاری ہوگا اور تیسری نشانی یہ کہ وہ تارک الساطنت ہوگا اور یہ تینوں نشانیاں سید اشرف جہانگیر سمنانی میں موجود تھیں اس لئے آپ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر یہاں سے بنگال کی جانب روانہ ہوئے اکثر مکتورین نے اس سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بہار نہیں گئے بلکہ بنگال گئے تھے اس سلسلے میں ڈاکٹر سید وحید اشرف صاحب نے اپنی کتاب ”حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی“ میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور دلیلیں پیش کیں ہیں ہم یہاں اس تفصیل سے قطع نظر صرف ان کی دلیلیں پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کہاں تک درست ہے وہ لکھتے ہیں:

”الطائف اشرفی میں مذکور ہے کہ اسی سفر میں بہار میں حضرت شیخ شرف الدین بخاری منیری کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی نماز جنازہ پڑھانے کی روایت سے توافقاً نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بات ضرور غلط ہے کہ یہ واقعہ آپ کے ساتھ پہلے سفر میں پیش آیا حقیقت یہ ہے کہ جب آپ اپنے پیرومرشد سے خلافت حاصل کر کے بنگال سے جو پور روانہ ہوئے اور پھر وہاں سے ہندوستان کے باہر متعدد ممالک کا دورہ کر کے دوبارہ ہندوستان میں تشریف لائے اور پھر اپنے شیخ سے ملاقات کرنے کے لئے بنگال روانہ ہوئے اس وقت یہ واقعہ پیش آیا الطائف اشرفی میں واقعہ کی ترتیب میں غلطی واقع ہوئی ہے اس کے کئی وجوہ ہو سکتے ہیں جس کا ذکر آگے آتا ہے واقعہ کی صحیح ترتیب کو سمجھنے کے لئے ذیل کے حقائق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ شیخ شرف الدین بخاری منیری کا وصال ۸۲۷ھ میں ہوا اور حضرت سید اشرف نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی وفات سے پہلے یعنی ۸۳۷ھ سے قبل ترک وطن کیا دونوں زمانوں میں پینتالیس سال سے زیادہ کا فرق ہے۔

۲۔ غالباً یہ واقعہ نظام الدین بخاری کی موجودگی میں پیش نہیں آیا اور اگر واقعہ کی ترتیب میں غلطی کا سبب

کاتبوں کی تحریف نہیں ہے تو ہو سکتا ہے کہ نظام یمنی ہی سے مہوار ہو اس کی توجیح حسب ذیل ہے۔

مقدمہ لطائف اشرفی میں ہے کہ نظام یمنی اور سید اشرف کی ملاقات ۱۵۷۵ھ میں ہوئی جو کہ نہیں ہے یہ ملاقات بہت بعد میں ہوئی کیونکہ نظام یمنی سید اشرف کے وصال کے بعد ایک مدت تک بقید حیات تھے یہاں تک کہ حضرت نور العین کے وصال تک وہ زندہ تھے اس لئے کہ خود نظام یمنی خبر دیتے ہیں کہ حضرت نور العین حضرت سید اشرف کے بعد چالیس سال تک سجادہ نشین رہے حضرت نور العین کا سن وصال ۸۷۲ھ ہے نظام یمنی جس وقت آپ کے ہمراہ ہوئے اس وقت وہ پوری دہائی پختگی تک پہنچ چکے تھے اور علمی اعتبار سے بھی بہت پختہ کار تھے لطائف اشرفی میں مقدمہ کی عبارت اور جگہ جگہ خود ان کے اشعار اس کا واضح ثبوت ہیں اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دونوں کی ملاقات ۱۵۷۰ھ میں ہوئی تو ملاقات کے وقت نظام یمنی کی عمر کم از کم تیس سال ماننا پڑے گی کیونکہ بالعموم اس سے قبل ادبی شعور کا پختگی تک پہنچنا محال ہے اس سے یہ لازم آئے گا کہ انہوں نے کم از کم ایک سو پچاس سال عمر پائی بغیر کسی معتبر شہادت کے یہ باور کرنا کہ انہوں نے ایک غیر معیاری عمر پائی دشوار ہے اور خلاف قیاس ہے۔ یہاں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ لطائف اشرفی میں سید اشرف کے ملفوظات خود ان کی نظر سے گذر چکے تھے اور ان پر آپ کی اصلاح ہو چکی تھی لہذا کسی غلطی کا امکان کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ آپ کے ملفوظات کو خود آپ سے نہ قبول حاصل ہے لیکن لطائف اشرفی کی تمام عبارتیں آپ کے ملفوظات نہیں ہیں بلکہ بعض حصے آپ کی وفات کے بعد اخذ کئے گئے ہیں سید اشرف کے ملفوظات وہ ہیں جو تصوف اور مختلف علمی مسائل پر ہیں یا وہ صوفیاء کے اندکروں پر مشتمل ہیں اپنی زندگی سے متعلق بہت کم بات آپ نے بتائی ہے محض ضمنی یا ضرورتاً سماعت سے بنگال کے سفر کی روداد ضرور آپ کی بیان کردہ ہے جس کا ذکر جستہ جستہ آپ کے مکتوبات میں بھی ملتا ہے لیکن نماز جنازہ پڑھانے کا ذکر موجودہ کسی مکتوب میں نہیں ہے سمنان سے متعلق آپ کے واقعات خود آپ کے چھوٹے بھائی سلطان محمد سے حضرت نور العین کو معلوم ہوئے اور ان سے نظام یمنی کو معلوم ہوئے اور ہندوستان میں آپ کے وہ واقعات جو نظام یمنی کے سامنے نہیں پیش آئے وہ نظام یمنی کو دوسرے احباب سے معلوم ہوئے باقی حالات وہ ہیں جو نظام یمنی کے چشم دید ہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جو غالباً ۸۷۲ھ کے بعد وقوع پذیر ہوئے یعنی نظام یمنی کی ملاقات سید اشرف سے

۸۲ھ کے بعد ہوئی۔^۱

ڈاکٹر سید وحید شرف صاحب نے اس سلسلے میں جو پہلی دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸۲ھ میں ہوا اور سید اشرف نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی وفات سے پہلے ۳۶ھ سے قبل ترک وطن کیا دونوں زمانوں میں پینتالیس سال سے زیادہ کا فرق ہے اگر یہ فرق ایک یا دو مہینے یا سال کا ہوتا تو یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ یہ کتاب کی غلطی ہے لیکن پینتالیس سال کا فرق کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے راقم نے حضرت شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری کی تاریخ وصال کے متعلق بھی تحقیق کی کہ ہو سکتا ہے کہ شیخ کی تاریخ وصال غلط ہو یا اس میں اختلاف ہو لیکن ایسا نہیں پایا شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری کی تاریخ وصال میں کسی قسم کا اختلاف نہیں بلکہ معتبر کتب میں یہی تاریخ درج ہے۔ چنانچہ مکتوبات صدی میں لکھا ہے۔

”حضرت شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری رحمۃ اللہ علیہ ۶ شوال جمعرات کی رات کو عشاء کی نماز کے وقت ۸۲ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے قطرہ سمندر میں اور جزو کل میں مل گیا۔“^۲

مکتوبات صدی کی مندرجہ بالا عبارت سے یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۶ شوال ۸۲ھ ہی ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ۳۷ھ میں سلطنت سمنان کو ترک کیا اس طرح ۳۷ھ سے ۸۲ھ تک ۴۶ سال کا وقفہ ہوتا ہے اس لئے کسی طرح بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت شرف الدین احمد تہجدی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ پہلے سفر یعنی ترک سلطنت کے فوراً بعد کا ہے کیونکہ آپ نے ترک وطن کے بعد کہیں بھی مستقل قیام نہیں کیا بلکہ منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ترک وطن اور حضرت شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری علیہ الرحمۃ کے وصال کے درمیان ۴۶ سال کے فرق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ پہلے سفر میں پیش نہیں آیا بلکہ یہ دوسرے سفر کا واقعہ ہے ڈاکٹر وحید اشرف صاحب نے اس سلسلے میں اور بھی دلیلیں دی ہیں جو معتبر اور قابل قبول نہیں ہیں ہمارے خیال میں اس کے لئے مذکورہ دلیل ہی کافی ہے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ سید اشرف جہانگیر

۱ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھو۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر۔ سرفراز قومی پریس گلشن صفحہ ۴۳۔

۲ شیخ شرف الدین احمد تہجدی منیری۔ مکتوبات صدی۔ مترجم سید نجم الدین فردوسی۔ ناشر ایچ ایم سید سمیعی پاکستان چوک کراچی صفحہ ۲۰۔

سمنانی دہلی سے بہار نہیں گئے بلکہ بنگال کی جانب روانہ ہو گئے۔

بنگال میں آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بنگال تشریف لائے بنگال اسلامی تہذیب و تمدن کا مرکز تھا اگرچہ مختلف ادوار میں یہاں بہت سے حکمران رہے لیکن جو عدل و انصاف سلطان غیاث الدین نے قائم کیا اس کی مثال نہیں ملتی صوفیاء کرام نے ہندوستان کے دیگر شہروں کی طرح شہر بنگال کو بھی اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنی خانقاہوں کے ذریعے یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا جن بزرگوں نے اپنی روحانی تعلیمات سے اہل بنگال کو مستفیض کیا ان میں حضرت شیخ سراج الدین عثمان المعروف انخی سراج آئینہ ہند علیہ الرحمۃ کا نام سرفہرست ہے اور اس علاقے میں تبلیغ اسلام کے حوالے سے انہیں ہی اذیت حاصل ہے یہی وہ عظیم شخصیت ہیں جو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الہی علیہ الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات پندوی کے پیرومرشد تھے اور شیخ علاؤ الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے پیرومرشد ہیں سید اشرف جب ترک سلطنت کر کے سمنان سے روانہ ہوئے اور راستے میں جن مشائخ سے کسب فیض کیا ان سب نے فیض عطا فرمانے کے بعد یہی فرمایا "فرزند اشرف جلدی کرو برادرم علاؤ الدین تمہارے منتظر ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کہیں بھی زیادہ قیام نہیں فرمایا بلکہ مشائخین کے اشارے پر کشاکش کشاکش بنگال کی جانب سفر کرتے ہوئے بنگال کے قصبہ پنڈوا پہنچ گئے جہاں شیخ علاؤ الدین پندوی مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز تھے۔

حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ:

قدوة العارفين زبدة السالكين رہنمائے اہل یقین پیشوائے بزرگان دین راز بائے سرہستہ کے امین حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ، صاحب تقویٰ و روحانیت اور مقتدائے ارباب ولایت تھے یعنی علم و فضل زہد و تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ طریقت میں آپ حضرت سراج الدین عثمان المعروف انخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے شیخ

محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں آپ کے تذکرے میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”ابتدائی زمانے میں مال دار اور غنی ہونے کی وجہ سے نہایت ہی شان و شوکت سے رہا کرتے تھے مگر جب سراج اخئی کے مرید ہوئے تو سب کچھ چھوڑ کر فقیرانہ اور مستانہ وار گوشہ نشینی اختیار کر لی۔“ ۱۔

آپ نے اپنے شیخ اخئی سراج آمینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خدمت کی دن رات سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے جب شیخ سفر پر جاتے تو آپ ان کا سامان اپنے سر پر رکھ کر میلوں پیدل سفر کرتے اور ان کی خدمت میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ شیخ آپ کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور جو کچھ روحانی نعمتیں انہیں اپنے شیخ حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی سے ملی تھیں وہ سب کی سب انہوں نے آپ کو عطا فرمادیں اور روحانیت کے عظیم منصب پر فائز فرمادیا شیخ علاؤ الدین گنج نبات نے اپنے علم و روحانیت کے ذریعے بنگال میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور تشنگان معرفت کو سیراب کرتے رہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے صاحب مراقۃ الاسرار نے آپ کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسے شاہباز اور بلند پرواز حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے ملک خراسان سمنان کی بادشاہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور حسن تربیت سے مرتبہ تکمیل و ارشاد پر پہنچے باوجود کہ بے شمار اولیائے کبار سے آپ کو راستے میں ملاقات ہوئی لیکن سب نے یہی فرمایا کہ تمہارا رشد بنگال میں ہے وہاں جاؤ۔“ ۲۔

شیخ علاؤ الدین کی خانقاہ غریبوں، فقیروں اور بے سہارا لوگوں کی امیدوں کا مرکز تھی جہاں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور دامن مراد بھر کر جاتے تھے آپ کی خانقاہ کا خرچ بادشاہ وقت کے خرچ سے بھی زیادہ تھا بادشاہ کو اس پر بڑی حیرت ہوئی تھی ایک مرتبہ بادشاہ نے کہا کہ شاید انہوں نے بیت المال کے افسر سے کوئی ساز باز کی ہے جب ہی یہ اتنا خرچ کرتے ہیں پھر اس نے حکم دیا کہ آپ اس شہر سے نکل

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اخبار الاخیار، (اردو) مترجم مولانا سحان محمود۔ ناشر مدینہ تبلیغی ٹرسٹ، ممبئی ہند روڈ راجی۔ صفحہ ۱۰۱۔

۲۔ شیخ عبد الرحمن چشتی۔ مراقۃ الاسرار۔ مترجم پکتان واحد بخش سیال چشتی۔ ناشر فیضان القرآن، ممبئی۔ صفحہ ۱۰۱۔

جائیں اور سنار گاؤں میں رہیں آپ فوراً اپنے مریدوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور سنار گاؤں میں اقامت اختیار کر لی اور خادم سے فرمایا اب تک روزانہ جتنا خرچ کرتے تھے اب اس سے دگنا خرچ کرو خادم نے حکم کی تعمیل کی اور آپ کے لنگر کا خرچ دگنا ہو گیا اسی طرح مجمع لگار بتاتھا لوگ آتے تھے اور اپنی مراد پاتے تھے لیکن بظاہر کوئی ذریعہ معاش نظر نہیں آتا تھا حقیقت میں آپ کو دست غیب تھا جس کی وجہ سے آپ بے اندازہ خرچ کرتے تھے اور پھر بھی کمی نہیں ہوتی تھی آپ مخلوق کی بجائے خالق پر بھروسہ کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کو اطمینان قلب اور توکل کی دولت حاصل تھی آپ مقام توکل پر فائز تھے اسی لئے ہمہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے امام غزالی اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

”جس شخص کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کی نظر صرف اسی کے کرم پر ہوگی اور اس کی عطا و بخشش پر اعتماد رکھتا ہوگا وہ اس سے اسی طرح عشق کرے گا جس طرح بچہ اپنی ماں سے کرتا ہے حقیقت میں یہی شخص متوکل ہوگا“ ۱

امام غزالی نے متوکل کی جو صفات بیان فرمائیں وہ حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات میں بدرجہ کمال موجود تھیں آپ توکل و استغناء کے عظیم مقام پر فائز تھے یہی وجہ تھی کہ بظاہر بغیر کسی ذریعہ معاش کے آپ کا لنگر جاری رہتا تھا اور مخلوق خدا اس سے فیضیاب ہوتی تھی علوم و معارف کے لحاظ سے بھی آپ کا مقام ارفع و اعلیٰ تھا ڈاکٹر وحید اشرف لکھتے ہیں۔

”علوم معارف میں آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا کبھی کبھی جوش کے عالم میں سید اشرف سے فرماتے تھے کہ آیات قرآنی کی تفسیر، فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے نکات مجھ سے حاصل کر لو میں ایک پُر بار و رخت ہوں جسے ہلاؤ تو تمہیں عجیب و غریب پھل ملیں گے۔ شیخ علاؤ الدین گنج نبات کے ارشاد گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ طریقت میں غلیظت و روحانیت کے کتنے بلند مقام پر فائز تھے۔

پیر و مرشد کی خدمت میں:

معتبر روایات کے مطابق سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سمنان سے بنگال تک کا سفر دو سال میں

۱۔ امام ابو حامد محمد غزالی۔ احیاء العلوم جلد چہارم۔ مترجم مولانا محمد الیوم الجادی۔ ناشر دارالاشاعت اردو بازار کراچی صفحہ ۳۹۴۔

۲۔ ڈاکٹر وحید اشرف۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۵۷۔

طے کیا پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کا واقعہ تقریباً تمام ہی مکتوبین و مصنفین نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ایک ہی انداز میں بیان کیا ہے جو اس طرح ہے کہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنی خانقاہ میں قیلولہ فرما رہے تھے اچانک آپ بیدار ہوئے اور مریدین سے فرمایا ”بوائے یارمی آید“ یعنی مجھے اپنے دوست کی خوشبو آ رہی ہے پھر آپ نے محافہ تیار کرنے کا حکم دیا پھر اس میں سوار ہو کر شہر سے باہر تشریف لائے آپ کے ہمراہ مریدین و معتقدین کے علاوہ عوام کی ایک بڑی تعداد تھی آپ کے اس طرح خانقاہ سے باہر کسی کے استقبال کے لئے نکلنا ہر شخص کے لئے باعث حیرت تھا یقیناً اہل پنڈ وایہ سوچ رہے ہونگے کہ وہ مرد قلندر جو سلطان وقت کو خاطر میں نہ لاتا ہو اور جس کے کمال بے نیازی کے سامنے بادشاہ وقت بھی سر جھکا تا ہو وہ آج کسی کے استقبال کے لئے شہر سے باہر اس انداز سے جا رہا ہے کہ خلفا، و مریدین ہمراہ ہیں تو یقیناً وہ آنے والا بھی کوئی عظیم انسان ہوگا یہ سوچ کر عوام کا ایک جم غفیر آپ کے ساتھ ہو گیا کہ دیکھیں وہ کون شخص ہیں کہ جن کے استقبال کے لئے حضرت خود تشریف لے آئے شیخ علاؤ الدین گنج نبات اپنے مریدین اور خلفا، اور شہر کے لوگوں کے ہمراہ باہر تشریف لائے اور ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آنے والے کا انتظار کرنے لگے دور سے گرد و غبار اڑتا ہوا نظر آیا آپ نے فوراً خادم کو بھیجا کہ معلوم کرو کہ کون ہے خادم نے آ کر بتایا اشرف نامی ایک صاحب سمنان سے آرہے ہیں یہ سن کر شیخ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور مریدین و حاضرین سے فرمایا جس کے ہم دو سال سے منتظر تھے وہ آرہا ہے کچھ ہی دیر بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی پہنچے اور طالب نے اپنے مطلوب کو محبت نے اپنے محبوب کو اور مرید نے اپنے پیر کو دیکھ لیا۔ پیر و مرشد کے قریب آتے ہی اپنا سران کے قدموں پر رکھ دیا انہوں نے فرط محبت سے آپ کو اٹھایا اور سینے سے لگایا پھر ارشاد فرمایا فرزند اشرف جس وقت تم سمنان سے روانہ ہوئے تھے میں اسی وقت سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور ہر ہر منزل پر تمہاری نگرانی کرتا رہا ہوں تمہارے آنے سے قبل حضرت خضر علیہ السلام نے ستر مرتبہ تمہاری آمد کی خبر دی ہے پھر فرمایا میری پاکی میں سوار ہو جاؤ پہلے تو آپ نے ادب کی وجہ سے منع کیا لیکن جب شیخ نے حکم دیا تو الا مرفوق الادب۔ کے مصداق آپ شیخ کے ہمراہ لان کی پاکی میں سوار ہو گئے اور قافلہ خانقاہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”جیسے ہی عالم پناہ کی بارگاہ پر نظر پڑی بے اختیار رولی سے اتر گئے اور ولایت مآب کی بارگاہ پر سر رکھ دیا اور

یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے۔

ماہر جناب دولت سر برنہادہ ایم۔ ہم نے اس بارگاہ پر سر بلندی کی دولت رکھ دی
رخت وجود بر سر اس درکشادہ ایم۔ وجود کے سامان سفر کو اس آستانے پر کھول دیا ہے
ظلمات راہ گر چہ بریدیم عاقبت۔ اگرچہ ہم راستے کی ظلمتوں کو قطع کر چکے (لیکن)
تشنہ بر آب چشمہ حیواں فداہ ایم۔ چشمہ حیواں کے پانی پر پیاسے پڑے ہوئے ہیں
بر شاہراہ فقر نہادیم رخ و لے۔ ہم نے فقر کی شاہراہ پر رخ کر لیا ہے لیکن عزت و حرمت
بر عرصہ حریم چو فریں پیادہ ایم۔ کی بساط پر (شطرنج کے مہرے) وزیر کی مانند پیادہ ہیں
بروئے تو کشادہ بر در ستادہ ایم۔ اپنا چہرہ آپ کے چہرے کی طرف کر لیا ہے اور در پر کھڑے ہیں
سر بر حریم حضرت عالی نہادہ رو۔ ہم نے اپنا سر آپ کی عزت و حرمت والی بارگاہ پر رکھ دیا ہے
اے بر حریم عرش جناب تو ہا سر۔ آپ کی عرش بارگاہ حریم پر ہم نے اپنا ہا سر رکھ دیا ہے۔
ماہر نہادہ ایم چہ سر تر نہادہ ایم۔ اور کس قدر بلند مقام پر رکھا ہے۔

دارم امید مقصد عالی ز درگہست۔ ہم آپ کی درگاہ سے بلند مقصد کے امیدوار ہیں
چوں در دیار غربت ازیں ہم زیادہ ایم۔ ہم اجنبی ملک میں اس سے بھی زیادہ (عنایت کے لائق ہیں)
اشرف مس وجود خود آرد و بہر زر۔ اشرف اپنے وجود کا تابنا سونا بنانے کے لئے لایا ہے
از دولت حکیم بہ اکسیر دادہ ایم۔ ہم نے حکیم کے اقبال سے خود کو اکسیر کے حوالے کر دیا ہے
حضرت قدوۃ الکبریٰ نے آستانے پر سر رکھ کر یہ اشعار تخلیق فرمائے اور حضرت مخدومی کی خدمت میں پیش
کئے حضرت نے، سننے کی رضامندی کے ساتھ پوری توجہ سے اشعار سنے دو بارہ بغل کیر ہوئے (اس مرتبہ یہ
اثر ہوا کہ) تمام مقاصد آرزوؤں اور حاجتوں سے الگ کر دیا اور ان کی گود میں مقصد اور مشاہدے کا پانی
بکھیر کر ایک ساعت میں بے کنار کر دیا۔ ۱

اطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے مرشد کی خانقاہ کی چوکھٹ
پر سر رکھ کر یہ فی الہد یہ اشعار کہے تو مرشد گرامی حضرت علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ نے فرہ محبت سے

انہیں سینے سے لگا لیا مرشد کے سینے سے لگتے ہی سید اشرف جہانگیر سمنانی کو جو کیف سرور حاصل ہوا اور جو روحانی نعمتیں ملیں وہ بیان سے باہر ہیں یقیناً ان کے قلب کو سکون حاصل ہوا ہوگا اور عشق کی جو آگ ان کے سینے میں جل رہی تھی اس میں جلا پیدا ہوئی ہوگی اس کے بعد پیر و مرشد آپ کو اپنے ہمراہ لے کر خانقاہ میں داخل ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا پھر خادم کو حکم دیا کہ دسترخوان لاؤ ایک خادم جن کا نام عبداللہ تھا پانی لانے کے لئے کہا خادم پانی لائے شیخ نے فرمایا فرزند اشرف مقاصد کو نین سے ہاتھ دھو لو تا کہ وصل الہی کی دولت حاصل ہو آپ نے فرمایا میں پہلے ہی دونوں جہاں سے ہاتھ دھو چکا ہوں پھر یہاں بیٹھ ہوں کھانا لایا گیا شیخ نے چار لقمے اپنے دست مبارک سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو کھلائے شیخ کی اس التفات کو دیکھ کر حاضرین کو سخت تعجب ہوا کہ آج سے قبل تو شیخ نے کسی پر اتنا کرم نہیں فرمایا ان کا تعجب کرنا اس لئے درست تھا کہ اس وقت تک وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مقام و مرتبے سے ناواقف تھے جبکہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہ آپ کے مقام و مرتبے سے آگاہ تھے بلکہ حضرت خضر علیہ السلام کی جانب سے انہیں یہ ہدایت تھی کہ ان کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہ ہو اسی لئے وہ آپ پر کمال شفقت و مہربانی فرماتے تھے۔

اس کے بعد سادہ چاول لائے گئے جنہیں بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں انہیں ٹھنڈے پانی میں رکھ کر ٹھنڈا کیا گیا تھا شیخ نے فرمایا فرزند اشرف یہ کھالو یہ فقیروں کی غذا ہے اور اس کے کھانے سے تشنگان معرفت کو بڑی تسکین ہوتی ہے آپ نے وہ کھائے آخر میں پان پیش کئے گئے شیخ نے اپنے ہاتھ سے چار گلو ریاں پان کی کھلائیں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی یہ پہلی ضیافت تھی جو شیخ کی خانقاہ میں ہوئی اس کے بعد رسم ارادت ادا کی گئی اس موقع پر شیخ نے اپنی کلام مبارک اتار کر آپ کے سر پر رکھی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی پھر آپ نے اسی جذب کی کیفیت میں فی الہد یہدا شعار کہے جو یہ ہیں۔

نہاد و تاج دولت بر سر من۔ علاؤ الحق والدین گنج نبات

حضرت علاؤ الحق والدین گنج نبات نے میرے سر پر دولت کا تاج رکھ دیا۔

زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد۔ برآوردہ مرا از چاہ آفات

اس پیر کا کیا کہنا جس سے ملنے کی تمنا نے مجھے سلطنت سے بے نیاز کر دیا اور آفات سے نکال کر روحانی

ترقی کی شاہراہ پر داخل دیا۔

روحانی تربیت:

رحمہ اللہ! ادا ہونے کے بعد شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید صادق سید اشرف جہانگیر سمنانی کی روحانی تربیت شروع کی اور مشائخ کے طریقے کے مطابق انہیں اپنی خانقاہ میں ایک حجرہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اس میں عبادت و ریاضت کریں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ کے حکم کے مطابق ریاضت و مجاہدہ شروع کیا شیخ آپ کو لے کر حجرے میں داخل ہوئے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا۔ کچھ دیر حجرے میں ٹھہر کر انہیں توجہ اتحادی سے نوازا اور پھر باہر تشریف لے آئے لطائف اشرفی میں اس کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کو حجرے میں لے گئے دونوں ایک پہر حجرے میں ایک ساتھ رہتے راز حقیقت اور سنت نبوی ﷺ کے موتی سر پر چھڑ کے حضرت مخدومی حجرے سے نکلے اور آپ کو حجرے سے اندر چھوڑ دیا ایک ساعت کے بعد پھر خود حجرے میں تشریف لے گئے وہاں آپ کو عجیب حالت میں پایا حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں تھا۔“

لطائف اشرفی کی تحریر ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات نے پہلے ہی چلے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کو تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں اور طریقت کے اہم اسرار و رموز سے آگاہ فرمادیا اور جب وہ حجرے سے باہر تشریف لائے تو ان کا چہرہ نور و ولایت سے چمک رہا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انوار الہی کی بارش ہو رہی ہے حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی یا یوں کہیے کہ یہ ان کی تربیت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی ان کے پاس سلوک کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتا تو آپ اس سے سخت محنت لیا کرتے تھے اور مجاہدہ کراتے تھے اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے فرزند > شاہ نور قطب عالم ہندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ جو کام تھے ان میں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر رکھ کر لانا۔ کنوؤں سے پانی بھر کر دوسروں کے گھر تک پہنچانا وغیرہ شامل تھا غرضیکہ شیخ کی بارگاہ میں آ۔ والے ہر مرید کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام تھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جب یہ دیکھا تو عرض

کیا حضور میرے لئے بھی کوئی کام متعین فرمادیں یہ سن کر شیخ نے فرمایا فرزند اشرف حضرت خضر علیہ السلام نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے کہ مجھے تم سے کوئی خدمت لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے خدمت نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ترک سلطنت کر کے آئے تھے کیونکہ خدمت تو ان سے لی جاتی ہے جن کی اصلاح منسود ہوتا کہ ریاضت مجاہدے کے ذریعے ان کے غرور و تکبر اور انانیت کو ختم کیا جائے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیا جائے تو جس نے سلطنت کو ترک کر کے پہلے ہی درویشی اختیار کر لی ہو اور اپنے نفس کو رلیا ہو اس کو پھر کسی عیب سے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کو تو پھر صرف ایک کاس نگاہ کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے شیخ نے آپ کے ذمہ کوئی خدمت نہیں لگائی جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ دیکھا تو آپ خود آگے بڑھ کر خدمت کیا کرتے تھے جب شیخ جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ جو تہیاں سیدھی کر کے ان کے سامنے رکھتے جب وہ وضو کا ارادہ کرتے تو آپ ان کے لئے وضو کا پانی لا کر رکھتے اور اکثر انہیں وضو بھی کرایا کرتے تھے اور اسی قسم کی دیگر خدمات خود ہی انجام دیا کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شیخ کی خدمت سے ہی مقام و مرتبہ حاصل ہوگا صوفیاء اسی لئے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں کہ انہیں اس مجاہدے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے آج کل لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اتنی ریاضت اور مجاہدے کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں دیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”ایک عالم نے عارف سے سوال کیا کہ صوفیاء یہ تمام ریاضات و مجاہدات کاتے کو کرتے ہیں عارف نے کہا اگر تمہیں کہا جائے کہ اس طرح اس طرح کی مشقت کرو جس کے معادے میں تمہیں سلطنت دی جائے گی یا بادشاہ تمہارے تابع فرمان ہو جائے گا تو وہ تمام مشکلات اور مشقتیں تمہیں کوارہ ہوں گی کہ نہیں؟ اس نے کہا ہر شخص خوشی سے ایسا کرے گا عارف نے کہا اسی طرح ریاضات و مجاہدات کے نتیجے میں ذات حق نہاں خانہ قلب میں اپنی شان الوہیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔“

اس سے پتہ چلا کہ مشاہدے کے لئے مجاہدہ ضروری ہے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ریاضت و مجاہدے کئے اور اپنے پیرومرشد کی بے حد خدمت کی جس سے انہیں بلند مقام حاصل ہوا۔

شجرہ طریقت سید اشرف جہانگیر سمانی رحمۃ اللہ علیہ

- سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (۱۲ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ مدینہ منورہ)
- امام المتقین امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (۱۱ رمضان المبارک ۶۰۰ھ کوفہ کربلا)
- حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷ محرم الحرام ۱۱۰ھ بصرہ)
- حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۱ھ بصرہ)
- حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷ھ)
- حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۷ھ شام)
- حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی قدس سرہ (شام)
- حضرت خواجہ ائین الدین بہرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (بہرہ متصل بصرہ)
- حضرت خواجہ ممشا و علودینوری رحمۃ اللہ علیہ (۲۹۹ھ)
- حضرت خواجہ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۱ھ شام)
- حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵۵ھ ہرات چشت)
- حضرت خواجہ محمد بن ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۱ھ ہرات چشت)
- حضرت خواجہ سید ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵۹ھ ہرات چشت)
- حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۳۷۷ھ ہرات چشت)
- حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ (بخارا)
- حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۷ھ حیدرآباد مظفر)
- حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۳ھ اجمیر)

- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۴ھ مہرولی - دی)
- حضرت بابا فرید الدین مسعودی گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (۵۸۰ھ الحرم الحرم ۶۶۹ھ پاک پٹن)
- سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲۵ھ دی)
- حضرت خواجہ شیخ عثمان انبی سراج الحق والدین آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۸ھ سعدانہ پورہ ہند)
- حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۰ھ پنڈواہ ہند)
- حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (۸۳۲ھ کچھوچھو شریف - انڈیا)



مرشد کا احترام:

لطف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ عبد اللہ بن کبیر بنات رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو با وضو ہوا کر جاتے اور ان کے سامنے باادب ہو کر بیٹھتے تھے آپ نے کبھی مرشد کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہیں کی بلکہ نہایت آہستگی کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے احترام کا یہ حال تھا کہ جب اپنے حجرے میں لیتے تو اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ مرشد کی قیام گاہ کی جانب پیر نہ ہوں۔

یہ ادب آپ نے ساری زندگی ملحوظ رکھا اور کبھی پنڈو اشرف کی جانب پیر نہیں پھلائے صرف اس لئے کہ وہ آپ کے مرشد کا شہر ہے آپ کو اپنے پیرو مرشد سے بڑی عقیدت و محبت تھی ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے تیار رہتے تھے آپ مرشد کی صحبت کو ہر شے سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اسے نعمت خیال کرتے تھے آپ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ تمام مریدین سے بڑھ کر مرشد کی خدمت کروں اور ان کا فیض صحبت حاصل کروں اور یہ حقیقت ہے کہ مرید صادق کے لئے مرشد کامل کی صحبت انسان کو اللہ تک پہنچا دیتی ہے ان کی صحبت میں بیٹھنا اور حقیقت اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ہے اسی لئے مشائخ طریقت حکم دیتے ہیں کہ اگر دل کی جلا چاہتے ہو یعنی تصفیہ قلب چاہتے ہو تو اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو ان کی صحبت سے تزکیہ نفس بھی ہو جائیگا اور تصفیہ قلب بھی۔ حضرت ابو بکر الطمستانی فرماتے ہیں۔ ”اللہ کی صحبت اختیار کرو اگر یہ نہ کر سکو تو پھر اس شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ کی صحبت حاصل ہے تاکہ اس کی صحبت کی برکت سے تم اللہ عز و جل کی صحبت تک پہنچ جاؤ۔“

حضرت ابو بکر الطمستانی کے ارشاد سے پتہ چلا کہ اہل اللہ کی صحبت انسان کو نیک بنادیتی ہے اور خدا کی معرفت عطا کرتی ہے مرشد کامل کی ایک نگاہ سے طالب صادق ہزاروں منازل سلوک طے کر لیتا ہے جس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت شیخ بنات کی خدمت اور ان کی نگاہ التفات سے مقامات طے کئے اور درجے مرتبے حاصل کئے۔ یہی وجہ ہے ہمہ وقت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور صحبت شیخ کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے۔

مرشد کی کرم نوازی:

حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید صادق سید اشرف جہانگیر سمنانی پر بہت ہی مہربان تھے آپ کی مسلسل عنایت اور لطف و کرم کو دیکھ کر دیگر مریدین کو حسد پیدا ہوا اور وہ آپ کے خلاف ہو گئے ایک دن حضرت گنج نبات اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں سے بہت سے تبرکات تھے آپ نے تمام مریدین کے سامنے وہ تبرکات سید اشرف جہانگیر سمنانی کو عطا فرمادیئے اور ارشاد فرمایا امانت اس کے مستحق کو مل گئی وہ تبرکات کیا تھے ان کے متعلق نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”سلطان المشائخ کا وہ خرقہ جو حضرت انبی سراج کو ملا تھا اور ان سے حضرت مخدومی نے پایا تھا وہ آپ نے قدوة الکبریٰ کو عنایت فرمایا اس کے علاوہ دیگر مشائخ نہ تبرکات بھی آپ نے عطا فرمائے۔“

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے چند روز بعد وہ تبرکات ایک فقیر کو دیے دیئے کچھ لوگ جو آپ سے حسد کرتے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ آپ نے وہ تبرکات فقیر کو دے دیئے تو اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعتراض شروع کر دیئے جب یہ شکایت اور اعتراض حضرت شیخ علاؤ الدین تک پہنچے تو آپ نے فرمایا اشرف کا کوئی فعل بے معنی نہیں ہوتا اس لئے انہی سے پوچھو جب آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ تناؤ خرقہ جو ہے یہ عین پیر ہے یا غیر پیر ظاہر کہ خرقہ عین پیر تو ہو نہیں سکتا غیر پیر ہی ہے تو مرید کی نظر غیر پر نہیں ہونی چاہئے مرید تو پیر کی صفات کا تابع ہوتا ہے اگر یہ فقیر عوارضات پر ہی نگاہ رکھے تو پیر کی صفات اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا اور جس کے اندر پیر کی صفات پیدا نہ ہوں اس کو پیر سے کیا کام۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس جواب کی اطلاع جب حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات کو ہوئی تو نہ صرف یہ کہ آپ نے ان کی تعریف فرمائی بلکہ اپنے عزیز مرید کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا شہرہ مشرق و مغرب تک پھیلے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے وہ تمام تبرکات اس کے فقیر کو دے دیئے کہ وہ عین پیر نہیں غیر پیر ہیں لیکن بعد میں جو تبرکات آپ کو پیر و مرشد اور دیگر مشائخ

سے ملے وہ آپ نے بڑی حفاظت، احترام سے رکھے اور اپنے وصال سے قبل اپنے چاشمین حضرت سید عبدالرزاق نور العین کو عطا فرمائے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ابتدائی کیفیت تھی اس وقت آپ اپنے شیخ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے میں مصروف تھے اس لئے نہیں چاہتے تھے کہ درمیان میں کوئی ایسی چیز مائل ہو جس سے اس عمل میں کمی ہو اسی لئے آپ نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے ان تمام چیزوں یعنی تبرکات کو اپنے سے علیحدہ کر دیا کہ غیر کی طرف ایک لمحہ کے لئے بھی متوجہ ہونے کا موقع نہ ملے لیکن جب اس عمل سے گزر چکے اور پیر کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو پھر شیخ کی جانب سے اور دیگر مشائخ سے جو خرقے ملے ان کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ رکھا وقت وصال حضرت سید عبدالرزاق نور العین کو عطا فرمادیئے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس عمل سے پتہ چلا کہ مرید صادق وہی ہے جو ہمہ وقت اپنے شیخ پر نگاہ رکھے اور اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے اور ایک لمحہ بھی غیر کی جانب مائل نہ ہو جب وہ طریقت میں متمم حاصل کر سکتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مرید صادق نہیں ہو سکتا۔

لقب جہانگیر:

بزرگان دین اور اولیائے کاملین کو ہم مختلف القابات و خطابات سے پکارتے ہیں درحقیقت یہ تمام القابات و خطابات بارگاہ رب العزت سے عطا کئے جاتے ہیں کسی بزرگ نے خود کبھی اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب نہیں لگایا یہی وجہ ہے کہ یہ لقب یا خطاب انہیں عطا ہوا پھر وہی ان کے نام کا جز بن گیا سید اشرف جہاں بر سمنانی کا لقب ”جہانگیر“ آپ کو کیسے عطا ہوا نظام معنی لطائف اشرفی میں اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

”جب آپ کو پورے چار سال خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے تو حضرت مخدومی آپ کو القاب عطا کرنے کے لئے فکر مند ہوئے فرمایا الا القاب تنزل من السماء یعنی القاب آسمان سے نازل ہوتے ہیں جو کچھ غیب سے نازل ہو، یہی لقب دوں گا ایک شب حضرت مخدومی اپنی خلوت گاہ میں مشغول تھے وہ شب برات تھی وظائف و اوراد شروع کرنے کے لئے باہر آئے اور خلوت گاہ میں چلے گئے سر جھکا کر مراقبہ میں چلے گئے مراقبہ کو بہت طول دیا یہاں تک کہ صبح کے آثار نظر آنے لگے یکا یک خلوت گاہ کے

درود نیوار سے ”جہانگیر، جہانگیر“ کی صدا آنے لگی یہ بات دل میں جمائی اور فرمایا! الحمد للہ فرزند اشرف کو ”جہانگیر“ کے خطاب سے مخاطب کیا ہے (یعنی انہیں جہانگیر کا لقب عطا ہوا ہے) حضرت قدوۃ الکبریٰ دوسری خلوت گاہ میں مشغول تھے جب نماز فجر کے لئے باہر آئے اور جماعت سے نماز ادا کر لی تو حضرت مخدومی کا دستور تھا کہ فرض ادا کرنے کے بعد اصحاب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے اس صبح جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس نے کہا خطاب جہانگیر مبارک ہو حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

مرا از حضرت پیر جہاں بخش مجھے دنیا بختے والے پیر کی بارگاہ سے۔

خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر خطاب ملا کہ اے اشرف جہانگیر۔

کنوں کیرم جہان معنوی را میں باطنی جہان کو مخبر کروں گا۔

کہ فرمان آمد از شاہم جہاںگیر کیونکہ میرے بادشاہ کا فرمان ہے کہ دنیا مسخر ہے۔ ۱۔

لطائف اشرفی کی عبارت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو جہاں کیر کا لقب بھی بارگاہ رب العزت سے عطا ہوا یہی وجہ ہے کہ پھر یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا جز بن گیا اور یہ حقیقت ہے کہ جو چیز باطنی طور پر عطا ہو وہ ہمیشہ رہتی ہے اس کو کوئی منان نہیں سکتا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی چار سال پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے اس دوران آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ علاؤ الدین سلج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے پوری توجہ سے آپ کی روحانی تربیت فرمائی اور اس میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی جو کچھ روحانی نعمتیں آپ کو اپنے مشائخ ماسبق سے ملی تھیں وہ سب اپنے محبوب مرید سید اشرف جہانگیر سمنانی کو عطا فرمادیں اور ارشاد فرمایا ”فرزند اشرف“ میں نے تمہارے لئے استعداد کی پستان خشک کر دی ہے اور جو کچھ حاصل کیا وہ تم پر نثار کر دیا ہے لہذا اب ضرورت ہے کہ تم تبلیغ دین کے لئے نکلوں کہ لوگ تم سے فیض حاصل کریں اور گمراہ انسان راہ ہدایت پائیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے پیر و مرشد کی زبان سے یہ سنا تو عرض کیا۔ لطائف اشرفی میں نظام یعنی آپ کے الفاظ کو اس طرح بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں ”قدوۃ الکبریٰ نے عرض کیا کہ ہم نے ملک سے مسافرت کی تکلیف برداشت کی ہے دیکھ کے دیس سے محبت کا شربت پیا ہے۔ اسباب خانے کو ٹھکرایا دوستوں کے فراق کی شراب پی۔ اہل خانہ اور

اقارب سے جدائی اور تمام ضروریات سے دست کشی محض اس لئے تھی کہ اہل عشق و عرفان کے قبیلے کی درگاہ کی مجاوری کروں اور اصحاب ذوق و وجدان کے کعبے کی قربت حاصل کروں نہ اس لئے کہ ہر روز تقسیم ہونے والی دولت ارادات سے محروم اور مبارک انوار سے (جو یہاں حاصل ہوتے ہیں) بے نصیب رہوں۔ ۱۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو مرشد کی بارگاہ میں رہنا کتنا عزیز تھا کہ اس کے خاطر انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مرشد کی صحبت میں رہنا کتنا بڑا اعزاز ہے اور اس سے بیش بہا نعمتیں حاصل ہوتی ہیں پیر و مرشد نے جب یہ سنا تو فرمایا فرزند اشرف آپ مجھ سے جدا نہ ہوں اسی طرح دو سال اور گزر گئے تو شیخ نے فرمایا اب مشیت ایزدی یہی ہے کہ تم تبلیغ دین کے لئے روانہ ہو جاؤ آپ نے انہیں جو پور جانے کا حکم دیا چنانچہ طے یہ ہوا کہ آپ رمضان اپنے شیخ کے ساتھ گزاریں گے اور عید کے دن روانہ ہو جائیں گے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور خاموشی کے ساتھ اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے آپ اپنے معمولات کے تحت پابند تھے اور کسی بھی حال میں ان میں کمی نہیں آتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ پیر و مرشد کی خدمت بھی کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے ویسے تو شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی خانقاہ پر رہنے والے مریدین اور خدام سب ہی متقی و پرہیزگار تھے اور اپنے اوراد و وظائف پابندی سے ادا کرتے تھے اور شیخ بھی ان پر نظرِ نرم فرماتے تھے لیکن جو ریاضت و مجاہدہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کرتے تھے وہ ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ سلطنت ترک کر کے آئے تھے اس لئے شیخ آپ پر زیادہ ہی مہربان تھے اور آپ کو بھی اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اسی لئے ان سے جدا ہونے کو تیار نہ تھے لیکن جب شیخ نے فرمایا کہ تمہیں عید کے دن تبلیغ کے لئے روانہ ہونا ہے تو آپ نے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔



تبلیغ و اصلاح اور احیاء شریعت :-

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے رمضان المبارک اپنے شیخ کے ساتھ گزارا اور عید کے دن ان کی خانقاہ پنڈواشریف سے رخصت ہوئے اور پیر و مرشد کے حکم کے مطابق جو پور کی جانب روانہ ہو گئے یہیں سے آپ کی تبلیغی زندگی کا آغاز ہوتا ہے پنڈواشریف بنگال سے روانہ ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ نے جس جگہ قیام فرمایا وہ جو پور کے قریب ظفر آباد کا علاقہ تھا جب آپ اپنے اصحاب کے ساتھ یہاں پہنچے تو ساتھیوں نے جائے قیام کے لئے دریافت کیا آپ نے فرمایا ہم دستور کے مطابق مسجد میں قیام کریں گے چنانچہ آپ کا ساز و سامان مسجد ظفر خان میں لا کر رکھ دیا گیا اور آپ مع اصحاب کے وہیں قیام پذیر ہو گئے لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اکثر مساجد میں ہی قیام فرماتے تھے ظفر آباد پہنچنے کے بعد جب لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو ملاقات کے لئے آئے ان آنے والوں میں عالم، صوفی، طالب علم، اور عوام سبھی شامل تھے اکثر تو آپ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے آئے تھے اور ان کے دلوں میں مختلف سوالات تھے کہ اگر انہوں نے ان کے جوابات دے دیئے تو پھر ہم ان کو مان لیں گے چنانچہ جب وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پوچھے بغیر ان سوالات پر گفتگو شروع کر دی اور ایسے تسلی بخش جوابات دیئے کہ وہ سب تائب ہو کر آپ کے حلقہ اراوت میں شامل ہو گئے آپ جس کو بیعت فرماتے اس کی ظاہری و باطنی اصلاح بھی فرماتے اور شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیتے ظفر آباد میں قیام کے دوران بہت سے علماء آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ان میں اس وقت کے ایک جلیل القدر عالم شیخ کبیر بھی شامل ہیں شیخ علم و فضل کے لحاظ سے یکتائے زمانہ تھے لوگ علم کے حصول کے لئے ان کی جانب رجوع کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ کثیر تعداد میں ان کے تلامذہ موجود تھے لطائف اشرفی میں نظام یحییٰ نے ان کے مرید ہونے کا واقعہ لکھا ہے جو اس طرح ہے وہ لکھتے ہیں:-

”انہی دنوں حضرت شیخ کبیر سرور پوری ایک خواب دیکھنے کی بنا پر آئے ہوئے تھے خواب کا واقعہ یوں ہے

کہ حضرت کبیر کے دل میں علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد سلوک اور ارادت کا داعیہ پیدا ہوا وہ رات دن اس نعمت کے حصول کے آرزو مند تھے انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت، میانہ قد اور سرخ بال والے تشریف لائے ہیں ان بزرگ نے مجھے بیعت کیا شربت اور رتی کھلائی جب خواب سے بیدار ہوئے تو سلوک و ارادت کا داعیہ حد سے بڑھ گیا دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ حاجی چراغ بند اس علاقے کے صاحب ولایت ہیں شاید خواب میں یہ کشش انہی کی وجہ سے ہو یہ مان کر کے انہوں نے ظفر آباد آنے کا قصد کر لیا حضرت کبیر بھی اپنا ایک گروہ رکھتے تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد متردد ہوئے کہ جرنیل میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ یہ نہیں ہے جناب شیخ کبیر سوچ میں پڑ گئے چنانچہ چند روز اچھی طرح غور و فکر کرنے کے لئے وہاں ٹھہر گئے انہی دنوں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ولایت جہانگیری کی نسیم عالم میں ہر طرف چلنے لگی اور ہدایت سلطانی کی شیم ساری دنیا میں پھیل گئی حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مسجد ظفر خاں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے عجب نہیں کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے جب شہر کے چھوٹے بڑوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور علماء دین کی جماعت آپ کے حضور میں آنے لگیں تو حضرت کبیر کے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حاضر ہو کر دیدار کا شرف حاصل کریں حضرت قدوۃ الکبریٰ نماز فجر کے بعد وظائف سے فارغ ہو کر اور نماز اشراق ادا کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت کبیر حاضر ہوئے جیسے ہی دور سے نظر پڑی فرمایا یہ وہ دوست ہیں جن کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا دیا گیا خادم نے شیخ کے آنے سے پہلے ہی شربت اور رونی تیار کر رکھی تھی جب شیخ کبیر نے آپ کو در سے دیکھا آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا تو یہ آیت تلاوت کی "انسی و جھٹ و جھسی تلتدی فطر السنونات والارض" (پارہ ۷ سورہ انعام۔ آیت ۷۸) ترجمہ: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔

پھر اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور یہ مشہور مصرع زبان پر لائے ۔

یاد در خانہ دمن گرد جہاں می گردم دوست گھر میں ہے اور میں ساری دنیا میں پھر رہا ہوں اور بیعت کی درخواست کی آپ نے انہیں ارادت کے شرف سے شرف کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہاتھ سے

نان و شربت کھلایا ارادت کا شرف پانے اور سعادت بیعت حاصل کرنے کے بعد اصحاب سے مصافحہ کیا سب نے مبارک باد دی۔ ۱۔

شیخ کبیر کو مرید کرنے کے بعد آپ نے ان کی روحانی تربیت فرمائی ریاضت و مجاہدے کے ذریعے منازل سلوک و عرفان طے کرائیں اور پھر خلافت سے نوازا شیخ کبیر نے تبلیغ دین کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور آخری وقت تک اسی مشن کو لے کر چلتے رہے۔

طریقہ تبلیغ:

سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے تبلیغ و اصلاح کے لئے مختلف ذرائع استعمال کئے آپ نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مریدوں کے ذریعے خلفاء کے ذریعے اور مکتوبات کے ذریعے اس سلسلے کو آگے بڑھایا آپ کے مریدوں اور خلفاء نے اس تحریک میں آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا خلفاء کا ذکر ہم اپنے مقالے کے باب چہارم میں کریں گے جہاں تک مکتوبات کا تعلق ہے آپ نے ان کے ذریعے تبلیغ و اصلاح کا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔ مریدین و خلفاء۔ علما و مشائخ اور بادشاہان وقت کو جو خطوط تحریر فرمائے ان کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح موثر انداز میں تبلیغ فرمائی اور ہر ایک کو اس کے منصب اور شعبے سے متعلق ہدایات دیں اور ان کی اصلاح فرمائی۔ مکتوبات کے ذریعے تبلیغ دراصل حضور پر نور ﷺ کی سنت ہے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے وفیاء کرام نے اس کو ذریعہ تبلیغ بنایا یہی وجہ ہے کہ تاریخ تصوف میں ہمیں بزرگان دین کے بہت سے مکتوبات ملتے ہیں جیسے مکتوبات صدی جو حضرت شیخ شرف الدین احمد سہی مسیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ہیں اسی طرح مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، یہ تمام مکاتیب پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان بزرگان دین نے ان کے ذریعے تبلیغ دین کا کام بہتر طریقے سے انجام دیا سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے اپنے مکتوبات کے ذریعے جس انداز سے تبلیغ و اصلاح کا کام کیا وہ بڑا موثر تھا آپ نے جن حضرات کو خطوط لکھے اور انہیں ہدایات دیں انہوں نے اس کا اثر قبول کیا اور اپنے آپ کو دین اسلام کے مطابق ڈھال لیا آپ نے تحریر و تقریر دونوں طریقوں سے تبلیغ فرمائی جب کہیں تقریر کا موقع ہوتا تو تقریر فرماتے اور دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے لطائف

اشرفی کے مطاعے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر مقامات پر آپ نے غیر مسلموں کے سامنے جب حقانیت اسلام پر خطاب کیا تو انہوں نے اس کا اثر قبول کیا اور اپنے دین کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہو گئے جو شخص آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا آپ پوری توجہ سے اس کی ظاہری و باطنی تربیت فرماتے اور اگر ریاضت و مجاہدے کی ضرورت ہوتی تو اس کے ذریعے اسے منازل سلوک و عرفان طے کراتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا طریقہ بتاتے یعنی اس کا قرب کس طرح حاصل کیا جاتا ہے ان تمام چیزوں سے آگاہ فرماتے اور تکمیل سلوک کے بعد اسے خلافت عطا فرماتے تاکہ وہ دوسرے مقامات پر جا کر تبلیغ کر سکے۔ یہ حقیقت ہے کہ شیخ کامل ہی انسان کو خدا تک پہنچا سکتا ہے حضرت میاں جیو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”خداوند تعالیٰ کو پانے کے دھڑ پیتے ہیں پہلا جذبہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ یکبارگی بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسے اپنے میں داخل کر لیتا ہے دوسرا طریقہ سلوک ہے اس سے مراد ریاضت و مجاہدہ ہے یعنی کسی بزرگ کا دامن پکڑنے سے بھی حق تعالیٰ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ ۱

اس سے پتہ چلا کہ اگر انسان کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرے تو اسے اللہ کا قرب ضرور حاصل ہوتا ہے اور وہ مقربین بارگاہ رب العزت میں شمار ہوتا ہے۔

جونپور آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی ظفر آباد میں تبلیغ فرماتے رہے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی پر اثر تعلیمات سے متاثر ہو کر تائب ہوتے اور حلقہ ارادت میں شامل ہو جاتے جب یہاں کے تمام چھوٹے بڑے آپ سے مستفیض ہو چکے تو پھر آپ نے اگلی منزل کی جانب کوچ کا ارادہ فرمایا آپ اپنے احباب کے ہمراہ جونپور کی جانب روانہ ہو گئے آپ کے ہمراہ بہت سے مریدین تھے سب گھوڑوں پر سوار تھے بہت سا ساز و سامان بھی ساتھ تھا ایک اچھا خاصا قافلہ بن گیا تھا جہاں سے بھی یہ قافلہ گزرتا لوگ دیکھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے جب آپ جونپور پہنچے تو وہاں بادشاہ ابراہیم شاہ کی مسجد میں قیام فرمایا آپ کی آمد کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ خدمت میں حاضر ہونا شروع ہو گئے بادشاہ کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ نظام یمنی نے اس واقعہ کو لطائف اشرفی میں بیان

۱۔ دارالاشکودہ۔ سکیتہ الاولیاء۔ مترجم پروفیسر محبوب بیگ بدخشان۔ ناشر مکتبہ المیزان لاہور۔ صفحہ ۶۵۔

کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”قاضی شہاب الدین نے بادشاہ سے عرض کی اجنبی درویش آئے ہیں کہتے ہیں کہ سید نسب ہیں ان کا حال بہت ہی عالی ہے یہی مناسب ہے کہ پہلے میں خود جاؤ اور دیکھوں کہ ان کا طور طریقہ کیا ہے سلطان نے کہا بہت اچھا یہی کرو چنانچہ قاضی صاحب پاکی میں سوار ہوئے اور عالموں کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے قدوۃ الکبریٰ نماز ظہر ادا کر کے تشریف فرما تھے کہ قاضی صاحب نمودار ہوئے آپ کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ یہ قاضی شہاب الدین ہیں جو تمام علوم و فنون میں شہرت رکھتے ہیں قاضی صاحب نے آپ کے شرائط و ادب کا خوب لحاظ رکھا اپنی پاکی کو خاصے فاصلے پر رکوا کر اترے عالموں کو تاکید کی کہ تم میں سے کوئی کسی مسئلے پر بات چیت میں فضیلت کا اظہار نہ کرے کیونکہ سید کی پیشانی کے جمال میں ولایت کا اور تابندہ ہے قاضی صاحب نے شرف دیدار حاصل کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ بھی اس طرف سے پیشوائی کے لئے چند قدم آگے بڑھے ملاقات فرمائی بہت عمدہ صحبت رہی۔ ہر چند کہ قاضی صاحب نے اپنے ساتھی عالموں کو اظہار نمائش اور طبع آرائی سے منع کر دیا تھا لیکن اس سبب سے کہ وہ علوم کا آئینہ تھے (ان کے ساتھ آنے والے) ہر شخص کے دل میں عقائد درسیہ میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ اور عربی زبان کی صرفی و نحوی مشکلات سمجھنے کی ترپ تھی اس کے ساتھ ہی بحث و مباحثہ سے اسرار بھی کر رہے تھے شیخ ابوالوفا خوارزمی جو علوم و فنون سے آراستہ تھے اپنی دانائی کے نور سے ان عالموں کے دل کی کیفیت کو محسوس کر لیا انہوں نے اس مجلس میں ان عقیدوں کو کھولا اور اس انداز سے ان مسائل کی تشریح کی کہ کسی عالم نے اس سے پہلے ایسی تشریح نہ کی تھی حضرت قاضی صاحب نے خوب داد دی جب دونوں طرف کے علماء گفتگو سے فارغ ہو چکے اور مسائل کی تحقیق ہو چکی تو حضرت قاضی صاحب نے عرض کیا آج سلطان کی یہ خواہش تھی کہ شرف ملازمت سے مشرف ہوں لیکن اس نیاز مند نے یہ چاہا کہ آپ کی نعمت اور تازہ دولت پہلے حاصل کر لے ان شاء اللہ تعالیٰ کل سلطان کے ساتھ قدم بوسی سے مشرف ہوں گے آپ نے فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک آپ سلطان سے زیادہ بہتر ہیں اگر آتے ہیں تو حاکم ہیں جب قاضی صاحب رخصت ہو گئے تو فرمایا ہم نے ہندوستان میں اس قدر فضیلت کا شخص کم ہی دیکھا ہے دوسرے دن قدوۃ الکبریٰ مقررہ وظائف سے فارغ ہوئے تو سلطان کی آمد کے آثار ظاہر ہونے لگے کہ خود سرداروں اور سلاطین کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں جب مسجد کی دہلیز پر پہنچے تو قاضی صاحب

نے درمیان میں یہ تجویز پیش کی کہ سلطان کو اس قدر جھوم اور لوگوں کی کثرت کے ساتھ حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہونا چاہیے خدا نہ کرے کہ اس قدر جھوم ان کے لئے باعث تکلیف ہو آخر سلطان سواری سے اترے سلاطین اور ارباب فضیلت و دانش میں سے چند کو منتخب کیا اور بیس آدمیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے شرائط آداب اس قدر حد سے زیادہ ملحوظ رکھے کہ آپ کا دل ہانپنے میں لے لیا سلطان نے ایک بڑا لشکر قلعہ جٹاؤ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا اس طرف سے بہت زیادہ فکرمند تھا اپنے دل کی بات حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں ظاہر کی اور مناسب حال پر قطعہ پڑھا۔

دلے کان انور است از جام جمشید۔ وہ دل جو جام جمشید سے زیادہ روشن ہے
رواں روشن تر از خورشید باشد۔ خدا کرے آفتاب سے زیادہ رواں اور روشن ہو جائے۔
چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش۔ اس شخص کو (اپنی آرزو) ان کے ضمیر پر ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے
کسے کو را یقین امید باشد۔ جسے یہ یقین ہے کہ اس کی آرزو پوری ہوگی۔
حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا۔

گر بہ یقین شد قدم استوار۔ اگر تیرے قدم یقین پر جم گئے ہیں۔
کرد زریا غم از آتش بر آرد۔ تو دریاء سے دھول اور آگ سے تری نچوڑے۔

جب سلطان نے رخصت چاہی تو آپ نے وہ مسند جو آپ سمنان سے لائے تھے اسے ہدیہ کر دی سلطان اس بات سے خوش ہو کر واپس ہوا جب اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا تو کہا کیا عالی جناب اور مقاصد مآب سید ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے حضرات ہندوستان میں آئے ہیں تین روز گزر گئے کے بعد بہت کم لوگوں کے ساتھ دوبارہ قدوة الکبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا روٹی کے ٹکڑے اور شربت لائے گئے کہ کھائے جائیں اس اثنا میں (قاصد) قلعہ فتح ہو جانے کی خوشخبری لے کر آیا لوگوں نے مبارکباد دی بادشاہ نے کہا حضرت صاحب کو مبارکباد دیں جنہوں نے بندہ دروازے کو کھولا ہے اس مرتبہ سلطان کا اعتقاد ہزار گنا زیادہ بڑھ گیا عرض کی کہ بندے نے حضرت میر سے بیعت کی ہے لیکن تمام غلام زادے آپ کی ارادت اور بیعت میں ہوں گے دو تین شہزادے اسی روز شرف بیعت سے مشرف ہوئے سلطان نے نذر پیش کرنے کا

ہے حد اصرار کیا لیکن قدوۃ الکبریٰ نے قبول نہیں فرمایا شاہی محل میں قیام کرنے کی درخواست بھی منظور نہ کی فرمایا کہ ہم حدود سلطنت سے باہر نہیں جائیں گے اس بات سے سلطان کی امید بندھ گئی۔ ۱۔

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ بادشاہ وقت بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ سے دعا کے لئے توسل کرتا تھا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے صرف اور صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے کچھ طلب نہیں کرتے جس طرح بادشاہ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں کچھ نذر کرنا چاہا لیکن آپ نے منع فرمادیا کیونکہ آپ کی نظر خدا پر تھی اور توکل کی صفت آپ کے اندر موجود تھی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ توکل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”توکل خدا پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور کمال توکل اس میں ہے کہ اسباب کے وجود پر بھی نظر نہ ہے جو شہناش مطلق ہے“۔ ۲۔

جونپور کے سفر میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی آپ کے مرید ہوئے پھر آپ نے ان کی روحانی تربیت فرمائی اور تکمیل روحانیت کے بعد انہیں خلافت سے نوازا قاضی صاحب نے اپنی تصانیف آپ کی خدمت میں پیش کیں جن کو آپ نے پسند فرمایا لطائف اشرفی میں جن تصانیف کا ذکر ہے ان میں نحو، ارشاد، بدیع البیان، تفسیر بحر المواج، اور جامع الصنائع شامل ہیں: یہ وہ تصانیف ہیں جو مختلف علوم و فنون پر لکھی گئیں تھیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے دو ماہ سے زیادہ جونپور میں قیام کیا اس دوران عوام خواص نے آپ سے استفادہ کیا خصوصاً علماء نے آپ سے ملاقات کی علمی گفتگو رہی اور پھر وہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ آپ جہاں بھی جاتے تبلیغ و اصلاح فرماتے اس مقصد کے لئے آپ نے دور دراز مقامات کے سفر کئے اور اپنے علم و روحانیت کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا۔

اعظم گڑھ کا سفر اور علماء سے علمی مباحثہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے اعظم گڑھ پہنچے یہاں کے علماء سے آپ کا علمی مباحثہ ہوا جس میں آپ نے اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ پیش کیا ڈاکٹر وحید اشرف اس

۱۔ نظام بخاری۔ لطائف اشرفی، حصہ دوم۔ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ جاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۷۳۔

۲۔ علامہ بدر الدین سرہندی۔ حضرات القدر۔ ناشر: مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔ صفحہ ۲۸۱۔

سفر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”آپ اعظم گڑھ کے ایک علاقے محمد آباد پہنچے اور وہاں قیام فرمایا یہاں قرب و جوار کے علماء آپ سے ملنے آئے اور علمی گفتگو شروع کی مختلف علمی مسائل پر مباحثے کے بعد خلفائے راشدین پر گفتگو ہونے لگی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سنی عقیدے کے مطابق فضائل و مناقب بیان کئے سب نے آپ کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ مناقب خلفائے راشدین پر میں نے ایک رسالہ بھی ترتیب دیا ہے سب نے اس کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے خادم مولانا حسین کتابدار نے رسالہ پیش کیا پہلے سب نے اسے پسند کیا لیکن قاضی احمد نام کے ایک شخص نے اعتراض وارد کیا کہ اس میں حضرت علی کی تعریف زیادہ کی گئی ہے بحث ہونے لگی سارے علماء قاضی احمد کے طرف ہو گئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مختلف دلائل پیش کئے لیکن علماء اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور سبھوں نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ آپ کے عقائد کے خلاف فتویٰ جاری کیا جائے اور آئندہ جمعہ کو جامع مسجد میں وہ فتویٰ سب کو پڑھ کر سنایا جائے علماء کی یہ نازیبا حرکت آپ کو ناگوار خاطر ہوئی اتفاق کہ جمعہ کو اس قدر بارش ہوئی کہ سیلاب آ گیا اور لوگوں کے گھروں میں پانی بہنے لگا اس وجہ سے کوئی بھی مسجد نہ پہنچ سکا۔ یہ واقعہ سب سے سبیل ہے لیکن ہم نے یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا طریقہ یہ تھا کہ آپ جو بات بھی کہتے اسے دلائل کے ساتھ ثابت کرتے تھے آپ نے کبھی کوئی بات بغیر دلیل سے نہیں کی اور یہی انداز اپنی تحریر میں بھی اختیار فرمایا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب میں جو رسالہ آپ نے تحریر فرمایا تھا اس میں چاروں صحابہ کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے تھے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں کچھ زیادہ صفحات تھے بس اسی کو بنیاد بنا کر انہوں نے اعتراض کیا آپ اپنے دلائل دیئے لیکن انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان دلائل کا انکار کیا بلکہ آپ کے خلاف فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن دوسرے جمعہ اتنی بارش ہوئی کہ کوئی بھی مسجد نہ آ سکا۔ لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک عالم سید خاں نے اس مسئلے پر علماء سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی صحیح النسب سید ہیں اگر آپ نے اپنے جد اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کچھ زیادہ صفحات لکھ دیئے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ کوئی ایسا کام نہیں

ہے کہ جسکی وجہ سے ان کے خلاف فتویٰ دیا جائے ان کی اس دلیل کے سامنے سب خاموش ہو گئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ سنا تو سید خاں کو دعائیں دیں۔

لعنت فسقی:

یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا تحریر کردہ رسالہ ہے جس میں آپ نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق لکھا تھا یہ رسالہ آپ نے غالباً سہزوار کے علاقے میں تحریر فرمایا تھا کیونکہ اسی علاقے میں آپ سے اس مسئلے کے متعلق علماء سے بحث و مباحثہ ہوا تھا جب آپ سفر کرتے ہوئے سہزوار کے علاقے میں پہنچے تو وہاں کے عوام و خواص کے علاوہ علماء بھی آپ سے ملاقات کے لئے آئے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”ملاقات کے لئے آنے والوں میں ایک صاحب مشہور رفاضلوں میں تھے انہوں نے سوال کیا کہ آپ اپنی مجلس شریف میں یزید پر لعنت کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ (علماء کے درمیان) یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن اکثر نامور عالموں اور فاضلوں نے لعنت تجویز کی ہے خاص طور پر وہ شخص جو انصاف پسند ہو خاندان مصطفویٰ کو دوست رکھتا ہو اور دو دمان مرتضوی سے محبت کرتا ہو اس کے لئے اس میں کیا مضائقہ ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشوں پر اس قدر مظالم ڈھائے ہیں اور بتول۔۔۔ رچشموں کو مصائب میں مبتلا کیا ہے وہ قابل لعنت کیوں نہ ہو۔

آیہ کریمہ ”الَّذِينَ يَسُوءُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا“ پارہ ۲۴ سورہ احزاب آیت نمبر ۵۷ (بے شک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں ان کے لئے خواری کا عذاب تیار کیا) سے بھی اہل فہم معلوم و مقرر کر سکتے ہیں اس کے بعد مولانا محمود نے بحث کی اور علمی مقدمات درمیان میں لائے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے علمی مقدمات کا جواب سچے تلے انداز میں دیا جب ایک دوسرے کے مقدمات کی تشریح نے طول پکڑا اور روایات ایک دوسرے کی تاویل میں تحلیل ہو گئیں تو زیر بحث مسئلے کو قاضی شہاب کے سامنے پیش کیا گیا حضرت قاضی صاحب نے ایک دوسرے کے مقدمات توجہ سے سنے اپنا پہلو حضرت قدوۃ الکبریٰ کی جانب کیا آپ نے بہت قوی اور مضبوط دلائل دیئے اس پر قاضی صاحب نے فیصلہ دیا کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ درست فرماتے ہیں تقریباً بیس دن فضلاء شہر نے اس مسئلے پر قاضی صاحب سے بحث کی قاضی صاحب

نے اسی مسئلہ کے تعلق سے ”رسالہ مناقب سادات“ تصنیف کیا حضرت قدوة الکبریٰ نے بھی اس بحث سے متعلق ایک رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کا عنوان ”لعنت فسقی“ تجویز کیا ہے اس کی ابتدا حضرت معویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت سے کی ہے اور اسے یزید کے غلبے پر ختم کیا ہے یہ ایک ضخیم رسالہ ہے جس کو ضرورت ہو خانقاہ سے طلب کر سکتا ہے حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے جس شخص کو اس خاندان عالی سے ذرا سی بھی محبت ہوگی اور اس دودمان متعالی سے ذرا سی بھی دوستی ہوگی وہ اس مسئلے کو سمجھ جائے گا حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں فقیر بنگال گیا اور اولیائے زمانہ کے پیشوا اور نامور اصفیاء کے جوہر حضرت مخدومی علاؤ الملت والدین کی خدمت سے مشرف ہو اس زمانے میں بھی بنگال کے نامور عالموں میں یہ بحث جاری تھی سب نے عجیب طریقے سے جمع ہو کر اس فقیر سے الٹی سیدھی بحث کی اس جماعت سے ایک ماہ تک بحث رہی آخر الامر علمی مقدمات اور فقہی روایات کی بناء پر دونوں اس فیصلے پر آئے کہ اس پر لعنت فسقی جائز ہے۔ ۱۔

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ سبزواری کے علاقے میں بھی علماء سے آپ کا مباحثہ ہوا سین دلائل و براہین کی بناء پر آپ کا موقف ہی ثابت ہوا اور سب نے اس کو تسلیم کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ بغیر دلیل کے نہ کوئی بات کہتے تھے اور نا ہی لکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ ابتداء میں جن لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا بالآخر دلائل و براہین کے سامنے سر تسلیم ختم کر دیا سبزواری سے آپ اگلے مقام کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ نے پوری زندگی سیاحت اور تبلیغ دین میں گزاری لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ پوری دنیا کا چکر لگایا اور اس سفر کے دوران عجیب و غریب مقامات کی سیاحت کی مشاہدات کئے اور اپنی علمیت و روحانیت کے ذریعے تبلیغ و اصلاح کا کام کیا۔

کچھو چھو شریف آمد:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ان کے بیرومرشد شیخ علاؤ الدین گنج نبات نے ولایت جوہنپور عطا کی تھی اور ہذریعہ کشف انہیں ان کا مقام کچھو چھو شریف دیکھا دیا تھا جو ایک تالاب کے درمیان واقع تھا آپ کو اس مقام کی تلاش تھی چنانچہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے موضع کرنی آئے یہ جگہ بالکل اسی کے مشابہ

تھی جس کی نشاندہی شیخ نے کی تھی آپ کو خیال ہوا کہ شاید یہ وہی جگہ ہے لیکن جب وہاں پہنچ کر آپ نے اس مقام کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے جو ہمارے شیخ نے بتایا تھا پھر آپ اگلے مقام کی جانب روانہ ہو گئے اور دور دراز علاقوں شہروں کا سفر کرتے ہوئے بالاخر اس جگہ پہنچ گئے جس کی آپ کو تلاش تھی اور جہاں آپ کو اپنا مرکز بنانا تھا جب آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں پہنچے تو سب سے پہلے ملک محمود سے آپ کی ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کی بے حد تعظیم کی آپ نے بھی ان پر کمال مہربانی فرمائی اور ان کے ساتھ اس جگہ کا معائنہ کیا نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”کچھ وقت تک ملک محمود کے ساتھ گول تالاب کی سیر کی اس کے اطراف کو غور سے دیکھا تو فرمایا ہم کو حضرت مخدومی نے اسی کا حکم دیا تھا یہاں کون سی جگہ مناسب رہے گی ملک محمود نے عرض کیا یہاں ایک جگہ ایک جوگی رہتا ہے وہی جگہ بہتر رہے گی اس کے چاروں طرف تالاب کا پانی ہے لیکن وہ جگہ کا فرانہ شعبد سے خالی نہیں ہے اگر اس جوگی کے باطل شعبدوں کا مقابلہ کر لیا جائے تو اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ (پارہ ۱۵ اور بنی اسرائیل آیت ۸) ترجمہ: کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطن مٹ گیا بے شک باطل مننے ہی کے لئے ہے۔ پھر فرمایا خیر جگہ دیکھ لیتے ہیں اصحاب کی ایک جماعت اور ملک محمود آگے چل رہے تھے سیرگاہ پہنچے جب آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو فرمایا کہ یہ ہماری وہی جگہ ہے جس کا حکم حضرت مخدومی نے دیا تھا۔“

لطاائف اشرفی میں بڑی تفصیل سے اس کا ذکر موجود ہے آپ کا اس جوگی سے مقابلہ ہوا لیکن آپ کی روحانیت کے سامنے اسے شکست تسلیم کرنا پڑی اور وہ آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا اس کے ساتھ جتنے چاہئے تھے وہ سب مسلمان ہوئے لطائف کے مطابق اس دن پانچ ہزار سے زائد افراد تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے پھر اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ قائم کی جو مریدین خدام ساتھ تھے ان کے لئے جگہیں متعین کیں پھر انہوں نے انہی جگہوں پر اپنے حجرے قائم کئے۔ آپ نے اس علاقے کا نام روح آباد رکھا خانقاہ جو تعمیر کروائی اس کا نام کثرت آباد رکھا اور ایک چھوٹا جو حجرہ جو تعمیر کروایا تھا اس کا نام وحدت آباد رکھا یہ (حجرہ غالباً اپنے لئے ہی بنوایا تھا) آپ اکثر اپنے



سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار کا بیرونی منظر (کچھوچھو شریف انڈیا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مریدین کے ہمراہ اس علاقے کی سیر کے لئے نکلتے تھے اس جگہ کو بے حد پسند فرماتے تھے اور وہاں بڑا سکون محسوس کرتے تھے آپ نے اس مقام کو اپنا مرکز قرار دیا اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا روحانی محافل کا انعقاد ہوتا تھا لوگ آتے تھے اور آپ کی گفتگو سن کر تائب ہوتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی باقاعدہ وعظ نہیں فرماتے تھے لیکن آپ کی گفتگو ایسی ہوتی تھی جو سننے والے کے دل پر اثر کرتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ خلوص نیت کے ساتھ اور اپنی نام و نمود سے بے پرواہ ہو کر تبلیغ فرماتے تھے اور یہ حقیقت ہے جو کام خالص رب کی رضا کے لئے کیا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص کرتا ہے اس کی زبان میں اثر ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی فرماتے ہیں کہ ”واعظ کو چاہئے کہ مرد صالح تارک دنیا ہو اور کسی کے ور پر نہ جائے مخلوق سے مطالعہ ہو جو کچھ کہے خدا کے واسطے کہے نہ اپنے نفع کے خیال سے نہ اپنی شہرت کی غرض سے“۔ ۱

اس ارشاد کی روشنی میں اگر سید اشرف جہانگیر سمنانی کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ ہمیں بالکل اس کے مطابق نظر آتے ہیں کیونکہ آپ تارک دنیا بھی تھے اور مرد صالح بھی کبھی کسی سے کچھ طلب نہیں کیا بلکہ اگر کبھی کوئی ”باد وقت خ“ت میں حاضر ہوا اور اس نے کچھ نذرانہ پیش کیا تو آپ نے لینے سے انکار کر دیا آپ ہمیشہ تنوع کے بجائے خالق پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی کی تلقین اپنے متبعین کو بھی کرتے تھے آپ نے ساری زندگی سیاحت و تبلیغ دین میں گزاری یہی آپ کی زندگی کا مشن تھا آپ نے مشن کی تکمیل کے لئے پوری دنیا کی سیاحت کی اور جہاں بھی گئے دین اسلام کے پیغام کو عام کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور ۲۸ محرم الحرام ۸۳۲ھ کو کچھو چھو شریف میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک کچھو چھو شریف میں ہے۔

احیائے شریعت:

شریعت سے دوری اور مشرکین ہند کے ساتھ رہنے کی بناء پر مسلمانان ہند میں بہت ایسی نئی باتیں پیدا ہو گئیں تھیں جو سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف تھیں اور عوام غیر محسوس طریقے سے ان کو اپنائے ہوئے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی طرف خاص توجہ دی آپ نے ان بدعات کو ختم کرنے اور

۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی۔ خیر الجہاں۔ مئزجہ مولانا احمد علی مرحوم۔ ناشرانہ زینت باہس دہلی ۶ صفحہ ۲۹

احیائے شریعت کے لئے کام کیا اور تبلیغ دین کے ذریعے لوگوں میں یہ شعور پیدا کیا کہ جو باتیں اسلام کے خلاف ہیں وہ سب غلط ہیں ان سے بچنا ضروری ہے صرف اور صرف اسلام کی تعلیمات ہی درست ہیں جن پر عمل کر کے انسان راہ ہدایت پا سکتا ہے آپ نے لوگوں کو دین کی صحیح تعلیمات سے آگاہ کیا اور انہیں شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا لوگوں کے عقائد میں جو خرابی پیدا ہو گئی تھی اسے دور کیا اور انہیں صحیح عقائد کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا۔

لطف اشرفی میں نظام یعنی نے آپ کا ایک قول نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے شریعت کی اصل اہل سنت و جماعت کے عقائد پر یقین کرنے اور جن اعمال کے کرنے اور نہ کرنے کا عہد کیا ہے ان کو نصب العین قرار دینے سے عبارت ہے معاذ اللہ اگر ایک اعتقادی مسئلے کا انکار کرے تو تمام دسمانی عبادات اور نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں“۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ شریعت میں عقائد کی کتنی اہمیت ہے اگر انسان کے عقائد درست نہ ہوں تو اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ عقائد کو درست کیا جائے اور پھر ان صحیح عقائد کے مطابق اسلام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے آپ نے اوامر و نواہی کی وضاحت فرمائی اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے اجتناب کا حکم دیا یعنی جن چیزوں کے کرنے کا حکم اسلام نے دیا ہے وہ کریں اور جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائیں کیونکہ یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

”اسلام کی بناء کے دو رکن ہوئے اول اوامر پر امتثال و دوم نواہی سے اجتناب۔ پھر ممنوعہ اشیاء سے باز رہنے کو صوفیائے کرام تصوف میں اہم اور داخل قرار دیتے ہیں اگر نواہی سے اجتناب نہ کیا جائے تو سلوک اور تصوف کے میدان میں اترنا اور قدم رکھنا بے کار ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک حکیم مریض کو کہے کہ تو فلاں فلاں چیز، استعمال نہیں کر سکتا اگر ان چیزوں کے استعمال کرنے سے رک جائے اور حکیم کے فرمان کے مطابق پرہیز کرے تو بہت جلد شفا پائے اور اگر بد پرہیزی کرے، مبتلا رہا اور حکیم کے حکم کی برابر خلاف ورزی کرتا رہا تو سب دوائیں بے سود ثابت ہوں گی اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہوگا۔“۔

۱۔ نظام یعنی۔ لطف اشرفی حصہ دوم مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۱۳۔

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مکتوبات شیخ عبدالحق مترجم مولانا محمد فاضل ناشر مین پبلشنگ کمپنی ہند روڈ کراچی صفحہ ۱۷۱۔

شیخ محقق کے مکتوب ہے پتہ چلا کہ ادا مردنواہی کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جاسکتا اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی تعلیمات میں اس پر زور دیا ہے وہ اپنے مریدین و معتقدین اور متعلقین کو اس بات کی سختی سے تاکید فرماتے تھے کہ شریعت کو ہر حال میں مقدم رکھیں اور کبھی اس کے خلاف عمل نہ کریں جو شخص شریعت و سنت کے خلاف عمل کرتا ہے آپ اس سے ناراض ہو جاتے آپ کی بارگاہ میں وہی مرید مقبول ہوتا تھا جو شریعت کے مطابق عمل کرتا تھا آپ نے اپنے ملفوظات و مکتوبات کے ذریعے یہی پیغام سب دے دیا آپ کی تبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ ہزاروں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور لاکھوں نے تائب ہو کر راہ ہدایت اختیار کی۔ پھر آپ کی تبلیغ سے جو لوگ مسلمان ہوئے اور جنہوں نے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر رشد و ہدایت کے سلسلے کو پھیلایا وہ سب آپ ہی کی تعلیمات کا نتیجہ تھا آپ کے بعد آپ کے خلفاء جن میں جید علماء و فاضل صوفیاء شامل تھے سب نے آپ ہی کی طرز و طریقے کو اختیار کرتے ہوئے تبلیغ و اصلاح کا کام کیا اور آپ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے دن رات یہ فریضہ انجام دیا خلفاء کے علاوہ آپ کی اولاد میں ہر دور میں ایسے جید علماء اور کبار صوفیاء پیدا ہوتے رہے جنہوں نے احیائے شریعت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اپنے جد اعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس نیک مقصد کے لئے کام کیا جس کا ثبوت ہندوستان و پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں مدارس اسکول اور کثیر تعداد میں علماء و مشائخ اس سلسلے سے وابستہ ہونا ہے یقیناً یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے لوث تبلیغ اور خلوص نیت کا نتیجہ ہے کیونکہ جو شخص خلوص نیت کے ساتھ کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں برکت شامل کر دیتا ہے اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی نیت میں خلوص تھا انہوں نے لالچ طمع حرص و ہوس ان تمام چیزوں سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تبلیغ میں یہ اثر پیدا فرمایا کہ ان کے ذریعے ہزاروں گمراہ انسانوں نے راہ ہدایت پائی اور لاکھوں نے تائب ہو کر دین اسلام قبول کیا آپ نے سیاحت اور تبلیغ دین کو اپنا مشن بنایا سرری زندگی سیاحت کی اور سیاحت کے دوران تبلیغ و اصلاح کا کام کیا غیر مسلموں کو تبلیغ اور مسلمانوں کو اصلاح کا درس

دیا آپ کی تبلیغ سے لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنی اصلاح کی اور سچے مسلمان بن گئے آپ اپنی سیاحت کے دوران ایسے شہروں اور علاقوں میں بھی تشریف لے گئے جہاں اسلام کا نام لینا بھی مشکل تھا اور جو مسلمان وہاں رہتے تھے وہ انہی غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کئے ہوئے تھے یعنی صرف نام کے مسلمان تھے دین سے انہیں کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی اسلام کی تعلیمات سے واقف تھے لیکن جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آپ نے انہیں تبلیغ فرمائی اور اسلامی تعلیمات کو صحیح انداز میں پیش کیا اور انہیں بتایا کہ تم مسلمان ہو اس لئے تمہارا طور طریقہ مسلمانوں والا ہونا چاہیے اور غیر مسلموں کے طریقے سے اجتناب کرو اسلامی تعلیمات پر عمل کرو پھر آپ نے اپنے علم و روحانیت کی ذریعہ جب دین اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا تو کثیر تعداد میں غیر مسلم بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور جو مسلمان تھے وہ صحیح تعلیمات حاصل کر کے سچے مسلمان بن گئے آپ نے ان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب بھی فرمایا اور اپنی روحانی قوت کے ذریعے ان کے دلوں کو بدل دیا اور حقیقت یہ ہے کہ جب انسان کا قلب صاف ہو جائے اور گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جائے تو پھر اس کے قلب میں انوار الہی نظر آنے لگتے ہیں اسی لئے صوفیاء سب سے پہلے قلب پر توجہ دیتے تھے اور اس کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ”تمہارے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر یہ درست ہے تو پورا جسم درست ہے اور اگر یہ خراب ہے تو پورا جسم خراب ہے اور کہا قائل“

اس سے بھی پتہ چلا کہ اعضا و جوارح کا درست ہونا قلب کے درست ہونے پر منحصر ہے اگر یہ درست نہیں تو اعمال و افعال بھی درست نہیں ہو سکتے اسی لئے شیطان سب سے پہلے انسان کے قلب پر حملہ کرتا ہے امام غزالی فرماتے ہیں ”یادر ہے کہ قلب انسان ایک قلعہ ہے شیطان انسان کا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ قلعہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لے ایک قلعہ کی حفاظت کے لئے دروازوں کی حفاظت ضروری ہے جسے حفاظت کرنا نہ آیا ہو وہ کیسے حفاظت کرے گا و سوا اس شیطانی سے دل کی حفاظت کرنا واجب ہے اس واجب پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب تمام شیطانی گندہ رگاہوں سے واقفیت ہو ان گندہ رگاہوں سے واقفیت بھی لازم ٹھہری یہ گندہ رگاہیں انسان ہی کی پیدا کردہ ہیں جسے غصہ اور شہوت غصہ عقل پر غالب آ کر شیطانی لشکر کے حملہ کی راہ ہموار کرتا ہے جب انسان غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح کھلتا ہے

جس طرح بچہ گیند سے کھیلتا ہے ایک اللہ سے بندے نے شیطان سے پوچھا تو انسان پر کیسے قابو پاتا ہے شیطان نے کہا میں اس پر غصہ اور شہوت کی حالت میں قابو پاتا ہوں شیطان کے متعدد راستوں میں سے حسد اور لالچ کے راستے بھی ہیں حرص اور لالچ انسان کو اندھا بنا دیتے ہیں حرص میں ہر بری چیز کا حسین اور خوشنما چہرہ بنا کر شیطان پیش کرتا ہے شہوت غالب آتی ہے اور انسان ہر برائی کو قبول کرنا چلا جاتا ہے۔

امام غزالی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ شیطان قلب کے راستے حملہ کرتا ہے اور غصہ و شہوت کی ذریعے انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی لئے صوفیاء قلب کی اصلاح کرتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی روحانیت کے ذریعے لوگوں کے قلوب کو بدل دیا یعنی تصفیہ قلب کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ان کے اعمال و افعال خود بخود درست ہو گئے اور وہ شریعت و سنت پر عمل پیرا ہو گئے آپ نے احیائے شریعت کے لئے ایک مہم کے اندر میں کام کیا اور اس سلسلے میں تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر پر بھی بھرپور توجہ دی اس کا ثبوت آپ کی وہ گراں قدر تصانیف ہیں جن کے ذریعے آپ نے تبلیغ و اصلاح کا کام بحسن و خوبی انجام دیا۔



Nafse Islam

باب سوم

علمی خدمات اور معاصرین

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

فصل اول: ہم عصر علماء و صوفیاء سے تعلق اور ان کے حالات و واقعات۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک علمی و روحانی شخصیت تھے اسی لئے آپ کا تعلق اس زمانے کے جید علماء و صوفیاء سے تھا آپ کے معاصرین میں جو شخصیتیں ہمیں نظر آتی ہیں وہ علم و فنون کے لحاظ سے اپنے اپنے مقام پر بلند درجہ رکھتی تھیں آپ کا تعلق اپنے معاصرین سے بڑا برا تھا وہ سب علمی و روحانی مضمتیں رکھنے کے باوجود آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر لکھی گئی کتب میں آپ کے معاصرین پر بہت کم لکھا گیا اکثر دسٹرات نے تو لکھا ہی نہیں اور جنہوں نے لکھا انہوں نے چند معاصرین کے تذکرے پر اکتفا کیا اسی لئے ہم نے اپنے اس مقالے میں یہ فصل آپ سے معاصرین کے متعلق رکھی تاکہ ان کے حالات و واقعات کو تفصیلاً بیان کیا جاسکے اس فصل میں ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا اپنے معاصرین سے تعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کے حالات اور علمی و روحانی حیثیت پر گفتگو کی ہے تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ وہ شریعت و طریقت کے لحاظ سے کتنے بلند مقام پر تھے اور ان کا سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کیسا تعلق تھا اس فصل میں جن معاصرین کا تذکرہ ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) شیخ علاؤ الدولہ سمنانی (۲) شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی (۳) خواجہ سید محمد سیسہ دراز (۴) امام عبداللہ یافعی (۵) خواجہ بہاؤ الدین نقشبند (۶) سید جلال الدین بخاری المعروف جہانیاں جہاں گشت (۷) شیخ ضعیل آقا (۸) میر سید علی بہدائی (۹) شاہ نعمت اللہ ولی (۱۰) میر صدر جہاں (۱۱) شیخ قوام الدین اومی (۱۲) خواجہ محمد پارسا (۱۳) خواجہ احمد قطب الدین چشتی (۱۴) شیخ بدیع الدین مدار (۱۵) سید جمال الدین خورد سکندر پوری (۱۶) شیخ تقییم (۱۷) خواجہ حافظ شیرازی (۱۸) شیخ ابوالوفہ خوارزمی (۱۹) شیخ اسماعیل سمنانی (۲۰) شیخ نور الدین ابن اسد الدین (۲۱) سید جعفر بہراچی (۲۲) شیخ صالح سمرقندی (۲۳) میر سید اللہ (۲۴) شیخ نور الحق چذوی (۲۵) قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۲۶) ابوالرضا بابارتق (۲۷) علامہ نجم الدین ابن صاحب ہدایہ (۲۸) شیخ صفی الدین ردولوی (۲۹) علامہ برہان الدین محمد بن النبی الحکیم الصوفی۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ:

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ متوفی ۷۳۶ھ اپنے وقت کے عظیم روحانی بزرگ گندہ رے ہیں آپ صاحب کشف و کرامات تھے اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں پہلا نام حضرت علاؤالدولہ سمنانی کا آتا ہے کیونکہ آپ نے راہِ سوک کی ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی آپ بچپن میں ہی شیخ کی خدمت میں حاضر دیا کرتے تھے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت شیخ کا نام جو معتبر کتب میں درج ہے اس طرح ہے احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر اور لقب رکن الدین ابوالکلام علاؤالدولہ سمنانی ہے آپ کی ولادت ماہ ذی الحجہ ۶۵۹ھ کو شہر سمنان میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام ملک شرف الدین تھا جو حکومت کے ایک اہم عہدے پر فائز تھے مراۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں: ”آپ چھل مجالس میں فرماتے ہیں کہ میرے چچا ملک جلال الدین سمنانی بادشاہ وقت ارغون خان کے وزیر تھے اور میرے ماموں قاضی ضیاء الدین تمام مملکت کے قاضی اور بادشاہ وقت کے مصاحب تھے۔“

آپ خود بھی بادشاہات ارغون خان کے دربار میں اہم عہدے پر فائز تھے مآلہا آپ اپنے چچا ملک جلال الدین کے توسط سے ہی دربار میں پہنچے تھے کافی عرصے دربار سے وابستہ رہے اور نہایت دیانت داری اور فرض شناسی سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے بادشاہ وقت کے دل میں آپ کی بڑے قدر و منزلت تھی لیکن پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس نے آپ کو ان تمام چیزوں یعنی شاہی ملازمت وغیرہ سے بیزار کر دیا اور آپ یہ سب ترک کر کے بغداد روانہ ہو گئے لطائف اشرفی میں یہ واقعہ اس طرح ہے حضرت اللہ مبینی لکھتے ہیں کہ قدوة الکبریٰ نے فرمایا (قدوة الکبریٰ سے مراد سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں اللہ مبینی نے لطائف اشرفی میں جہاں بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ذکر کیا ہے اسی لقب کو استعمال کیا ہے) قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے اور اس فقیر (اشرف جہانگیر) کے اقرباء میں سے تھے ان کی نوب کا سبب یہ ہوا کہ پندرہ برس کی عمر میں سلطان وقت کی خدمت میں رہتے تھے ایک جنگ کے دوران جو حضرت سلطان ابراہیم (نور اللہ مرقدہ) کے دشمنوں سے

لڑنا پڑی تھی آپ پر بندہ بے شوق پیدا ہوا اور آپ میدانِ جنگ سے نکل کر عازمِ بغداد ہو گئے اور بغداد پہنچ کر حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائینی کی صحبت میں سلوک کی منازل طے کیں ترکِ تجرید و تفرید کے بعد آپ کی خانقاہ کا یومیہ خرچ ایک سو اشرفی تھا یہ خانقاہ سکا کیہ جو اس فقیر کے آباؤ اجداد کی طرف سے سمنان میں تعمیر ہوئی تھی موجود ہے اس زمانہ میں شیخ خانقاہ، شیخ علاؤالدولہ سمنانی تھے۔

اطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے سلوک کی تعلیم حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی سے حاصل کی، حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی مثلاًح کبار میں سے تھے اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ حضرت شیخ احمد جرقانی قدس سرہ کے اصحاب میں سے تھے آپ نے اپنے زمانے میں سلسلہ تصوف کو زندہ کیا اور اسکی تعلیمات کو پھیلایا آپ کی ذات سے طریقت و تصوف کو ہر فرد میں حاصل ہوا اس کا اندازہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے اس ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر آخر زمانے میں شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائینی کا وجود نہ ہوتا تو سبک کا نام و نشان نہ رہتا لیکن چونکہ حق تعالیٰ نے اس طریق کو باقی رکھنا تھا اس لئے ان کے ذریعے زندہ کیا شیخ عبدالرحمن اسفرائینی نے ۲۴ جمادی الاولیٰ ۷۵۷ھ میں اسفرائین میں وصال فرمایا۔ آپ نے (شیخ علاؤالدولہ سمنانی) عرصہ دراز تک اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہ کر سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور روحانیت کے عظیم مقام پر فائز ہوئے آپ کے نام و مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ اشرف جہاں گلیہ سمنانی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے آپ سے فیض حاصل کیا سید اشرف جہاں گلیہ سمنانی لطائف اشرفی میں آپ کے متعلق فرماتے ہیں ”ہم اپنے ابتدائے کار میں (جب راہ معرفت میں قدم رکھا) ان کی (شیخ علاؤالدولہ سمنانی) کی خدمت میں باریاب ہوئے تھے اور ان سے بہت سے حقائق و معارف حاصل کئے تھے حضرت شیخ نورالدین اسفرائینی کی نسبت شیخ احمد جرقانی سے ہے اور ان کی نسبت حضرت شیخ علی لالا سے ہے اور وہ (علاؤالدولہ سمنانی) شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں خانقاہ سکا کیہ کے اندر سولہ سال تک مقیم رہے اس مدت میں انہوں نے ایک سو چالیس چلے گئے بعض کہتے ہیں کہ مختلف اوقات میں ان کے چٹوں کی تعداد ایک سو تیس ہے۔“

۱۔ نظامِ نبوی۔ لطائف اشرفی، مترجم شمس بریلوی، ناشر ذی ۱۴۰۸ھ، دار الفکر، بیروت۔ کراچی صفحہ ۱۲۲۔
۲۔ نظامِ نبوی۔ لطائف اشرفی، مترجم شمس بریلوی، ناشر اشرفی، ذی ۱۴۰۸ھ، دار الفکر، بیروت۔ کراچی صفحہ ۵۸۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اس عبارت سے حضرت شیخ مازالہ والہ سمنانی کی ریاضت و مجاہدہ کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے خانقاہ سکاکیہ میں رہ کر کس قدر عبادت و ریاضت کی لیکن اس میں سن درج نہیں ہے جبکہ صاحب مراۃ الاسرار نے آپ کے بیعت ہونے اور چلہ کشی وغیرہ کا سن بھی لکھا ہے وہ صفحات الانس کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ”آپ نے ۱۱۹۹ھ میں شیخ اور الدین عبدالرحمن کی خدمت میں بغداد جا پہنچے اور مرید ہو گئے اور تراز سے واقف ہوئے وفتوح ۱۱۹۹ھ میں خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے ۱۲۰۰ھ کے بعد خانقاہ سکاکیہ میں سولہ سال کے عرصے میں آپ نے ایک سو چالیس چلے کئے اس کے علاوہ آپ نے ایک سو تیس چلے اور کئے“ ۱۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی علوم ظاہری و باطنی پر مکمل عبور رکھتے تھے اس کا ثبوت آپ کی بلند پایہ تصنیف ہیں جو حقیقت میں علوم و معارف کا خزانہ ہیں مختلف کتب میں ان کی تعداد تین سو بیان کی گئی ہے یہ سب مختلف علوم و فنون پر لکھی گئی تھیں لیکن ان میں سے اکثر ناپید ہیں ممکن ہے کہ ایران کے کتب خانوں میں اب بھی موجود ہوں۔ ”آپ کی متعدد منظوم و منثور تصنیفات ہیں الدر الکامہ میں آپ کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتائی گئی ہے جن میں سے صرف یہ کتاب پائی جاتی ہیں (۱) مطلع العارفین و مجمع المانیف (عربی) اس میں قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر صوفیانہ انداز میں کی گئی ہے (۲) سر البال فی اطوار سواک المل الحال (فارسی) مختصر رسالہ ہے (۳) سلوۃ العاشقین (فارسی) یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے (۴) شارح ابواب القدس و مراتب الانس (عربی) اس کا موضوع حکمت و کلام ہے (۵) مناظر النواظر و المناظر الحاضر (عربی) واقعہ غدیر خم پر ہے (۶) العروۃ الاصل الخلو و الخلوہ (فارسی) تصوف پر ہے (۷) چہل مجلس (فارسی) ملفوظات کا مختصر مجموعہ ہے۔ ۲۔

ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی نے آپ کی سات کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں مختصر رسائل بھی شامل ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے آپ کی مشہور کتاب ”عروۃ الوثقی“ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ مختلف کتب تصوف میں اس کے حوالے موجود ہیں اور صاحب مراۃ الاسرار نے تو اپنی کتاب میں جا بجا اس کا ذکر

۱۔ عبدالرحمن دمشقی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر فیہ القرآن چلی کشمیری بخش روضہ اردو بازار لاہور صفحہ ۴۱۱۔

۲۔ ڈاکٹر سید وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر نواز قومی پریس لاہور صفحہ ۱۱۹۔

کر کے اس کی عبارت نقل کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب تصوف پر لکھی گئی ہے اور اس میں بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔

علاء الدولہ سمنانی اور نظریہ وحدت الوجود:

صوفیاء میں ایک نظریہ وحدت الوجود پایا جاتا ہے جو شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین محمد بن علی البہاگی الاندلسی دمشقی المعروف ابن عربی متوفی ۷۴۸ھ نے پیش کیا تھا ابتداء میں حضرت علاؤ الدولہ سمنانی کو اس سے اختلاف تھا جبکہ حضرت عبدالرزاق کاشی قدس سرہ اس کے قائل تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ابتداء میں انہی دونوں بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا ان دونوں کے درمیان مسئلہ وحدت الوجود پر بحث ہوئی اور دونوں نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے لیکن یہ بحث بالمشافہ نہیں بلکہ بذریعہ مکاتیب ہوئی حضرت نظام یحییٰ علیہ الرحمۃ اس بحث کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کا قول لطائف اشرفی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں ”حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند زبدہ عقائد اصحاب تصوف و عمدہ موانع در باب تعرف مسئلہ وحدت الوجود است و اندک نزاعی کہ دریں مسئلہ حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی و حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی افتادہ بنا بر مصلحتی است و در آں صحن کہ ایں ہر دو اکابر بیک دیگر ارسال مکاتبات بہم و یگر کردند ایں فقیر و امیر اقبال سیتانی در میان بودہ اند“۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے عقائد کا خلاصہ مسئلہ وحدت الوجود ہے اور اس مسئلہ میں حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی میں جو اختلاف ہوا تھا وہ ایک منسلحت پر مبنی ہے جس وقت یہ دونوں بزرگ آپس میں مکاتبت کر رہے تھے یہ فقیر اور امیر اقبال سیتانی درمیان میں تھے۔ لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بحث جو بذریعہ مکاتیب ہوئی خطوط کی ترسیل کے فرائض سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شیخ اقبال سیتانی نے انجام دیئے (شیخ اقبال سیتانی حضرت علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید تھے) حضرت علاؤ الدولہ سمنانی ابتداء میں نظریہ وحدت الوجود کے قائل نہ تھے لیکن بعد میں آپ کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی اس بات کی تائید لطائف اشرفی کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

”حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند کہ این نزاع و کشمکش در واکل حال بودہ چوں در صحبت ہائے آخرین بملازمت مشرف شدیم روزی جمعی از اکابر نشستہ بودند کہ درویشی در مجلس حضرت شیخ رکن الدین علاؤالدولہ آمد پڑسید کہ حضرت شیخ ابن عربی کہ حق را وجود مطلق گفتہ در قیامت باین سبب معاتب کرد و بانہ فرمود کہ من این نوح سخن نرقطعانی خواہم کہ بر زبان راغم کا شملہ ایشان نیز نگفشد می کہ سخن مشکل گفتن روا نیست اماں چوں گفتہ شد ما کام تاویل می باید کردن تا درویشان را شبہ در باطن میفتند و نیز در حق بزرگان بی اعتقاد نشوند۔ ترجمہ: حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ نزاع و کشمکش ابتداء میں غمی آخری صحبتوں میں جب آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا تو ایک روز آپ کی مجلس میں کچھ اکابر بیٹھے ہوئے تھے ایک درویش نے پوچھا کہ حضرت ابن العربی نے حق کو جو وجود مطلق کہا ہے اس کے سبب وہ قیامت میں معتبوب ہوں گے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس طرح کی باتیں قطعی پسند نہیں کرتا کہ زبان پر لائی جائیں کاش انہوں نے بھی اس طرح کی باتیں نہ کی ہوتیں کہ اشکال آمیز بات کہنا مناسب نہیں ہے لیکن جب کہہ دی گئی تو ناچار اس کی تاویل کرنی چاہیے تاکہ درویشوں کے دل میں شبہ نہ رہے اور بزرگوں کے حق میں بے اعتبار نہ ہوں۔“ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علاؤالدولہ سمنانی بعد میں حضرت شیخ اکبر مکی الدین ابن عربی کے نظریات کے اتنے مخالف نہ تھے جتنے ابتداء میں تھے بلکہ بعد میں آپ نے بہت محتاط انداز اختیار کیا جس کا ثبوت مذکورہ عبارت ہے۔

وصال مبارک: حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے سنہ ۷۷۱ (۷۷۱) سال کی عمر پائی ۲۱ رجب ۷۳۶ ھ کو سمنان میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک سمنان کے قصبہ بروج احرار صوفی آباد میں قطب الاوتاد جمال الدین عبدالوہاب کے احاطے میں ہے۔ صوفی آباد ایک قصبہ ہے جو سمنان سے ۵۵ کلومیٹر ہے سید محمد جیلانی میاں اپنے سفرنامہ ایران میں ان کا محل وقوع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”شہر سمنان سے شیخ علاؤالدولہ روز، ابوذر روز ہوتے ہوئے ہم صوفی آباد پہنچے جو سمنان سے تہران کی جانب بائیں وے پر ۸۰ کلومیٹر چل کر شمال میں ذیلی سڑک پر واقع ہے بائیں وے سے ذیلی سڑک سے صوفی آباد ۷۵ کلومیٹر پر ہے گویا سمنان سے ۱۵۰ کلومیٹر پر صوفی آباد ہے جو آج ایک آباد اور قدیم گاؤں کی شکل میں موجود ہے حضرت کی خانقاہ اور طرز تعمیر

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں علوم و فنون کا سمندر بہہ رہا تھا۔ استد از زمانہ کے باوجود خانقاہ کی جلالت مآبی آج بھی قائم ہے۔ خانقاہ کے شمال میں ایک اونچا سا چبوترہ ہے اس میں حضرت شیخ کا مزار پاک ہے۔ چبوترے کو اوہے کی سلاخوں سے محفوظ کیا گیا ہے اور مزار کے اوپر چھتری ہے مزار پاک کا تعویذ سنگ مرمر کا ہے جس پر شیخ کی شان میں منقبتی اشعار کندہ ہیں اور مزار کے کنارے سنگ مرمر کی تختی نصب ہے جس پر یہ عبارت جلی حرفوں میں کندہ کی ہوئی ہے۔

مزار شیخ علاؤ الدولہ سمنانی پر نصب تختی کی عبارت: ”آرام گاہ ابدی سلطان العارفین، کوکب رخشندہ، عالم عرفان و صدر نشین اراکین جناب حضرت رکن الدین علاؤ الدولہ احمد بن محمد بیابانگی کیے از سرداران سپاہ شاہان غازیان بود و رہنگامہ نبرد با اشراف صالح از باطن خود اشارہ الہی یافت چوں توفیق الہی شامل حالش شد بمصاحبہ اہل دل مائل و طلب علم باطن گشتہ وارد سیر و سلوک الی اللہ کردید بہ عنایت پروردگار در اخلاق و ادای مقامات عالیہ و کشف و کرامات کردید در خانقاہ سکا کیہ سمنان و صوفی آبادیک سرد و چہل اربعین بہ ریاضت مشغول و دنگیری در ماندگان یعنی تبلیغ داشت درویش بود و وزیر زادہ کہ تمام عواثر و در آمد او صرف در ویش و خیرات و میراث می شد در سال ہفت و سی و شش در سن ۷۷۷ ساگی داعی حق را بیک اجابت گفتہ و در برج احرا صوفی آباد و در قطیرہ مولانا جمال الدین عبد الوہاب مدفون گردید اند۔

تختی کی پشت پر یہ بھی درج ہے۔ غرض نیازمند فقیرانی شاہ نعمت الہی سلطان علی شاہ۔ ۱

(۲) حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ابتداء میں جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا ان میں حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم و فضل اور صاحب مقام طریقت تھے علوم ظاہری و باطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے آپ شیخ طریقت بھی تھے اور راہنمائے شریعت بھی یہی وجہ تھی کہ تشنگان علوم و معرفت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے علمی و روحانی چشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھاتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی خدمت میں

کا شان حاضر ہوئے اور آپ سے کسب فیض کیا۔ لطائف اشرفی میں انہوں نے اس حاضری کا ذکر کیا ہے حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند چون بشریف ملازمت حضرت شیخ عبدالرزاق بہ کا شان شدیم معنی از اصحاب تصوف کتاب فصوص الحکم سندی کردند اور اجتماع شریک شدیم مقدمہ کتاب مذکور ایشان گذرا نیکند و بودند بناء بر عاطفتی کہ دوبارہ ایں فقیر داشتند اعادہ نمودند و یک جلد فتوحات مکیہ و اصطلاح شیخ اکبر بملازمت ایشان گذرانیدم۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب کا شان میں حضرت عبدالرزاق کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا تو اس وقت کچھ طالبان طریقت آپ سے فصوص الحکم پڑھ رہے تھے میں بھی درس میں شریک ہو گیا کتاب کا مقدمہ ہو چکا تھا اس فقیر کے ساتھ خاص عنایت کے سبب حضرت شیخ کاشی نے مقدمہ و پھر سے دھرایا فصوص الحکم کے علاوہ ایک جلد فتوحات مکیہ اور اصطلاح شیخ اکبر بھی آپ سے پڑھی۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کا شان میں حاضر ہو کر حضرت عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ سے فصوص الحکم بہ فتوحات مکیہ اور اصطلاح شیخ اکبر جیسی عظیم کتابیں پڑھیں اور علوم و معارف کے بے پناہ فیضان سے مستفیض ہوئے۔ حضرت عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے متعلق دیگر کتب خاموش نظر آتی ہیں اگر کسی کتاب میں آپ کے بارے میں کچھ لکھا ہے تو آپ کے تلامذہ۔ مریدین اور خلفاء کے حوالے سے لکھا ہے جس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مذکورہ عبارت جو لطائف اشرفی میں موجود ہے لیکن خاص آپ کے حالات پر ہمیں کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جس میں تفصیل کے ساتھ آپ کے حالات و واقعات موجود ہوں۔ لطائف اشرفی سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے جبکہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی اس کے سخت مخالف تھے ان دونوں بزرگوں کے درمیان بذریعہ مکاتبت بحث بھی ہوئی اور دونوں حضرات نے اپنے موقف کے حق میں دلائل پیش کئے اس بحث کے متعلق ہم نے حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی کے حالات میں لکھا ہے۔

(۳) حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ مسند چشتیہ کے تیسرے مجدد بزرگ گذرے ہیں آپ کا نام سید محمد حسینی کنیت ابو الفتح اور القاب سے بندہ نواز و گیسو دراز ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۳۰ ربیع الثانی ۱۰۷۵ھ و صبح کے وقت دہلی میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام سید یوسف حسینی راجا المشہور راجو قال تھا جو نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے آپ کی منظوم تاریخ ولادت لکھی ہے جو اس طرح ہے۔ ۱۔

اشرف الاولاد آل مرتضیٰ شیخ دین سید محمد پیشوا

بادی محبوب آل بو تراب حسن رقم تولید آں شاہ بدی

آپ کے شجرہ نسب کے متعلق مذکورہ منصف لکھتے ہیں کہ "آپ والدین کی جانب سے حسینی سید تھے اور اٹھارہ واسطوں سے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ تک آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف حسینی راجا المشہور راجو قال ابن سید علی بن سید محمد بن سید یوسف بن سید حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن جندی بن حسین بن ابو عبد اللہ بن محمد بن امام زید شہید بن امام زین العابدین بن سید الشہداء سیدنا امام حسین بن علی کرم اللہ وجہہ" ۱۔
آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے۔

(۱) سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ - ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۵ھ مدینہ منورہ

(۲) امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - ۳۱ رمضان المبارک ۱۱۷۱ھ بحلف اشرف

(۳) حضرت خواجہ ابوالنضر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ - ۱۰ محرم الحرام ۱۱۸۵ھ بصرہ

(۴) حضرت خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ - ۲۷/۲ ۱۲۶۷ھ بصرہ

(۵) حضرت ابو الشیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ - ۱۷/۲ ۱۲۸۵ھ

(۶) حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ابراہیم بن علی رحمۃ اللہ علیہ - ۲۷/۲ ۱۲۸۵ھ شام

(۷) حضرت خواجہ سید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ - ۱۰/۲ ۱۲۸۵ھ

۱۔ اقبال الدین احمد۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز۔ ناشر اقبال پبلیشرز سیدآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۲۸

۲۔ اقبال الدین احمد۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز۔ ناشر اقبال پبلیشرز سیدآباد کالونی گلشن روڈ کراچی صفحہ ۲۹

- (۸) حضرت خواجہ امین الدین ہبیر، بصری، رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱/۴ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۹) حضرت خواجہ ابراہیم علودینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲/۴۹۹ھ۔
- (۱۰) حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲/۴۸۱ھ۔
- (۱۱) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲/۴۸۵ھ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۱۲) حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲/۴۸۹ھ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۱۳) حضرت خواجہ قطب الدین مسعود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲/۵۱۲ھ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۱۴) حضرت خواجہ حاجی شریف زبیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴/۵۱۸ھ۔
- (۱۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴/۵۱۸ھ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۱۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ۔ ۶/۵۲۶ھ ہجری متوفی بصرہ۔
- (۱۷) حضرت خواجہ قطب الدین مختار کاکی اوشی شہر دہلی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴/۵۳۵ھ ہجری متوفی دہلی۔
- (۱۸) حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴/۵۴۰ھ ہجری متوفی پاکستان۔
- (۱۹) حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۷/۵۴۰ھ ہجری متوفی دہلی۔
- (۲۰) حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۱) حضرت خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۷/۵۴۰ھ ہجری متوفی گلبرگہ۔
آپ نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی ۱۱ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور دولت آباد کی مسجد
میں محراب سنائی آپ کے اساتذہ میں قاضی عبدالقادر بن قاضی رکن الدین شریعی کندی۔ مولانا نام
نظام تاج الدین بہادر اور سید شریف الدین کشتی وغیرہ ہم سنائل ہیں باطنی علوم کے حصول کے لئے آپ
نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۰ھ کے خلیفہ حضرت
شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی متوفی ۵۵۰ھ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ کو اپنے شیخ سے
بڑی عقیدت و محبت تھی آپ ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔

آپ گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں اس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث

دہلوی اپنی مشہور کتاب اخبار از خیار میں لکھتے ہیں: ”شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی پاکلی جس طرح دوسرے مرید انھان کے تھے اس طرح سید محمد بھی اٹھایا کرتے تھے ایک دن آپ اپنے شیخ کی پاکلی اٹھائے تھے تو اس کے ایک جیسے میں آپ کے ہاتھ لکھ گئے اگر نکالے تو دیر لگتی اور اس سے شیخ کے کبیدہ و خاطر ہونے کا خطرہ محسوس کرتے تھے اس سے شیخ کے عشق و محبت میں اسی کیفیت سے بچتے رہے بہت فی سلاطے تم جانے کے بعد جب شیخ کو معلوم ہوا تو وہ بہت غصہ ہوئے اور آپ کی اس چچی محبت اور پکی حقیقت پر آفرین کہا اور یہ شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد۔ واللہ خلاف نیست کہ او عشقا باز شد۔

ترجمہ: جو کوئی سید گیسو دراز کا مرید ہو گیا۔ بخدا اس میں شک نہیں کہ وہ پکا عاشق ہو گیا۔ ۱۔
آپ کے لقب گیسو دراز کے متعلق ایک دوسرا واقعہ بھی مشہور ہے جو تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے خیر المجالس سے حوالے سے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”بندہ نواز نے خود بیان کیا ہے کہ میں نے پہلے پہل سیدنا شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی کی خدمت میں، بہ حصول ارادت و تسری دی اس وقت شیخ اپنے بالا خانہ پر رونق افروز تھے ہم بالا خانہ کے نیچے پہنچ کر تھہر گئے اسنے میں شیخ کے ایک خادم نے اوپر سے آکر پوچھا سید محمد کن ہیں اس وقت اور بھی لوگ موجود تھے کئی شخصیتوں نے اپنے نام سید محمد بنائے خادم تیراں ہوا کہ کون سے سید محمد کو دربار میں سے جاؤں اسنے میں ہم نے بھی کہا کہ ہمارا نام بھی سید محمد ہے خادم مجبوراً اوپر گیا اور فوراً ہی اگلے پاؤں واپس آ کر کہا سید محمد گیسو دراز تشریف لائیں پھر دوسرے لوگوں میں تمیز اور جانچ کر کے مجھے اوپر لے گیا شیخ نے دیکھتے ہی فرمایا آؤ گیسو دراز اس دن سے میرا نام گیسو دراز پڑ گیا۔ ۲۔

ان دونوں روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ گیسو دراز کا لقب آپ کے پیرومرشد کا عطا کردہ ہے آپ حضرت روشن چراغ دہلوی کے خلفاء میں تھے اور شیخ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے حضرت سید محمد گیسو دراز نے اللہ عزوجل سے دروہانیت میں اتنی مقام برکتے تھے آپ کی کثیر تصانیف اس کا منہ بولنا ثبوت ہیں تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر آپ کی کتب کی فہرست لکھی ہے جو یہ ہے۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار از خیار، ناشر مدینہ ولی شیک کتب خانہ، لاہور، ج ۱، صفحہ ۲۸۵۔

۲۔ اقبال الدین احمد، تذکرہ خواجہ گیسو دراز، ناشر اقبال پبلشرز، سیدآباد کلاں، گلشن روڈ، کراچی، صفحہ ۳۶۔

(۱) منقذ بہ قالب سلوک (تفسیر قرآن)۔ (۲) تفسیر فی نظر بق کشف۔ (۳) حواشی کشف۔ (۴) شرح مشارق (در سلوک)۔ (۵) ترجمہ مشارق۔ (۶) حواشی شرح معارف۔ (۷) ترجمہ عوارف۔ (۸) شرح تعارف۔ (۹) شرح فصوص الحکم۔ (۱۰) شرح آداب المریدین (فارسی و عربی)۔ (۱۱) شرح تمہیدات عن القضاۃ۔ (۱۲) وجود العارفین۔ (۱۳) روایت ربی۔ (۱۴) شجرہ نسب (نسب میں ستر کتابوں کے حوالے ہیں)۔ (۱۵) شرح رسالہ تشریح (فارسی)۔ (۱۶) بیان بود و ہست۔ (۱۷) استقامت شریعت بہ طریق حقیقت۔ (۱۸) خطائر القدس المعروف عشق نامہ۔ (۱۹) سخاوت الوجود (عربی)۔ (۲۰) در الاسرار "عربی"۔ (۲۱) عروج و نزول۔ (۲۲) روایت۔ (۲۳) سہیل الحقیقین والمجددین۔ (۲۴) سیرۃ النبی۔ (۲۵) اذکار نامہ۔ (۲۶) شرح فقہ اکبر (فارسی)۔ (۲۷) شرح قصیدہ امالی (عربی و فارسی)۔ (۲۸) شرح قصیدہ حافظیہ۔ (۲۹) فضائل خلفائے راشدین۔ (۳۰) حواشی قوت القلوب۔ (۳۱) عقیدہ حدائق الانس۔ (۳۲) آداب سلوک۔ (۳۳) اشارہ مجاہد حق۔ (۳۴) مراقبہ۔ (۳۵) معرفت رب العزت۔ (۳۶) کتاب الایمان۔ (۳۷) ضرب الامثال۔ (۳۸) خلافت نامہ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں یہ تمام کتب آپ کی موجود پائی گئی ہیں ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات و ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدین نے جمع کئے ہیں، (واللہ اعلم)۔

ہمارے خیال میں یہ تمام کتب موجود نہیں ہیں کیونکہ بہت سی کتب کے ناموں میں اشتباہ ہے کہ یہ نام درست ہے یا نہیں البتہ سیرۃ النبی کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمبانی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ یہ حضرت گیسو دراز کی آخری تصنیف ہے جبکہ دیگر کتب کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ انہی کی تصانیف ہیں ان میں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو مختلف اوقات میں شائع ہو چکی ہیں اور اکثر ناچید ہیں ہماری اس بات کی تائید تاریخ مشائخ چشت کے مصنف کی اس تحریر سے ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں "سید محمد گیسو دراز کثیر التصانیف بزرگ نئے تصوف کی اعلیٰ کتابوں مثلاً عوارف المعارف، فصوص الحکم، رسالہ تشریح، تمہیدات عن القضاۃ، قوت القلوب، پر حاشیہ لکھے تھے اور بعض کو فارسی زبان میں منتقل کیا تھا قرآن پاک کی تفسیر صوفیانہ رنگ میں لکھی تھی، مشارق الانوار کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا اور اس کی شرح لکھی تھی کچھ کتابیں شرح

آداب المریدین اسماء الامرار وغیرہ حیدر آباد سے شائع بھی ہوئیں ہیں بعض کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ انجی کی تصنیف ہیں یا غلط طور پر منسوب کر دی گئی ہیں۔ ۱۔

حضرت خواجہ گیسو دراز کی روحانی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے ملاقات کے لئے دوسرے گلبہر کہ شریف تشریف لے گئے اور آپ سے مختلف مسائل پر گفتگو کی اور چند اختلافی مسائل پر علمی مباحثہ بھی کیا اور آپ سے بہت متاثر ہوئے انہوں نے بڑی عزت و احترام سے آپ کا ذکر کیا ہے حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ ان دونوں حضرات کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں ”حضرت قدوۃ الکبریٰ می فرمودند کہ چون شرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو دراز شرف شہیدیم آں مقدار حقائق و معارف کہ از خدمت وی بحصول پیوست از بیچ مشائخ دیگر نبود، سبحان اللہ چه جذبہ قوی داشت اندوختی در ولایت دکن بقصبہ گلبہر کہ اتفاق نزول افتاد دوسرے در آں دیار نہ در ریات علمائی شدہ۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت سید محمد گیسو دراز کی ملازمت سے مشرف ہوئے تو حقائق و معارف کی وہ مقدار جو آپ سے حاصل ہوئی دوسرے مشائخ سے نہیں حاصل ہوئی سبحان اللہ کیا قوی جذبہ رکھتے تھے ایک عرصے تک دکن میں آپ سے ملاقات رہی اور دوسرے اس دیار میں علمائی کا قد پہنچا۔“ ۲۔

دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں ”وفاقیکہ ریات فقہرائی اشرفی و اعلام غربای شگرفی را اور خانقاہ سیر محمد گیسو دراز نزول فناء بناء بر خلوص مخدوم زادہ حضرت قدوۃ الکبریٰ چہار ماہ در آنجا بودند (لطائف اشرفی لطیفہ دہم)۔
ترجمہ: جس وقت فقہائے اشرفی و غربائے شگرفی کے جہندے خانقاہ سید محمد گیسو دراز میں پہنچے تو مخدوم زادہ کے خلوص کے سبب حضرت قدوۃ الکبریٰ وہاں چار ماہ مقیم رہے۔ ۳۔

حضرت نظام یمنی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ گلبہر کہ شریف پہنچے تو ان کے پوتے حضرت شادید اللہ سے ملاقات ہوئی وہ سید اشرف جہانگیر سمنانی

۱۔ ظیق احمد علی، تاریخ مشائخ چشتیہ، شرکت ماہرین، شران و ناچران کتب رقیہ ہند کتب چک سٹی ۲۰۷

۲۔ نظام یمنی، لطائف اشرفی، حصہ اول، مترجمین بریلوی، اشرفی اند پرائیوی ۰۸، بابک ۵ فیضان بی ایچ اے کراچی صفحہ ۵۱۸

۳۔ نظام یمنی، لطائف اشرفی، حصہ اول، مترجمین بریلوی، اشرفی اند پرائیوی ۰۸، بابک ۵ فیضان بی ایچ اے کراچی صفحہ ۵۱۸

سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں کے اصرار پر آپ نے چار رادان کی خانقاہ گلبرگہ شریف میں قیام فرمایا۔ لطائف اشرفی کی ان دونوں عبادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت گیسو دراز سے ملنے دو مرتبہ گلبرگہ شریف گئے اور آپ کی صحبت سے بہت فیض حاصل کیا گلبرگہ میں قیام کے دوران آپ ہمہ وقت حضرت گیسو دراز کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ کے ملفوظات عالیہ سے مستفیض ہوتے تھے حضرت گیسو دراز حقائق و معارف کے متعلق بڑی مہارت اور محنت نہ لگاتے اور فرماتے تھے جس سے آپ کی علمی و روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے حاضرین میں جب کوئی شخص آپ سے کسی مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ اسے نہایت تسلی بخش جواب عطا فرماتے تھے "ایک دن سید اشرف جہانگیر سمنانی۔

شیخ ید اللہ اور محبت اللہ وغیرہ ہمہ حضرت بندہ نواز کے پاس بیٹھے ہوئے مسائل تصوف بیان کر رہے تھے (یاد رہے کہ بندہ نواز حضرت گیسو دراز کا ہی لقب ہے) کہ بندہ نواز نے رادہ سلوک کی لغزشیں اس کی اقسام اعراض حجاب نقائص وغیرہ کی اجمالی اور تسلی بخش تعریف کی جس پر سید ید اللہ نے دریافت کیا کہ جو لوگ مزارات سے بیعت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز۔ ارشاد فرمایا "مروجہ طریقہ کے موافق شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیے مزارات وغیرہ سے بیعت کرنے کو شیوخ ناپسند کرتے ہیں جب شیخ الشیوخ شیخ فرید (غالباً اس سے مراد حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ہیں) کو معلوم ہوا کہ ان کے صاحبزادے نے دہلی جا کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار سے بیعت ہونے کی خواہش کی تو فرمایا "اگرچہ خولجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی میرے خولجہ بزرگ ہیں لیکن آپ کے مزار سے بیعت درست نہیں کیونکہ بیعت دراصل وہی صحیح ہے جو بظاہر شیخ کے ہاتھ پر کی جائے اور جو لوگ حضرت خضر علیہ السلام سے بیعت کرنا بیان کرتے ہیں وہ بھی بے معنی ہے اسی مجلس میں کسی نے کہا جو لوگ شیخ کو دیکھتے بغیر ارادت و اثن و اقرار بیعت کرتے ہیں اس کے متعلق فرمایا ہے جواب دیا جو شخص کسی ہجرت سے شیخ کے پاس ظاہری طور پر نہ پہنچ سکے اس کی بیعت بھی سبب معنی ہے ہاں صاحبان مزار سے تعلق رکھنا مناسب ہے جس سے تصرف حاصل ہوتا ہے اور سلسلہ روحانی کے قیام سے بہت سے امور تکمیل پاتے ہیں۔

حضرت خواجہ پیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی تبلیغ و اشاعت میں گزاری، آپ کے سینے میں عشق الہی کی آگ روشن تھی یہی وجہ تھی کہ جس نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا اس کا سینہ معرفت و عشق الہی کا خزینہ بن گیا ساری زندگی علوم و معرفت کے خزانے لٹانے کے بعد ۱۶ رذیقہ ۸۲۵ھ ہمارے سو پانچ سال چار ماہ بارہ دن بروز دوشنبہ بوقت صبح اس دار فانی سے عالم جاویدانی کی طرف کوچ فرمایا تذکرہ خواجہ پیسودراز کے مصنف نے صفحہ ۲۰۱ پر آپ کی تاریخ وصال یہ لکھی ہے۔ مزار مبارک دکن گلبرہ میں مرجع خلافت ہے۔

تولد وارث جوہ
۷۲۰

سنش عادل
۱۰۵

وفاتش داں کہ تاج مرسلین
۸۲۵ھ

(۴) حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ متوفی ۷۵۷ھ جلیل القدر محدث فقیہ اور علم و فضل میں اپنا کافی نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اسی لئے سید اشرف جہا تلیر سمنانی نے آپ سے علمی و روحانی فیوض و برکات حاصل کئے آپ کا نام عبداللہ کنیت ابو سعادت اور لقب عظیم الدین تھا آپ کے والد محترم کا نام سعد یافعی تھا آپ یمن کے رہنے والے تھے لیکن حرمین شریفین میں زیادہ قیام فرمایا آپ مسلک شافعی اور مشربا قادری تھے۔ "علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانے کے علماء و فضلاء میں ممتاز درجہ رکھتے تھے آپ کو نسبت ارادت چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے حاصل ہے" ۱

صاحب خزینۃ الامنیاء کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ قادریہ میں آپ کو چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے نسبت ارادت حاصل ہے سلسلہ قادریہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے بزرگوں سے بھی آپ

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الامنیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ نجف اشرف، دہلا دور صفحہ ۱۸۰

نے فیض حاصل کیا۔ چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار نے اس کی تفصیل اس طرح لکھی ہے وہ فرماتے ہیں ”کہ آپ نے خرقہ ارادت حضرت رشید الدین ابی عبد اللہ بغدادی کے ہاتھوں پہنا (یعنی مرید ہوئے) جو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کو ایک خرقہ اپنے والد شیخ جمال الدین سے بھی ملا ایک خرقہ شیخ عزیز الدین ابوالعباس احمد فاروقی سے بھی حاصل کیا وہ بھی شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے امام عبد اللہ یافعی کو ایک خرقہ سلسلہ قادریہ۔ ایک خرقہ حضرت شیخ ابو مدین مقربی کے سلسلے سے اور ایک سید احمد کبیر رفاعی سے بھی ملا آپ ہر قسم کے کمالات سے مزین تھے اس کتاب میں لکھا ہے کہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ دو سال تک امام عبد اللہ یافعی کی خدمت میں مدینہ منورہ میں رہے اور قسم قسم کی نعمتیں حاصل کیں انہوں نے عوارف الحارف اور تصوف کی دوسری کتابیں آپ سے پڑھیں اور طریقہ ذکر آپ سے حاصل کیا صاحب مراۃ الاسرار دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری بیت اللہ میں امام عبد اللہ یافعی سے ملے تو انہوں نے فرمایا کہ شہر دہلی میں جتنے درویش تھے سب چل بسے لیکن ان کا اثر اور برکت شیخ نصیر الدین میں ہے اور وہ اس وقت چراغ دہلی ہیں جو مشائخ کے طریقہ کو اپنے وجود کی شمع سے روشن کئے ہوئے ہیں چنانچہ مخدوم جہانیاں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ جب سفر بیت اللہ سے واپس جائیں گے تو دہلی جا کر شیخ نصیر الدین کی خدمت میں حاضری دیں گے جب مخدوم آپ کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ امام عبد اللہ یافعی کی بات سے آپ کو حسن ظن پیدا ہو گیا ہے۔ مخدوم جہانیاں نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ امام عبد اللہ یافعی پر رحمت کرے کہ مجھے اس دولت سے بہرہ مند کیا۔ ۱

مذکورہ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ امام عبد اللہ یافعی جامع کمالات شخصیت تھے آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور متعدد مقامات اور سلسلوں سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے آپ کے علم و فضل اور طریقت میں بلند مقام کو دیکھتے ہوئے وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ کے سامنے زانوائے تلمذ طے کئے اور علمی و روحانی فیوض برکات حاصل کئے ان ہستیوں میں حضرت جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری اور سید

اشرف جیسے شاہِ باطنی و ظاہری ہاضمہ سے ظاہری باطنی دونوں علوم میں کسب فیض کیا حضرت نظام یمنی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں جس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے امام عبداللہ یافعی کے لئے چمکتے ہوئے القابات استعمال کئے ہیں وہ لکھتے ہیں ”شیخ عامل عالم ربانی۔ بازل نافع صدانی امام عبداللہ یافعی السیسی رحمۃ اللہ علیہ“ دوسری جگہ فرماتے ہیں ”وقتیکہ ایں فقیر حضرت امام عبداللہ یافعی کے مقتداۃ اولیای عمر و پیشوائے بلغائے دہر خود بودند و عالم معلوم ظاہری بہ تخصیص بیان تواریخ اولیاء گویا آیتی بود کہ در شان ایشان نازل شدہ تصنیفات بسیار در دامن گردون دوار چنانچہ تاریخ مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان و کتاب روضۃ الریاضین فی حکایات الصالحین و کتاب درو النظم فی بیان فضائل القرآن العظیم از وی یادگار اند و در بقعہ شریف مکہ صالحا اللہ تعالیٰ عن الآفات مشرف شدہ و اختصا ص با نواع لطائف معارف آمیز و ظرائف گواشف انگیز یافتہ و مدتی در ملازمت شریف و محاسن لطیف بشانت۔

ترجمہ: جس وقت کہ اس فقیر نے حضرت امام عبداللہ یافعی سے جو زمانے کے اولیاء کے مقتداء اور علماء کے پیشوا ہیں اور ظاہری و باطنی علوم کے عالم خصوصاً بیان تاریخ میں گویا ایک آیت ہیں جو ان کی شان میں نازل ہوئی ہے ان کی تصنیفات بہت ہیں چنانچہ تاریخ مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان و کتاب روضۃ الریاضین فی حکایات الصالحین و کتاب درو النظم فی بیان فضائل القرآن العظیم ان کی یادگار ہیں مکہ شریف میں ملاقات کی اور آپ سے بہت سے علوم و معارف میں یہ فقیر فیضیاب ہوا ایک عرصہ تک میں آپ کی ملازمت اور خدمت میں رہا۔

لطائف اشرفی کی مذکورہ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ملاقات امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں ہوئی پھر وہ عرصہ دراز تک امام موصوف کی خدمت میں رہے اور کسب فیض کیا انہوں نے امام عبداللہ یافعی کی کتابوں کے نام بھی لکھے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صاحب تصانیف بزرگ تھے مختلف موضوعات پر آپ نے بڑی اہم کتب تصنیف فرمائیں اکثر مکتور خین نے بھی لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت امام عبداللہ یافعی کے سامنے عوارف المعارف کا اعادہ بھی کیا تھا وہ مکتوبات اشرفی

کے حوالے سے لکھتے ہیں ”اس درویش عوارف بحضرت امام العارفین ومورخ امام الکاملین عبداللہ یافعی گذرانندہ بود امر و زبردہ سال شدہ کہ در ہر سال مقصودی ریختن یا قتم و بہر حال موعودی آخر کا قتم“ ترجمہ: اس درویش نے عوارف حضرت امام العارفین ومورخ امام الکاملین عبداللہ یافعی کی سامنے پڑھی آج اٹھارہ سال ہوئے کہ ہر سال میں نے اس سے نیا مقصد حاصل کیا اور ہر حال میں نیا فائدہ پہنچایا“ ۱۔

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے تصوف کی مشہور کتاب ”عوارف المعارف“ امام عبداللہ یافعی سے پڑھی جب پڑھانے والے امام عبداللہ یافعی ہوں اور پڑھنے والے سید اشرف جہانگیر سمنانی ہوں تو پھر علم و فضل کا اندازہ کون کر سکتا ہے کیا کچھ انہوں نے پڑھایا ہوگا اور کیا کیا انہوں نے ان سے سیکھا ہوگا یقیناً علوم و معارف کے دریا بہا دیئے ہو گئے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے انہیں اپنے سینے میں محفوظ کر لیا ہوگا سید اشرف جہانگیر سمنانی کو آپ سے سند حدیث بھی حاصل ہے گویا آپ نے ظاہری و باطنی دونوں علوم میں امام عبداللہ یافعی سے کسب فیض کیا اور پھر اسے عوام الناس میں پھیلایا۔

کتاب:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں جن کے نام یہ ہیں (۱) تاریخ مرآة الجنان و عبرة اليقظان فی معرفۃ حوادث الزماں (۲) روضۃ الریاضین فی حکایات الصالحین (۳) درر العظیم فی بیان فضائل القرآن العظیم (۴) نشر المحاسن الغالیہ فی فضل المشائخ الصوفیہ واصحاب المقامات العالیہ۔ (۹۵) امنی الفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ ممکن ہے کہ کتب کے علاوہ بھی آپ نے کتابیں تصنیف فرمائی ہوں (واللہ اعلم)

وصال مبارک:

حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ کے سن وصال میں اختلاف ہے کسی نے ۷۶۱ھ کسی نے ۷۶۳ھ لکھا ہے صاحب مرآة الاسرار نے سن وصال لکھا ہی نہیں وہ فرماتے ہیں ”امام عبداللہ یافعی کا سن وفات نظر سے نہیں گذرا لیکن کتاب ”تاریخ مرآة الجنان“ میں انہوں نے ۷۵۰ھ تک کے واقعات لکھے

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی۔ مترجم مولانا حکیم عبدالحی اشرف۔ پتھوچھوی۔ ناشر قیومی پریس کراچی۔ سنہ ۲۸

وفات نظر سے نہیں گذرا لیکن کتاب ”تاریخ مراۃ الجنان“ میں انہوں نے ۵۷۵ھ تک کے واقعات لکھے ہیں معلوم نہیں کہ اس کے بعد کتنے سال زندہ رہے لیکن سیر العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے“ ۱

یہ درست ہے کہ آپ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے ہم عصر تھے کیونکہ آپ نے ہی حضرت جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت روشن چراغ کی خدمت میں بھیجا تھا حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کا سن وفات ۵۷۵ھ ہے ہو سکتا ہے کہ اس کے قریب ہی کا کوئی سن ہو البتہ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کا سن وصال ۵۷۵ھ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں امام صاحب نے ۲۱ جمادی الآخر ۶۷۵ھ میں وفات پائی مرقد مکہ معظمہ میں حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متصل ہے۔

آں امام یافعی نور اللہ بود اندر مکہ یک قطب الولی

یا تم فرمود سال رحلت کاشف نامی امام یافعی

ہم رقم کن زاہد اہل بہشت - ہم ولی بوسعدت یافعی ۲

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جو اشعار تحریر کئے ہیں ان میں پہلے مصرعہ سے سن وصال ۵۷۵ھ نکلتا ہے جبکہ آخری مصرعے سے ۶۷۰ھ (واللہ اعلم)

(۵) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین

نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی بھی آتا ہے اہل طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے آپ امام طریقت اور پیشوائے اولیاء تھے اکابر اولیاء نے آپ کی روحانی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے کسب فیض کیا ”آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے آپ بڑے بلند ہمت اور عالی شان بزرگ تھے اور نفس قاطع رکھتے تھے (یعنی بڑے صاحب تصرف تھے) تھوڑی سی توجہ

۱۔ عبد الرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج روڈ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۶۹

۲۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ کالج بخش روڈ لاہور صفحہ ۱۸۸

سے سنا سنان سفلی کو مقامات علوی پر پہنچا دیتے تھے جس قدر ریاضت و مجاہدات توکل اور تجرید آپ عمل میں لائے کسی بزرگ سے کم سننے میں آئے ہیں۔^۱

”آپ کی ولادت ۲۸/۷/۱۲۸۷ھ - ۱۳۲۷ء میں قصر عارفاں (بخارا سے تین میل دور) ہوئی آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ ولادت کے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا سامی کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپ کو اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفہ اعظم میر سید کلاں سے آپ کی تربیت کے بارے میں عبدلیا۔^۲ آپ صحیح النسب سید تھے صاحب خزینۃ الاصفیاء نے آپ کے شجرہ نسب کے متعلق لکھا ہے ”وہ فرماتے ہیں کہ ”صاحب روضۃ السلام“ شیخ شرف الدین محمد نقشبندی کے بقول آپ کا آبائی نسب چند واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت شاہ بہاؤ الدین بن محمد سید بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبد اللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی تقی بن امام محمد تقی بن موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔^۳ بچپن ہی سے آثار ولایت اور انوار کرامت و ہدایت آپ کی پیشانی سے ظاہر و آشکار تھے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤ الدین چار سال ایک ماہ کا تھا میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی ایک روز میرے فرزند نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ گائے گو سالہ سفید پیشانی والا جنے گے چنانچہ چند ماہ کے بعد قدرت حق تعالیٰ سے اس گائے نے ویسا ہی گو سالہ جنا جنہوں نے میرے فرزند کی بات سنی وہ حیران ہوئے اور حضرت بابا محمد سامی کے نقش مبارک کا اثر ثابت ہو گیا۔^۴

راہ سلوک میں آپ کی تربیت میر سید کلاں نے کی لیکن حقیقت میں آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ نے حضرت

۱۔ عبد الرحمن چشتی از مرآۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۶

۲۔ محمد صادق قصوری۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ۔ مطبوعہ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۳۶۶

۳۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۶۲

۴۔ محمد صادق قصوری۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ۔ مطبوعہ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۳۶۶

خواجہ عبدالخالق غجدانی کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا حضرت خواجہ محمد بابا ماسی نے آپ کی تربیت کے بارے میں حضرت میر سید کااں سے جو عہد لیا تھا انہوں نے اس عہد کو پوری طرح نبھایا اور آپ کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی اور تکمیل تربیت کے بعد فرمایا کہ ”مقام شکر ہے کہ میں نے حضرت خواجہ محمد ماسی سے جو عہد کیا تھا وہ پورا کر دیا پھر اپنے سینے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا میں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کئے ہیں اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ (انڈے) سے نکل آیا ہے اور تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند واقع ہوا ہے ترک و تاجیک یا جس جگہ سے بھی کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔“ ۱۔

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب تم جہاں سے چاہو فیض حاصل کرو چنانچہ اس کے بعد حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند نے متعدد مقامات سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے اس کے بعد آپ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا عارف دیک کرانی کی خدمت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کیا۔

”دیک کرانی ایک گاؤں ہے جو بخارا سے ۲۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے مولانا عارف دیک کرانی کا مزار مبارک گاؤں سے باہر قصبہ ہزارہ کو جانے والے راستہ پر واقع ہے“ ۲۔

آپ نے مولانا عارف کے علاوہ حضرت شیخ تقیہ کی خدمت میں بھی چند ماہ گزارے اور فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید حضرت نظام یمنی اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ”شیخ تقیہ ترکستان کے مشائخ میں سے ہیں اور حضرت خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں خواجہ بہاؤ الدین نے بھی آپ سے سلوک میں فائدہ حاصل کیا تھا شیخ تقیہ کے نو بیٹے تھے خواجہ بہاؤ الدین کو وہ اپنا دسواں بیٹا کہتے تھے خواجہ بہاؤ الدین تین مہینے شیخ کی خدمت میں رہے“ ۳۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند نے حضرت خلیل اتا سے بھی فیض حاصل کیا یہ بھی مشائخ ترک سے تھے

۱۔ صادق قصوری از تہذیب مشائخ نقشبندیہ فیخیریہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی، بخش ردو لاہور صفحہ ۴۷۔

۲۔ صادق قصوری از تہذیب مشائخ نقشبندیہ فیخیریہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی، بخش ردو لاہور، صفحہ ۴۷۔

۳۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی، اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی، صفحہ ۴۲۔

اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے روحانیت میں بھی عظیم مقام پر فائز تھے آپ بارہ سال حضرت ظلیل
اتا کی خدمت میں رہے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی
روحانیت سے بھی فیض پایا اور حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ان تمام بزرگان دین کی صحبت اور
روحانی فیض نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو روحانیت و معرفت کا ایسا خزینہ بنادیا کہ جو بھی آپ کی
صحبت میں بیٹھا اور جس پر آپ نے نظر کرم ڈال دی اسے کامل بنادیا آپ کے مرید حضرت خواجہ علاؤ
الدین عطار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے ”کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی نظر عنایت کی
برکتوں سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب کے سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے
جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو ورجہ عدم کو پہنچ جاتے جب اس سے بھی زیادہ نظر عنایت ہوتی تو مقام فنا کو پہنچ
جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے“ ۱۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی نگاہ میں کتنی تاثیر تھی کہ ایک نگاہ کرم سے اپنے
مریدین کو منازل سلوک طے کرا دیا کرتے تھے اور ذرا سی توجہ ڈالتے تھے تو مقام فنا تک پہنچا دیا کرتے تھے
اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کے اندر روحانی طاقت ہو اور جو خود ان تمام منازل سلوک سے گذر چکا ہو اور ان
مقامات عالیہ کو طے کر چکا ہو کیونکہ آپ خود مرکز روحانیت تھے اور اکابر مشائخ سے فیض حاصل کر چکے تھے
اس لئے آپ کے اندر یہ صلاحیت و طاقت تھی کہ جس کو چاہیں ایک نظر سے مقامات سلوک طے کرا دیں۔
ڈاکٹر وحید اشرف لکھتے ہیں ”کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سمنان بھی تشریف لے گئے اور شیخ علاؤ
الدولہ سمنانی کے خلفاء میں سے کسی کے پاس پہنچے اور وہاں سے استفادہ کیا۔“ ۲۔

لیکن انہوں نے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے خلیفہ کا نام نہیں لکھا کہ حضرت بہاؤ الدین نے کس سے فیض
حاصل کیا (واللہ اعلم)۔ حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ لطائف اشرفی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں غالباً
یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا قول ہے۔

چوں بشر ف ملازمت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند مشرف شدیم ایشان بہمین مشرب وجہ خاص اہتمامی میکردند

۱۔ صادق قسوری از تذکرہ مشائخ نقشبندیہ فیہیہ۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گلشن بخش روز لاہور صفحہ ۴۷۵

۲۔ ڈاکٹر وحید اشرف کچھو چھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرگرم از قومی پریس گھنٹہ۔ صفحہ ۱۳۹

وہمہ طالبان خود را بایں سلوک بحق تعالیٰ می رسانیدند۔ از حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بعضے از عزیزان استفسار کردند بناء پر التزام ایں مشرب فرمودند کہ ہمت مردم روزگار و بہت طالبان کردگار درین زمانہ کوتاہ شدہ است و آفات راہ سلسلہ و تربیت و تجلیات سلوک راہ ترکیب بر سالکان راہ پوشیدہ نیست پس ضرورت شد کہ طالبان خدا و سالکان راہ داری را بایں سلوک مختصر بمقصد می رسانم و بر اورنگ وصول می نشانم، (لطائف اشرفی لطیفہ نم)

ترجمہ: جب ہم خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی ملازمت سے مشرف ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ بھی اسی مشرب وجہ خاص سے اشتغال رکھتے تھے اور اپنے سبھی طالبین کو اسی سلوک کے ذریعے حق تعالیٰ تک پہنچاتے تھے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے بعض عزیزان نے پوچھا کہ اس مشرب کی بنیاد کیا ہے آپ نے فرمایا چونکہ اس زمانہ میں طلب حقیقت میں لوگوں کی ہمتیں بہت کم ہو گئیں اور راہ سلوک کی آفات سالکین سے پوشیدہ نہیں ہیں اس لئے مجبوراً سالکین کو اس مختصر سلوک کے ذریعے مقصد تک پہنچاتا ہوں۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت بہاؤ الدین نقشبند سے ملاقات کی اور ان سے روحانی استفادہ بھی کیا اس ملاقات میں حضرت سید عبدالرزاق نورالعین بھی آپ کے ساتھ تھے چنانچہ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں۔

”وقتیکہ (عبدالرزاق) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بردیم التفات و عنایات دوبارہ و میدول کردند“

ترجمہ: جس وقت میں عبدالرزاق کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے پاس لے گیا آپ نے ان کو التفات و عنایات سے نوازا۔ ۲

اس معلوم ہوا کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے تھے اور آپ نے ان سے بھی فیض حاصل کیا۔

صاحب مرآۃ الاسرار حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے وصال کے متعلق لکھتے ہیں ”کہ آپ کی عمر چھتر سال تھی آپ کا وصال امیر تیمور کے عہد شب و شبہ تین ماہ ربیع الاول ۹۱ھ کو ہوا اور قصر عارفان میں ہی دفن ہوئے آپ کی تاریخ وصال کا شعر یہ ہے۔

۱۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۶۵۔

۲۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول فارسی، ناشر نصرت المطابع دہلی صفحہ ۶۶۔

مسکن و ماویٰ اوچوں بود قصر عارفان

قصر عارفان زین سبب آمد حساب ر حلتش

آپ کا مزار ولایت ماورالنہر کے لوگوں کا قبلہ حاجات ہے۔

۶ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۵ھ المعروف ”مخدوم

جہانیاں جہاں گشت“ اکابر اولیاء میں سے تھے ریاضت و مجاہدہ اور بزرگان دین سے کسب فیض میں اپنے معاصرین میں منفرد مقام رکھتے تھے کیونکہ آپ نے کثیر تعداد میں بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا آپ کا نام سید جلال الدین بخاری اور لقب مخدوم جہانیاں ہے۔

”کہ سیر العارفین نے مخدوم جہانیاں کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے کہ ایک دفعہ شب عید میں آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں (مراقبہ میں) مشغول تھے آپ نے عیدی طلب کی کیونکہ بچے ہمیشہ باپ سے ہی عیدی حاصل کرتے ہیں اندر سے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیاں کا خطاب عطا فرمایا ہے تمہاری عیدی یہی ہے اس کے بعد آپ شیخ صدر الدین کے مقبرہ پر حاضر ہوئے اور یہی درخواست کی وہاں سے بھی یہی آواز آئی کہ تمہاری عیدی وہی ہے جو تمہیں مل چکی ہے وہاں سے آپ شیخ رکن الدین یعنی اپنے پیر و مرشد کے روضہ پر حاضر ہو کر متوجہ ہوئے وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ عیدی وہی ہے جو میرے والد اور دادا نے دی ہے جب صبح ہوئی تو جو شخص آپ سے ملتا تھا مخدوم جہانیاں کے لقب سے پکارتا تھا“ ۱

صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ ”سید جلال الدین کا لقب شیر شاہ تھا آپ کے بہت سے خطاب تھے جیسے۔ میر سُرُخ، شریف اللہ، ابوالبرکات، ابوالاحد، میر بزرگ، مخدوم اعظم، جلال اکبر، عظیم اللہ“ ۲

لیکن سب سے مشہور لقب ”مخدوم جہانیاں“ ہے اور اکثر بزرگوں نے آپ کو جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے یاد کیا ہے آپ صحیح النسب سید تھے لطائف اشرفی میں آپ کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا گیا

۱۔ عبد الرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج فرد اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۶۷

۲۔ عبد الرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج فرد اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۹۷۱

۳۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۶۳

”اشرف الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ارادت اور علوم و حقائق و معرفت کی نسبت حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ امام زین العابدین علی اصغر نے علوم و معارف و حقائق اپنے والد گرامی امام حسین رضی اللہ عنہ سے اخذ کئے۔ امام سید محمد باقر نے معدن علوم و مخزن حقائق نامتناہی اپنے والد امام زین العابدین سے حاصل کئے اور شرائط سلوک کی تحصیل کی امام جعفر صادق کے اخذ علوم و معارف و فہوم عوارف کی نسبت آپ کے والد امام محمد باقر سے ہے امام سید موسیٰ الکاظم نے تربیت سلوک اور پرورش اپنے والد امام جعفر صادق سے پائی امام سید علی رضا نے تربیت و پرورش اپنے والد امام سید موسیٰ الکاظم سے پائی امام سید محمد تقی الجواد نے تربیت و پرورش اپنے والد سید علی رضا سے پائی امام سید علی نقی الہادی نے ارشاد و تربیت اپنے والد سید محمد تقی الجواد سے پائی امام سید جعفر مرتضیٰ حسن عسکری نے ارشاد و تربیت اپنے والد سید علی الہادی سے پائی امام حسن عسکری سے سید علی اصغر نے تربیت پائی ان سے سید عبد اللہ نے ان سے سید احمد نے ان سے سید محمود بخاری نے ان سے سید محمد بخاری نے ان سے سید جعفر بخاری نے ان سے سید علی ابی الموید بخاری نے ان سے سید جلال اعظم بخاری نے ان سے سید احمد کبیر الحق والدین بخاری نے اور ان سے سید المتاخرین ارشد المرشدین حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری نے تربیت و خلافت و اجازت حاصل کی حضرت سید جلال اعظم بخاری کو خلافت و تربیت حضرت شیخ الاسلام کبیر بہاء الحق والدین ذکر یا ملتانی سے بھی حاصل تھی۔“

اس شجرے کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب ۱۶ واسطوں سے نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سن ولادت میں اختلاف ہے مختلف مورخین نے ۵۵۵ھ-۵۶۰ھ اور ۵۶۰ھ-۵۷۰ھ سنیں لکھے ہیں۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ ”حضرت سید جلال الدین بخاری کی ولادت باقوال صحیح ۵۹۵ھ میں ہوئی“ انہوں نے قطعہ تاریخ ولادت بھی لکھا ہے

جو یہ ہے۔

شیخ ذی رتبہ بادشاہ کمال شاہ دنیا و دین جلال الدین
آفتاب جلال والا جاہ سال تولید و بخوان و بہ میں لے

تعلیم و تربیت:

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت دینی و روحانی ماحول میں ہوئی آپ کے گھر کا ماحول نہایت پاکیزہ تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار حضرت سید احمد کبیر اپنے علم محترم سید صدر الدین محمد اور شیخ جمال خنداں رو کے زیر سایہ ہوئی فقہ اور اصول فقہ کی معیاری کتابیں مثلاً ہدایہ اور اصول بزدوی وغیرہ آپ نے علامہ شیخ بہاؤ الدین اوچی سے پڑھیں حضرت علامہ بہاؤ الدین کی وفات کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے جہاں آپ ایک سال رہے اور شیخ ابوالفتح رکن الدین شاہ رکن عالم ملتانی کی نگرانی میں مولانا موسیٰ نبیرہ حضرت ذکریا ملتانی اور ان کے چچا زاد بھائی مولانا مجد الدین کے زیر تدریس رہے۔ ملتان کے زمانہ قیام میں آپ نے مولانا شاہ رخ عالم سے بھی استفادہ علمی کیا در منظوم میں ہے کہ آپ سبوح قرأت کے قاری تھے آپ تحصیل علم کی غرض سے حجاز بھی تشریف لے گئے جہاں مکہ معظمہ میں آپ نے شیخ عبداللہ یافعی سے اور مدینہ منورہ میں شیخ عبداللہ مطری سے تصوف و حدیث کی کتابوں کا درس لیا مدینہ منورہ میں شیخ عبداللہ مطری کی صحبت میں دو برس کا عرصہ گزارا صحابہ کے علاوہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی مشہور تصنیف عوارف المعارف کا سبق بھی شیخ عبداللہ مطری سے لیا معمول یہ تھا کہ تجد کے وقت سبق پڑھتے تھے شیخ عبد اللہ مطری کی آپ کے حال پر خصوصی شفقت و عنایت تھی مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک مرتبہ مسجد نبوی میں امامت کا شرف بھی حاصل کیا حضرت مخدوم نے عوارف المعارف کا درس جس نسخہ سے لیا تھا وہ خود حضرت شہاب الدین سہروردی کے زیر نظر رہ چکا تھا جب شیخ عبداللہ مطری کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خاص طور پر وہ نسخہ امام عبداللہ یافعی کے پاس مکہ مکرمہ بھجوا دیا کہ وہ اسے سید جلال الدین بخاری کے پاس پہنچا دیں چنانچہ انہوں نے وہ نسخہ آپ کو دے دیا حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اس نسخہ کو

بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے حضرت مخدوم جہانیاں نے عوارف المعارف کا سبق شیخ شرف الدین محمود تسری سے بھی ان کے وطن شوکارہ (عراق) پہنچ کر حاصل کیا۔ ۱

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے علم سے گہرا شغف رکھتے تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے اور نہایت متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ کو صاحبِ نزہۃ الخواطر نے بڑے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”وكان عالماً بارعاً مجتهداً في الطاعات و الخيرات متعبداً مرتاضاً فقهياً محدثاً حنفياً في الاصول و الفروع يفتي على مذهب الامام ابي حنيفة رحمة الله و يعمل بالعزيمة و لا يتبع الترخيص۔ وله مستخرجات في المذهب، و كان يجوز القراءة خلف الامام في الصلاة (كما في جامع العلوم) و كان يجوز الصلاة على الغائب من الموتى (كما في الخزينة) و كان رحمه الله متوقفاً الدهن جموم القريحة في نهاية من الفطنة و سرعة الخاطر و حلالة المنطق و عذوبة البيان و حسن الانشاء و شرف الطبع و كرم الاخلاق اشتغل عليه خلق كثير من قاص و دان و تخرج عليه جماعات من الفضلا و قصدته الطلبة و المسترشدون حتى صار عالماً مفرداً في الهند و انتهت اليه المشيخته و لا السلطان محمد شاه تغلق مشيخته الاسلام في ارض السند و بايعة فيروز شاه و هو قدم دہلی في عہدہ غیر مرتہ و لہ خطب مبتکرہ و انشاءات بديعة و فرائد جمعة۔“

ترجمہ: حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بڑے نکتہ رس عالم نہایت نیک، صالح، پارما اور عبادت گزار تھے نیکی اور بھلائی کے جمہ امور میں حد درجہ کوشاں، ریاضت کثیر دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے، حدیث کے عالم اور اصول و فروع میں مسلک حنفی تھے۔ فتویٰ بھی امام ابو حنیفہ کے فقہ کے مطابق دیتے تھے عزیمت پر کار بند اور رخصتوں سے دامن کش تھے۔ مذہب میں بعض تفردات رکھتے تھے امام کے پیچھے نماز میں قرات کے جواز کے قائل تھے (جامع العلوم) نماز جنازہ غائبانہ کے بھی قائل تھے (خزانہ جلالی) انتہائی روشن

دماغ بلا کے نکتہ رس بے حد ذہین و ذکی تھے، حاضر دماغی، شیریں کلامی اور خوش اسلوبی تحریر میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ طبعیت میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اخلاق کریمانہ اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ نزدیک و دور کے بے شمار بندگان حق نے ان سے فیض حاصل کیا اور اہل علم و فضل کے گروہ کے گروہ ان سے استفادہ کرتے رہے طلباء اور مریدین ہر وقت گھیرے رہتے تھے اپنی ان خصوصیات کی بناء پر پورے ہندوستان میں نمایاں مقام حاصل کر گئے شیخ الاسلامی کا منصب بھی آپ کو ملا۔ سلطان محمد تغلق نے آپ کو سندھ کا شیخ الاسلام مقرر کیا اور سلطان فیروز شاہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوا آپ کے خطبات عجیب و غریب نکات کے حامل آپ کی تحریریں نہایت عمدہ اور آپ کے فیوض بے پایاں تھے۔ حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عارفین میں سے تھے آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرف تھے آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خرق عادت و واقعات کا ظہور ہوا آپ نے کثیر تعداد میں مشائخ طریقت سے فیض حاصل کیا اور اس مقصد کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کئے آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس سرہ متوفی ۷۳۵ھ کے دست مبارک پر بیعت کی حضرت شیخ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی پیر و مرشد کے علاوہ آپ کو دیگر مشائخ سے مختلف سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی سید اشرف جہانگیر سنائی نے آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے جس کا ذکر لطائف اشرفی میں ہے حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سنائی کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔

”حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند کہ منشائے سلسلہ سادات بخاریہ مبدائے نسبت و مقامات عالیہ بسیاری شدہ و آں مقدار حقائق و معارف و دقائق و عوارف و خوارق عادات سنیہ و طوارق مقامات یقینیہ کہ از وی صادر شدہ از پنجکس ازیں طایفہ در متاخرین ظاہر نشدہ است و مظہر العجائب و مصدر الغرائب شدہ ہر گاہ کہ در ملازمت حضرت قدوة الکبریٰ ذکر سلسلہ شریف وی و یاد اسم لطیف وی شدی عجائب کیفیت ایشانرا نمودار شدی وی گفتند کہ چہ مظہر العجائب بودہ اند ہر چند کہ اکابر و یار و مآثر روزگار از مشائخ مختلفہ و اولیائے متنوعہ استخاز علوم و حقائق کردہ اند نہ مثل مخدوم جہانیاں کہ در بیع مسکون و در تحت قبہ گردون دوشی نمازند کہ

بشر ف ملازمت دی مشرف اللہ داندواخذ فواکد نگروہ چٹانکہ چندی از مشہور انرا ذکر کردہ اند حضرت مخدوم
جہانیاں را اول نعمت خلافت از آباؤ اجداد مسلسل حضرت علی علیہ رضوان رسید۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سادات بخاریہ کا سلسلہ نسب بہت بلند ہے اور متاخرین میں
جتنے خوارق عادات اور علوم و حقائق حضرت مخدوم جہانیاں سے ظاہر ہوئے کسی سے نہیں ہوئے آپ مظہر
العجاب اور مصدر الغرائب ہیں جب کبھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے مخدوم جہانیاں یا آپ کے سلسلے کا
ذکر آ جاتا تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی کہتے تھے کہ کیسے مظہر العجاب ہیں اگرچہ بہت سے
اکابرین و مشائخ وقت نے مختلف مرشدین کامل سے علوم و معارف اور فیوض و برکات حاصل کئے ہیں لیکن
مخدوم جہانیاں کی کوئی مثال نہیں ہے روئے زمین پر کوئی ایسا درویش نہیں ہے جس کی ملازمت میں وہ نہ
پہنچے ہوں اور ان سے استفادہ نہ کیا ہو جیسا کہ چند مشہور ستیوں کا ذکر کیا ہے حضرت مخدوم جہانیاں کو اولی
نعمت و خلافت اپنے ہی آباؤ اجداد سے ملی جس کا سلسلہ مسلسل حضرت علی علیہ رضوان تک پہنچتا ہے۔ ۱۔

الطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے کثیر تعداد میں بزرگوں سے
روحانی فیوض و برکات اور اجازت و خلافت حاصل کی یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات بابرکات روحانی علوم و
معارف کا مرکز منبع بن گئی اور آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا آپ نے جن بزرگوں سے فیض حاصل
کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے الطائف اشرفی میں تفصیلاً اس کا ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”حضرت مخدوم جہانیاں کو سب سے اول نعمت طریقت و خلافت اپنے آباؤ اجداد جو حضرت علی رضی اللہ
عنہ کا سلسلہ ہے سے حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنے عم محترم سید محمد بخاری سے بھی تربیت حاصل کی آپ نے
اپنے عم محترم سید واحد الدین بخاری سے بھی تربیت حاصل کی آپ نے تربیت و خلافت حضرت امام عبد اللہ
یافعی سے حاصل کی آپ نے شیخ ربانی اللہ سرہ فی الارضین شہاب الحق والملمۃ والدین (شہاب الدین) ابی
سعید سے تربیت و خلافت حاصل کی جو محمود بن محمد کرمانی شافعی کے صحبت یافتہ تھے آپ کو خلافت حاصل
ہوئی شیخ محمد عبید غیشی سے اور انہوں نے تربیت و خلافت حاصل کی اپنے والد شیخ عبید اللہ سے اور انہوں نے
اپنے والد شیخ فاضل بن شیشی سے اور انہوں نے خلافت و تربیت حاصل کی قطب یمن ابو الغیث بن جمیل

سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی الفح سے اور انہوں نے خلافت پائی شیخ علی حداد سے اور انہوں نے تربیت و خلافت غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے پائی۔ حضرت مخدوم جہانیاں کو خلافت حاصل ہوئی شیخ قطب الدین منور سے اور ان کو شیخ نظام الدین اولیاء سے نسبت حاصل ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں نے خلافت حاصل کی مولانا ٹمس الدین یحییٰ اودھی سے۔ آپ کو خلافت ملی شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اور انہوں نے تربیت و خلافت پائی شیخ نظام الدین اولیاء سے۔ آپ نے تربیت و خلافت پائی شیخ نور الدین علی بن عبداللہ طراشی سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی سلسلہ بسلسلہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے۔ آپ (مخدوم جہانیاں) نے خلافت پائی شیخ رکن الدین علی بن یحییٰ سے ان کو خلافت ملی سلسلہ بسلسلہ سید التاجین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو خلافت حاصل ہوئی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ آپ (مخدوم جہانیاں) کو خلافت حاصل ہوئی حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی سے۔ آپ کو خلافت حاصل ہوئی قطب العالم شیخ رکن الدین ابوالفتح بن صدر الدین بن بہاؤ الدین ذکر یاملتانی سے۔

حضرت مخدوم جہانیاں کا سلسلہ دو خانوادوں کے وسیلوں سے ہی رائج ہوا ایک شیخ رکن الدین سے دوسرا شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے اگرچہ آپ نے بے شمار خانوادوں کے معارف و حقائق کی چاشنی چکھی ہے۔ آپ کو شیخ الاسلام محمود تسمتری سے عالم خواب میں اجازت حاصل ہوئی۔ آپ کو خلافت و اجازت شیخ نجم الدین اصفہانی سے حاصل ہوئی۔ آپ کو فقہ یصال قطب عدن سے خلافت ملی۔ آپ کو خلافت و اجازت و تربیت قراۃ علم العوارف و کتب سلوک اور اخذ طریقہ قطب المشائخ شیخ عبداللہ قطری سے حاصل ہوئی آپ کو اجازت و خلافت سلطان عیسیٰ سے حاصل ہوئی۔ آپ کو خلافت و اجازت بعالم خواب و بیداری حضرت شیخ مرشد سلطان ابواسحاق گازرونی قدس اللہ سرہ سے ملی۔ آپ کو خلافت و اجازت عالم خواب میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوئی۔ آپ کو اجازت و خلافت عالم خواب میں حضرت قطب الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی سے ملی آپ کو اجازت و خلافت عالم خواب میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء سے ملی آپ کو خلافت و اجازت و تربیت غوث الہی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے حاصل ہوئی آپ نے خرقہ حضور سرور کونین ﷺ کے دست مبارک سے بغیر کسی واسطے کے زیب تن کیا حضرت شیخ اشرف الدین

مشہدی لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم جہانیاں کو خلافت و اجازت ایک سو چالیس سے زیادہ علمائے راغبین اور صاحبان ارشاد مشائخ سے حاصل تھی جن کے خرقہ اور سلسلہ کی نسبت عن فلاں عن فلاں کے واسطے سے رسول اکرم ﷺ تک پہنچتی ہے آپ نے علم شریعت و طریقت و حقیقت و علم تصوف ان سب سے حاصل کیا اور جتنے مشائخ کرام کا ہم نے ذکر کیا ہے ان بزرگوں سے اجازت و خلافت ارشاد اور تلقین کا شرف حاصل کیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب میں آخری بار حضرت مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ کی خدمت بابرکت میں شہر اوج میں پہنچا اور مجھے آپ سے شرف اخلاص حاصل ہوا تو اس موقع پر حضرت نے تمام اکابر و شیوخ کے نام گن گن کر وہ سب فیوض و برکات عطا فرمائے جو آپ ان مشائخ سے حاصل کر چکے تھے۔ نہ چند ان نعمتیں ایثار کر دند کہ آں راہ میں ان کروں حسابی

نبات از شکر او بیرون نباید کہ گردد سیر از دست سخابی

ترجمہ: آپ نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ ان کا حساب نہیں ہو سکتا شکر سے نبات نہیں نکل سکتی جب تک بادل سے سیراب نہ ہو ۱

لطف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے بے شمار بزرگوں سے اجازت و خلافت اور دیگر فیوض و برکات حاصل کئے پھر آپ نے ان تمام بزرگوں کے نام بھی گن کر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو بتائے اور ان سے حاصل کردہ وہ تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بڑی عقیدت و محبت سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا ذکر کرتے تھے اور ان کا ذکر کرتے وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے دو مرتبہ ملاقات کی ایک مرتبہ ترک سلطنت کے بعد جب آپ نے ہندوستان کا رخ کیا تو سب سے پہلے ملتان کے نواح میں اوج شریف پہنچے یہاں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ملاقات کی آپ کی زیر نگرانی ریاضت و مجاہدہ کیا پھر حضرت مخدوم نے آپ کو فیوض و برکات سے مستفیض فرمایا اور آپ اگلی منزل کی جانب روانہ ہو گئے یہ آپ کی حضرت مخدوم سے پہلی ملاقات تھی پھر عرصہ دراز کے بعد جب آپ سفر کرتے ہوئے اوج شریف لائے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں بھی

حاضر ہوئے اس مرتبہ بھی آپ نے ان سے بہت سی روحانی نعمتیں حاصل کیں غالباً یہی آخری ملاقات تھی اس ملاقات کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات اشرفی میں کیا ہے مکتوبات اشرفی میں ۲۹ واں مکتوب جو آپ نے شیخ عماد الدین کے نام تحریر فرمایا اس میں آپ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں - ”اس مرتبہ میں ملتان صانحہ اللہ عن الحدیث (اللہ تعالیٰ اس شہر کو حوادث سے بچائے) کے مزارات متبرکہ کی زیارت کے لئے کوچ کی جانب گیا اور قدوۃ العارفین وعمدۃ الخلقین قطب الدائرہ فی الزمانیان حضرت مخدوم جہانیاں غلہ اللہ تعالیٰ علی منصبہ (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے منصب پر قائم و دائم رکھے) کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا اور انواع مقامات و اصناف معاملات بنایا مقامات ثلاثہ جو کہ نقلی بسیط نوری اور مقطوع الاعضاء سے عبارت ہے اور یا غفور کا تعویذ بھی عنایت فرمایا اس مرتبہ میں چودہ خانوادہ سے خلافت و اجازت اور وہ تمام نعم جسے آپ نے ایک سو چودہ مشائخ عظام سے حیات و وفات میں پائی ان تمام اکابر موصولہ و اماشر موصولہ کا نام بنام شمار کرایا اور جن سے جو کچھ پایا ان تمام نعمت ہائے متعددہ و فضیلت ہائے متنوعہ متصلہ کو اس درویش پر ایثار فرمایا۔

زہر بارہ ماہ و چرخ و ستارہ فروز کہ از ہر فلک بردیاریہ

زہر بارہ کو یافت ہر بارہ بمن کرد ایثار یکبارہ

ترجمہ: کیا خوب چاند آسمان اور روشن ستارہ ہیں کہ ہر فلک سیارہ لے جاتا ہے ہر دوست سے جو دولت پائی وہ سب مجھ پر یکبارگی ایثار کر دیا۔ ۱۔

مکتوبات اشرفی کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے جن مقامات سے اور جن مشائخ سے فیض حاصل کیا وہ کمال مہربانی فرماتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر ایثار کر دیئے یعنی عطا فرمادیئے تمام روحانی باطنی نعمتیں عطا فرمادیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ظاہری و باطنی علوم و معارف کا مرکز تھے آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خرق عادت و انفعات کا ظہور ہوا آپ نے بھی سیاحت کی دور دراز مقامات کا سفر کیا اور ہر اس مقام پر پہنچے جہاں اللہ کا کوئی ولی موجود تھا پھر اس سے فیض حاصل کیا اور شاید ہی کوئی ولی ایسا ہو جس سے آپ نے کسب فیض نہ کیا ہو صاحب خزینۃ الاصفیاء آپ کی

سیاحت کے بارے میں لکھتے ہیں ”کہ جب سید جلال الدین نے بخارا سے سفر کا ارادہ کیا تو پہلے نجف اشرف تشریف لے گئے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے مرقد مبارک سے فیوض باطنی حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی وہاں سے شام گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقبرہ کے تابوت کے مجاور رہے وہاں سے واپس مدینہ منورہ آئے مدینہ منورہ کے سادات کرام نے آپ کے سید ہونے کا انکار کیا اور صحیح النسب سید ہونے کی سند طلب کی بہت جھگڑا ہوا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ اس سلسلے میں سید الابراہیم رضی اللہ عنہ کے روضہ پُرانوار پر جا کر استفسار کیا جائے چنانچہ سید جلال الدین سادات عظام مدینہ کے ساتھ روضہ عالیہ پر حاضر ہوئے آپ نے عرض کی ”السلام علیکم یا وادی“ روضہ رسول سے آواز آئی ”یا وادی قرۃ عینی و سراج کل امتی انت منی و عن اہل بیتی“ یہ آواز سن کر تمام سادات نے آپ کی شرافت کی گواہی دی اور آپ نے بی حد تعظیم و توقیر کی۔

وصال مبارک: سن ولادت کی طرح سن وصال میں بھی اختلاف ہے مورخین نے اختلاف کے ساتھ ۶۵۲ھ/۸۵ھ/۷۸۸ھ سنیں لکھے ہیں جبکہ لطائف اشرفی میں لکھا ہے ”۷۸ سال قید حیات میں رہ کر بروز چہار شنبہ عید الاضحیٰ ۱۰ ربی الثانی ۸۵ھ غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔“ اس طرح علم و معرفت اور طریقت کا آفتاب غروب آفتاب کے وقت غروب ہو گیا لیکن اس کی پُر نور شعاعیں آج بھی اہل ایمان و عرفان کے قلوب کو منور کر رہی ہیں۔

(۷) حضرت خلیل اتارحمتہ اللہ علیہ:

حضرت خلیل اتارحمتہ اللہ علیہ متوفی ۸۲ھ بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے آپ صاحب شریعت و طریقت تھے اور ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے آپ خوارزم میں پیدا ہوئے اور جبل القدر مشائخ سے کسب فیض کیا آپ کا نام ”خلیل آتا“ ہے بعض مورخین نے حکیم آقا بھی لکھا ہے۔ صاحب خزینۃ الاسماء نے لکھا ہے کہ آپ ”آق فوزعان“ نامی ہستی میں رہائش پذیر تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس ہستی آق کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ ”آقا“ لکھا جاتا ہو (واللہ اعلم) لیکن اکثر نے آقا کے بجائے آتا لکھا ہے آپ کا سلسلہ بیعت ترکستان کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ سے

۱۔ مفتی غلام سرور لاہور۔ خزینۃ الاسماء۔ ناشر مکتبہ نبویہ کالج بخش رود لاہور صفحہ ۶۳

۲۔ نظام بخاری۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ۳۔ تراشینی انتر پرائز ڈے بلاک فیڈرل بی ایریا صفحہ ۶۱۰

ہے جو خود مرکز روحانیت اور منبع فیوض و برکات تھے اکثر مشائخ طریقت کے پیرو مرشد تھے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حقیقی نانا تھے حضرت خلیل آغا رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔

”خواجہ احمد یسوی کے بھی پڑ خلتا تھے پہلے خلیفہ منظور اما بن خواجہ باب اسلام جنہوں نے شروع میں اپنے والد سے تربیت حاصل کی اس کے بعد اپنے والد کے اشارے سے خواجہ احمد یسوی کے ہاں سوک سٹے کیے آپ کے دوسرے خلیفہ سید آغا تھے آپ سے بھی اکثر خلق نے ہدایت پائی تیسرے خلیفہ سلیمان ہیں جو اپنے ظاہری و باطنی کمالات کی وجہ سے ترکستان بھر میں مشہور ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت خضر علیہ السلام نظر آئیں سمجھ لو کہ یہ شب قدر ہے آپ کے چوتھے خلیفہ حکیم آغا ہیں جو سالہا سال مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ تیمران کا مسکن خوارزم ہے۔“ ۱۔

حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ بیس سال مسند رشد و ہدایت پر جلوہ سر رہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچایا آپ کشف قلوب میں کمال رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہر شخص کے دل کی بات جان لیا کرتے تھے آپ کے کشف باطنی کا انداز اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مکتوب میں جو انہوں نے شیخ راجا کے نام تحریر فرمایا تھا لکھتے ہیں۔

”حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راد سوک کی ابتداء میں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آقا جو ترک کے مشائخ کبار میں سے ہیں کسی بزرگ سے میری سفارش فرما رہے ہیں اس بزرگ کی صورت میرے دل و دماغ میں پیوست ہو گئی صبح بیدار ہو کر میں نے یہ خواب اپنی وادی جو کہ صالحی تھیں اپنی والدہ اور والد کو بتایا ان سب نے مجھے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ اے فرزند مشائخ ترک سے تجھے ایک حصہ پہنچے گا چنانچہ میں اس درویش کا دائم طالب ہو گیا یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان کی صورت پہچان لی ان سے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا نام خلیل ہے اس وقت مجالست و مکالمت نہ ہو سکی جب میں گھر پہنچا تو ایک قاصد میرے پاس آیا کہ تمہیں خلیل درویش طلب فرما رہے ہیں میں صد خوشی لے کر ان کے پاس پہنچا اور میں نے چاہا کہ اپنے خواب کو

وصال مبارک:

حضرت غلیل اُتار رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۸۲ھ یا ۵۸۳ھ میں ہوا لیکن ان دونوں میں کسی کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اس میں محققین کا اختلاف ہے صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جو قطعہ تاریخ لکھا ہے وہ یہ ہے جو پیوست ہا حکم الحاکمین حکیم جہاں اہل حکمت حکیم
 "نحوال" آفتاب زماں " دیگر ہم بدان اہل حکمت حکیم۔
 ۵۸۲ھ ۵۸۳ھ

آپ کا مزار پر انوار موسیٰ "آق" نورمان میں ہے۔

(۸) حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

کاشف اسرار ربانی واقف راز ہائے نہانی حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہ کا شمار ان اکابرین طریقت میں ہوتا ہے جو علم ظاہری و باطنی دونوں کے جامع تھے آپ کی ولادت ہمدان میں ہوئی اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ ہمدانی لکھا جاتا ہے تاریخ ولادت ۳۱۴ھ ہے جو صرف ایک کتاب میں درج ہے بقیہ کتب میں صرف مختصر حالات ملتے ہیں آپ کے والد گرامی کا نام سید شہاب الدین تھا جو ہمدان میں ایک بڑے عہدے پر فائز تھے لیکن اس کے باوجود نہایت نیک اور متقی انسان تھے آپ نے وقت کے عظیم بزرگ حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی کے دست مبارک پر بیعت کی ابتدائی عمر میں آپ حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے جو آپ کے ماموں تھے انہوں نے راہ طریقت کی ابتدائی منازل میں آپ کی راہنمائی فرمائی آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کا نام بھی قابل ذکر ہے بعض کتب میں لکھا ہے کہ آپ چھ سال ان کی صحبت میں رہے (واللہ اعلم) ان کے علاوہ آپ نے حضرت قطب الدین تخیلی جانی نیشاپوری اور تقی الدین سی دوتی سمنانی سے بھی فیض حاصل کیا یہ دونوں حضرات شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

”آپ نے شیخ شرف محمود کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا کہ کیا فرمان ہے انہوں نے باطن کی طرف متوجہ

ہو کر فرمایا یہ فرمان یہ ہے کہ تم دنیا کی سیر کرو۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے شیخ کی اجازت سے تین مرتبہ رُح سکون (ساری دنیا) کی سیر کی اور ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت حاصل کی چار سو اولیاء اللہ کو ایک مجلس میں دیکھا اور سب مشائخ سے کسب فیض کیا اور ان مشائخ سے چار سو کلمات جمع کئے جس کا نام آپ نے اوراد فقیر لکھا ہے اور اذیت کے وظائف تمام کاموں کے لئے نہایت مجرب ہیں۔ ۱

مراۃ الاسرار کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید علی ہمدانی نے اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ مردقانی کے سے پوری دنیا کی سیاحت کی اور کثیر تعداد میں مشائخین طریقت سے فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سنائی بھی ایک سفر میرپور کے ہمراہ تھے انہوں نے مکتوبات اشرفی میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس سفر میں جو روحانی نعمتیں اور فیوض و برکات حاصل ہوئے ان کو بیان کیا ہے۔ ۲

اشرف مکتوبات کے حوالے سے یہ عبارت نقل کر۔ ۳ ہیں ”ایں درویش در روئے زمین رُبع مسکون و در صحرائے رُبع مشغون بسیار سیر کردہ بلکہ در ملازمت علی الثانی حضرت میر سید علی ہمدانی یک مرتبہ ہر پہر رُبع گوشہ روئے زمین و ماثر و اکابر بسیار و یحییٰ دیدہ و از ہر باغی گلی چیدہ۔“

ترجمہ: اس درویش نے روئے زمین کی سیر کی بلکہ ایک بار علی ثانی حضرت میر سید علی ہمدانی کی ملازمت میں زمین کے چاروں گوشے (مراد عالم اسلامی) دیکھے اور اکابر مشائخ سے ملاقات کی اور ہر باغ سے گل چینی کی۔ ۱

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ”حضرت قدوۃ الکبریٰ فرمودند کہ سید علی ہمدانی جامع بودہ است در علم ظاہری و باطنی شیخ شرف الدین محمود گفت کہ فرمان چیست؟ وی توجہ کردہ گفت کہ فرمان آنست کہ اقصای عالم بگردے سہ نوبت رُبع۔ مسکون را سیر کردہ یکبار چون آفتاب گرد کہیتی گشت۔ ایں فقیر اشرف است برکاب او چون ذرہ میگرد و دیدہ از فوائد سلوک و موائد ملوک و موائد و از دواق کہ از حضرت سید یا فتم اگر ہر سر موئے لسان گرد و شکر او از ہزار کی نتوانم گردید۔“

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سید علی ہمدانی علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے شیخ شرف الدین محمود سے انہوں نے پوچھا کیا حکم ہے انہوں نے مراقبہ کیا اور اس کے بعد فرمایا حکم یہ ہے کہ دنیا کا ستر کرو

۱۔ شیخ عبد الرحمن چشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر فیہ: القرآن پبلیشرز کنج بخش روڈ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۰۳

تین بار انہوں نے دین کا سفر کیا اور ایک بار آفتاب کی طرح زمین کے گرد گھومے یہ فقیر اشرف ان کی رکاب میں ذرہ کی طرح گھومتا رہا اور سلوک کے بہت سے فائدے حضرت سید سے حاصل کئے اگر جسم کا ہر بال زبان ہو جائے اور ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرے تو ہزار بال بھی ان کے ایک احسان کا شکریہ ادا نہ کر سکیں۔“ ۱۔

مکتوبات اشرفی اور ان کف اشرفی کی ان عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے دل میں حضرت سید علی ہمدانی کا کتنا احترام تھا اور جو فیض انہوں نے سید علی ہمدانی سے حاصل کیا اس کو وہ ان کا بہت بڑا احسان سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے لکھا کہ اگر میرے جسم کا ہر بال زبان ہو جائے اور ان کا شکریہ ادا کرے تو بھی ان کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا ایک مرتبہ سید علی ہمدانی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرمایا میں نے ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت دریافت کی اور ہر ایک سے میں نے فائدہ اٹھا یا ان فوائد میں فرزند اشرف تمہارا بھی حصہ ہے۔ اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی پر بھرپور توجہ دی اور انہیں روحانیت سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر علمی مجالس میں یہ دونوں حضرات ایک ساتھ شریک رہے مثلاً حضرت عبدالرزاق کاشانی کی خدمت میں جب تصوف کے اسرار و رموز پر گفتگو ہو رہی تھی اس وقت یہ دونوں حضرات موجود تھے اسی طرح حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں نظریہ وحدۃ الوجود پر گفتگو ہو رہی تھی یہ حضرات شریعہ محفل تھے۔

کشمیر میں تبلیغ اسلام:

حضرت سید علی ہمدانی نے پوری دنیا کا سفر کیا اور اس دوران تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا لیکن بطور خاص آپ نے جس علاقے کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا وہ شہر کشمیر ہے آپ کی آمد سے قبل کشمیر کی حالت بہت ابتر تھی یہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی لوگ اسلام سے دور تھے اور جہالت کے اندھیروں میں بہک رہے تھے ان کے نام اسلامی تھے لیکن کام کافروں جیسے تھے ان کی وضع قطع اور لباس بھی ہندوانہ تھے خود بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اس نے دو بہنوں سے ادوی کر رکھی تھی غرضیکہ وزراء، امراء اور رعایا سب ہی

اسلامی تعلیمات سے بالکل بے بہرہ تھے جب آپ کشمیر تشریف لائے تو آپ نے باقاعدہ تبلیغ فرمائی لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا انہیں حلال و حرام کے متعلق بتایا آپ نے صرف رعایا ہی نہیں بادشاہ وقت، بھی تبلیغ فرمائی آپ کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ سلطان قطب الدین نے دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دی اور دوسری سے دوبارہ نکاح کر لیا اس نے آپ کے حکم سے غیر اسلامی لباس اتار کر اسلامی لباس پہن لیا اور اسلامی طریقے سے زندگی گزارا۔ لگا بادشاہ کے عمل کا رعایا پر بھی اثر ہوا اور سب نے اسلامی شعائر کی پابندی شروع کر دی اس طرح آپ کی تبلیغ سے کشمیر میں اسلام کا نور پھیلا اور لوگ آپ کے مسلمان بن گئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو کہ کشمیر میں آج جو اسلام نظر آ رہا ہے وہ آپ ہی کی کوششوں اور تبلیغی خدمات کا نتیجہ ہے اگرچہ کشمیر میں بہت سے بزرگان دین نے تبلیغ فرمائی لیکن اس سلسلے میں اذیت سیدی ہمدانی ہی کو حاصل ہے کیونکہ مورخین کے مطابق تبلیغ اسلام کی غرض سے کشمیر میں داخل ہونے والے پہلے بزرگ ہیں۔

تصانیف:

حضرت سیدی ہمدانی نے تقریر کے ساتھ ساتھ تحریک سلسلہ بھی جاری رکھا آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن ان کی تعداد کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ کتنی ہیں کیونکہ ان کی تفصیل نہیں ملتی مراۃ الاسرار اور لفظ کف اشرفی میں صرف تین کتب کے نام ملتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) اسرار نقطہ شرح اسماء اللہ (۲) شرح فصوص الحکم (۳) شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ

وصال مبارک:

آپ کے وصال کے متعلق صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ ”آپ زیارت بیت اللہ کے لئے رومہ کے راستے روانہ ہوئے لیکن راستے میں کرد سواد کی ولایت میں ۶ ذوالحجہ ۸۶۱ھ کو وفات پائی وہاں سے آپ کے مریدین غمش کوختان لے گئے جو بدخشاں کے نواح میں ہے اور وہیں دفن کر دیا بسم اللہ الرحمن الرحیم آپ کی تاریخ وفات ہے۔ سید عالمی دینی بھی تاریخ وفات ہے آپ کا مزار کوختان میں قبلہ حاجات ہے“

(۹) حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ:

واقف اسرار خفی وجلی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ: صحیح النسب سید تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے ملتا ہے۔ تاریخ ایران کے مطابق آپ کی ولادت سن ۳۷۱ھ میں حلب میں ہوئی۔ ۱

آپ نے حضرت امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر ان کی پیروی میں سنوکی کی منازل طے کیں ان کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے مشائخ سے کسب فیض کیا۔ رشتہ خانہ میں حضرت صدر الدین شیرازی کا نام قابل ذکر ہے جو اپنے وقت کے بلند پایہ بزرگ تھے آپ۔ اچانک کشی کے لئے بلخ میں ایک پہاڑ منتخب کیا۔ یہ پہاڑ رجال اللہ کی منزل گاہ مشہور ہے آپ فرماتے ہیں۔

ظاہر اندر کہستان باطنم در کوہ صاف

صوفیان صاف را حد مر حبا باید زدن

ترجمہ: میرا ظاہر یعنی جسم کوہستان میں ہے اور باطن کوہ پاک میں یعنی ذات حق میں ہے لہذا صوفیان پاک کو حد آفرین کہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے فیض حاصل کیا اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں بھی کیا ہے۔ حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند کہ مراد از منہج اول سفر اول ہے اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی می فرمودند ہدایت سائک است در آغاز سوک در این مختص ہر چہ از پارسی مذکور میگردد ہمد از شاہ است کہ این گدا آورده است و بعضی از اصطلاح کبیر حضرت شیخ صدر الدین قونیوی قدس اللہ سرہ۔

ترجمہ: حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے منہج اول سے مراد سفر اول ہے اور حضرت شاہ نعمت اللہ فرماتے تھے کہ آغاز سلوک میں سائک کی ابتداء ہے اس فصوص (اصطلاحات صوفیہ) میں جو رسالہ زبان نور میں مذکور ہے وہ سب شاہ نعمت اللہ ولی سے منقول ہے جسے اس گدائے ان سے حاصل کیا اور بعض اصطلاح حضرت شیخ صدر الدین قونیوی سے منقول ہے۔ ۲

۱۔ ڈاکٹر عبد اللہ رازی۔ تاریخ کامل ایران۔ ناشر کاظم کاظم زادہ ایرانشہر۔ خیابان دکتر علی شریعتی تہران صفحہ ۳۹۳۔

۲۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نشر الطابع دہلی صفحہ ۱۵۶۔

لطف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور سید اشرف نے ان سے سلوک کی تعلیم حاصل کی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ شاعرانہ ذائقہ بھی رکھتے تھے اور شہر میں بڑے اسرار و رموز بیان فرماتے تھے اس کا ثبوت آپ کے یہ اشعار ہیں جو مراۃ الاسرار میں موجود ہیں آپ فرماتے ہیں۔

نعمت ان دست و انم با خدا

نعمت از اللہ کے باشد جدا

ترجمہ: نعمت اللہ ہر دم با خدا رہتا ہے۔ نعمت خدا کب خدا سے جدا ہو سکتی ہے۔ یعنی نعمت عطا کرنا حق تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت موصوف ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اکثر شعر اہل بیت کی مدحت میں کہے ہیں۔ چنانچہ چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

دوشینہ ہمارے کشودند اسرار نہاں بمن نمودند

ما عاشق آل مصطفیٰ ایم پیوست گدائے مرتضیٰ ایم

داریم وفایہ آل حیدر ناظن نہ بری کہ بے وفا ایم

بے گانہ شدیم اخوارج ما مست زباده خدا ایم

درمیکدہ شوچو نعمت اللہ ما مست زباده خدا ایم

تا هست علی امام عالی است بر مملکت دو کون وان است

ترجمہ: گذشتہ رات مجھ پر دروازہ کھولا گیا اور پوشیدہ رازوں سے مجھے آگاہ کیا گیا ہم آل مصطفیٰ کے عاشق ہیں اور ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے در کے گدا ہیں ہم آل حیدر کے دونوں ہیں تو یہ گمان نہ کر کہ ہم بے وفا ہیں ہم خارجیوں سے بے گانہ ہیں کیونکہ آل علی کے دوست ہیں میں نے میں تو بھی نعمت اللہ کی طرح مست ہو جا کیونکہ ہم خدائی شراب سے مست ہیں یعنی مست مے وحدت۔ جس طرح ہمیں ازل سے دیکھا یا گیا ہے ہم بھی خلق کو اسی طرح دیکھاتے ہیں یعنی جو امور مجھ پر ظاہر ہوئے ہم نے خلق پر ظاہر کر دیئے۔ جب تک علی کرم اللہ وجہہ امام عالی مقام ہیں اور وہ جہاں کے بادشاہ ہیں۔

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ آپ طریقت میں کتنے ذہب ہوئے تھے اور اہل بیت سے عشق رکھتے تھے نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سربستہ راز بھی عطا فرمائے تھے جن کے آپ امین تھے اور یہ آپ کے مقرب باندہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ خدا جس کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے اسی پر اپنے راز منکشف فرماتا ہے۔

کتب:

آپ کے کلام کے جو نمونے پیش کئے ہیں یہ صرف مراۃ الاسرار میں ہی ملتے ہیں اس کے علاوہ کسی کتاب میں منضصل حالات زندگی اور اشعار نہیں ہیں لطائف اشرفی میں اور دیگر کتب میں صرف مختصر حالات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اشعار کی روانی سے اندازہ ہوتا ہے کہ پورا کلام ہوگا لیکن وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کا پورا کلام موجود ہے یا صرف چند اشعار ہیں (واللہ اعلم) صاحب مراۃ الاسرار نے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلمات کی شرح میں آپ نے لکھا تھا لیکن اس کا نام درج نہیں ہے۔

وصال مبارک:

آپ کا وصال باختلاف روایت ۸۲۷ھ یا ۸۳۴ھ میں ہوا یہ دور غالباً مبارک مرزا شاد رخ بن امیر تیمور کا تھا آپ کا مزار مبارک قصبہ ہامان میں مرجع خلافت ہے اور آج بھی لوگ سزار پرانے سے فیوض و برکات حاصل کر رہے ہیں۔

(۱۰) حضرت میر صدر جہاں قدس سرہ:

صدر اولیائے جہاں حضرت میر صدر جہاں قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ گذرے ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے علم و فضل اور روحانیت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا بادشاہ وقت سلطان ابراہیم آپ کا بے حد احترام کرتا تھا اور آپ کی خدمت میں اکثر تحائف بھیجا کرتا تھا آپ ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے آپ نے راز طریقت طے کرنے کے لئے اپنا راز حضرت شاد بدیع الدین مدار قدس سرہ کو بنایا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی۔

بیعت کا واقعہ:

”میر صدر جہاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مرید ہونا چاہا آپ نے فرمایا تمہارے لئے ایک دوسرے بزرگ ہیں اور میرا کام یہ ہے کہ میں انہیں عربستان سے ہندوستان لے آؤں انہی کو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے تیار کا قصد کیا پھر وہاں سے حضرت بدیع الدین مدار کے ہمراہ واپس ہوئے۔ آپ کا قیام کالپی میں تھا میر صدر جہاں نے لکھا کہ کالپی میں آپ کی قدم بوسی کے لئے صرف اس سہولت میں حاضر ہو سکتا ہوں کہ ابراہیم شاہ کی ملازمت سے مستعفی ہو جاؤں آپ کا کیا حکم ہے حضرت شاہ نے رنے جواب میں لکھا ملازمت سے مستعفی دینے کی ضرورت نہیں میں ہندوستان میں کچھ لوگوں کی تربیت کے لئے مامور کیا گیا ہوں ان میں تمہارا بھی نام ہے میں خود جو پورا آؤں گا۔“

اگرچہ اس عبارت میں حضرت شاہ مدار کے جو پورا آنے اور آپ کو بیعت کرنے کا ذکر نہیں ہے لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ آپ نے جو پورا میں ہی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی زیر نگرانی منزل مسوگ طے کی۔ حضرت میر صدر جہاں نے تکمیل مسوگ کے بعد رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور ہندوستان کو فیض پہنچایا آپ کے بلند مقام کا اندازہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس مکتوب سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔ اس میں انہوں نے آپ کے لئے بہت ہی عمدہ اور چمکتے ہوئے نذرانہ استعمال کئے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مکتوب میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”نتیجہ السادات و سلاک القباۃ منہج الحب مغیر الاعیان میر صدر جہاں اوصلہ اللہ تعالیٰ با جمل الخلق و اکمل الدقائق از درویش اشرف امام مشفقانہ و دعائے شوق انجام درویشانہ قبول فرمایند۔“

ترجمہ: نتیجہ السادات و سلاک القباۃ منہج الحب مغیر الاعیان میر صدر جہاں (اللہ تعالیٰ انہیں اجماع حقائق و اکمل دقایق سے منور مقصود تک پہنچائے)۔ درویش اشرف کی جانب سے سلام مشفقانہ و دعائے شوق انجام درویشانہ قبول فرمائیں۔

مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت میر صدر جہاں کو تیار محترم جانتے تھے اسی لئے انہوں نے مکتوب میں میر صدر جہاں کو شاندار القباۃ سے مخاطب فرمایا۔

۱۔ ڈاکٹر وحید اشرف۔ کچھ چھوٹی از حیات۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ہاشم شرعی از قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۱۵۵۔

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی از حیات اشرفی مترجم مولانا مفتاح اشرفی۔ ہاشم شرعی از قومی پریس لکھنؤ صفحہ ۱۵۶ اور کئی جگہں پر ص ۱۵۶۔

مکتوب میں حضرت میر صدر جہاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو فصوص الحکم کی ایک عبارت کے متعلق تھا اسی سوال کے جواب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ مکتوب تحریر کیا۔ یہ تھا آپ نے اس مکتوب میں مسئلہ کو پوری طرح واضح فرمایا ہے خط طویل ہے اس لئے صرف اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے آپ لکھتے ہیں ”نامہ و نمیقہ برادر میں حقائق مضمون کے استفسار سے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے وہ فصوص الحکم کے غوامض کے کشف اسرار النہی و شرف انوار بتناہی کو علمائے ظاہر و باطن نے باہر اس میں چنداں مہارت نہیں رکھتے اور نا اسے تجویز فرماتے ہیں آں برادر نے طائفہ علیہ سے یہ باہر و زمرہ علیہ سے ایک مدرک کے درمیان مسئلہ خذاکور کھا ہے۔ ۲

اس مکتوب میں آپ نے طریقت کے بڑے اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں اور معرفت و حقیقت کی عجیب و غریب باتیں کہیں ہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں بزرگوں میں بڑے گہرے روابط تھے اور خط و کتابت بھی تھی حضرت میر صدر جہاں کے نام مکتوبات اشرفی میں ایک اور خط بھی ملتا ہے اس میں بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے طریقت کے اہم نکات بیان فرمائے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات علم ظاہر و باطن کے جامع تھے اور ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے حضرت میر صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی تبلیغ دین میں گزاری آپ کے وصال کے متعلق اطائف اشرفی اور دیگر کتب میں کوئی تذکرہ نہیں ہے سب نے صرف حالات و واقعات ہی لکھے ہیں۔

۱۱) حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے سالکان طریقت اور واقف اسرار حقیقت تھے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمود بن غنی البخاری ہے۔ خواجہ محمد پارسا کے نام سے مشہور ہوئے اس لقب پارسا کی وجہ تسمیہ صاحب خزینۃ الاعیاء نے لکھی ہے وہ یہ ہے ”پہلے دن خواجہ نقشبند اپنے گھر میں تشریف فرما تھے خواجہ پارسا گھر کی دہلیز پر گئے دستک دی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے اس دوران خواجہ کی ایک کینز باہر سے آئی اور گھر کے اندر گئی آپ نے اس سے پوچھا کہ باہر کون ہے تو وہ بولی ایک متقی و راسخ صورت شخص باہر کھڑا ہے آپ نے فرمایا فی الحقیقت ”پارسا“ ہے اور اس کا نام بھی اب پارسا ہی ہوگا بعد میں

باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہارا نام ہم نے پارسا رکھا ہے اللہ تعالیٰ تم اس نام بامسخر بنو گے اس دن سے خواجہ محمد پارسا کہلانے لگے اور اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ ۱۔

نہایتہ اللہ تعالیٰ کی اس عبادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یقیناً آپ کا چہرہ نہایت خوبصورت اور پر نور ہوگا جیسی اس کنیز نے دیکھتے ہی کہا کہ ایک متقی و پارسا شخص باہر کھڑا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ کے نیک اور عزیز دوستوں کے چہروں پر نور و ولایت ہوتا ہے جسے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۷۸۵ھ میں ہوئی آپ نے سلوک کی تعلیم حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی پھر حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی اسی لئے آپ کا شمار حضرت خواجہ نقشبند کے مشہور خلفاء میں ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی اور ظاہری و باطنی نعمتیں آپ کو عطا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ”جو امانت اور حق خدایہ خاندان خواجگان قدس اللہ احوالہم سے اس ضعیف کو پہنچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں ہم نے کسب سے حاصل کیا ہے اس کو ہم تجھے سونپتے ہیں جیسا کہ برادر دینی مولانا عارف قدس سرہ نے تم کو سونپا۔ تم اس امانت کو قبول کرو اور اسے خلق خدا تک پہنچاؤ خواجہ پارسا نے بہت کچھ عاجزی کی اور اس کو قبول کیا نیز حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تم لے گئے۔“ ۲۔

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے مشائخ و اسبق سے جو کچھ حاصل کیا وہ سب حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمادیا اور ان پر ایسی خصوصی توجہ فرمائی کہ انہیں علم ظاہر و باطن کا جامع بنادیا اگر انہیں حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا مظہر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں لیکن ایک کرامت جس کو تقریباً سبھی مکتوبین نے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ۔

”رشحات میں لکھا ہے کہ جس وقت مرزا خلیل بن میران شاد بن امیر تیمور سمرقند میں بادشاہ تھا اس زمانہ میں مرزا شاد رخ بن امیر تیمور سلطنت خراسان کا بادشاہ تھا خواجہ محمد پارسا کبھی کبھی مسلمانوں کی مشکلات دور کرنے کے لئے مرزا شاد رخ کو خط لکھا کرتے تھے یہ بات مرزا خلیل کو ناگوار گزری اور بعض مسدین کی

۱۔ مفتی غلام محمد، تذکرۃ اولیاء اللہ، ج ۱، شریعتیہ پبلیکیشنز، لاہور، صفحہ ۷۸۔

۲۔ حیاتِ پیرانہ بن سربندی، حضراتِ قدس، ناشر مکتبہ نعیمیہ، لاہور، ص ۲۴۴۔

ریشہ دو انہوں سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا خلیل نے کسی کو بخارا بھیج کر جمعہ دیا کہ خولجہ محمد پارسا کو صحرا کی طرف نکال دیا جائے خولجہ نے فرمایا بہت اچھا پہلے میں اپنے پیروں کے مزارات کا طواف کرتا ہوں پھر چلا جاؤں گا چنانچہ آپ نے گھوڑا طلب فرمایا اور سوار ہو کر خدام کے ساتھ قسہ عارفان گئے اور حضرت خولجہ بہاؤ الدین نقشبند کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور کچھ دیر مراقبہ کر خوش و خرم باہر تشریف لائے اس کے بعد وضع سوخاری جائزہ میرکلاں کے مزارات کی زیارت کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایزدی لگائی اور باہر تشریف لا کر خراسان کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ شعر کہا:

ہمہ را ز یروز بر کون نہ ز بر ماند و نہ ز بر

تا بداند کہ امروز دریں میدان کیست

ترجمہ: سب کو ز یروز بر کر دے نہ نیچے والا رہے نہ اوپر والا تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ مرد میدان کون ہے۔ وہاں سے واپس ہو کر گھر تشریف لے گئے اس کے فوراً بعد مرزا شاہ رخ کی فوج آگئی اور اچلتی نے مرزا خلیل سے کہا کہ ابھی میدان جنگ مقرر کرو۔ آ رہا ہوں تھوڑی دیر مرزا شاہ رخ نے آ کر مرزا خلیل کو قتل کر دیا۔ ۱

اس قسم کی بہت سی کرامات مشہور ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مقرب باللہ تھے اور جو آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا وہی ہو جاتا تھا آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے لھذا کف اشرفی میں خولجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک قول ملتا ہے فرماتے ہیں: "حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند کہ حضرت خولجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ می گفتند کہ مراد ہدایت حضرت خولجہ بہاؤ الدین قدس سرہ بقول خود امر کردند حق تعالیٰ مرا از آن خفیض تقلید بذروہ تحقیق رسانید"۔

ترجمہ: "بت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ حضرت خولجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے مجھے شروع میں خولجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ نے اپنی سید کا حکم دیا حق تعالیٰ نے مجھ کو اس تقلید سے تحقیق کی اس بلندی تک پہنچا دیا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خولجہ پارسا سے اس قول کا ذکر اس سلسلے میں کیا ہے کہ شیخ کی تقلید بغیر شیخ کی اجازت کے نہیں کرنا چاہیے"۔ ۲

۱۔ شیخ عبدالرحمن چشتی از مزارات الاسرار۔ نیاء القرآن پبلیکیشنز سنج بخش روڈ لاہور صفحہ ۷۰۔ ۱۰۔

۲۔ نظام بخاری۔ لھذا کف اشرفی حصہ دوم فارسی، ناشر نعت الطابع، دہلی صفحہ ۱۵۶۔

لطف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یقیناً سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خولجہ محمد پارسا کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ یہ قول جو انہوں نے نقل کیا ہے خولجہ محمد پارسا نے ان کی موجودگی میں ہی کہا ہو کیونکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کسی سے سنا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ خولجہ محمد پارسا کہتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ قول سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے سن کر نقل کیا ہے (واللہ اعلم)

وصال م رک: حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اسے آخری دم تک جاری رکھا آپ نے ۷۳۰ ہجری سال کی عمر پائی۔ آپ کی وفات مدینہ طیبہ میں جمعرات کے روز چہار جمادی الاول ۸۲۲ ہجری کو ہوئی مولانا شمس الدین مناری رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ اور مہتمم قافلے والوں نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھی آپ کا مزار پر انوار جنت البقیع میں امیر المؤمنین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے قریب واقع ہے۔^۱

جنت البقیع میں جتنے مزارات تھے نجدی حکومت نے وہ سب ڈھا دیئے اور اب کوئی مزار سلامت نہیں ہے بلکہ نام و نشان تک باقی نہیں ہے خولجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی انہی مقدس مزارات میں سے ہوگا ان کی عظمت و رفعت کے لئے ایک یہی بات کافی ہے کہ جو ار رسول ﷺ میں آرام فرمائیں۔

صاحب خزینۃ الاسماء نے قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔

بادشاہ دین محمد پارسا - عارف حق پارسائے با کمال

چون ازین دنیا بخت رخت بست - ہست محی الدین غنی سال وصال ۷۳۰

(۱۲) حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ:

راز ہائے سر بست کے امین پیشوائے اہل یقین اولیاء و بزرگان دین حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ اپنے وقت کے مشائخ میں منفرد مقام رکھتے تھے تقویٰ و پرہیزگاری اور ریاضت و مجاہدے میں اپنی مثال آپ تھے آپ نے حضرت سید نصیر الدین روشن چراغ دہلوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی صحبت میں رہے پیر و مرشد نے خصوصی توجہ فرمائی اور طریقت کی تعلیم دی اس

۱۔ علامہ ہدایت الدین سرہندی از حضرات القدس۔ ناشر مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔ صفحہ ۲۶۶۔

۲۔ مفتی غلام سرور دہلوی از خزینۃ الاسماء۔ ناشر مکتبہ نبویہ۔ بخش روڈ لاہور۔ صفحہ ۸۱۔

کے بعد آپ حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس ان کی صحبت میں رہے اور ان کی زیر نگرانی ریاضت و مجاہدے کے حضرت مخدوم جہانیاں نے نہ صرف آپ کی روحانی تربیت فرمائی بلکہ تکمیل روحانیت کے بعد آپ کو خلافت کے عطا فرمائی اور دیگر روحانی نعمتوں سے مالا مال کیا ان کے علاوہ آپ نے بہت سے مشائخ سے فیوض و بہات حاصل کئے اور ان کی صحبت اختیار کی ان میں حضرت صدر الدین راجو قال قدس سرہ کا نام قابل ذکر ہے کیونکہ آپ ان کے محرم راز تھے اور ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے آپ سختی تھے جب کوئی سائل آپ سے کچھ طلب کرتا آپ فوراً عطا فرمادیتے۔ ”ایک مرتبہ آپ خانقاہ سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں ایک کتا بھوک کے مارے بے چین پڑا ہے آپ نے بلند آواز سے کہا میں اپنے سات حج دوروئی کے عوض فروخت کرتا ہوں کوئی ہے خریدنے والا ایک آدمی آگیا آپ نے سات حج کے بدلے اس سے چند روٹیاں لے کر کتنے کئے آگے ڈال دیں“ اس سے آپ نے سخاوت کا اندازہ ہوتا ہے حضرت شیخ قوام الدین اوسمی قدس سرہ بلند پایہ بزرگ تھے سید اشرف جہانگیر سنائی نے آپ سے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر لطائف شرفی میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”اس فقیر چوں بشرف ملازمت شیخ قوام الدین اوسمی مشرف شد وی مرا امر کرد و راز او خانہ بد کر جلی۔ بناء بریں امر و دوست میثاقم در سفر و حضر و میرا اگر چه بعضی نعمت اندان بسبب قدام این امر کمر انکار بست در معرض جدل بودہ اند“۔

ترجمہ: یہ فقیر اب شیخ قوام الدین اوسمی کی ملازمت سے مشرف ہوا تو انہوں نے مجھے سفر و حضر میں ذکر جلی کا حکم دیا اسی سبب سے میں سفر و حضر میں اس کی پابندی کرتا ہوں اگرچہ بعض دشمنوں نے اس اقدام کے سبب انکار پر کمر بست ہو کر جنگ و جدل کرنا شروع کر دیا۔ ۱۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت قوام الدین اوسمی قدس سرہ نے سید اشرف جہانگیر سنائی کو سفر و حضر میں ذکر کی تعلیم دی تھی اور آپ اس پر پوری طرح کار بند تھے اگرچہ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا اور یہاں تک کہ جنگ و جدل پر آمادہ ہوئے لیکن سید اشرف جہانگیر سنائی استقامت کے ساتھ اسی معمول پر ثابت قدم رہے۔ حضرت شیخ قوام الدین نے شیخ محمد مینا کو اپنی

فرزند ہی میں لے کر ان کی تربیت فرمائی اور روحانی منازل طے کرائیں آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے جانشین ہوئے اور سلسلہ چشتیہ کو پھیلا یا بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ قوام الدین نے وصال سے قبل شیخ محمد یسنا کو مخدوم شیخ سارنگ کے سپرد کر دیا تھا انہوں نے ہی تعلیم طریقت کی تکمیل کرائی اور اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔ (واللہ اعلم)

شیخ قوام الدین کا وصال لکھنؤ میں ہوا اور وہ: آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق اور منبع فیوض و برکات ہے۔

(۱۳) حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ:

راہنمائے سالکین پیشوائے عاشقین ربیر دین متین حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ جامع کمالات شخصیت تھے آپ اپنے والد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ کے جانشین تھے علم و فضل اور روحانیت میں اہم مقام ہونے کے باوجود نہایت متکسر المزاج شخصیت تھے ہر ایک سے شفقت و محبت سے پیش آتے تھے آپ نے طریقت کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور انہی سے خلافت و اجازت بھی پائی ان کے وصال کے بعد مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا آپ نے اپنی علمیت اور کرامات کے ذریعے ہزاروں انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی اور مشرف بہ اسلام کیا آپ کی ذات بابرکات سے سلسلہ چشتیہ کو برفروغ حاصل ہوا آپ عاشق رسول تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”ایک رات آنحضرت ﷺ نے آپ سے خواب میں فرمایا کہ اے احمد اگر تو ہمارا مشتاق ہے تو ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں صبح ہوتے ہی آپ چپکے سے زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے آپ نے اس حالت میں سفر کیا کہ کسی نے آپ کو نہ پہچانا ارکان حج ادا کرنے کے بعد آپ فوراً مدینہ منورہ پہنچے اور چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے کہتے ہیں کہ آپ کے طویل قیام سے روضہ اقدس کے مجاور آٹھ آٹھ اور آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہو گئے ایک دن روضہ اطہر سے آواز آئی اور سب آدمیوں نے سنی کہ تم لوگ جسے تنگ کر رہے ہو وہ ہمارے عاشقین میں سے ہے۔“

یہ واقعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے انہوں نے لطائف اشرفی میں آپ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”چوں ایں فقیر بشرف زیارت روضہ متبرکہ حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ و مشرف شدہ و بملازمت حضرت قطب مشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مخدوم زادہ کہ صاحب سجادہ بودند رسید و بد کہ ایشان ذکر جہر حلقہ نشستہ میکردند و می فرمودند کہ از عہد حضرت خواجہ بزرگ الی یومنا و ذکر جہر در خاندان قدیم و دودمان کریم سے مشائخ چشتی می آید“

ترجمہ: ”جب یہ فقیر حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت قطب مشائخ خواجہ قطب الدین مخدوم زادہ جو صاحب سجادہ تھے ان کی ملازمت میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ حلقہ میں بیٹھ کر ذکر جہر کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک ذکر جہر مشائخ چشتی کے خاندان میں ہوتا چلا آیا ہے“۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اشرف جہانگیر سمنانی کی ان سے ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ اپنے مریدین کے حلقہ میں ذکر بالجہر کر رہے تھے اور یہ طریقہ اور ان کے والد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے زمانے سے جاری تھا۔ خواجہ احمد قطب الدین نے ۷۷۷ھ میں وصال فرمایا۔

(۱۴) حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ:

صاحب عزت و وقار۔ غلام سید الابراہیم واقف اسرار حضرت شیخ بدیع الدین مدار قدس

سرہ بزرگان طریقت میں ہم مقام رکھتے تھے۔ آپ کا نام بدیع الدین اور لقب ”قطب مدار“ ہے آپ صحیح النسب سید ہیں آپ کے والد ماجد کا نام سید علی اور والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بی بی ہے ان کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اس طرح آپ والدہ کی جانب سے حسنی سید ہیں آپ کے سن ولادت کے متعلق اکثر کتب خاموش ہیں لیکن بعض روایات میں سن تاریخ ولادت کچھ شوال ۷۳۲ھ بیان ہوا ہے آپ نے اس زمانے کے مشہور بزرگ حضرت طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی (بعض کتب میں ان کا نام طیفور بسطامی آیا ہے) واللہ اعلم۔ پھر آپ نے ان سے

طریقت کی تعلیم حاصل کی تکمیل روحانیت کے بعد شیخ نے آپ کو خرق خلافت سے نوازا۔
 حضرت شاہ مدار کا سلسلہ خلافت شیخ امین الدین شامی، شیخ یحییٰ الدین شامی، امام عبد اللہ حامد دار اور حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان چار واسطوں سے آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے اولین تین صاحبوں کو تین
 سو اور چھ سو برس کی بھی بیان کی جاتی ہے مگر تین سو برس کی تصدیق کئی معتبر کتب سے ہوتی ہے۔
 مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت صرف چار واسطوں سے حضور
 نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ ان بزرگوں کی درازی عمر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل عمریں عطا
 فرمائیں کسی کی عمر تین سو برس اور کسی کی چھ سو برس ہوئی اور خود حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی عمر باخلاف
 روایت ۵۹۶ سال تھی یعنی عمریں زیادہ ہونے کی وجہ سے واسطے ہو گئے۔ آپ نے تبلیغ دین کا فریضہ
 بحسن و خوبی انجام دیا اور اس مقصد کے لئے دو دراز مقامات کے سفر کئے حج بیت اللہ کے بعد جب آپ
 مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں مراقبہ کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے حکم دیا کہ تم ہندوستان جا کر
 تبلیغ کرو آپ وہاں سے ہندوستان تشریف لائے اور سحرات میں قیام فرمایا یہیں سے تبلیغ دین کا سلسلہ
 شروع کیا ہزاروں انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی اور لاکھوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اس کے بعد مختلف
 شہروں میں قیام رہا اور ہر جگہ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا آپ سخت ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے عبادت
 اور ریاضت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے آپ کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ جو شخص بھی ایک نظر آپ
 کے رخ انور کو دیکھ لیتا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اکثر لوگ تو صرف آپ کے چہرے کو دیکھ کر ہی تائب ہوئے
 اور راہ ہدایت اختیار کی بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کے حسن و جمال میں نور الہی کی جھلک نظر
 آتی تھی جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے اختیار سجدے میں گر جاتا تھا اس لئے آپ چہرے پر نقاب ڈالے
 رہتے تھے۔ آپ کی محفل میں جو آتا آپ کی ایک نظر گیمیا اثر سے تائب ہو کر سچا مسلمان بن جاتا تھا
 آپ کے خلفاء کی تعداد لاکھوں میں ہے جبکہ مریدین کی تعداد بے شمار ہے روح نبیت میں آپ کے بلند
 مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکابر اولیاء نے آپ کی صحبت اختیار کی اور فیض حاصل کیا ان میں
 سید اشرف جہانگیر سمنانی، قاضی حمید الدین ناگوری، دانا صاحب الدین مانیکپوری اور دیگر جلیل القدر

بزرگان دین کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک سفر میں آپ کے ساتھ رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت شیخ بدیع الدین مدار الملقب بشاہ مدار ایشان نیز اولیٰ بودہ اندکی مشرب عالی داشتند و بعضی علوم نو اور از ہمیں و سیمایا کیمیا و یمینا از ایشان معانی شد کہ نادریں طایفہ کسی را دہا شدہ در یک سفر مکہ معظمہ زادہا اند تشریف دہا تکریمہا ہمہ صحبت بودہ ایم۔ استفادہ ہمہ دیگر واقع شدہ است۔“

ترجمہ: حضرت بدیع الدین الملقب شاہ مدار بھی اولیٰ تھی نہایت بلند مشرب رکھتے تھے بعض دروس اندہیمایا و کیمیا و یمینا ان سے دیکھے گئے جو کہ اس گروہ صوفیاء میں نادری کسی کو حاصل ہوگا مکہ معظمہ کے ایک سفر میں ہمہ دونوں ہمراہ تھے اور ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔“

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید حضرت نظام یحییٰ لطائف اشرفی میں ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ مدار نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو خرقہ بھی عطا فرمایا تھا اور اس کے علاوہ بہت سے روحانی انعامات بھی فرمائے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی ان کا بے حد احترام کرتے تھے ان دونوں حضرات میں بڑی محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب سفر کے اختتام پر ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے تھے تو سید اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت شاہ مدار کی آنکھیں پر نم تھیں۔

صاحب مراقۃ الاسرار کے مطابق آپ سلطان الہند ولی الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے روحانی اشارے پر مانک پور تشریف لائے اور تبلیغ دین شروع کی یہاں آپ کی آمد سے اسلام کا نور پھیلا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اس کے بعد آپ جو پور تشریف لے گئے وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں آپ نے مانک پور میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں آخری وقت تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

وصال مبارک: ”وصال سے دس دن قبل ۶ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو آپ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا! خضر علیہ السلام کے مجھ پر احسانات ہیں وہ میرے مقام استمرار (بیٹگی) پر بند ہیں کہ یہ خلعت خاص میرا ہے میں ان سے انکار نہیں کر سکتا لہذا میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے آپ نے وصال کے بعد کے حالات

پراکشانی رہی؟ اہل حق ہوئے فرمایا میرے خلفاء دنیا سے ہر گوشے میں موجود ہیں ایک دور ایسا آئے گا کہ میرے دوستوں کو سخت امتحان سے گزرنا ہوگا جو انہیں کے دو صاحب ایمان ہوں گے اور ان کی شفاعت کا وعدہ میرے نانا حضور ﷺ نے کیا ہے پھر قدرت ایسے لوگ بھیجے گی جو گمشدہ امانت کو جو بکھری پری ہوگی اور معدوم ہوگئی ہوگی اس کو فراہم کریں گے وہ حق پر ہوں گے وغیرہ یہ خطبہ حجت المدار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حجت المدار، اسرار بدیع، جمال بدیع اور متعدد کتب کی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار چار سو بیالیس خلفاء و مریدین کی موجودگی میں خطبہ دیا تھا اور اسی روز ایک ہزار چار سو بیالیس مریدین کو خلافت سے سرفراز کیا تھا۔ ۱

۱۶ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو آپ نے وصال فرمایا بعض کتب میں ۱۷ جمادی الاولیٰ درج ہے (واللہ اعلم) آپ نے چھ سو سال سے زائد عمر پائی لاکھوں خلفاء اور بے شمار مریدین چھوڑے مزار مبارک کے بارے میں اکثر کتب خاموش ہیں جبکہ بعض کی رائے کے مطابق مزار شریف مانک پور میں ہے۔ (واللہ اعلم) شیخ محمد اکرم نے لکھا ان کا مزار انواع قنوج میں موضع مکن پور میں ہے۔ ۲

(۱۵) حضرت سید جمال الدین خور و سکندر پوری قدس سرہ:

سید اشرف جہانگیر سنائی کے معاصرین میں حضرت سید جمال الدین خور و سکندر پوری کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم و فضل تھے اور زہد و اتقا میں اپنی مثال آپ تھے لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سنائی سے آپ کی ملاقات کا تذکرہ ملتا ہے جو اس طرح ہے۔ "حضرت قدوة الکبریٰ بعد از ادائے جمعہ بقعہ بخولی می آمدند چون موضع سکندر پور رسیدند فرمودند کہ ازین قریہ بوی سیادت می آید میر سید جمال الدین۔ رد کہ صاحب قریہ مذکور بودند بدیدن حضرت قدوة الکبریٰ آمدند فرمودند کہ بوی سیادت زیادتی می آید بعد از مدتی بوی سیادت در دماغ رسیدہ است سید جمال الدین را بدیدن حضرت قدوة الکبریٰ اعتقاد کلی و انقیاد اصلی و در دل متمسکن شد اکثر اوقات بملازمت بارگاہ عالی و بخدمت درگاہ متعانی می آمدند و سید جمال الدین خور و سکندر دو سہ پشت گذشتہ بود کہ در ہر پشت یک فرزند می شد بناء بریں محضرت قدوة الکبریٰ عرض کردند و در خاطر ششند کہ بھو یزی دیگر از بہر بر آمدن این مہم عرض کنند دوزی حضرت قدوة الکبریٰ را حالت قوی است دادہ بود سید جمال الدین بر پائے خاست و در معارض نیاز آمدن فرمودند کہ میر شمارا

۱۔ حافظ عبدالحق قادری بدایونی۔ ماہنامہ ترجمان اہلسنت جلد ۱۲ شمارہ ۱۱۰ اپریل ۱۹۸۲ء ناشر محمد سیٹھن۔ رشتن روز آراچی صفحہ ۲۶۵۔

۲۔ شیخ محمد اکرم۔ رد گوشت۔ ناشر۔ ادارہ اشرفیت اسلامیہ۔ مکتب روز لاہور۔ صفحہ ۴۱۔

مبارکباد کہ اولاد و اتحاد بسیار خواہد شد۔

ترجمہ: حضرت قدوۃ الکبریٰ جوادا کرنے کے بعد بخولی سے آ رہے تھے جب موضع سکندر پور کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ اس قریہ سے بوئے سیادت آرہی ہے میرا سید جمال الدین خورو جو اس قریہ کے مالک تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ملے آ رہے تھے آپ نے فرمایا بوئے سیادت زیادہ آرہی ہے اور ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دہن میں پہنچی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کو دیکھ کر سید جمال الدین کے دل میں آپ سے پورا اعتقاد ہو گیا اکثر اوقات بارگاہ عالی کی ملازمت اور درگاہ متعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے سید جمال الدین خورو کے خاندان میں دو تین پشت سے صرف ایک فرزند ہوتا تھا اور ان کے دل میں آرزو تھی کہ کسی بزرگ سے ملاقات ہو تو عرض مدعا کریں ایک دن جب حضرت قدوۃ الکبریٰ جذب کے عالم میں تھے تو سید جمال الدین نے کھڑے ہو کر نیاز مندی کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کیا آپ نے فرمایا میں تمہیں مبارک ہو تمہارے بہت اولاد و حفاظ ہوں گے۔

لطف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید جمال الدین خورو کی سید اشرف سے ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے آپ کی اولاد کے لئے دعا فرمائی۔ مکتوبات اشرفی میں ۷۷۵ واں مکتوب سید جمال الدین خورو کے نام ہے جس میں راہ سلوک کی آفات اور ان کے حل کا بیان ہے اور وظائف پر مواظبت کا ضمیمہ ہے اس مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کو اتھے القاب سے یاد کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ”برادر اعز السادات سید جمال الدین درویش اشرف کی جانب سے دعائے درویشانہ و ثنائے برکشانہ قبول فرمائیں چاہیے کہ اوقات شریفہ و انات لطیفہ میں اپنے آپ کو وظائف ظاہری و وظائف باطنی پر مہمور رکھیں وظائف ظاہری بشرائط تمام و روابط اہتمام صبح و شام کے ذکر سے عبارت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (فادکرو اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم و سبحنہ ما فی السموات و المسبحین کبرۃ و عشیہ) ترجمہ: تو اللہ کی یاد کرو کھڑے بیٹھے اور اردنوں پر لیٹے اور اللہ کی پاکی بولتے ہو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو۔ اشارہ اس پر ہے کہ وظائف معبودہ مبعدت عشر اور دیگر تسبیح و مواظبت کرے خبردار خبردار یہ ترک نہ ہونے پائیں اگر وظائف روزانہ (یعنی دن کے

وظائف (اشتغال مہمات کے سبب سے نہ پڑھ سکے تو اسے شب میں پڑھ لینا چاہیے اور اگر وظائف شب کسی وجہ سے متروک ہو جائیں تو اسے دن میں پڑھ لینا چاہیے کیونکہ روز و شب ایک دوسرے کی نیابت رکھتے ہیں۔ ۱۔

اس مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں حضرات میں مراسلت تھی نیز یہ کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے خطوط کے ذریعے ان کی رہنمائی بھی فرماتے تھے جس طرح کہ اس مکتوب میں انہوں نے وظائف کی پابندی کی تلقین فرمائی اور یہاں تک فرمایا کہ جو وظائف کسی وجہ سے دن میں نہ پڑھے جائیں وہ رات میں پڑھ سکتے ہیں۔ سید جمال الدین خورد نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑا فیض حاصل کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پر پوری طرح کار بند رہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ ان کو خلافت ملی یا نہیں سید جمال الدین خورد نے ریاضت و مجاہدے میں زندگی گزاری آپ کے وصال اور مزار مبارک کے متعلق علم نہیں کہ کہاں ہے غالباً سندھ پور میں ہی ہوگا (والہ اعلم)

(۱۶) حضرت شیخ فقیم قدس سرہ:

حضرت شیخ فقیم قدس سرہ اپنے وقت کے طلیل القدر بزرگ گزرے ہیں آپ ترکستان کے مشائخ میں سے تھے اور طریقت میں ممتاز مقام رکھتے۔ وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں اطفال نے میں لکھا ہے ”شیخ فقیم از مشائخ ترکستان است خاندان خواجه احمد یسوی خدمت خواجه بہاؤ الدین رانیزایشان فائدہ سلوک راہ شدہ و فقیم شیخ را نہ پسر بودند ایشان را دھمی پسر خواندند و سہ ماہ در ملازمت ایشان بودند۔“ ترجمہ: شیخ فقیم ترکستان سے مشائخ سے ہیں اور خواجه احمد یسوی کے خاندان سے ہیں خواجه بہاؤ الدین نے بھی آپ سے سبک دین حاصل کیا تھا فقیم شیخ کے نو بیٹے تھے خواجه بہاؤ الدین کو وہ اپنا دسواں بیٹا کہتے تھے خواجه بہاؤ الدین تین بیٹے شیخ کی صحبت میں رہے۔ ۲۔

اطفال اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نے شیخ فقیم کی خدمت میں رہ کر ان سے فیض حاصل کیا اور شیخ آپ سے اپنے بیٹوں کی طرح محبت کرتے تھے خصوصی توجہ اور نظر التفات

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی ستر جلد ۱۰ ص ۱۸۰ متذکر اشرفی، شہداء راہ و سید اشرف فیہ رمویہ عین بہار، سیکر ۱۶، اور کی دکن کراچی۔ صفحہ ۳۶۲
۲۔ نظام الدین گنجی۔ اہل کتب اشرفی۔ ترجمہ از کتب خانہ نوشاہی۔ شہداء اشرفی ص ۱۸۰ ج ۱۰۸، اہل کتب اشرفی۔ فیہ رمویہ عین بہار، سیکر ۱۶، اور کی دکن کراچی۔ صفحہ ۳۶۲۔

فرماتے تھے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے فرزند معنوی اور جانشین سید عبد الرزاق نور العین کو لے کر شیخ قشیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس ملاقات کا تذکرہ لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خود کیا ہے حضرت حاجی ^۱ نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کی ہے۔ ”حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند وقتیکہ ایں فقیر ملازمت حضرت شیخ قشیم رحمہ اللہ سے ملاقات فرمائی، بنا برسمی کہ جدہ فقیر از اولاد کبار سلطان احمد یسوی بودند و چند مرتبہ بر کس کنایت عنایت فرمودند کہ بسیار عجیب نمودہ کہ میر سلوک باوجود ایں خاندان دیگر جائے کردہ اند۔ بعد استعذار عرض نمودند کہ ارادہ الکی چنین بود کہ باشارت ابو العباس گداز بجانب ہندوستان افتادہ و از آن مشائخ استفادہ نصیب شد فرمودند پاکی نیست کہ ترکان مامیگویند یعنی اذا الفقراء کشفوا حد بعد از آن باز کار جہریہ و اشتغال دوریہ سر فرما فرمودند چوں فرزندم سید عبد الرزاق بشرف تلقی ایشان شرف ساختمان یافت ظاہری و باطنی بوی نیز مہذول ساختند و استفسار از حسب و نسب وی کردند عرض کرد کہ از سادات اہل سنت از اولاد اہل حق حضرت غوث الثقلین وی را فرزند خواندہ ایم و ہمہ مشائخ قبول فرمودند قبول کردیم کہ فرزند تو فرزند ما ست از حق تعالی خواستہ ایم کہ شیخ الاسلام روزگار خویش را انشاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ جس وقت یہ فقیر حضرت شیخ قشیم کی ملازمت میں پہنچا تو آپ نے بہت سے ظاہری و باطنی نشانات سے نوازا اس لئے کہ اس فقیر کی جدہ فقیر شیخ احمد یسوی کی خدمت سے تھیں اور ہندو اشاروں میں فرمایا کہ اس خاندان کے ہوتے ہوئے سوک کی تعلیم دوسری جگہ حاصل کی حضرت سید اشرف نے معذرت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کی مرضی یہی تھی حضرت ابو العباس کے ایمان سے ہندوستان کی طرف میرا گزر ہوا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ ہوا شیخ قشیم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے ترکستان میں مشہور ہے کہ فقراء سب ایک جان ہیں اس کے بعد از کار جہریہ و اشتغال دوریہ کی تلقین کی۔ جب فرزند سید عبد الرزاق کی ملاقات آپ سے کرائی تو ان کی طرف ظاہری و باطنی توجہ فرمائی اور ان کے حسب نسب کے متعلق دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ سادات جلیل سے ہیں اور حضرت غوث الثقلین شیخ القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں میں نے انہیں اپنا فرزند بنا لیا ہے اور سچی مشائخ نے ان

کو قبول کیا ہے فرمایا کہ ہم نے بھی قبول کیا کہ تمہارا فرزند جہاں فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم سے دعا کی ہے کہ
یہ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام ہوں ان شاء اللہ۔^۱

لطاائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت شیخ تقسیم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ظاہری و باطنی
نعمتوں سے نوازا اور ان کے ہندو سید عبدالرزاق نورالعین کو بھی شرف توجہ بخشا اور ان کے حق میں دعا فرمائی

(۱۷) حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ:

حضرت خواجہ حافظ شیرازی اکابر طریقت میں اہم مقام رکھتے ہیں وہ ایک صوفی شاعر
تھے انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے تصوف کے بہت سے اہم نکات و بیان کیا ہے ان کے اشعار
حقیقت و معرفت پر مبنی ہیں۔ آپؒ کو اندازہ ہوتا ہے کہ آپؒ عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے تھے خواجہ حافظ
شیرازی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے تھے ان دونوں حضرات کی ملاقات شیراز میں
ہوئی حضرت نظام یکنی نے لطائف اشرفی میں اس ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت قدوة
الکبریٰ می فرمودند کہ چوں بہلیدہ شیراز در آدمیم و با کا بر آنجائے مشرف شدیم و پیش از انتقالے او ایں
شعر وے ہمار سیدہ بود حافظ از معتقدانست گرامی واریش زانکہ بخشائش بس روح مکرم با و ست ازین جا
دانستہ بودیم کہ او ایسی است چوں ہم رسیدیم صحبت در بیان مارا و بسیار مخرمانہ واقع شد مدتی بہر دیگر
در شیراز بودیم اما مشرب وے بسیار عالی یافتیم در آں روزگار ہر کہ اداعیہ دانستن نیابت ایمان مبعودی بوی
توجہ میکرد و اشعار او بسیار معارف نمائے و حقائق کشائی واقع شدہ است اکابر روزگار اشعار ویراں لسان
الغیب گفتہ اند بلکہ بزین ورن وادی گفتہ است کہ بیچ دیوانی بہ از دیوان حافظ نیست اگر مراد صوفی باشد
بشناسد۔“

ترجمہ: حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ میں شیراز پہنچا اور وہاں کے اکابر سے ملاقات کی تو خواجہ حافظ
سے ملاقات ہوئی پہلے ان کا یہ شعر مجھ تک پہنچ چکا تھا۔

حافظ بھی معتقد ہے رکھوں کو تم عزیز

ہیں اس پہ ایک روح مکرم کی بخششیں

میں نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ وہ ایسی ہیں جب ملاقات ہوئی تو ہم دونوں میں بڑی محرمات باتیں ہوئیں ایک عرصے تک ہم دونوں ایک ساتھ شیرازی میں رہے ان کا مشرب میں نے بہت بلند پایا اس زمانے میں جس کو ان کی نیابت جاننے کے خواہش ہوتی وہ ان کی طرف رجوع کرتا تھا۔ ان کے اشعار سے معارف کا اظہار اور حقائق کی پردہ کشائی ہوتی ہے اکابر روزگار نے ان کے اشعار کو لسان الغیب کہا ہے کہ بلکہ ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کوئی دیوان حافظ کے دیوان سے بڑھ کر نہیں ہے مرد صوفی اسے سمجھ سکتا ہے۔ ۱۔

اظہار اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں ہستیوں میں بڑی قربت رہی اور راز و نیاز کی باتیں بھی ہوتی رہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خواجہ حافظ شیرازی کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلند پایہ صوفی تھے اکثر نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مجذوب تھے کیونکہ ہر وقت جذب کی کیفیت میں رہتے تھے ان کے اشعار ان کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں جن میں طریقت کے بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشارح وقت نے آپ کے اشعار کو لسان الغیب سے تعبیر کیا ہے اظہار اشرفی میں متعدد مقامات پر حافظ شیرازی کا ذکر خیر ملتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ وہ ایسی تھے یعنی حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے مشرب پر تھے ایک مقام پر یہ بھی فرمایا کہ جب حقائق و معارف پر گفتگو ہوتی تو آپ ایسے نکات اور حقائق بیان فرماتے کہ اہل محفل دنگ رہ جاتے اور آپ کی غلیظت و روحانیت کے قائل ہو جاتے۔

وصال مبارک:

حضرت خواجہ حافظ شیرازی کے سن وصال میں اختلاف ہے بعض نے ۹۲ھ لکھا ہے تاریخ اسلام میں ۹۱ھ درج ہے وہ لکھتے ہیں ۹۱ھ میں سلطان مراد خان بروصہ میں مقیم تھا اسی سال خواجہ حافظ شیرازی اور حضرت خواجہ نقشبند (بہاؤ الدین) نے وفات پائی تھی۔ ۲۔ حضرت نظام یمنی نے اظہار اشرفی میں ۸۰۰ھ لکھا ہے اکثر حضرات نے اسی کو درست قرار دیا کہ ان کا سن وصال ۸۰۰ھ ہی صحیح ہے (واللہ اعلم)

۱۔ نظام یمنی۔ اظہار اشرفی حصہ دوم فارسی، شرفی الطابع دہلی ص ۳۷۰۔

۲۔ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی۔ تاریخ اصحاب مجدد مہاشرا اسلامی اکادمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور ص ۵۵۔

(۱۸) حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ:

صاحب صدق و صفا حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ صاحب حال بزرگ تھے آپ کا سلسلہ بہت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے آپ نے مشہور بزرگ حضرت ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی شیخ نے آپ کی روحانی تربیت فرمانے کے بعد اپنا خرقہ عطا فرمایا اور اجازت و خلافت سے بھی نوازا حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی نے اپنے مشائخ کا سلسلہ ان اشعار میں بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں۔

رسید فیض علی راز احمد مختار	پس از علی حسن آمد خزینہ اسرار
حبیب طائی و معروف پس سری و جنید	از علی است یکے مغربی سر اختیار
عقیب ایں ہمہ ابوالقاسم و پس از نساف	م احمد و پس سہروردی و عمار
پس از اکابر مذکور شیخ نجم الدین	در محمد پس ابوالفتح فخر کبار
کمال احمد و ثقبہ بہادر ملت دین	کہ بود قد وہ احیاء و سرور برابر

ان اشعار سے شیخ ابوالوفا خوارزمی کا سلسلہ بیعت معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک بہترین شاعر تھے آپ نے اپنے اشعار میں تصوف و روحانیت کو بیان کیا ہے جن سے اہم اسرار منکشف ہوتے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصر تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے آپ کی ملاقات سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کہاں ہوئی اس کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اطائف اشرفی اور دیگر کتاب میں ملاقات کا مقام درج نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کسی سفر کے دوران ملاقات ہوئی ہو بہر حال ملاقات جب بھی اور جہاں بھی ہوئی ہو آپ پہلی ملاقات میں ہی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے گرویدہ ہو گئے اور پھر ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور سفر و حضر میں آپ سے فیض حاصل کیا اسی لئے اطائف اشرفی میں مختلف مقامات پر آپ کا ذکر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصاحبین میں آیا ہے لہٰذا یہی نے اطائف اشرفی میں ایک مجلس کا بیان نقل کیا ہے جس میں شیخ ابوالوفا خوارزمی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی موجود تھے اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ تشریف فرما تھے وہاں ان حضرات کے

درمیان حقائق و معارف کے متعلق بڑی اہم گفتگو ہوئی۔ نظام بخش لکھتے ہیں کہ "قدوة الکبریٰ می فرمودند کہ فرزند ابوالوفا، خوارزمی را از مشارب صوفیاء، ارباب توحید و اسحاب افواق مواجید شربی تمام بود، است و در بیان حقائق و معارف بصورت نظم و نظرائف نسبتی تمام داشتہ روزی در بیان ارادت و قدرت و جبر یکہ از ممکنات صادر گردونی الحقیقت از جائے دیگر است سختی رفتہ فرمودیم کہ رباعی مناسب حال در مقابل میباید آورده بدیہہ فرمودند۔ بدکردن، اعتقاد بدتر گناہ چوں بہست درین عذر سہ دعویٰ تباہ۔ دعویٰ وجود قدرت و دعویٰ فعل لا حول ولا قوۃ لا باللہ العلیٰ العظیم حضرت قدوة الکبریٰ می فرمودند صدہ زار آفریں ازین اقتباس۔ ترجمہ: حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ فرزند ابوالوفا، خوارزمی صوفیاء کے شرب سے پوری طرح بہرہ ور تھے اور نظم میں حقائق و معارف کا بیان کرنے میں پوری مہارت رکھتے تھے ایک بار اللہ تعالیٰ کی ارادت و قدرت اور ان چیزوں کے بارے میں جو موجودات میں صادر ہوتی ہیں لیکن ان کا محرک اور حقیقت ذات باری ہے۔ گفتگو ہو رہی تھی ہم نے کہا کہ ایک رباعی اس گفتگو کی مناسبت سے کہنی چاہیے ابوالوفا، خوارزمی نے برستہ یہ رباعی پڑھی۔ بدکردن گناہ و اعثار و بدتر گناہ اس عذر میں پوشیدہ تین دعوایے تباہ دعوایے وجود قدرت و دعویٰ فعل لا حول ولا قوۃ لا باللہ العلیٰ العظیم حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے اقتباس پر صد ہزار آفریں۔"

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ ابوالوفا، خوارزمی حقیقت و معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے اور برجستہ اشعار کہتے تھے جس طرح کہ اس موقع پر انہوں نے موضوع کی مناسبت سے اشعار کہے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی سے داد تحسین حاصل کی۔ شیخ ابوالوفا، خوارزمی کے دیگر اشعار بھی حکمت و معرفت کے پیش بہا خزانے ہیں جن کو سمجھنا عام انسان کے بس کی بات نہیں ان کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحب عشق و محبت ہو اور راہ طریقت کا مسافر ہو۔ حضرت ابوالوفا، خوارزمی نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا لیکن جب سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملے اور آپ کی زیارت کی تو آپ کے ہی ہواورد گئے پھر ہمیشہ سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ روحانی فیوض و برکات حاصل کئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے اور طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ فرماتے تھے۔

وصال مبارک:

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ کے سن وصال ۵۳۵ھ پر مراۃ الاسرار، لطائف اشرفی اور دیگر کتب متفق ہیں لہذا وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے ۵۳۵ھ میں وصال فرمایا۔

(۱۹) حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ:

حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ سمنان کے مشائخین میں سے تھے اور طالبانِ راہِ سوک کی تربیت فرماتے تھے آپ کے حالات زندگی تفصیلاً درج نہیں ہیں لیکن جو اشارات ملے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عظیم المرتبت بزرگ تھے اور ولایت کے درجے پر فائز تھے لطائف اشرفی میں ایک عبارت ملتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے حضرت نظام یمنی لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں: ”حضرت شیخ طہ در ملازمت شیخ اسماعیل سمنانی بودند و برٹی منازل سلوک در خدمت ایشان قطع کرد و شیخ اسماعیل چوں ظریف قابلیت شیخ بغایت وسیع یافتند بخدومت حضرت قدوة الکبریٰ آوردند و سفارش تمام نمودند کہ البتہ از فرزندان طہ تربیت در بخندارند کہ آخرین موعظت مابینین خواهد بود حضرت ایشان ہم نموجب فرمودہ ایشان در بارہ شیخ طہ سعی بلیغ و جہدی تمام کرد و اندوہی فرمودند کہ فرزندان طہ یادگار سمنان است گوہری نفیس از معدن لطیف یافتہ ام در پرداختن وی تفسیر نکرد و ام“ ترجمہ: حضرت شیخ طہ شیخ اسماعیل سمنانی کی ملازمت میں تھے اور سلوک کی بہت سی منزلیں ان کی تربیت میں طے کی تھیں: ب شیخ اسماعیل نے ان کی قابلیت کا ظرف بہت وسیع پایا تو حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں لائے اور پرزور سفارش کی کہ شیخ طہ کی تربیت میں کچھ در بلیغ نہ کریں یہی میری آخری نصیحت ہے حضرت قدوة الکبریٰ نے شیخ اسماعیل کے کہنے کے مطابق شیخ طہ کی تربیت میں پوری کوشش کی اور فرماتے تھے کہ فرزندان طہ سمنان کی یادگار ہیں میں نے ایک نفیس موتی لطیف معدن سے پایا ہے ان کی تربیت میں میں نے کوئی کمی نہیں کی ہے۔

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ اسماعیل سمنانی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملاقات بھی کی تھی اور ان سے شیخ طہ کی تربیت کے لئے خصوصی سفارش بھی کی تھی ان کی سفارش ہی کی وجہ

سے سید اشرف نے شیخ طہ کی تربیت فرمائی اس واقعہ کے علاوہ ہمیں لطائف اشرفی میں دوسرا کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا لیکن امکان یہی ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان دونوں حضرات میں ملاقاتیں رہی ہوں گی اور ایک دوسرے سے کسب فیض کیا ہوگا۔ اللہ اعلم

(۲۰) حضرت شیخ نور الدین ابن اسد الدین قدس سرہ:

حضرت شیخ نور الدین ابن اسد الدین قدس سرہ جو پورے اکابرین طریقت میں تھے آپ کا نام بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں آتا ہے لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جب سید اشرف جہانگیر سمنانی جو پور میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت شیخ نور الدین ملاقات کے لئے آئے اور پہلی ملاقات میں سید اشرف کے گرویدہ ہو گئے انہوں نے آپ سے خرقہ طلب کیا تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنا خرقہ اتار کر انہیں پہنا دیا شیخ نور الدین بے حد خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ یہ خرقہ مجھے بہت پسند ہے اور امید ہے کہ ہمارے سلسلے میں اس طرز کا خرقہ جاری رہے گا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ نور الدین پر خصوصی توجہ فرمائی اور انہیں طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا اس کے علاوہ بہت سی روحانی نعمتیں بھی عطا فرمائیں یہی وجہ ہے کہ شیخ نور الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کا بے حد احترام کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ خرقہ ملنے کے بعد شیخ نور الدین نے اپنا سلسلہ شروع کیا اور عرصہ دراز تک رشد و ہدایت اور تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

(۲۱) حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ:

سید جعفر بہرائچی قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم المرتبت بزرگ گذرے ہیں ہم فضل تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے اور روحانیت میں نہایت بلند مقام رکھتے تھے لطائف اشرفی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کی ملازمت بہرائچ شریف میں ہوئی بہرائچ میں ایک عظیم بزرگ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے سید اشرف جب ان کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے وہاں گئے تو فرماتے ہیں کہ زیارت کے بعد سید جعفر بہرائچی

کی خدمت میں بھی گیا اس کے بعد ہم دونوں میرے لئے دریا کی طرف گئے جہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں دونوں نے ایک دوسرے سے اکتساب فیض کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان حضرات میں ملاقاتیں رہی ہوں لیکن اٹائف اشرفی میں صرف اسی ملاقات کا ذکر ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید جعفر بہرائچی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور ان دونوں حضرات میں بڑا گہرا تعلق تھا۔

(۲۲) حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ: حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ سید اشرف

جہانگیر سمنانی سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے اور ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے آپ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کے مرید تھے اور تکمیل سلوک بھی انہی سے کیا تھا اٹائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی لکھتے ہیں ”درویش صالح سمرقندی کہ از مریدان کارگرد و طالبان منزل بدریار بردہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی بود مدتی در رفاقت حضرت قدوة الکبریٰ طریق اتحاد سپرد و در او دایم سر بردہ یوں از خانقاہ شیخ سماء الدین از قصبہ رودلی بجانب سمنان تشریف بردند حضرت انیشاں خرقہ تبرک ابوی دادند و کار عقیدہ و آثار بندہ او بمرتبہ ای رسیدہ بود کہ از مریدان و طالبان تفرقہ کردن ممکن نہو“

ترجمہ: درویش صالح سمرقندی شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے ان مریدوں میں تھے جنہوں نے اپنے سلوک کی تکمیل ان کی تربیت میں کر لی تھی ایک مدت تک حضرت قدوة الکبریٰ کی رفاقت میں رہے جب قصبہ رودلی سے شیخ سماء الدین کی خانقاہ سے سمنان واپس جانے لگے تو انہوں نے ان کو خرقہ تبرک عنایت کیا حضرت قدوة الکبریٰ سے شیخ صالح کو ایسی عقیدت تھی کہ آپ کے مریدوں اور شیخ صالح میں امتیاز کرنا ممکن نہ تھا۔ نظام یمنی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ صالح سمرقندی کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بے پناہ عقیدت تھی اگرچہ وہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مرید تھے لیکن عقیدت و محبت سید اشرف سے رکھتے تھے وہ عمر۔ دراز تک سید اشرف کی خدمت میں رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ ان کی عقیدت اور وابہ نہ محبت کو دیکھتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی خاص نظر کرم ان پر فرمائی روحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا شیخ صالح سمرقندی کے تفصیلی حالات دیگر کتب میں ہماری نظر سے نہیں گذرے لیکن اٹائف اشرفی

میں جو کچھ لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک صالح متقی و پرہیزگار انسان تھے اور طریقت کے اہم درجے پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

(۲۳) حضرت میر سید ید اللہ قدس سرہ:

حضرت میر سید ید اللہ قدس سرہ صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں آپ حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے کیونکہ آپ کے والد حضرت گیسو دراز کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے۔ اس لئے انہوں نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ سید اشرف جہانگیرؒ جب دوسری مرتبہ تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ دو سال فرما چکے۔ اور ان کی جگہ حضرت سید اللہ موجود تھے سید اشرف نے ان سے ملاقات کی وہ فرماتے ہیں کہ میر ید اللہ نے عالی مرتبت بزرگ تھے۔ صاحب اخبار الاخیار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

”ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کرتے ہوئے سر کا مسح کرتے وقت اپنی ٹوپی اتار کر ایک جگہ رکھ دی اسی اثنا میں سید ید اللہ (جو اس وقت بچے تھے) ادھر آئے اور ٹوپی کو دیکھ کر بچوں کی طرح اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی یہ دیکھ کر سید محمد گیسو دراز نے فرمایا کہ یہ خلعت ہے اور الحمد للہ و امانت اس کے حقدار اور اہل کومل گئی اس کے بعد سید گیسو دراز جس کو مرید کرتے اس کو سید ید اللہ کے سپرد کر دیا کرتے البتہ ذکر و غیرہ کی تلقین خود فرمایا کرتے تھے۔“

اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت گیسو دراز نے حضرت سید ید اللہ کو بچپن ہی سے اپنی نیابت کے لئے چن لیا تھا اس لئے انہوں نے سید ید اللہ پر خصوصی توجہ فرمائی اور جب وہ سن شعور کو پہنچے تو انہیں اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا حضرت میر سید ید اللہ نے اپنے دادا سے روحانی تربیت حاصل کی اور ان کے سلسلہ کو آگے بڑھایا مسند رشد و ہدایت کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کیا۔

(۲۴) حضرت شیخ نورالحق پنڈوی قدس سرہ:

حضرت شیخ نورالحق پنڈوی قدس سرہ سید اشرف جہانگیر سمٹانی کے پیر و مرشد

حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نیابت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے آپ کا نام احمد اور لقب نور الحق تھا آپ کو شاہ نور قطب عالم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ قطبیت کے مرتبے پر فائز تھے آپ نے راہ سلوک طے کرنے کے دوران بڑے سخت ریاضت اور مجاہدے کے جو عام انسان کے لئے ناممکن ہے حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نیابت رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا "سید اشرف جہانگیر سمنانی" فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت علاؤ الدین گنج نیابت کی وفات کے بعد آپ کے دوسرے لڑکوں نے حضرت شیخ نور الحق سے خلافت و سجادگی کے بارے میں جھگڑا کیا اور یہ قصہ بہت طویل ہو گیا اتفاقاً ان ایام میں میر سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے شیخ کی فاتحہ کے خاطر وہاں تشریف لے گئے ان کو معلوم تھا کہ حضرت شیخ علاؤ الدین کی وصیت کے مطابق شیخ نور الحق ہی حق پر تھے اس لئے ایک دن آپ شیخ نور الحق کو باہر لے گئے اور ایک پہاڑ کے قریب جا کر فرمایا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت ہرگز نہیں چھوڑیں گے مصلحت یہ ہے کہ کھ آپ ان کو یہاں لے آئیں اور ان سے کہیں کہ جو شخص اس پہاڑ کو بلا دے والد بزرگوار کے سجادہ کا وہی مستحق ہوگا آپ نے ابھی بات ختم نہ فرمائی تھی کہ پہاڑ ہلنے لگا میر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا میں ابھی منہ زود سے بات کر رہا ہوں ترقی الحال سائن رہو پہاڑ ساکن ہو گیا دوسرے دن فریقین مع خلقت پہاڑ کے قریب پہنچ گئے دوسرے فریق کے لوگوں نے جس قدر کوشش کی اور مراقبہ کئے پہاڑ میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جو نبی شیخ نور الحق نے اشارہ کیا پہاڑ کو جنبش ہوئی اور چلنے لگا اسی دن سے مخالفت ختم ہو گئی اور آپ تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔ ۱

مراۃ الاسرار کی اس عبارت سے حضرت شاہ نور الحق کی ولایت اور آپ کی روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے ایک اشارے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا آپ ایسے مقبول بارگاہ تھے کہ جو آپ کی زبان سے نکل جاتا وہی ہو جاتا تھا جس پر بھرپور نظر ڈالتے اسے منزل مقصود پر پہنچا دیا کرتے تھے آپ کی زبان اور نگاہ میں بلائی تاثیر تھی ہمہ وقت آپ کے گرد عقیدت مندوں کا جھوم رہتا تھا آپ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرماتے تھے آپ کے خلفاء مریدین بڑے باکمال بزرگ گزرے ہیں جو آپ ہی کی تربیت اور نگاہ کرم سے اس مقام پر پہنچے۔

حضرت شیخ نور الحق پنڈوی نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آخری وقت تک رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا اور ہندوگان خلا کو راہ ہدایت دیکھائی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ۱۰ ذی القعدہ ۱۸۱۸ھ وصال فرمایا تاریخ وصال ان الفاظ سے نکالی گئی نور بانو رشد یعنی نور نور سے منسوب کیا۔

(۲۵) حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ:

ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہم عصر تھے۔ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا بیک وقت عالم متفق، مصنف، مقرر، مدرس اور اسی قسم کی دیگر خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں اس زمانے میں شہرہ آفاق علماء و اکابر موجود تھے اور علم و فضل میں بلند مرتبہ رکھتے تھے لیکن جو عزت و شہرت اور مقام عوام و خواص میں آپ کو حاصل تھا وہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ "آپ کی تفسیلات میں ایک کتاب مشہور کتاب کافیہ کا حاشیہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور وہ حاشیہ آپ کی زندگی ہی میں تقریباً تمام جہان میں شہرت پذیر ہو گیا تھا اسی طرح علم نحو میں آپ کی ایک کتاب بنام "ارستاد" ہے جس میں مسائل کے تحت امثلہ بھی بیان کی ہیں اور ایک اچھوتے طرز پر کتاب لکھی ہے اس کی عبارت، میں تسلسل اور نہایت عمدگی ہے۔ نیز علم بلاغت میں قرین اور بدیع البیان بھی لکھی ہیں جس میں جمع کا بہت خیال رکھا گیا ہے اسی طرح فارسی زبان میں قرآن کی تفسیر "بحر مواج" کے نام سے لکھی ہے جس میں ترکیب اور معنی وصل و فراق ہیں اس میں بھی کتب کے تکلفات ہیں یہ نہایت عمدہ کتاب ہے اسی طرح اصول ہندی کی شرح بھی بحث امرتک اور اس کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں آپ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔

آپ کی ایک کتاب "مناقب السادات" بھی مشہور ہے اس میں آپ نے اہل بیت کی فضیلت بڑی عقیدت و محبت سے تحریر کی ہے آپ کی یہ تمام تصانیف آپ کی علییت کا منہ بولتا ثبوت ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے بڑے نمبرے مراد تھے اور اکثر علمی مسائل میں یہ دونوں حضرات تبادلہ خیال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رائے کو تسلیم کرتے تھے۔ ان حضرات میں خط و کتابت بھی تھی اس کے

ذریعے بھی تبادلہ خیال کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرعون کے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ فصوص الحکم میں بھی اس کا ذکر ہے اسی حوالے سے آپ نے چند حقائق معلوم کرنے کے لئے خط لکھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے قاضی صاحب کو تفصیلی جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا عجیب و غریب حقائق بیان فرمائے آپ کے اس مکتوب کا ذکر شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخبار میں کیا ہے اس سے پتہ چلا کہ قاضی صاحب سے آپ کی مراسلت بھی رہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے علمی فیضان سے استفادہ کیا قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور جید عالم دین ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور ان کی علمی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں تھے اور اس وقت کے علماء میں آپ کا بڑا مقام تھا سلطان ابراہیم شرقی نیک دل انسان تھا اور علماء و صوفیاء کی بڑے قدر کرتا تھا اس نے اپنے عہد سلطنت میں اہل علم کو بہت نوازا ان روزگار نشہ میں لکھا ہے۔ ”ابراہیم شرقی کے عہد حکومت کے علماء و فضلاء میں قاضی شہاب الدین جو پوری بڑی اہمیت رکھتے تھے قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشو و نما دولت آباد کن میں ہوئی ابراہیم شرقی قاضی صاحب کے عالم و فضل کا بڑا قدر دان تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا قاضی صاحب کی توقیر و تہنیم کا یہ عالم تھا کہ مقدس دنوں میں قاضی صاحب شاہی مجلسوں میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے کہا جاتا ہے کہ ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار ہوئے ابراہیم شرقی ان کی مزاج پرسی کے لئے گیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا پانی جب آ گیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر سے تصدیق کر کے خود پی لیا اور کہا اے خدا جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہو، ہے اس سے انہیں نہات دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے تاکہ قاضی صاحب صحت یاب ہو جائیں۔“

فرشتہ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم شرقی کو عطا کرام سے کتنی محبت و عقیدت تھی کہ اس نے

قاضی صاحب کی صحت کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دیا یہ وہی سلطان ابراہیم شرقی ہے جسے سید شرف جہانگیر سمنانی نے خطوط تحریر فرمائے تھے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہیں قاضی صاحب کی تصنیف کا ذکر ہم کر چکے لیکن جن مزید کتب کا ذکر فرشتہ نے کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حاشیہ ہندی، بدیع البیان، فتاویٰ ابراہیم شاہی اور رسالہ شہابیہ۔ آپ کے سن وصال کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے ”قاضی صاحب کو بھی ابراہیم سے بہت خلوص تھا اس کی وفات سے وہ اس حد تک مغموم ہوئے کہ اسی سال یعنی ۸۴۰ھ کو ستر آخرت اختیار کیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب کا انتقال ابراہیم کی وفات کے دو سال بعد یعنی ۸۴۲ھ میں ہوا۔ ۱

(۲۶) حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ:

حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ نے براہ راست بارگاہ رسالت ﷺ سے فیض حاصل کیا اور پھر اسے آگے پھیلا یا جلیل القدر علماء و صوفیاء نے آپ سے کسب فیض کیا ”حضرت ابوالرضا المعروف رتن بابا رضی اللہ عنہ ریاست پنیالہ کے شہر بھنڈا میں رہتے تھے آپ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور ہندوستان سے عرب جا کر رسول خدا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے تقریباً آٹھ سو سال عمر پائی۔ ۲

حضرت شیخ ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا کچھ لوگوں نے انکار کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ہجرت نبوی سے تین سو بیس سال بعد پیدا ہوئے صاحب مراۃ الاسرار نے ان انکار کرنے والوں میں صرف میر جمال الدین محدث کا نام ذکر کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک دو مستند ہستیاں اس بات پر شاہد ہیں ایک حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور دوسرے سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ۲۸۰ ویں مکتوب میں ان کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں ”جب میں حضرت بابا رتن کے پاس پہنچا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے صرف ایک واسطہ سے حضرت ۔ ب۔ السلام سے خرقہ پہنا جس وقت کہ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے پاس پہنچا تو ان سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا آپ فرماتے ہیں کہ میں

۱۔ محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ اردو جلد دوم عبدالحی خوجا ایم اے۔ ناشر شیخ غلام علی، نئی دہلی (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز لاہور۔ صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹۔

۲۔ شیخ عبدالرحمن چشتی از مراۃ الاسرار۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، کراچی، روڈ لاہور۔ صفحہ ۶۵۶۔

نے حضرت بابا رتن سے غرائب آثار و عجائب اسرار پایا۔ بب حضرت بابا سفر آخرت فرمائے گئے۔ صندوق کھولا اور اس میں سے ایک سو چودہ خرقہ نکالا جو کہ اکابر متعدد سے حاصل ہوئے تھے خرقہ نامی اکابر سے حاصل کیا تھا اور ایک مربع پینڈ نکڑوں پر مشتمل جو کہ پہنا ہوا تھا کھول کر شان نکالا اس پر لکھا تھا: **مَنْسُطٌ مِنْ أَسْفَاطِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ** یعنی یہ شانہ رسول اللہ ﷺ میں سے ایک ہے جب اسے کھولا تو ایک کلید (کنگھا) دندان سے پُر نکلا اس جگہ التفات بسیار تو جہات بیشمار اس درویش پر فرمایا اور سانبے کثیرہ و حالہائے کبیرہ میں اپنی صحبت سے جدا کیا ایام قریب میں سفر آخرت کے سبب اعز الافاق سید عبد الرزاق کے سپرد کیا۔ ۱

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ بابا رتن رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے ایک واسطہ سے خرقہ پہنا اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے فیض حاصل کیا انہوں نے حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی کو حضور علیہ السلام کا کنگھا عطا فرمایا اور اس کے علاوہ ایک سو چودہ خرقے جو آپ کو حاصل ہوئے تھے وہ سب عطا فرمائے یہ تمام تبرکات سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ملے جو آپ نے سید عبد الرزاق نوراعین کو عطا فرمائے۔ حضرت شیخ بابا رتن رضی اللہ عنہ سے ان دونوں عظیم شخصیتوں نے بھر پور استفادہ کیا اور ظاہری و باطنی نعمتیں حاصل کیں معتبر روایات کے مطابق آپ کا وصال ساتویں صدی ہجری میں ہوا مزار مبارک قصبہ محمد اخلع فیروز پور بھارت میں مرجع خلایق ہے۔

(۲۷) حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ:

حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم و فقیہ گذرے ہیں آپ صاحب ہدایہ حضرت علامہ برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادے ہیں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے ہیں مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی ان سے اپنی ملاقات کا ذکر یوں کرتے ہیں ”حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادے حضرت علامہ نجم الدین ابن برہان الدین مرغینانی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے ان کے والد کا وداعہ جو چنگیز خاں کے ساتھ پیش آیا تھا دریافت کیا تو انہوں نے اپنے والد کا یہ شعر نقل کیا۔

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اذکرہ۔ اشرفی مزار مولانا مزار اشرفی۔ نشر دار العلوم اشرفیہ رضویہ، لاہور، ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء۔ صفحہ ۱۸۷

مسکین دل چو محرم راز نیافت اندر نفس جہاں ہم آواز نیافت
اندر سر زلف مار ہر دی گم شد تار یک شب بود کشش باز نیافت

ترجمہ: مسکین دل نے جب محرم راز نہیں پایا تو جہاں کے پنجرے سے بھی آواز نہیں پائی مار ہر دی کے زلف میں گم ہوا شب تار یک تھی اس لئے باز کی کشش نہیں پائی۔ ۱۔

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ کے صاحبزادے علامہ نجم الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور آپ کی ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی اس ملاقات میں سید اشرف نے ان سے جس واقعہ کے متعلق دریافت کیا وہ واقعہ چنگیز خان کے ساتھ پیش آیا مکتوبات اشرفی کی جلد اول میں مکتوب نمبر ۲۴ میں یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

(۲۸) حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ:

حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ اپنے زمانے میں علم و فضل کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتے تھے نسبی لحاظ سے آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کا شمار وقت کے اکابر علماء میں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ علماء و مشائخ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا زمانہ پایا ان کی صحبت میں رہے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ و خلافت سے نوازے گئے آپ کی بیعت کا واقعہ اطائف اشرفی میں اس طرح لکھا ہے۔ شیخ صفی الدین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ ایک بہت ہی با شان و شکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر کے ساتھ ان کو لا کر بٹھایا اس وقت مولانا کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوار دائمی سے روشن کر دو ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے ازراہ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لاؤ دیجئے یہ

۱۔ یہ اشرف جہانگیر سمنانی از مکتوبات اشرفی مترجم مولانا ممتاز اشرفی، شہداء اعلام، اشرفیہ رشیدیہ، مشن بہار، انگلینڈ، ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ء، ص ۳۵۳۔

سن کر ان بزرگ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کی طرف کر دیں پس میں تم کو ایک ایسے مرد حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوار ولایت اور آثار ہدایت سے تمام جہاں مامور ہے اس سعادت فقہور جلد ہی ہوگا وہ ولی اللہ چند دنوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبردار ہوشیار ان کی ملازمت اور خدمت کو غنیمت شمار کرنا اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ نے قصبہ ردولی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکم کے مطابق بہ غلبت تمام حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں پہنچے جیسے ہی حضرت کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا برادر مہم صغی خوش آمدید! آؤ آؤ مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرمادیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعباس خضر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ تا کہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی نین نہیں مل سکی مجبوراً وہ واپس آگیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں ہے یہ سن کر حضرت قدوۃ الکبریٰ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت دور جا گرا تھا حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو کھلایا اور دعا فرمائی نور الاتوار کا حصول مبارک ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد و احفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے محض شیخ صفی الدین کے پاس خاطر سے چالیس دن تک قیام فرمایا تا کہ وہ اپنا چلہ مکمل کر لیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے وہ تمام آداب جو ابتداء سلوک سے انتہا تک درکار ہوتے ہیں ایک ایک کر کے ان کو تلقین کئے اور طریقت کے تمام رموز سے ان کو آگاہ فرمادیا اپنے دست مبارک سے ان کو خرقہ پہنایا اجازت و خلافت سے سرفرازی بخشی اور عطاء خلافت کا نیاز و مازون بنادیا۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ شیخ صفی کے ہم سفر میں تشریف لے گئے تو ان کے نومولود فرزند کو جو ابھی چالیس دن کے تھے شیخ اسمعیل نام رکھا گیا تھا آپ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا گیا اس وقت آپ نے

فرمایا کہ یہ بھی ہمارا مرید ہے۔ ۱۔

پروفیسر اختر راہی اپنی کتاب تذکرہ مصنفین درس نظامی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مرید کے بارے میں فرمایا کرتے تھے ”در بلاد ہند کسے راہ کہ بشنون درخشنده غرائب و بشنون عجائب پر استہ دیدم وی بودہ یعنی بلاد ہند میں علوم و فنون میں درخشنده میں نے کسی کو نہیں دیکھا“۔ ۲۔

آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جو آج بھی درس نظامی کے کورس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں۔ دستور المہندی، حل التریب کافہ، غایۃ التحقیق (شرح کافہ) (آپ کی تیسری کتاب غایۃ التحقیق جو کافہ کی شرح ہے یہ آپ نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے حاجی خلیفہ اس کے متعلق لکھتے ہیں ”ومنها غایۃ التحقیق صفی ابن نصیر و هو شرح مسرود اولہ الحدیث الذی انعم اللہ علیہنا بعمدة العظام (الخ) و هو من تلامذۃ المہندی ذکرہ فیہ و مدح حاشیۃ و قال ان شروح الکافیۃ لیست برغیۃ الاحسن من استاذنا شہاب الدین احمد بن عمر الدولت آبادی و کثیر من الناس اکتفوا بما فیہم من ظاہرہا فانہ حقق فیہا و بساھا غایۃ التحقیق“۔ ۳۔

ترجمہ:

اور غایۃ التحقیق جو صفی بن نصیر کی کتاب ہے یہ شرح ہے اس کی ابتداء میں حمد بیان کی گئی ہے اور وہ ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس میں اس کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی ہیں لوگوں میں سے بہت سوں نے اسی پر اکتفا کیا ہے یعنی اس کے ظاہری معنی پر غایۃ التحقیق ایک بہترین کتاب ہے۔ کشف الظنون کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بے مثال تصنیف ہے ان کتب سے ہی آپ کی علمی عظمت ظاہر ہوتی ہے ان کی افادیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی یہ کتابیں درس نظامیہ کے کورس میں شامل ہیں حضرت شیخ عفی الدین ردولوی نے ۱۳ ذیقعد ۸۱۹ھ مطابق ۲ جنوری ۱۴۱۷ء کو وصال فرمایا۔

۱۔ نظام مہندی۔ لاکھنؤ شرقی حصہ اول مترجم خمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۸۰۸ جاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۱۲۰۔

۲۔ پروفیسر اختر راہی۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ناشر: مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو س، بازار لاہور۔ صفحہ ۱۱۶۔

۳۔ معظلی بن عبداللہ الشیر حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۶، ناشر: ادایا، انوار الثراث العربی بیروت لبنان۔

(۲۹) حضرت برہان الدین محمد بن النقی قدس سرہ:

حضرت برہان الدین محمد بن النقی قدس سرہ جلیل القدر عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے خاتمہ مکتوبات اشرفی میں حضرت سید عبدالرزاق نور العین نے ان کا ذکر کیا ہے (یاد رہے کہ سید عبدالرزاق نور العین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے فرزند معنوی۔ خلیفہ برحق اور جانشین ہیں) وہ لکھتے ہیں۔

”برہان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی آپ صاحب تفسیر بدیع الہمدانی اور صاحب مقامہ ہیں آپ راستے سے کپڑے میں لپیٹ کر اس طرح گزرتے تھے جیسے شمشیر کو غلاف میں لپیٹا گیا اس لباس میں لوگ آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ حضرت سید بشر بن غیاث آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ خلق ایوان وار حام ہیں آپ حیات ربی کے متحمل ہیں علمائے تبریز آپ کی خدمت میں آتے تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے آپ سے ملاقات کی اور بعض اشکال کے بارے میں حل طلب کیا جو انہوں نے احسن طریقہ سے حل فرمایا۔“ ۱۔

حضرت سید عبدالرزاق نور العین کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت برہان الدین محمد مفسر بھی تھے اور بہت سے علوم کے جامع تھے۔ ہم و مسائل پر انہیں قابل رشک عبور تھا مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ سنا تصوف کے پیچیدہ مسائل اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سننے والے کا ذہن بالکل صاف ہو جاتا اور اس کے ذہن میں پھر کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ وقت کے جید علماء جب آپ کے سامنے میں دقت محسوس کرتے تو آپ ہی کی طرف رجوع کرتے اور آپ اپنی فہم و فراست، علمیت و قابلیت، روحانیت سے اس مسئلے کو حل فرما دیا کرتے تھے۔ ان کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ اشرف جہانگیر سمنانی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے ان سے فیض حاصل کیا۔

فصل دوم:

تصانیف، علمی و ادبی خدمات

سید اشرف جہانگیر سمنانی ایک علمی و روحانی شخصیت تھے انہوں نے اپنے علم و روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ بخوبی انجام دیا اور اس مقصد کے لئے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے یہ اہم کام کیا کسی کی علمیت کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تحریر یعنی کتب کا جائزہ لیا جائے اس سلسلے میں کتب نمایاں حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ یہی وہ علمی سرمایہ ہے جو کسی بھی عالم کی علمی حیثیت اور مقام کو واضح کرتا ہے علماء اور صوفیاء کا علمی سرمایہ درحقیقت ان کی تصانیف اور تعلیمات و ملفوظات ہیں جن کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انصیت علم و فضل کے لحاظ سے کس مقام پر فائز تھے اور اس نے کیا علمی خدمات انجام دیں اس فصل میں ہم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت کا علمی و ادبی لحاظ سے جائزہ دیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں نے کیا علمی کارنامے انجام دیئے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور برگزیدہ صوفی ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف بزرگ تھے آپ بیک وقت مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر اور شارح تھے بیشتر علوم و فنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ قرآن کریم کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو ان کی زبان کا عظیم شاہکار ہے۔ تصوف و طریقت پر بہت سی اہم کتب تصنیف فرمائیں کچھ کتابوں کا عربی سے فارسی میں اور کچھ کتابوں کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا کچھ کتب: صرف عربی میں اور کچھ صرف فارسی میں تصنیف فرمائیں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم مگر نہایت مشکل تھیں آپ نے ان کی شروح لکھیں اور آسان کر دیا اس کے علاوہ بے شمار کتب و مقالات لکھیں کیونکہ اس زمانے کے علماء و مشائخ میں آپ کی علمی و روحانی حیثیت مسلمہ تھی اور سب نے آپ کی علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ اہل علم میں سے جو بھی کوئی کتاب تصنیف کرتا وہ اصلاً ح کی غرض سے آپ کی خدمت میں ضرور پیش کرتا اور جب آپ اس کی اصلاح فرما کر اس پر تقریر فرماتے تو آپ کی تحریر اس کتاب اور مصنف کے لئے سند کا درجہ رکھتی تھی ہماری اس بات کی تائید جناب الحاج محمد زبیر صاحب (سابق اسٹنٹ لائبریریئن و استاد لائبریری سائنس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی اس تحریر سے ہوتی ہے جو انہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے متعلق اپنی

کتاب ”اسلامی کتب خانے“ میں لکھی ہے وہ لکھتے ہیں۔

”امرا۔ حضرت کے مذاق علمی کو دیکھ کر اہم کتابوں کا تحفہ بھیجتے تھے اور علماء اصلاح و نظر ثانی کے لئے اپنی گراں قدر تصانیف کا نذرانہ پیش کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک موقع پر اپنی تصنیفات کے علاوہ بعض نادر کتابیں بھی حضرت مخدوم کی خدمت میں بھیجیں اور ایک عرصہ تک مراسلت کا سلسلہ جاری رکھا جس کی چند جھلکیاں ”مکتوبات اشرفی“ میں بھی ملتی ہیں۔“

قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے یہ جب پہلی بار ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے چند علمی سوالات کئے آپ نے ان کے تسلی بخش جواب دیئے تو وہ آپ کے تبحر علمی سے بہت متاثر ہوئے قاضی صاحب جیسے عالم کا آپ کے علم سے متاثر ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ عمود فضل میں یکتا زمانہ تھے۔

قاضی شہاب الدین نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا اور بعد میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اخبار الاخبار میں بھی ایک خط کا ذکر کیا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی جہاں کہیں تشریف لے جاتے علماء آپ سے ملاقات کے لئے آتے اور علمی مباحثہ کرتے وہ ایسے ایسے علمی اور پیچیدہ سوالات لے کر آتے کہ بظاہر جن کا جواب ناممکن ہوتا تھا لیکن جب آپ اپنی علمیت و روحانیت سے ان کے جوابات دیتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے علم کا سمندر بہہ رہا ہے آپ کے جوابات اتنے مکمل اور جامع ہوتے۔ پھر کسی کو بھی ان میں کلام کی گنجائش نہ ہوتی بلکہ سب مطمئن ہو جاتے مولانا علاؤ الدین جاکسی بھی اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم تھے ان کو سات علمی مسائل کے حل درکار تھے انہوں نے بہت سے علماء و بزرگواروں سے دریافت کئے لیکن کوئی ان کے جواب پر قادر نہ ہو سکا جب سید اشرف جہانگیر سمنانی جاکسی تشریف لائے۔ مولانا علاؤ الدین بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور اپنے سوالات آپ کی خدمت میں پیش کئے تو آپ نے فوراً ان کے ایسے جوابات عنایت فرمائے کہ مولانا کی تسلی ہو گئی اور وہ آپ کی علمی بصیرت سے متاثر ہو کر آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے اسی طرح بہت سے علماء آپ کے تبحر علمی سے متاثر ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔



سید اشرف جہانگیر سمنانی کے

ترجمہ قرآن کی سورہ فاتحہ کا عکس

نوشته این صحیفہ بر حق
 القرآن العظیم
 بدست خود ظل بہایون سلطان
 سمنان سید اشرف
 ۷۲۷ھ

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے
 ترجمہ قرآن کے سب ٹائٹل کا عکس

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ إِيْمَانًا وَتَصْدِيقًا لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ عُبُودِيَّةً قَائِمَةً
 لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُدًا وَفِرْقًا

سید اشرف جہاں سمنانی نے مختلف علوم و فنون پر بہت سی اہم کتب تصنیف فرمائیں جو اپنی افادیت کے لئے لحاظ سے آج بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور ان کتب سے آپ کے علم و فضل اور تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے سب سے پہلا علمی کام جو آپ نے کیا وہ قرآن کریم کا ترجمہ تھا جو آپ نے اپنے دور سلطنت میں ۷۲۷ھ میں کیا۔ انی اس وقت آپ سمنان کے شہنشاہ تھے۔

قرآن کریم کا ترجمہ:

یہ ترجمہ قرآن فارسی میں ہے اور ایک عظیم علمی شاہکار ہے کیونکہ اس زمانے میں فارسی ہی بولی اور سمجھی جاتی تھی اس لئے آپ نے فارسی میں ترجمہ کیا اس کا اصل نسخہ کچھ چھ شریف ضلع فیض آباد (اس کا نام اب بدل کر امبید کرنگر رکھ دیا گیا ہے) امبید کرنگر میں خانقاہ اشرفیہ کی لائبریری میں موجود ہے اور اس کی فوٹو پیاں مختلف مقامات پر اہل علم حضرات کے پاس ہیں راقم کے پاس بھی الحمد للہ اس ترجمہ کی ایک کاپی یعنی اس نسخہ موجود ہے جو میرے نہایت ہی قریبی دوست اور کرم فرما جناب مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی زید پورہ نے سطا فرمایا اس کے ٹائٹل پر یہ عبارت درج ہے

”القرآن العظیم“

’نوشتہ اس صحیفہ برحق بدست خود ظل ہمایوں سلطان سمنان سید اشرف ۷۲۷ھ‘

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ قرآن سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے دور سلطنت سن ۷۲۷ھ میں خود تحریر کیا ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پر آپ کی بڑی گہری نظر تھی کیونکہ بہت سے مقامات پر آپ نے اس انداز سے ترجمہ کیا ہے کہ قاری کے ذہن کے ترجمہ شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مترجمین اس طرف توجہ نہیں دیتے اور ایسا ترجمہ کرتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر ذہن الجھتا ہے اور انسانی عقل کو اس بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ ترجمہ ان تمام چیزوں سے نرا ہے اس ترجمہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جس سے بارگاہِ اہل بیت (علیہ السلام) میں ادنیٰ سی گستاخی کا شائبہ نہ پیدا ہو بلکہ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت احتیاط سے ترجمہ کیا ہے آپ نے نہایت سلیس فارسی زبان میں یہ ترجمہ کیا ہے اور اب تک فارسی میں جتنے ترجمے ہوئے ہیں ان سب تراجم میں یہ ترجمہ قرآن منفرد نظر آتا ہے نمونے کے طور پر سورہ فاتحہ کا ترجمہ ملاحظہ

فرمائیے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

ثناء و ستائش خدا براست پروردگار عالمیہا۔ بخشش کنندہ مہربان۔

مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ۔ اَيَاكَ نَعْبُدُ وَاِيَاكَ نَسْتَعِينُ

خداوند روز جزا ترا ہی پرستیم و تو مدد ہی طلبیم

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ہمنا مارا راہ راست راہ آنالکہ انعام کردی برایشان

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

بجز آنالکہ خشم گرفتہ شدہ بانہاد و بجز گمراہان۔ ۱۔

سورہ فاتحہ کے ترجمہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ترجمہ کتنا عام فہم ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہی ترجمہ فارسی زبان کا پہلا ترجمہ ہے کیونکہ یہ ۷۷۷ ہجری میں کیا گیا اور اس سن سے پہلے کوئی اور ترجمہ ثابت نہیں فارسی کے دیگر تراجم بعد کے ہیں اس لحاظ سے اقلیت اسی ترجمہ کو حاصل ہے۔ یہ ترجمہ عرصہ دراز تک کچھوچھو شریف کی لائبریری میں محفوظ رہا اور اس کی نقولی بصورت فوٹو اسٹیٹ اہل علم حضرات کے پاس تبرکاً محفوظ رہیں لیکن کسی نے اس کی طباعت و اشاعت کی طرف توجہ نہیں دی بالآخر خانوادہ اشرفیہ کی عظیم روحانی شخصیت اور آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف کے سجادہ نشین شیخ ملت حضرت علامہ ابو الحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی البیلائی مدظلہ العالی نے اس طرف توجہ فرمائی کہ اس کی طباعت کا اہتمام کیا جائے لیکن اس کام میں دشواری یہ تھی کہ اگر اس ترجمہ کو بعینہ یعنی اسی طرح چھاپ دیا جاتا تو فارسی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے لئے اس کو سمجھنا ناممکن تھا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ پہلے اس فارسی ترجمے کا آسان اردو میں ترجمہ کیا جائے تاکہ عوام و خواص اس سے مستفید ہو سکیں چنانچہ حضرت صاحب سجادہ نے اپنے خلیفہ جناب مولانا سید ممتاز اشرفی زید مجدہ کو اس ترجمے کی پی کاپی عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ وہ اس کا آسان اور عام فہم انداز میں ترجمہ کریں مولانا موصوف نے اپنے پیرو مرشد کے حکم پر عمل

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمٹانی۔ ترجمہ قرآن قلمی۔ یہ ترجمہ انہوں نے اپنے دور سلطنت میں ۷۷۷ھ میں کیا۔

کرتے ہوئے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور ابتداء کردی اور اب تادم تحریر وہ اس ترجمے کے چند روپوں کا ترجمہ اردو میں کر چکے ہیں اس ترجمے کے ساتھ حاشیہ بھی لکھ رہے ہیں جو اظہار العرفان کے نام سے ہے ان شاء اللہ جب یہ مکمل ہوگا تو یہ اہل علم حضرات اور خصوصاً اہل سلسلہ کے لئے ایک انمول تحفہ ہوگا اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو یہ عظیم کام مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

لطاائف اشرفی:

لطاائف اشرفی در حقیقت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان ملفوظات کا مجموعہ ہے جو ان کے مرید حضرت نظام الدین غریب یحییٰ نے جمع کئے تھے یہ ملفوظات اس لحاظ سے زیادہ مستند مانے جاتے ہیں کہ نظام یحییٰ نے خود سید اشرف جہانگیر سمنانی کی صحبت یا فیض میں رہ کر انہیں تحریر کیا وہ ۷۵۰ھ میں حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور تیس سال سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے اور ہمہ وقت ان کی صحبت سے فیضیاب ہو کر انہیں تحریر کیا دوسری چیز جو انہیں مستند کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نظام یحییٰ نے انہیں ترتیب دینے کے بعد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے ان کی تصحیح فرمائی۔ یہ کتاب فارسی میں ہے اس میں ایک مقدمہ اور ساٹھ لطائف ہیں جن میں تصوف و طریقت کے بڑے اہم اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں جو دیگر کتب میں نہیں ملتے اس کا ہر لطیفہ اپنے اندر علم و عرفان کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے اس میں اصطلاحات تصوف، شیخ طریقت کی ضرورت، ریاضت و مجاہدہ، سعادت و شقاوت، عشق و محبت یعنی عشق حقیقی، روح، قلب، جسم، ذکر و فکر، مراقبہ، مکاشفہ، مشاہدہ، صحو و سکھ، ولایت، ولایت عامہ، ولایت خاصہ، وحدت الوجود، وحدت الشہود، سلاسل طریقت کی ضرورت اور تعلیمات، بزرگان دین کے مستند حالات ان کے شجرے اور ان کے خاندانوں کے متعلق معلومات اور بے شمار اہم مسائل شریعت و طریقت پر روشنی ڈالی گئی ہے غرضیکہ لطائف اشرفی علوم شریعت و طریقت کا ایک بیش بہا خزانہ ہے اور طالبان راہ سلوک کے لئے انمول تحفہ ہے یہ ہم نے اجمالی طور پر اس کا جائزہ لیا ہے ورنہ اس میں بہت کچھ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل طریقت کے مشائخ نے اس کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور فیض حاصل کیا مشائخین نے اپنی کتب میں اس کے حوالے دیئے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک لطائف اشرفی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت معتبر ہے۔



لطائف اشرفی کے قدیمی نسخہ کا عکس



اطائف اشرفی کے قدیمی فارسی نسخہ کے پہلے صفحہ کا عکس

لطائف اشرفی اہل علم کی نظر میں:

پروفیسر اسلم فرخی لطائف اشرفی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”لطائف اشرفی کو برصغیر کے فارسی ملفوظات میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے ملفوظات کا یہ تفصیلی مجموعہ سرچشمہ اہل بصیرت بھی ہے گنجینہ علم و عرفان بھی ہے اور انسانی زندگی کے رموز حسن اور سلیقے کی کلید بھی ہے بزرگوں کی ہر بات بزرگانہ انداز کی حامل ہوتی ہے۔ گہری معنویت کی حامل ہوتی ہے اور انسانی کردار و اخلاق کی تشکیل میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہے دل بیدار اور چشم بینا کا مشاہدہ کچھ اور ہوتا ہے۔ عفت قلب و نظر کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے یہ باتیں ہی کچھ اور ہیں اولیائے کرام اپنے مشاہدوں اور تجربوں کو اس دلائل و انداز سے بیان کر دیتے ہیں کہ وہ دینی دنیا کے انسانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں پڑھنے والے پڑھتے ہیں فیض حاصل کرتے ہیں غور کرنے والے بات کی تہہ تک پہنچتے اور موتی رونے کی کوشش کرتے ہیں عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں اور دین و دنیا میں سرخرو ہوتے ہیں بزرگوں کے ملفوظات فیض جاریہ ہیں جس کا جی چاہے فیض اٹھائے اور اپنی عاقبت سنو اورے، لطائف اشرفی کا فیض بھی دائمی ہے۔ ۱۔

خانوادہ اشرفیہ کی ایک جلیل القدر شخصیت حضرت سید شاہ ظفر الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین و متولی درگاہ کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد لطائف اشرفی کے متعلق لکھتے ہیں۔

”یہ گراں قدر تصنیف نہ صرف خانوادہ اشرفیہ کے نیاز مندوں اور درگاہ جہانگیری کے عقیدت مندوں سے لئے گذشتہ صدیوں میں چراغ ہدایت بنی رہی بلکہ دنیائے اسلام میں اسلامی تصوف کے اسرار و غوار میں ایک لاشائی تصنیف اور ذخیرہ علم و حکمت کی حیثیت سے سر آنکھوں پر رکھی گئی ہندوستان میں تصوف کے رموز اور تزکیہ نفس کے موضوع پر اس عالمانہ، فلسفیانہ اور حکیمانہ کتاب کا کوئی جواب نہیں جو اپنے مصنف کے گداز قلب حیرت انگیز معلومات، اپنی شعری و ادبی ذوق کی آئینہ دار ہے فارسی ادب میں اسلوب اور طرز ادا کے اعتبار سے اور ہم عصر فارسی شعراء کے حکیمانہ اشعار کے لا جواب انتخاب کے اعتبار سے جو اس کی عبارتوں کے درمیان جگہ جگہ نگیں کی طرح جڑے ہوئے ہیں لطائف اشرفی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ ۲۔

۱۔ پروفیسر اسلم فرخی، لطائف اشرفی، حصہ دوم، مترجم: پروفیسر ایس ایم الحیف اللہ، شرع اشرفی انٹر پرائز ڈی ۸۸، انڈیا دل بی ایریا کراچی ص ۱۔

۲۔ سید شاہ ظفر الدین اشرف، لطائف اشرفی، مترجم: عبدالحق، شرع اشرفی، جگہ جگہ نگیں فیض آباد ڈی ۸۸، ص ۱۔

ممتاز مذہبی اسکالر جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی جو لطائف اشرفی کے مترجم بھی ہیں اور اس کے تراجم پر نظر ثانی بھی کر چکے ہیں اس کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یہ حضرت کی سوانح عمری بھی ہے اور ان کی تعلیمات کا آئینہ بھی اس میں کہیں تصوف کی اصطلاحات ہیں کہیں ذکر و فکر کی تفصیلات ہیں کہیں صوفیانہ غوامض پر مباحث ہیں کہیں صوفیاء کرام کے مختلف خانوادوں کی مختصر تاریخ کہیں نبی کرم علیہ الخیرہ والسلامیم۔ آل نبی ﷺ۔ خلفائے راشدین آئمہ کبار اور صوفیاء کے حالات ہیں اور کہیں صوفی شعراء پر دلچسپ تبصرہ ہے غرض اسے تصوف کی ایک قاموس کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ اس عہد کی علمی دینی اور عرفانی تاریخ بھی ہے اور بزرگان دین کا تذکرہ بھی بہر حال اپنے موضوع کی منفرد اور لا جواب کتاب ہے۔ ۱۔

ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی لطائف اشرفی کے متعلق لکھتے ہیں۔

”لطائف اشرفی خود آپ کے وسعت علمی اور بصیرت کا بیہ دیتی ہے یہ کتاب تصوف اسلامی کی تمام بنیادی کتابوں کا نچوڑ ہے اس میں تصوف کے مختلف مسائل کو عالمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے اور حکایات و واقعات اور مثالوں کے ذریعے ان کی مزید تشریح کی گئی ہے نہ رسی ادب سے بھی آپ کو دلچسپی تھی لطائف اشرفی میں سیکڑوں اشعار مختلف شعراء کے موجود ہیں مثلاً رودکی، فردوسی، نظامی، رومی، سعدی، ظہیر فارابی، حافظ شیرازی اور خسرو وغیرہ۔ بعض خطوط اور لطائف اشرفی کا ایک باب کچھ شعراء کے پیچیدہ اشعار کی تشریح پر صرف ہوئے ہیں۔ ۲۔

اہل علم حضرات کی ان آراء سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لطائف اشرفی اپنے موضوع کے اعتبار سے کتنی اہم کتاب ہے ہر دور میں اس کی اہمیت و افادیت مسلم رہی اور علماء و مشائخ نے اس سے فیوض و برکات حاصل کئے سب سے پہلے اس کتاب کو مہر و سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی اہلبیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ نے ۱۳۹۵ھ میں نصرت المطالع دہلی سے طبع کرایا اور تمام عالم اسلام میں بھیج کر متعارف کروایا ورنہ اس سے قبل لطائف اشرفی کے قلمی نسخے مختلف مقامات پر موجود تھے جس طرح

۱۔ ڈاکٹر خضر نوشاہی۔ لطائف اشرفی مترجم جس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹر پرائز ڈی ۱۰۸ پاک ڈیفنڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۰

۲۔ ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی۔ حیات سید اشرف جہانگیر مٹانی۔ ناشر رفیعہ از قومی پریس لکھنؤ۔ صفحہ ۲۰۱

اس کا ایک قلمی نسخہ ہندوستان کے شہر گورکھپور میں سبزپوش صاحب کے کتب خانے میں اب بھی موجود ہے اس کے بعد ۱۸۷۸ء فارسی نسخہ دہلی سے شائع ہوا لیکن اب نایاب ہے۔ اسی طرح مختلف ادوار میں یہ کتاب چھپتی رہی لیکن اس کے ترجمے کا اہتمام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے عوام اس کے فیض سے محروم ہے۔

لطائف اشرفی کے تراجم:

لطائف اشرفی کیونکہ فارسی میں ہے اس لئے ہر شخص اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا ضرورت تھی کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ عوام الناس بھی اس سے فیضیاب ہو سکیں چنانچہ خانوادہ اشرفیہ کے بزرگوں میں سب سے پہلے حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی البجانی کچھوچھوی قدس سرہ کے والد محترم حضرت مولانا حکیم شاد سید نذر اشرف کچھوچھوی قدس سرہ نے ۹ لطائف کا ترجمہ کیا اور محدث اعظم ہند نے اپنے رسالے ”ماہنامہ اشرفی“ میں اسے قسطوار شائع کیا محدث اعظم ہند نے جنوری ۱۹۲۲ء کو ماہنامہ اشرفی کا اجرا فرمایا جو عرصہ دراز تک کچھوچھو شریف سے شائع ہوتا رہا۔ یہ معلوم نہیں کہ ان ۹ لطائف کا ترجمہ مجدد سے کتابی صورت میں شائع ہوا یا نہیں پھر عرصہ دراز کے بعد جناب مشیر احمد کاکوروی نے لطائف اشرفی کا مکمل ترجمہ اختصار کے ساتھ کیا یہ تخیص دو جلدوں میں شائع ہوئی مخدوم اشرف اور غل کالج درگاہ کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد نے اسے شائع کیا اس ترجمے کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی یہ ترجمہ حضرت مولانا حکیم عبدالحی اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے حکم سے جناب مشیر احمد کاکوروی لکھنوی نے کیا اور سن ۱۹۳۳ء تا ۱۳۶۲ھ کو تین تین سو صفحات کی دو جلدوں میں شائع ہوا اور اس کے نسخے ملک و بیرون ملک کتب خانوں اور یونیورسٹیوں میں بھیجے گئے اور عرصہ دراز تک یہی ترجمہ ہرجہ دستیاب رہا اور اب بھی ہے اس کے بعد حضرت شاد سید ظفر الدین اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے حکم سے جناب مولانا مہدی الحق صاحب نے صرف دو لطائف کا ترجمہ کیا جو مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا راقم کے پاس جو نسخہ موجود ہے اس کے سب مسائل پر سن طباعت ”۱۹۸۷ء بار دوم“ درج ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ نسخہ ۱۹۸۷ء میں دوسری بار شائع ہوا یعنی اس سے قبل ایک مرتبہ شائع ہو چکا ہے لیکن طباعت اول کا سن معلوم نہیں اس نسخے کو دانش بکڈ پوائنڈہ ضلع فیض آباد یوپی نے شائع کیا اس کے بعد مولانا محمود عبدالستار بھولیپور بنسور (فیض آباد) نے لطائف اشرفی کے مزید چار لطائف کا ترجمہ کیا جو لطیفہ نمبر ۳ سے لطیفہ ۶ تک ایک

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی پھولپوری مدظلہ العالی

لطائفِ شرمی

طوائفِ صوفی

ضمیمہ اول

یہ کتاب حضرت اشرف سمنانی مدظلہ العالی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے

خلعہ شرفیہ پاکستان

مکتبہ دینی سمنانی ۱۴۱۷ھ فروری ۱۹۹۷ء کراچی

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

سنو! یہ کشمیرا اللہ کے اولیاء کو کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غم میں ہوں گے۔



حصہ سوم

ملفوظات

امام القاریین زبدۃ الصالحین عوث العالم محبوب بیرزانی

مخدوم حضرت میرا وحید الدین سلطان سید اشرف جہانگیر مغانی قدس سرہ

جامع ملفوظات

حضرت اعلیٰ مرتبہ برزائے شریف

مترجم

شیخ محمد رفیع الدین

مدیر و ناشر

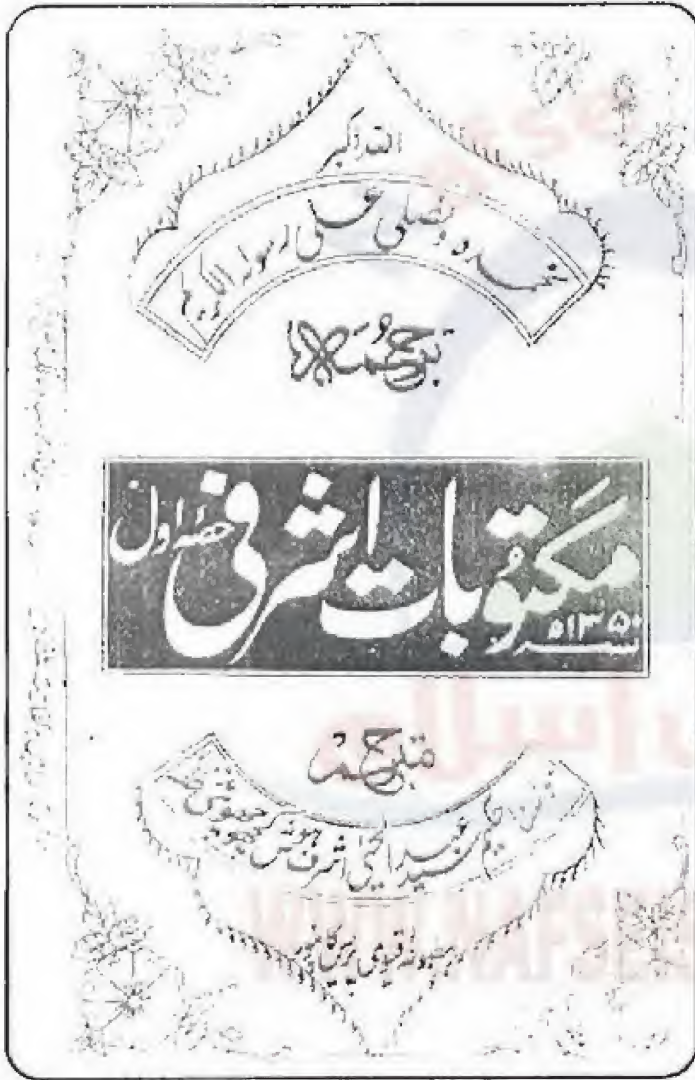
نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی

ران بنگلہ اکادمی اسلام آباد پاکستان

علیہ مجاز مخدوم اشرف حضرت سیدہ فقہ مختار اشرف اشرفی جیلانی

سہارنشین خانقاہ شریف حنیفہ سرکار کوٹہ کچھ شریف انڈیا

جلد میں شائع ہوا راقم کے پاس اس کا جو نسخہ موجود ہے یہ حصہ دوم ہے اور ۳۰۲ صفحات پر مشتمل ہے ترجمہ بہت آسان اور سلیس اردو میں کیا گیا ہے اس کو بھی دانش بکڈ پوائنڈ فیض آباد نے شائع کیا ہے اس کے سب ٹائٹل پر سن طباعت ۱۹۹۲ء درج ہے معلوم نہیں اس کے بعد مزید لطائف کا ترجمہ ہوا یا نہیں راقم کے پاس یہی مذکورہ دو نسخے موجود ہیں اس کے بعد خانوادہ اشرفیہ کی عظیم روحانی شخصیت آفتاب اشرفیت حضرت ابوالمہدی شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی البجلانی قدس سرہ نے اپنے خلیفہ شیخ ہاشم رضا اشرفی کو حکم دیا کہ وہ لطائف اشرفی کا ترجمہ کرائیں چنانچہ انہوں نے اپنے شیخ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ممتاز مستند مترجم جناب شمس بریلوی (مرحوم) سے رابطہ کیا مرحوم و مغفور نے بڑی محبت سے ترجمہ کا آغاز کیا لیکن پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے مجبور ہو گئے چنانچہ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے جناب ڈاکٹر خضر شاہی مدظلہ العالی کی خدمات حاصل کی گئیں موصوف خود ایک علمی و روحانی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں اور سائن پال شریف کے سجادہ نشین ہیں انہوں نے بڑی عقیدت و محبت اور محنت سے اس کام کو مکمل کیا اور لطائف اشرفی کے میں لطائف کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ جون ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا یہ نسخہ راقم کے پاس موجود ہے یہ ۷۷۷ صفحات پر مشتمل ہے بڑے عام فہم انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے عوام الناس بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ان میں لطائف کے ترجمے کی اشاعت کے بعد مزید لطائف کے ترجمے کے لئے پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب خدمات حاصل کی گئیں موصوف نے دن رات ایک کر کے بڑی محنت اور تحقیق سے بقیہ چالیس لطائف کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ جون ۲۰۰۲ء میں دو جلدوں میں شائع ہوا ترجمہ نہایت آسان سلیس اردو میں کیا گیا ہے اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مشکل الفاظ کے معنی مترجم نے حاشیہ میں دیئے ہیں تاکہ قاری کو پریشانی نہ ہو اور جن بزرگوں کا تذکرہ آیا ان کی تاریخ ولادت و وصال بھی حاشیہ میں دی ہے اور جن کتابوں میں ان کا ذکر آیا ہے ان کے نام بھی لکھے ہیں۔ قرآن کریم جو آیتیں آئیں ہیں ان کا حوالہ یعنی آیت نمبر سورہ اور پارہ بھی حاشیہ میں لکھ دیا ہے اسی طرح فارسی اشعار کے ترجمے میں جن چیزوں کی وضاحت نہ ہو سکی وہ حاشیہ میں کی ہے جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صرف کنیت لکھی ہے مترجم نے حاشیہ میں ان کے مکمل نام معدودہ دیت لکھ دیے ہیں اور ساتھ ہی ان کا مختصر تعارف لکھا ہے جو الفاظ کسی ایسی زبان کے لطائف اشرفی میں آئے ہیں جن



ترجمہ ناممکن تھا جیسے (ترکی زبان) مترجم نے وہ الفاظ بعینہ حاشیہ میں نقل کر دیئے ہیں غرضیکہ یہ ترجمہ ہر لحاظ سے بہترین ترجمہ ہے لطائف اشرفی کے اب تک جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان میں اس کو سب سے بہتر قرار دیا جاسکتا ہے لطائف اشرفی کا یہ پہلا مکمل ترجمہ ہے کیونکہ اس سے قبل جتنے ترجمے شائع ہوئے وہ چند لطائف پر مشتمل تھے کسی نے ۹ اور کسی نے چھ لطائف کے ترجمے پر اکتفا کیا جناب مشیر احمد کا کوروی نے جو ترجمہ کیا وہ دو جلدوں میں شائع ہوا راقم کے پاس اس کی دوسری جلد موجود ہے جو نوے لپیٹے سے شروع ہو کر اٹھانوے ۵۸ لپیٹے پر اختتام پذیر ہوتی ہے جبکہ لطائف کی تعداد ساٹھ ہے اس لحاظ سے بھی اس ترجمے کو مکمل نہیں کہا جاسکتا جناب پرفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب کا ترجمہ ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین ہے کتاب وطباعت بھی شاندار ہے جس نے اس میں مزید چار چاند لگا دیئے ہیں لطائف اشرفی کا مکمل ترجمہ تین جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں مقدمہ کے ساتھ بیس لطائف کا ترجمہ ہے جو جناب شمس بریلوی صاحب مرحوم و مغفور نے کیا تھا لیکن علالت کے باعث مکمل نہ کر سکے بعد ازاں وصال فرما گئے بعد میں جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب نے اسے مکمل کیا باقی چالیس لطائف کا ترجمہ پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ صاحب نے کیا جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اس طرح یہ تین جلدوں میں مکمل ساٹھ لطائف کا ترجمہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ عوام الناس اس سے استفادہ کر سکیں گے۔

مکتوبات اشرفی:

مکتوبات اشرفی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مریدین و معتقدین اور باشاہان وقت کو تحریر فرمائے ان مکتوبات میں آپ نے اللہ کی وحدانیت، الوہیت، رسالت، وحدت الوجود، عقائد صوفیاء، صوفیاء کے مراتب، خلفائے راشدین کے مناقب، شیخ سے حسن عقیدت، مراتب توحید، صوفیاء کی صحبت کے اثرات، خواب کی حقیقت، ارادت پیر کی شرائط، نماز تہجد، شب بیداری کی فضیلت، قبور اکابرین کی زیارت کے فوائد، ذکر نفی اثبات، ذکر میں استغراق کی کیفیت، راہ سلوک کی مشککات، اصطلاحات صوفیاء، فرعون کی موت اور اس کا ایمان، منصب قضاء اور اس کے آداب، سلوک کی ترغیب و تحریص، سادات ہندوستان کے نسب، اطوار ثلاثہ حدیث قدسی کا ترجمہ و تشریح، رجال الغیب، حضرت خضر علیہ السلام کے احوال، راہ سلوک میں صبر، دلائل

عشق و مراتب مع چند نکات، توحید و معرفت کے مراتب، سلاسل اربعہ، فقر و غنا، حضرت علی اور اہل بیت، عشرہ مبشرہ، مشائخ معمریہ کے تبرکات، ارباب تقویٰ کے لطائف بزرگ دین کے حالات و واقعات بیان فرمائے ہیں بادشاہان وقت کو جو خطوط لکھے ان میں انہیں عدل و انصاف سے حکومت کرنے اور شریعت و سنت کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔ سلاطین کو سختیں کہیں اور انہیں استحکام سلطنت کے طریقے بتائے۔ آپ کے یہ خطوط عصر حاضر کے سلاطین و ارباب اقتدار کے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں اور طالبان راہ سلوک و مشائخ طریقت کے لئے راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں چشم بینا سے دیکھا جائے تو ہر مکتوب اپنے اندر علم و معرفت و روحانیت کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے یہ مکتوبات آپ کے فرزند معنوی خلیفہ برحق اور جانشین حضرت سیدنا عبدالرزاق نور العین نے جمع فرمائے سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے کیونکہ تجرید میں زندگی گزاری اس لئے آپ کے سلاسل نسبی اور بیعت سید عبدالرزاق نور العین سے چستے ہیں حضرت نور العین نے انہیں جمع کر کے باقاعدہ کاتب سے لکھوایا اس طرح یہ مکتوبات کتابی شکل میں آگئے یعنی قلمی نسخہ تیار ہو گیا سید عبدالرزاق نور العین دیا چہ مکتوبات اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں۔

”نوشہ چین خرمین اخلاق فیاء ریزہ گزین انجمن فرقہ علیہ خادم سید عبدالرزاق حسینی اشرفی جیلانی شیعہ اللہ علیٰ منہج الصدق والد ادرعش پرواز ہے کہ بعض مکتوبات جس کو حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمٹانی منع اللہ المسلمین و شرف المؤمنین بشریف بقاء و معزلیات خاص احباب کو ارقام فرمایا تھا اور اس زمانے کے اکابر علماء و صوفیاء نے ان کو معرفت و ہدایت کا راہ افتخار میں آویزاں کیا تھا اور سب حصول مراتب دارین تصور کیا تھا ابتدائی درمیانی مکاتب کو عمدۃ الخلفاء حضرت شیخ نظام الدین یحییٰ نے جمع کیا مگر وہ مکتوبات گرامی جس کا صدور آپ سے اواخر حال میں ہوا کسی نے اس کو جمع نہیں کیا جس وقت مجھے جمع کرنے کا اتفاق ہوا اور حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ جو مکتوبات جمع نہیں کئے گئے ہیں ان کو جمع کر دو تو میں نے تعمیل ارشاد کے لئے مکتوبات اشرفی کو ایک ترتیب کے ساتھ جمع کرنا شروع کیا امید ہے کہ طالبان راہ حق کے لئے یہ مکاتیب ایک بہترین زاد راہ و درگاہ نامتناہی تک پہنچنے کے لئے ایک زبردست سرمایہ ہوں“۔

سید عبدالرزاق نورالعین کی تحریر سے پتہ چلا کہ مکتوبات کو پہلے نظام یمنی نے جمع کیا اور دوسری مرتبہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے حضرت نورالعین نے باقاعدہ ترتیب کے ساتھ جمع کیا اور کاتب سے لکھوا کر قلمی نسخہ تیار کروایا لیکن طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا دنیا کی مشہور لاہریوں میں مکتوبات اشرفی کے جو نسخے موجود ہیں وہ اسی قلمی نسخہ کی کاپیاں یعنی فوتو اسنیت یا مائیکرو کاپیاں ہیں یہ مکتوبات کس سن میں تحریر کئے گئے اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ کسی مکتوب پر تاریخ درج نہیں ہے لیکن تحقیق سے یہ ضرور معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کس سن میں جمع کئے گئے ہیں جب ہم نے اس سلسلے میں تحقیق کی تو مکتوبات اشرفی کے مترجم رفیق محترم مولانا ممتاز اشرفی زیدہ مجدد کی تحریر نظر سے گزری وہ مکتوبات اشرفی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ ”کچھ مکتوبات کو اولاً حضرت نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے (جون ۱۵۰ھ میں حضرت کی بیعت وارات میں داخل ہوئے) نے جمع فرمایا لیکن کتاب کی شکل میں نہیں تھے ان مکتوبات کی جمع کی تاریخ لفظ مر قومات سے (۸۷۷ھ) حاصل ہوئی اس کے بعد حضرت سید عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمۃ نے کاتب سے باقاعدہ کتابی شکل میں جمع کروایا جیسا کہ خطبہ کتاب کے بعد ذکر ہوا ہے اس جمع ثانی کی تاریخ لفظ مکتوبات سے (۸۶۹ھ) حاصل ہوئی اس اعتبار سے بعض مکتوبات کے مرتب اول حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور مرتب ثانی حضرت سید عبدالرزاق نورالعین ہیں۔ ۱

مولانا ممتاز اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ مکتوبات اشرفی کے مرتب اول حضرت نظام یمنی نے یہ مکتوبات ۸۷۷ھ میں جمع کئے اور مرتب ثانی حضرت عبدالرزاق نورالعین نے انہیں ۸۶۹ھ میں جمع کیا اور آج جو مکتوبات ہمارے پاس موجود ہیں وہی ہیں جو حضرت نورالعین کے جمع کردہ ہیں اور غالباً اسی کے نسخے مختلف مقامات پر موجود ہیں مکتوبات میں اکثر مکتوب وہ ہیں جو ان خطوط کے جوابات پر مشتمل ہیں جو اس دور کے علماء و صوفیاء نے آپ کے نام تحریر فرمائے اور ان میں آپ سے مسائل دریافت فرمائے آپ نے ان کے نہایت تسلی بخش جواب تحریر فرمائے چنانچہ سلسلہ اشرفیہ کی ایک روحانی شخصیت محترم جناب مولانا حکیم سید عبدالحی اشرف ہوش کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جو مکتوبات اشرفی کے مترجم اول ہیں اس کے مقدمہ

۱۔ مولانا ممتاز اشرفی، مکتوبات اشرفی، جلد اول، ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ، گلشن بہار، سیکٹر ۱۲ اورنگی ناؤ، نگر اپچی، صفحہ ۴۴

میں لکھتے ہیں۔

”مکتوبات اشرفی جو حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے خطوط کا ایک نایاب مجموعہ ہے جس کے جامع حضرت سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں ہر مکتوب میں شریعت و طریقت کے مشکل و پیچیدہ مسائل ہیں جس کا استفسار اس زمانے کے علماء و صوفیاء نے کیا تھا اور حضرت مخدوم صاحب نے اس کا نہایت مدلل جواب دیا تھا۔ علاوہ ازیں ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایمان فرعون کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے تسلی بخش جواب دیا اس مکتوب کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخبار میں نقل کیا ہے“۔

وقت کے اکابر علماء و صوفیاء کا آپ کی خدمت میں خطوط لکھ کر مسائل دریافت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت علمی و روحانی لحاظ سے مستند تھی اس کا ثبوت ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا وہ خط ہے جو انہوں نے فرعون کے ایمان کے بارے میں آپ کو تحریر کیا حالانکہ قاضی صاحب موصوف خود ایک علمی شخصیت تھے اور اس دور کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے آپ کے علمی کی وجہ سے بادشاہ وقت بھی آپ کا احترام کرتا تھا لیکن اس تمام علم و فضل اور عزت اور احترام ہونے کے باوجود قاضی صاحب مشکل مسائل کے حل کے لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی ہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ ان مشکل مسائل کو بہت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے ان دونوں حضرات میں خط و کتابت رہتی تھی اسی طرح دیگر علماء و صوفیاء بھی خطوط کے ذریعے آپ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے یہ خطوط علوم شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کا ایک سمندر ہیں۔

مکتوبات اشرفی کے تراجم:

لطف اشرفی کی طرح مکتوبات اشرفی بھی فارسی میں تھے اس لئے ضرورت تھی کہ ان کا اردو میں ترجمہ کیا جائے لیکن کسی نے ان کے ترجمے کی طرف توجہ نہیں دی اکثر اہل علم و اہل سلسلہ کی توجہ لطف اشرفی کی طرف رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لطف اشرفی کے تو متعدد ترجمے ہوئے جبکہ مکتوبات کا

مکتوبات اشرافی

الارشادات للعلم

فہرست اہالیہ تصانیف شریفہ شہادۃ اشرف جہانگیر مہدی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۰۶

۱۹۰۶

جامع مکتوبات

محفوظ الانوار حضرت مہ شاد عبد الرزاق بن العین رحمۃ اللہ علیہ

حسب الارشاد

شیخ الحدیث حضرت شہید محمد الفقیہ امیر شہ سید احمد

مجاہدین علیہم السلام شہید شہید شہید شہید شہید

مترجم و معنی

ترجمہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ

ترجمہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ شہ

لائسنس

دار الفکر و نشر و توزیع

پیشکش شد، مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۶ء، دار الفکر و نشر و توزیع

کوئی ترجمہ نہ ہو سکا ہمارے خیال میں اس کی سب سے بڑے وجہ اہل علم و اہل سلسلہ کے پاس مکتوبات کی عدم موجودگی تھی کیونکہ مکتوبات کا قلمی نسخہ تھا وہ بھی ہر جگہ دستیاب نہیں تھا اسی لئے کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور عرصہ دراز تک وہی قلمی نسخہ لائبریریوں کی زینت بنا رہا پھر خانوادہ اشرفیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف توجہ دی اور مکتوبات اشرفیہ کے ترجمے کا آغاز کیا انہوں نے پانچ مکتوبات کا ترجمہ کر کے شائع کیا یہ نسخہ راقم کو میرے نہایت کرم فرما جناب سید محمود الحسن اشرفی گورکھپوری (مرحوم) نے اپنے ذاتی کتب خانے سے دیا یہ ترجمہ مکمل نہیں ہے اس میں مقدمہ۔ جامع مکتوبات حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کے حالات اور اس کے بعد پانچ مکاتیب کا ترجمہ ہے اس کے ٹائٹل پر مکتوبات اشرفی حصہ اول سن ۱۳۵۰ھ درج ہے یہ ترجمہ قیومی پریس کانپور سے شائع ہوا اور ہمارے خیال میں مکتوبات اشرفی کا یہ پہلا ترجمہ ہے کیونکہ اس سے قبل کسی ترجمے کا راقم کو علم نہیں یہ ترجمہ ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا جیسا کہ اس کے ٹائٹل سے ظاہر ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے بقیہ حصے شائع ہوئے یا نہیں یہ ترجمہ نہایت آسان اور عام فہم ہے ہر شخص اس سے استفادہ کر سکتا ہے اکثر مکتوبات میں سے اشعار حذف کر دیئے ہیں ہو سکتا ہے کہ اداق ہونے کی وجہ سے کئے ہوں بہر حال مجموعی طور پر یہ بہترین ترجمہ ہے۔

مکتوبات اشرفی کے دوسرے مترجم مولانا ممتاز اشرفی ہیں جنہوں نے مکمل مکتوبات کا ترجمہ کیا آستانہ عالیہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین حضرت علامہ ابوالحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی البجائی مدظلہ العالی ۱۹۹۹ء میں پاکستان تشریف لائے اور اپنے ساتھ مکتوبات اشرفی کا قلمی نسخہ (جو جامع اشرف کچھوچھو شریف کی لائبریری میں تھا) لائے اور اپنے مرید و خلیفہ مولانا ممتاز اشرفی زید مجدد کو دیا اور حکم فرمایا کہ اس کا ترجمہ کریں مولانا موصوف نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے بڑی محنت شوق اور لگن سے مکتوبات کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ سن ۲۰۰۲ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا لیکن ہمارے خیال میں یہ ترجمہ بہت اداق ہے ترجمہ عام فہم ہونا چاہیے تاکہ ہر شخص استفادہ کر سکے فاضل مترجم نے عربی عبارات کا ترجمہ نہیں کیا اور اکثر جگہ فارسی کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو عوام کی فہم سے بالا ہیں لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مکتوبات کا عام فہم اور سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے یہ مکتوبات دو جلدوں پر مشتمل ہیں پہلی جلد میں

تحقیقاتِ عشق

ترجمہ: علامہ اقبال جہانگیر
اردو زبان و ادب

مترجم: علامہ اقبال جہانگیر
عربی زبان و ادب

مترجم: علامہ اقبال جہانگیر
فارسی زبان و ادب

مترجم: علامہ اقبال جہانگیر
پنجابی زبان و ادب

ناشر: دارالعلوم رضویہ
لاہور

پیشکش: علامہ اقبال جہانگیر
دارالعلوم رضویہ

مقدمہ اور ۴۲ مکتوبات ہیں جبکہ دوسری جلد میں ۴۳ تا ۷۴ مکتوبات ہیں مکتوبات کی کل تعداد ۷۴ ہے اس طرح یہ کل مکتوبات کا مکمل ترجمہ ہے کتابت و طباعت بہترین ہے اور ناٹشل بھی خوبصورت ہے جس سے اس میں چار چاند لگ گئے ہیں ہمارے خیال میں یہ پہلا مکمل ترجمہ ہے ورنہ اس سے قبل تمام مکتوبات کا ترجمہ نہیں ہوا اب یہ ہر جگہ دستیاب ہے اہل علم حضرات اس سے بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

تحقیقات عشق (رسالہ):

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ رسالہ ”تحقیقات عشق“ کے نام سے ہے یہ رسالہ فارسی میں ہے اس میں آپ نے عشق حقیقی کے متعلق گفتگو کی ہے اس کے علاوہ محبت، محبت کے معنی اس کی تشریح، فنا و بقا، ناسوت، ملکوت، جبروت، مراتب عشق منازل عشق اور اس راہ کے مصائب و خطرات کو بیان فرمایا ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے ہر بات کو قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا اسی لئے ہمیں اس رسالے میں جا بجا آیات قرآنی نظر آتی ہیں پھر اس کے ساتھ آپ نے احادیث قدسیہ کو بھی بطور حوالہ پیش کیا ہے یہ ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے یہ رسالہ عرصہ دراز تک اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ رہا اور کسی کو یہ علم نہ ہو سکا کہ یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا تصنیف کردہ ہے ۱۳۵۷ھ میں خانوادہ اشرفیہ کی ایک روحانی شخصیت حضرت علامہ سید نعیم اشرفی البیہانی مدظلہ العالی (سجادہ نشین ضلع جاس رائے بریلی) احمد آباد تشریف لے گئے وہاں ایک ولی کامل حضرت محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے سے ملحق کتب خانے گئے تو وہاں آپ نے اس رسالے کو دریافت فرمایا چنانچہ وہ اپنی کتاب ”محبوب یزدانی“ میں لکھتے ہیں۔ ”جب میں فن تصوف کی فہرست خود لے کر اٹھنے لگا تو ایک کتاب عجیب کا نام اور ملا کتاب آنے کے بعد میری معلومات میں ایک ناواراضافہ اور ہوا اس لئے کہ یہ حضرت مخدوم صاحب کی کتاب ”رسالہ تحقیقات عشق تھا“ یہیں سے دل میں ایک نئی امنگ نے جنم لیا اور میں سید جہانگیر سمنانی کی کتاب ”محبوب یزدانی“ میں لکھتے ہیں۔ ”جب میں فن تصوف کی فہرست خود لے کر اٹھنے لگا تو ایک کتاب عجیب کا نام اور ملا کتاب آنے کے بعد میری معلومات میں ایک ناواراضافہ اور ہوا اس لئے کہ یہ حضرت مخدوم صاحب کی کتاب ”رسالہ تحقیقات عشق تھا“ یہیں سے دل میں ایک نئی امنگ نے جنم لیا اور میں سید جہانگیر سمنانی کی کتاب ”محبوب یزدانی“ میں لکھتے ہیں۔ ”جب میں فن تصوف کی فہرست خود لے کر اٹھنے لگا تو ایک کتاب عجیب کا نام اور ملا کتاب آنے کے بعد میری معلومات میں ایک ناواراضافہ اور ہوا اس لئے کہ یہ حضرت مخدوم صاحب کی کتاب ”رسالہ تحقیقات عشق تھا“ یہیں سے دل میں ایک نئی امنگ نے جنم لیا اور میں سید جہانگیر سمنانی کی کتاب ”محبوب یزدانی“ میں لکھتے ہیں۔

سید نعیم اشرف صاحب کی تحریر سے پتہ چلا کہ اس رسالے کو انہوں نے دریافت کیا محدث صاحب کا جو ذکر

کیا ہے اس سے مراد محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی اجمیلانی کچھ چھوی قدس سرہ ہیں۔ یہ رسالہ کیونکہ فارسی میں تھا اس لئے عوام الناس اس کے فیض سے محروم تھے سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھو شریف حضرت علامہ ابوالخود سید انظار اشرف اشرفی اجمیلانی مدظلہ العالی کے حکم سے جناب مولانا ممتاز اشرفی زید مجدہ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو سن ۱۴۰۰ھ میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا یہ ترجمہ عام فہم اور آسان زبان میں کیا گیا ہے مزید آسانی کے لئے مصنف نے حاشیہ لکھا ہے جس میں مشکل الفاظ کی تشریح کی ہے اور جو طویل مباحث ہیں ان کو سمجھنے کے لئے تصوف کی دیگر کتب کے نام بھی حاشیہ میں دیئے ہیں ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ ایک جامع ترجمہ ہے کتب و طباعت کے علاوہ نائٹل بہت خوبصورت ہے جس نے اس میں مزید نکھار پیدا کر دیا یہ رسالہ اب ہر جگہ دستیاب سے عوام و خواص سبھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ اشرفیہ:

یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو آپ کی خدمت میں علماء و صوفیاء اور عوام کی جانب سے بطور استفتاء بھیجے جاتے تھے اور آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے جواب مرحمت فرماتے تھے آپ علم فقہ پر مکمل عبور رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ علماء فقہ کے مشکل مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے اہل علم کی کوشش کے باوجود یہ فتاویٰ اب تک دریافت نہ ہو سکے راقم کو ایک صاحب نے بتایا کہ یہ فتاویٰ جامعہ ازہر کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ حضرت سید عبدالرزاق نور العین نے خاتمہ مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے اس میں فتاویٰ اشرفیہ کا ذکر بھی کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً یہ فتاویٰ موجود ہوں گے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات پر کسی گئی تقریباً تمام کتب میں ان کا ذکر ملتا ہے اگر یہ فتاویٰ کسی قدیم لائبریری سے حاصل ہو جائیں تو یہ بہت بڑا علمی کام ہوگا۔

بشارت المریدین:

یہ رسالہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی قبر میں بیٹھ کر تحریر فرمایا تھا کیونکہ آپ نے



سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ قبریہ
کے نائل کا عکس، جو انھوں نے وصال سے قبل
اپنی قبر میں بیٹھ کر تحریر فرمایا

اپنے وصال سے قبل اپنی نگرانی میں قبر تیار کروائی تھی چنانچہ جب قبر تیار ہوئی تو آپ کا غدو قلم لے کر اس میں تشریف لے گئے اور یہ رسالہ تحریر فرمایا لطائف اشرفی میں اس کا ذکر اس طرح مذکور ہے۔

”بعد ازاں پسند ورق کا غد سادہ و ہمر اہ گرفتہ در قبر در آمدند یک شبانہ روز در قبر بودند انچہ واقعات قبور و شرف یافتن بنور حضور بود و ہمہ در بیاض آورند چنانکہ اس رسالہ موسوم شدہ۔ بشارت المریدین و ہمہ سخاں در آنجا بہ تفصیل نوشتہ انداز انجا معلوم خواہد شد“

ترجمہ: اس کے بعد آپ کا غد کے چند سادہ ورق ساتھ لے کر قبر میں داخل ہوئے ایک رات اور ایک دن قبر میں رہے قبور کے واقعات اور نور حضور سے شرف پانے کے جو مشاہدات رونما ہوئے انہیں اور اراق میں تحریر کیا اور اس رسالے کا نام ”بشارت المریدین“ رکھا اس میں تمام نکات تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں جو رسالے کے مطالعے سے معلوم ہوں گے۔

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ وصال سے چند روز قبل آپ نے اپنی قبر میں یہ رسالہ تحریر فرمایا یہ رسالہ عربی میں ہے یہاں ہم ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ آپ کا مقام روحانی لحاظ سے کتنا بلند تھا اور آپ کیا عقیدہ رکھتے تھے کیونکہ اس میں آپ نے اپنے عقائد کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے اقتباس یہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

”سبحانہ من عز شانہ علی امرہ و برہانہ و اصلوۃ و السلام علی نبیہ افضل الانبیاء محمد والہ اجمعین و السلام علی من اتبع الهدی علی اخواننا و احیانا و اصحابنا نحن امناء و صدقنا باللہ کما هو باسماہ و صفاتہ و قلبت جمیع احکامہ و نحن نؤمن و نعتقد بجمیع اعتقاد اهل الاسلام و الايمان کما هی ارادت اللہ و رسولہ کما قال اللہ تعالیٰ امن الرسول بما انزل الیہ من ربه المؤمنون کل امنا باللہ و ملتکتمہ و کتبہ و رُسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ و نؤمن باللہ و نعتقد بفضل اصحابہ و احق الخلافہ ابو بکر بن قحافہ علی سائر المسلمین و التابعین ثم افضل من اصحابہ و حق الخلافہ عمرو ثم عثمان ثم عسی رضی اللہ عنہم اجمعین“

ترجمہ: پاک ہے وہ اور وہ غالب ہے شان اس کی بلند ہے حکم اس کا اور حجت اسی کی اور وہ دوسلام اوپر نبی کے جو اس کے جملہ انبیاء میں افضل ہیں محمد (ﷺ) اور تمام اولاد اس کی سلامتی ہو اوپر اس شخص کے جو نابالغ ہو امر حق کا ہمارے بھائیوں یا روں اور ہمارے اصحاب پر اور ایمان لائے ہیں ہم اور تصدیق کی ہم نے جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفاتوں سے متعجب ہے اور قبول کیا ہم نے اس کے تمام حکموں کو اور ہم ایمان لائے اور ہم معتقد ہیں مسلمانوں کے اور مؤمنین کے تمام اعتقادات کے ساتھ جیسا کہ ارادہ اللہ اور اس رسول (ﷺ) کا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے یقین اپنے پیغمبر جو کچھ کہ آیا ہے اس کی جانب سے اس کے پروردگار کی طرف سے اور مومنوں کی طرف بھی تو سب ایمان لے آئے ہیں خدا پر فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور جنہوں نے کہا کہ ہم فرق نہیں کرتے ہیں درمیان میں رسولوں کے خدا پر ایمان لائے ہم اور عقیدہ کامل رکھتے ہیں اصحاب پر اور ان کی فضیلت پر اور خلافت پر حضرت ابوبکر صدیق بن خافہ پر اور تمام مسلمانوں اور تمام تابعین پر جو اصحاب کے بعد افضل ہیں اور حضرت عمر کی خلافت پر اور حضرت عثمان کی خلافت پر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر سب فرزندان، برادران معتقدین اور دوستوں کو معلوم ہوا کہ اس پر تھے اور اسی پر ہیں اور قیامت تک کے لئے یہی چاہتے ہیں۔

”قال کما نعیثون تموتون تبعثون کما تبعثون تحشرون“ جو شخص اس پر اعتقاد نہیں رکھتا گمراہ ہے اور زندیق ہے ہم اس سے بیزار ہیں اور خدا اس سے راضی نہیں ہے اس تھوڑی سی مدت میں ستر ہزار بجلی جمال خداوند عزوجل کی اس فقیر پر ہوئیں اور حضرت مثنیٰ بن حنظلہ نے بے انتہا اکرام و اعزازات اس فقیر پر مرحمت فرمائیں جو تحریر میں نہیں آتی ہیں حضرت ذوالجلال اور قادر کمال نے عالم ملکوت سے ندا کی ہے ”اشرف“ ہمارا محبوب ہے اور میرے مریدان صادق و کاذب موافق اور مخالف سب پر ہیں معافی کا حکم ان کی پیشانی پر کھینچ دیتا ہوں اور بخشا ہوں تاکہ بخشے جائیں الحمد للہ علی ذلک یہ بشارت آخری برادران اور دوستوں کو پہنچاتا ہوں۔ ۱۔

بشارت المریدین کے اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سنائی مسلک اہلسنت سے تعلق رکھتے تھے خلفائے راشدین کو ان کی فضیلت اور مقام کے مطابق حسب مراتب مانتے تھے اور انہوں نے

۱۔ سید اشرف جہانگیر سنائی۔ بشارت المریدین یعنی رسالہ قبریہ۔ مترجم سید محمد حسین۔ ناشر دفتر انتظامیہ رگڑ کچھوچھو شریف صفحہ ۲۲۔

اپنے مریدین و معتقدین کو انہی عقائد پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے یہ رسالہ کیونکہ آپ نے قبر میں بیٹھ کر لکھا تھا اس لئے یہ رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہے حالانکہ لطائف اشرفی میں اس کا نام ”بشارت المریدین“ ہے۔ ڈاکٹر وحید اشرف نے بشارت المریدین اور رسالہ قبریہ کو دو الگ رسالے قرار دیئے ہیں دو لکھتے ہیں ”آپ کچھ سادہ کاغذ لے کر قبر میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک دن ایک رات رہے اور رسالہ قبریہ اور بشارت المریدین کے نام سے دو رسالے لکھے۔ رسالہ قبریہ میں عالم ارواح کی باتیں ہیں جسے بلند مرتبہ صوفیاء ہی سمجھ سکتے ہیں بشارت المریدین میں آپ نے اپنے عقائد کا اظہار کیا ہے۔“

ڈاکٹر وحید اشرف نے یہاں دو رسالوں کا ذکر کیا ہے لیکن اپنی کتاب میں جہاں انہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تصانیف کی فہرست دی ہے اس میں ان دونوں رسالوں میں سے کسی ایک کا بھی ذکر نہیں کیا ہمارے خیال میں یہ ایک ہی رسالہ ہے جس کا نام لطائف اشرفی میں بشارت المریدین درج ہے یہی رسالہ بعد میں رسالہ قبریہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا ترجمہ سید تھل حسین نے کیا ہے یہی اس کا پہلا ترجمہ ہے۔ پاکستان میں اس کا کوئی ترجمہ نہیں ہوا، راقم ۱۹۹۶ء میں جب کچھ تھل شریف حاضر ہوا تو وہیں سے یہ رسالہ خرید کر لایا۔

شرح ہدایہ:

فقہ کی معرکتہ الآراء کتاب ہدایہ کی شرح ہے جو آپ نے تحریر فرمائی اور حاشیہ بھی لکھا مشہور عالم دین حضرت قاضی شہاب الدین جب آپ سے ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے انہیں شرح ہدایہ اور حاشیہ ہدایہ کے وہ مقامات جہاں مولانا برحان الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سہو ہوا ان سب کی تصحیح پر مشتمل قلمی نسخہ عطا فرمایا ہمارے خیال میں اس کی طباعت نہیں ہوئی یہ قیمتی نسخہ نایاب ہے۔

نحو اشرفیہ:

جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ علم نحو میں لکھی گئی تھی اس میں آپ نے نحوی مسائل بیان فرمائے ہیں وقت کے جید علماء نے اس کو پسند کیا اور اسے اپنے لئے دستور بنایا یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

شرح عوارف:

تصوف کی مشہور زمانہ کتاب عوارف المعارف کی شرح ہے جو آپ نے تحریر فرمائی اور اس میں نہایت تفصیل سے تصوف و طریقت کے مسائل کو بیان فرمایا ہے اور بہت سے اہم نکات اور اسرار و رموز کو بھی واضح فرمایا ہے غالباً یہ بھی قلمی کتاب ہے۔

شرح فصوص الحکم:

کتب تصوف میں فصوص الحکم کو اہم مقام حاصل ہے آپ نے اس عظیم کتاب کی شرح لکھی حضرت ابو عبد الرزاق نور العین اشرفی البیلائی نور اللہ مرقدہ مکتوبات اشرفی کے خاتمہ میں اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”جس زمانے علم العماء صاحب المعارف و بحر العوارف شیخ نجم الدین بن صدر الدین قونوی کتاب فصوص کا درس لینے آتے تھے اسی زمانے میں روحانیہ اکبریہ کے حکم سے فصوص کی شرح لکھی یہ شرح عرب میں بھی مشہور ہوئی اور عرب کے لوگ بھی تصوف کی جانب مائل ہوئے۔ ل۔ مکتوبات اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شرح عربی میں ہوگی جہی عرب میں مقبول ہوئی۔

اخلاق و تصوف (اردو):

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک رسالہ ”اخلاق و تصوف“ بھی بتایا جاتا ہے یہ رسالہ آپ نے اردو زبان میں تحریر فرمایا محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہی رسالہ اردو کا پہلا رسالہ ہے چنانچہ پروفیسر حامد حسن قادری لکھتے ہیں۔

”خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی (جن کا مزار کچھوچھو شریف علاقہ اودھ میں ہے) اردو میں ایک رسالہ اخلاق و تصوف پر ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء میں تصنیف کیا میرنذر علی دردکا کوروی رسالہ نگاہ کھنوبابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لکھتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر نے اپنے سلسلے کے ایک بزرگ مولانا وجہ الدین کے ارشادات کو اردو زبان میں (جس کو اس زمانے میں ”زبان ہندی“ کہا کرتے تھے) خود جمع کیا ہے میں نے اپنے ایک

۱۔ عبد الرزاق نور العین۔ خاتمہ مکتوبات اشرفی۔ اشرف العلوم اشرفیہ رضویہ کاشن بہار سیکٹر ۱۶، اورنگی ناؤن کراچی۔ ص ۳۸۹۔

بزرگ کے پاس خود اس کتاب کو دیکھا ہے یہ قلمی کتاب ۲۰۷ صفحات کی ہے اس کے صفحہ ۱۱۸ کی ایک عبارت کا ٹکڑا یہ ہے۔ ”اے طالب آسمان زمین سب خدا میں ہے ہوا سب خدا میں ہے جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھتر سب ذات ہی ذات ہے۔“

نثر اردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں ہے سید اشرف صاحب ۲۸۹ء، ۲۸۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰۷ھ کی عمر کو بحساب قمری پچھلک ۱۳۹۵ء، ۸۰۸ھ میں وفات پائی ممکن ہے کہ سید صاحب کی کتاب ہی اردو زبان کی تصنیف اولین ادب تک ارباب تحقیق متفق الرائے تھے کہ شمالی ہند میں اٹھارویں صدی عیسوی (۱۷ویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف و تالیف نثر کا کوئی وجود نہ تھا یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا اب سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر نے نظم و نثر دونوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ ۱۔

پروفیسر حامد حسن قادری کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اردو زبان کا پہلا رسالہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ہی نے نکالا دیگر محققین کی تحقیق بھی یہی ہے۔ درد کا کوروی کا ایک مضمون بعنوان اردو زبان کی ابتداء راقم کی نظر سے گذرا جو ماہنامہ سوداگر میں شائع ہوا اس میں وہ لکھتے ہیں۔ ”حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ۳۷۷ سال حضرت امیر خسرو کے ہم عصر رہے اردو زبان کی ہر ولعزیزی کی بناء پر انہوں نے اپنے مریدوں کے لئے اردو میں ایک صوفیانہ کتاب لکھی تھی کتاب ۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۸ء کی یادگار ہے حضرت شاہ قادر اولیاء کی درگاہ کے خادم محبوب علی شاہ کے پاس میں نے اس کو خود دیکھا تھا اور اس سے جو عبارت قدیم اردو نمونے کے لئے نقل کر لی تھی وہ یہ ہے۔ اے طالب آسمان زمین سب خدا میں ہے جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھتر تمام ذات ہی ذات ہے۔ ۲۔

اور اکثر کتب میں اس رسالے کے حوالے بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ رسالہ آج کہیں دستیاب نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی قدیم کتب خانے میں موجود ہو وہ

۱۔ پروفیسر حامد حسین قادری۔ داستان تاریخ اردو۔ ناشر اردو اکیڈمی سندھ ۲۳۔

۲۔ درد کا کوروی۔ ماہنامہ سوداگر۔ جلد ۲۱۔ شمارہ ۱، ۱۹۷۱ء صفحہ ۶۲۔

حجۃ الذاکرین

معہ
رسالہ قبریہ

نصف

قدوة الکبریٰ غوث العالم محبوب یزدانی
سید اشرف جہانگیر سمنانی مدظلہ

ترجمہ

پیش کش: حضرت الحاج محمد رفیع شریف الاشرافی البجیلانی مدظلہ

بیر صنفہ اشرفیہ پاکستان ریلوے

مکتبہ سمنانی کراچی (پاکستان)

۱۴/۱۲ فردوس کالونی، کراچی

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی کتاب حجۃ الذاکرین

کے ٹائٹل کا عکس

کیونکہ قلمی رسالہ ہے اس لئے یقیناً مخطوطات میں ہوگا۔ (واللہ اعلم)

اشرف الانساب:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اس کتاب میں بادشاہ، علماء و صوفیاء کے شجرے بیان کئے ہیں اور بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ اس میں نسب نامے ہیں اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام اشرف النساب رکھا ہے یہ کتاب نایاب ہے لطائف اشرفی میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

قواعد العقائد:

مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں آپ نے بڑی عجیب عبارات اور نکات بیان فرمائے ہیں اور مسائل تصوف بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں یہ کتاب عربی میں ہے۔

حجۃ الذاکرین:

یہ رسالہ ذکر کے موضوع پر تحریر فرمایا اس میں آپ نے ذکر کی فضیلت۔ ذکر کی اقسام اور اس کا طریقہ بیان کیا ہے اور قرآن کریم کی آیتوں سے اسے ثابت کیا ہے یہ رسالہ عربی میں ہے اس کا اردو ترجمہ خانوادہ اشرفیہ کے بزرگ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی اشرف کچھوچھوی کے کلم سے جناب سید خجل حسین صاحب نے کیا یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اسے بزم قادری ۱۲۷۲/۱۲ ذرگ کالونی کراچی نے شائع کیا یہ رسالہ راقم کے پاس موجود ہے اس پر سن طباعت درج نہیں ہے اس لئے یہ معلوم نہ ہو سکا کس سن میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا لیکن یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ حجۃ الذاکرین کا یہ پہلا ترجمہ ہے غالباً اس سے قبل ہندوستان میں بھی اس کا کوئی ترجمہ نہیں ہوا۔

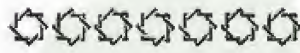
رسالہ در مناقب خلفاء راشدین:

یہ رسالہ آپ نے حضرات خلفاء راشدین کی فضیلت اور ان کے مناقب میں تحریر فرمایا تھا جیسا کہ نام سے ظاہر ہے نظام یمنی اس کے متعلق لکھتے ہیں ”حضرت قدوة الکبریٰ نے اصحاب کا طہین کی مراتب اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کے مناقب میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا۔“

دیوان اشرف:

دیوان اشرف غالباً یہ آپ کا ہی دیوان ہوگا کیونکہ آپ خود شاعر تھے اور فی البدیہہ اشعار کہتے تھے آپ کے بہت سے اشعار لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک باذوق شاعر تھے لیکن آپ کا کوئی مکمل دیوان نہیں ملتا اگر دیوان دستیاب ہو جائے تو یہ فارسی نے ادب میں گراں قدر اضافہ ہوگا۔

ان کے علاوہ جن کتابوں کے نام ملتے ہیں ان میں ☆ اصول فصول ☆ شرح تربیت دیان۔
 ☆ بحر الاذکار ☆ فوائد الاشرف ☆ اشرف الفوائد ☆ بشارت الذاکرین ☆ تنبیہ الاخوان
 ☆ بشارت الاخوان ☆ زینج سامانی ☆ تفسیر نور بخشی ☆ کنز الاسرار ☆ رسالہ غوثیہ۔



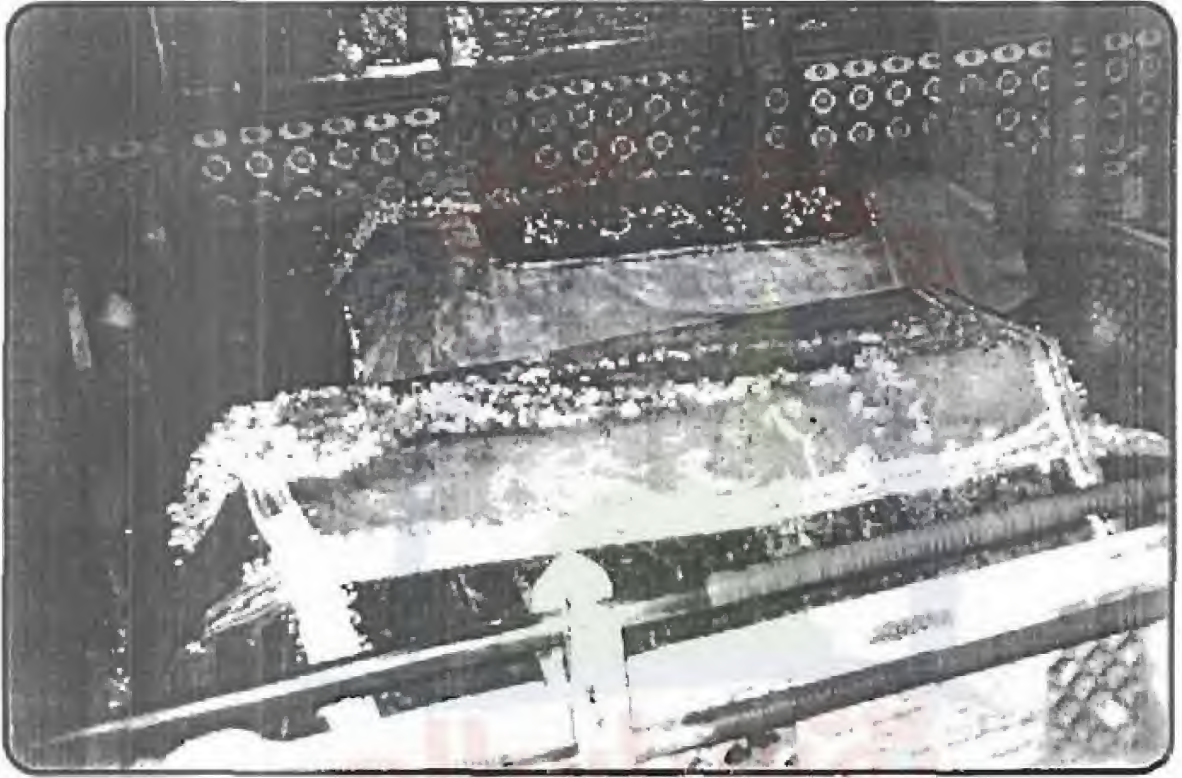
Nafse Islam

باب چہارم

اخلاف کی دینی اور تبلیغی خدمات

نفیس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



سید اشرف جہانگیر سمنانی اور سید عبدالرزاق نور العین کے مزارات (کچھوچھو شریف - انڈیا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

شجرہ نسب

حضرت سید عبدالرزاق نور العین اشرفی البجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

فخر کائنات، محسن انسانیت، باعث تخلیق کون و مکاں نبی آخر الزماں سرور دو جہاں
سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

(۲)

سیدۃ النساء خاتون جنت، حضرت فاطمہ زہرہ بنت سرکار عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
زوجہ مبارک شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(۴)

حضرت سید حسن ثانیؑ

(۳)

سبط مکرم جگر گوشہ بتول

حضرت سیدنا امام حسنؑ

(۶)

حضرت سید موسیٰ الجونؑ

(۵)

حضرت سید عبداللہ محضؑ

(۸)

حضرت سید موسیٰ ثانیؑ

(۷)

حضرت سید عبداللہ ثانیؑ

(۱۰)

حضرت سید محمدؑ

(۹)

حضرت سید داؤدؑ

(۱۱)

حضرت سید یحییٰ زابد

(۱۲)

حضرت سید عبداللہ جیلانی

(۱۳)

حضرت سید ابوصالح سید موسیٰ جنگلی دوست

(۱۴)

شہباز لامکانی محبوب سبحانی، غوث الاعظم
حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی
حسنی الحسینی

(۱۵)

حضرت ابو بکر سید تاج الدین عبدالرزاق
الجیلانی

(۱۶)

حضرت ابوصالح سید عماد الدین نصر الجیلانی

(۱۷)

حضرت سید ابونصر محمد الجیلانی

(۱۸)

حضرت سید سیف الدین یحییٰ حموی الجیلانی

(۱۹)

حضرت سید شمس الدین الجیلانی

(۲۰)

حضرت سید علاؤ الدین علی الجیلانی

(۲۱)

حضرت سید بدر الدین حسن الجیلانی

(۲۲)

حضرت سید ابوالعباس احمد الجیلانی

(۲۳)

حضرت سید عبدالغفور حسن الجیلانی

(۲۴)

حضرت ابوالحسن سید عبدالرزاق نور العین الاشرقی الجیلانی

سجادہ نشین اول درگاہ عالیہ اشرقیہ

کچھوچھہ شریف (بھارت) ۹

فصل اول:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور خلفاء کی تبلیغی خدمات

سید عبدالرزاق نورالعین:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے زندگی تجرد میں گزاری اس لئے آپ کے سلاسل نسبی اور بیعت آپ کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق حضرت سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ سے چلتے ہیں حضرت نورالعین حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسیٰ الصنیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں حضرت نورالعین کے والدین نے انہیں بچپن ہی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے سپرد کر دیا تھا پھر آپ ہی نے ان کی تربیت فرمائی اور تکمیل روحانیت کے بعد انہیں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا ان کی اولاد میری اولاد ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی حضرت نورالعین کی اولاد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد کہلاتی ہے حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی کی فرزندگی میں آئے یہ واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح مذکور ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”ایک روز حضرت قدوة الکبریٰ نے اس خلوت خانے میں جو خانقاہ کے پہاؤ میں تھا اور جسے خود آپ ہی نے متعین کیا تھا (اس ارادے سے) کمر کے گرد چادر لپیٹی کہ باہر نکلیں اور حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوں کہ اچانک آپ نے شیخ کی جوتیوں کی آہٹ سنی آپ کے باہر نکلنے تک شیخ خلوت خانے کے دروازے تک پہنچ گئے اور بہت ہی التفات سے دریافت فرمایا سید کس کام میں مشغول ہو؟ حضرت مخدومی جب بھی آپ سے مخاطب ہوتے تو اسی لفظ سے مخاطب ہوتے تھے جب آپ کے مع مبارک میں حضرت مخدومی کے کلام کی آواز پہنچی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا کر رہے ہو تو حضرت ایشاں نے جواب میں عرض کیا میں نے خدمت کے لئے کمر باندھ لی ہے موتی برسانے والی زبان سے فرمایا اگر کمر باندھتے ہو تو منہ بطن سے باندھنا کہ پھر کوئی چیز درمیان میں حارج نہ ہو عرض کیا کہ میں نے آرزوئے نفس درمیان سے اکھڑ کر باہر پھینک دی ہے۔ جب تک زندہ ہوں (قائم رہوں گا) حضرت مخدومی نے فرمایا مبارک ہو جب باہر تشریف لائے تو حضرت قدوة الکبریٰ کے چہرے کا رنگ کسی قدر متغیر ہوا خیال پیدا ہوا کہ ہمارا

کوئی قائم مقام نہ ہوگا نہیں جیسے ہی یہ خیال آپ کے دل میں آیا حضرت مخدومی سے پوشیدہ نہیں رہا اپنا سر گریبان میں لے گئے دو تین ساعت کے بعد سر اٹھایا اور تمام تر بشارت کے ساتھ کہا اے سید مبارک ہو کہ ہم نے تمہارے لئے حضرت پروردگار سے فرزند دینی عنایت کرنے کی درخواست کی ہے جو سلسلے کا سر حلقہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہوگا اس کے باعث تمہاری بزرگی کا شہرہ جب زمانہ اور ادوار ختم نہ ہو جائیں دئے زمین پر باقی رہے گا اور وہ فرزند تمہارے خاندان سے ہوگا۔ قدوة الکبریٰ نے اس بشارت کے سنتے ہی شیخ کے قدموں میں سر رکھ دیا حضرت مخدومی اور اصحاب نے آپ کو مبارکباد دی اس کے بعد حضرت مخدومی کی خدمت میں رہے پھر حضرت مخدومی کے ارشاد کے مطابق دارالسلطنت جوئیور میں قیام فرمایا وہاں سے آپ عراق کے سفر پر روانہ ہوئے راستے میں آپ کا گزر صالحیہ جیل کے علاقے میں ہوا وہاں کے سادات (آپ سے) عقیدت اور ارادت رکھتے تھے چنانچہ کافی عرصے وہاں قیام پذیر ہوئے حضرت سید عبدالرزاق سید حسن عبدالغفور کے فرزندوں میں سے تھے انہیں حضرت قدوة الکبریٰ سے عقیدت پیدا ہو گئی اس وقت ان سید زادے کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہ تھی انہیں حضرت ایشان کی ملازمت کی تمنا اور آرزو اس حد تک بڑھ گئی کہ اسے بیان کرنا محال ہے ہر چند ان کے پدر بزرگوار اور اقارب و اعزائے نصیحت کی اور بہت کچھ سمجھایا لیکن ان تمام باتوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور خدمت و سلوک کی جانب رخ کر لیا جب سید عبدالغفور نے دیکھا کہ وہ (سید عبدالرزاق) چند نصیحت کے باوجود نہیں مانتے تو وہ انہیں لے کر حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت بزرگوار ہم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بیٹے کو آپ کی تشریف آوری پر نثار کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا حق ان کے ذمہ ہے اس سے دست بردار ہوتے ہیں اسی طرح عقیقہ والدہ نے بھی اپنے جگر گوشے کو حضرت قدوة الکبریٰ کے سپرد کیا اور اپنے حق سے جو ان کے ذمے تھا دست بردار ہو گئیں حضرت قدوة الکبریٰ نے سید زادے کو بصد جان قبول فرمایا اور خاندان سیادت و سرداری کی نسبتوں اور قربتوں کو تازہ کیا ان کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی نیز ان کے لئے خدمت - ملازمت کرنے کا ایسا طریقہ مقرر فرمایا اور اس کی مقدار اتنی رکھی کہ اس کا بجالانا نوع جن و بشر کے بس میں نہ تھا ان متبرک الفاظ اور اثر کرنے والی باتوں کو جمع کرنے والا (نظام الدین غریب یعنی) تقریباً تیس سال تک حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں رہا اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا اس مدت

میں حضرت ایٹان نے جو حکم دیا سید زادے کے سوا شاید کسی نے سبقت کی ہوگی کوئی ایسا کام جس سے حضرت کے دل کو مسرت حاصل ہوا نہ ہوں۔ نے آپ کی رضا کے لئے سر کے بل دوڑ کر انجام دیا۔^۱۔

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید عبدالرزاق نور العین کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے کتنی محبت تھی کہ انہوں نے آپ کی محبت میں اپنا گھریا وطن عزیز و اقارب سب کو چھوڑ دیا اور جب سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ کو اپنی فرزندگی میں قبول کیا تو آپ ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہنے لگے ان کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور اکثر علوم و فنون خود انہیں پڑھائے خصوصاً علم تصوف و طریقت کی تعلیم دی اور اپنی صحبت با فیض سے مستفیض فرمایا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات اشرفی میں فرماتے ہیں۔

”سلسلہ نور بخشیہ میں ستر اشخاص نے اس درویش سے ایک سال میں قرآن پاک حفظ کیا جن میں بندہ عبد الرزاق نے بھی ایک سال کے دوران مخدومی خدمت میں قرآن پاک کو قرات سبہ کے ساتھ حفظ کیا اس کے بعد علوم شرعیہ و اصول فرعیہ کو حاصل کیا۔“^۲۔

اس سے پتہ چلا کہ سید عبدالرزاق نور العین حافظ قرآن بھی تھے اور آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی زیر نگرانی قرآن پاک سبہ قرات سے حفظ کیا اس کے بعد دیگر علوم و فنون حاصل کئے۔

آپ سفر و حضر میں نور العین کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور دوران سفر بھی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا نور العین کو بھی علم سے گہرا شغف تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو کتاب ”نور العین“ کی مصنف نے بیان کیا ہے وہ لکھتی ہیں۔

”حضرت نور العین نے اپنی تعلیم کے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن صرف اسی ایک واقعہ سے یہ اندازہ

۱۔ نظام کبھی۔ نا کف اشرفی۔ ص ۵۸ مترجم پروفیسر لطیف اللہ۔ شری۔ ۱۰۸۱ پاک نمبر ۵ فیضانِ نبویؐ ریا کر اچی۔ صفحہ ۶۱۵۔

۲۔ عبد الرزاق نور العین۔ مکتوبات اشرفی جلد دوم۔ مترجم مولانا محمد زار اشرفی۔ شریدار اعلیٰ اشرفی رضویہ شری بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی آباد کراچی۔ صفحہ ۳۳۴۔

ہوتا ہے کہ حضرت غوث العالم کو علم سے کس درجہ شغف تھا اور انہوں نے حضرت نور العین کی تعلیم کے لئے کیا کچھ نہ کیا ہوگا اس سے خود حضرت نور العین کے بھی علمی ذوق و شوق کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک بار جب حضرت غوث العالم نے سفر مکہ کا عزم کیا تو ایک بندرگاہ پر چند علماء اور اکابر روزگار کا ساتھ ہو گیا ان میں ایک نادرہ روزگار عالم مولانا جمال الدین بدخشیانی بھی تھے جو تجارت کی غرض سے مختلف ممالک کا سفر کیا کرتے تھے اور اس وقت اسی غرض سے ملک روم کو جانا چاہتے تھے سفر میں ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی مولانا بدخشیانی نے محسوس کیا کہ حضرت عبدالرزاق کو علم سے گہری دلچسپی ہے اور ساتھ ہی جو ہر قابل بھی رکھتے ہیں اور ہر سے علم سیکھنے کا شوق ظاہر ہوا اور ادھر مولانا بھی سکھانے پر آمادہ ہو گئے لیکن یہاں شاگرد و استاد کا رشتہ علوم دین نہ تھا کیونکہ علوم دینی کی تکمیل بہ تمام و کمال خود حضرت غوث العالم کے ذریعے ہو چکی تھی یہ علوم اقلیدس و محیط وغیرہ سے متعلق تھے چنانچہ حضرت نور العین لکھتے ہیں۔

”بندہ نے ہر چند علوم الہی کی تحصیل و تکمیل حضرت قدوۃ الکبریٰ سے کی تھی لیکن مولانا بعض عجیب علوم (ریاضی) سے پوری طرح واقف تھے تو طبیعت کا تقاضا ہوا کہ ان میں سے بعض علوم سیکھے جائیں خصوصاً اقلیدس اور محیط سے سیکھنا شروع کیا۔“ حضرت نور العین نے مولانا جمال الدین سے علم سیکھنا شروع کیا اور جو کچھ سیکھتے اس کو لکھتے جاتے ابھی صرف مقدمہ ہوا تھا کہ بحری سفر ختم ہو گیا اور بندرگاہ آ گئی مولانا کو ملک روم کی طرف جانا تھا اس لئے اب تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا تھا حضرت نور العین کی دلچسپی اس علم سے بڑھ چکی تھی حضرت غوث العالم نے اپنے نور العین کے شوق کو دیکھ کر پوچھا کہ مولانا کا سامان تجارت روم میں کتنے داموں کے گا اور روم سے اشیاء خریدی جائیں گی وہ چین میں کتنے داموں میں بکیں گی اور اس خرید و فروخت سے کس قدر نفع ہوگا۔ چند اصحاب نے حساب بنا کر حضرت غوث العالم کے سامنے پیش کیا حساب میں ایک لاکھ بیس ہزار دینار نفع دیکھایا گیا تھا آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جو کچھ زر نقد ہے وہ مولانا کے خزانچی کو دے دیا جائے شمار کرنے پر معلوم ہوا کہ کل ایک لاکھ بیس ہزار دینار ہیں یہ سب مولانا کے خزانچی کو دے دیئے گئے اور مولانا سے وعدہ کیا کہ تعلیم ختم ہونے کے بعد سفر سے واپسی میں انہیں اسی قدر زر نقد اور دیا جائے گا مولانا کی رفاقت ایک سال رہی اور اس عرصے میں حضرت نور العین نے آپ سے پورا استفادہ کیا اس کے بعد سفر سے واپسی پر مولانا کو ایک لاکھ بیس ہزار دینار حسب

وعدہ پھر دیئے گئے۔ ۱۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے کس طرح عبدالرزاق نور العین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا اور چند علوم سیکھانے کے لئے اس زمانے میں ایک لاکھ بیس ہزار دینا خرچ کئے جو آج کے ۷۰ روپے کے برابر ہیں نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کے دل میں علم اور علماء کی کتنی قدر تھی کہ آپ نے ایک سال تک مولانا جمال الدین بدخشانی کو سفر میں ساتھ رکھا صرف اس لئے کہ وہ رالعین کو علم سیکھائیں اور اس کے معاوضے میں زر کثیر انہیں عطا فرمایا۔

نور العین کا لقب:

سید عبدالرزاق نور العین کے کئی القابات تھے۔ نور العین، قرۃ العین، شیخ الاسلام وغیرہ لیکن ان میں ”نور العین“ ہی مشہور ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور آپ کو محبت سے نور العین کہا کرتے تھے مکتوبات اشرفی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا ”لوگ صلب (پشت) سے اولاد پیدا کرتے ہیں میں نے عبدالرزاق کو آنکھوں سے پیدا کیا ہے پھر یہ شعر پڑھا:

چہ نور دیدہ ام از نور دیدہ کہ نور دیدہ باشد نور دیدہ

ترجمہ: میں نے اپنی آنکھوں کے نور سے کیا نور دیکھا جو میری آنکھوں کا نور بن گیا۔

اس دن سے آپ کا لقب ”نور العین“ ہو گیا۔ نیز فرمایا کہ میں نے سید عبدالرزاق کی اولاد کو خزانہ الہی میں شریک کیا ہے اور حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اگر عبدالرزاق کی اولاد قانع ہو تو ان کو کسی کا محتاج نہ کرنا ان کی ادنیٰ سی توجہ سے لوگوں کے کام بن جائیں گے آپ نے فرمایا میں حیات و ممات میں اپنی اولاد کے ساتھ ہوں۔ ۲۔

شیخ الاسلام کا لقب:

حضرت سید عبدالرزاق نور العین کا ایک لقب ”شیخ الاسلام“ بھی ہے جو اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ قشیم قدس سرہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا حضرت شیخ قشیم ترکستان کے مشائخ میں سے تھے

۱۔ سیدہ آل فاطمہ کچھوچھوی۔ نور العین۔ ناشر: ادارہ علم و ادب کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد۔ صفحہ ۱۲۔

۲۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات اشرفی جلد دوم، مترجم: مولانا ممتاز اشرفی۔ ناشر: دارالمصنوع اشرفی رضویہ نمکین بہار بنگلہ دہ۔ اورنگی نوکر پانی۔ صفحہ ۱۹۔

اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ کی روحانی عظمت و شان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند اور سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسے شاہزادہ طریقت نے ان سے فیض حاصل کیا اور یہی نہیں کہ انہوں نے خود فیض حاصل کیا بلکہ اپنے فرزند معنوی اور جانشین سید عبدالرزاق نورالعین کو لے کر حضرت شیخ قسیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس ملاقات کا ذکر لطائف اشرفی میں تفصیل درج ہے لیکن ہم یہاں اختصار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں ”جب فرزند سید عبدالرزاق کی ملاقات آپ سے کرائی تو ان کی طرف ظاہری و باطنی توجہ فرمائی اور ان کے حسب نسب کے متعلق دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ سادات جیل سے ہیں اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں میں نے انہیں اپنا فرزند بنالیا ہے اور سب ہی مشائخ نے ان کو قول کیا ہے فرمایا کہ ہم نے بھی قبول کیا کہ تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم نے دعا کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام ہوں ان شاء اللہ“ ۱

نورالعین سے محبت:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سید عبدالرزاق نورالعین سے بڑی محبت تھی اسی محبت کی وجہ سے آپ انہیں ”نورالعین“ یعنی آنکھوں کا نور کہا کرتے تھے آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں نے تمام بزرگوں سے جو کچھ حاصل کیا وہ سب فرزند نورالعین کو بخش دیا آپ کو اپنے نورالعین پر بڑا فخر تھا فرماتے تھے کہ جس طرح حضرت محبوب الہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امیر خسرو پر فخر تھا اسی طرح مجھے اپنے نورالعین پر فخر ہے اور میں اس عطیہ الہی پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ ایک مرتبہ فرمایا! نورالعین نے بیس سال تک پوشیدہ طور پر میرے وضو کا بچا ہوا پانی پیا ہے اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ اس آب حیات کے آثار و برکات فرزند نورالعین اور ان کے فرزندوں میں ابدالاً یا تک قائم رہیں بلکہ ان میں زیادتی ہوتی رہے۔

کتاب نورالعین کی مصنفہ لطائف اشرفی کے حوالے سے ایک روایت نقل کرتی ہیں ”ایک بار شب میں حضرت غوث العالم کے کانوں میں آواز آئی اشرف تم نے دنیا میں ہماری نعمتوں میں سے سب سے اچھی

نعمت کیا پائی؟ حضرت غوث العالم نے جواب دیا اُلٹی تو نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں جن کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لیکن جن نعمتوں پر مجھے فخر ہے اور ان شاء اللہ قیامت میں بھی جن پر مجھے فخر ہوگا وہ چار ہیں ایک تو یہ کہ تو نے مجھے امت محمدیہ ﷺ میں پیدا کیا اور درگاہ مصطفویٰ کے ملازمان اور جاربان میں مجھے جگہ دی اور دوسرے یہ کہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی ملازمت سے مجھے مشرف فرمایا تیسرے یہ کہ تو نے اپنی محبت سے میرے قلب کو معمور کیا چوتھے یہ کہ دریائے حقائق کے دھوئی مجھے عطا فرمائے ایک فرزند نور العین اور دوسرے شیخ کبیر جو پوری اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی کہ ان شاء اللہ ان دونوں کی ولایت اور ہدایت کے آثار قیامت تک باقی رہیں گے۔ ۱

اس روایت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کو نور العین سے کتنی محبت تھی کہ وہ انہیں عطیہ الٰہی سمجھتے تھے اور ان کے حق میں دعا فرماتے تھے اور ان پر فخر کرتے تھے لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بہت سی دعائیں ملتی ہیں جو آپ نے نور العین اور ان کی اولاد کے بارے میں کہیں تھیں سید عبدالرزاق نور العین فرماتے ہیں ”ایک روز قدوۃ الکبریٰ پر عجیب و غریب کیفیت طاری تھی اصحاب کے بارے میں بشارت انگیز اور مسرت آمیز باتیں کر رہے تھے جب میری باری آئی تو بہت غور کیا آخر میں خوش ہو کر فرمایا ہرگز ہرگز میں نے اپنا سب کاسب تم پر نثار کر دیا ہے اور کوئی چیز تم سے بچا کر نہیں رکھی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہاری اولاد کے لئے دعا کی ہے ہمیشہ مسعود اور مقبول رہیں تمہاری اولاد میں دستور کے مطابق ایک فرو رجال الغیب میں سے اور مجذوب ہوگا بلکہ ایک فرو پیدا ہوگا جس میں میرے احوال پیوست ہوں گے جب میں نے یہ سب احسان سن لئے تو میں نے اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیا حضرت نے میرے سر کو اٹھایا اور بغل میں لے لیا۔ ۲

لطائف اشرفی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے سید عبدالرزاق نور العین اور ان کی اولاد کے بارے میں بہت سی بشارتیں دی اور ان کے حق میں دعائیں فرمائیں در حقیقت یہ ان کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ نور العین کی اولاد میں ایسے جید علماء اور کبار صوفیاء پیدا ہوئے

۱۔ پیرہ آل فاطمہ کچھوچھوی۔ نور العین۔ ناشر: ادارہ علم و ادب، کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد صفحہ ۱۹۔

۲۔ نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ سوئم۔ مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر ذی ۰۸ اہک ۵۰ فیڈرل بی ایریا گراچی صفحہ ۶۶۳۔

جنہوں نے اپنے علم و عمل تقویٰ و پرہیزگاری اور روحانیت کی وجہ سے دنیا میں نام پیدا کیا اور عظیم علمی و دینی خدمات انجام دیں ان شخصیتوں میں حضرت شاہ علی حسین اشرفی البیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ، حضرت مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی قدس سرہ، حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی البیلانی کچھوچھوی قدس سرہ، حضرت قطب ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی البیلانی قدس سرہ، حضرت ابوالمہدی شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی البیلانی قدس سرہ، کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں یہ وہ شخصیات ہیں جن کی علمیست و روحانی اور تبلیغی خدمات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی دعائیں نور العین کی اولاد کے بارے میں کس طرح پوری ہوئیں اور ان کا اثر آج بھی ان کی اولاد میں باقی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک باقی رہے گا۔

فنا فی الشیخ:

سید عبدالرزاق نور العین کو اپنے پیر و مرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی محبت تھی کہ آپ نے اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری، روحانیت تبلیغ دین توکل و استغناء، صبر و رضا، استقامت اور عادات و اطوار، اخلاق و کردار، غرض یہ کہ ہر چیز میں وہ اپنے پیر کے نقش قدم پر نظر آتے ہیں اور حقیقت میں اگر ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں بڑی مطابقت و مماثلت نظر آتی ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی ابتدائے شباب میں سلطنت، گھربار عزیز اقارب اور وطن کو چھوڑ کر ریاضت و مجاہدے کے لئے نکل کھڑے ہوئے پوری دنیا کی سیاحت کی مختلف بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور پھر مخلوق خدا کو فیض پہنچایا اسی طرح عبدالرزاق نور العین بھی بارہ سال کی عمر میں والدین، عزیز و اقارب، گھربار اور وطن کو چھوڑ کر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ساتھ ہو گئے اور طلب معرفت و روحانیت کے لئے ریاضت و مجاہدے کئے دنیا کی سیاحت کی اور پھر ساری زندگی مخلوق خدا کو فیض پہنچایا دونوں علم و فضل اور روحانیت میں بے مثال تھے دونوں نے حصول معرفت میں بڑی محنت و ریاضت مجاہدے کئے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ایک سو بیس سال کی عمر میں وصال فرمایا اسی طرح حضرت نور العین کی عمر بھی بوقت وصال ایک سو بیس سال تھی حقیقت میں وہ فنا فی الشیخ تھے۔ فنا فی الشیخ کا مطلب یہ

ہے کہ اپنے آپ کو اپنے شیخ کی ذات میں فنا کر دے یعنی شیخ کی عادات و اطوار، اعمال و افعال کو اس طرح اپنائے کہ لوگوں کو مرید پر شیخ کا گمان ہونے لگے یعنی وہ مرید کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید شیخ ہی آ رہا ہے۔ درحقیقت مرید صادق وہی ہے جو شیخ کے طریقے پر چلے۔ مقامات صوفیاء میں لکھا ہے۔
 ”طریقت میں کسی طرح بھی یہ جائز نہیں کہ مرید اپنے پیروں کے علاوہ کوئی مسلک رکھے یا کسی طرح بھی اپنے مرشد کے عقیدہ اور حرکات و سکنات کے خلاف چلے۔“

معلوم ہوا کہ مرید صادق وہی بن سکتا ہے جو اپنے شیخ کے طریقے کو اپنائے اس کا ہر حکم بجالائے اور اپنے آپ کو شیخ کی ذات میں فنا کر دے یہ تمام اوصاف عبدالرزاق نور العین میں بدرجہ کمال موجود تھے یہی وجہ تھی کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات اور اوصاف و کمالات کا پورا عکس نور العین کی ذات میں موجود تھا درحقیقت وہ اپنے پیروں مرشد کی شخصیت کا آئینہ تھے۔

نور العین کی شادی اور اولاد:

جب سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے فرزند سید عبدالرزاق نور العین کی ظاہری و باطنی تربیت فرما چکے اور انہیں علوم و فنون سے آراستہ فرما دیا تو آپ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی چنانچہ آپ نے ہندوستان کے سادات گھرانوں میں ان کے لئے تلاش شروع کی اور ان خانوادوں کے نسب کی تحقیق بھی کی آپ کے پاس پہلے ہی سادات کے شجرے تھے کیونکہ آپ نے ایک کتاب ”اشرف الانساب“ کے نام سے تحریر کی تھی جس میں ہندوستان میں رہنے والے تمام سادات کے شجروں کی تحقیق کی تھی اس لئے آپ کو دشواری نہیں ہوئی اور آپ نے ایک صحیح النسب سید گھرانے میں نور العین کی شادی کر دی۔ سید عبدالرزاق نور العین کے پانچ صاحبزادے ہوئے پہلے صاحبزادے سید شمس الدین دوسرے سید حسن تیسرے سید حسین چوتھے سید احمد اور پانچویں سید فرید تھے یہ پانچوں صاحبزادے علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے کیونکہ ان کی تربیت دو عظیم ہستیوں یعنی سید اشرف جہانگیر سمنانی اور سید عبدالرزاق نور العین کی زیر نگرانی ہوئی تھی جب تربیت کرنے والے ایسے ہوں تو پھر تربیت پانے والوں کے مقام کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے وصال سے قبل ان صاحبزادگان کو تہکات عطا

فرمائے اور ان کے متعلق بشارتیں دیں اطا کف، اشرفی میں ان کا ذکر موجود ہے نظام یحییٰ لکھتے ہیں۔
 ”آپ نے نور العین کے فرزندوں کو طلب فرمایا پہلے شیخ شمس الدین کو جن کی عمر اٹھارہ سال تھی اور جو علمی اعتبار سے عالم بن چکے تھے۔ سبز رنگ کا جامہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ فرزند معلوم کا ہے حد حصہ رکھتا ہے لیکن اس کی عمر کم ہوگی۔ اس کے بعد شیخ حسن کو طلب کیا اور انہیں تبرک عطا کرنے کے بعد فرمایا کہ حسن بہ احسن الوجوہ بڑے اطاعت گزار ہوں گے پھر شیخ حسین کو طلب کیا اور تبرک عنایت کیا فرمایا کہ یہ ہمارے حسین کافی ہیں ان سے ایک بڑا خاندان ظہور میں آئے گا اس کے بعد شاہ احمد کو طلب کیا تبرک عنایت کیا اور فرمایا کہ یہ احمد ثانی ہیں ان کا نام احمد نبی اکرم علیہ السلام کے اسم گرامی پر ہے اور صفات مصطفویٰ سے موصوف ہیں ان کی اولاد بزرگ اور بخشنی ہوگی اس کے بعد شیخ فرید کو طلب کیا اور تبرک عطا کیا پھر فرمایا۔ اے فرید ثانی آؤ تم سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی کی خوشبو آتی ہے۔ پھر شیخ قتال کو جو نور پور کے ترکوں میں سے تھے تبرک عنایت کر کے فرمایا۔ میں تمہیں عبدالرزاق کے جملہ فرزندوں میں سے خیال کرتا ہوں تمہیں چاہیے کہ فرزندگی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس کے بعد یرقیم کو طلب کیا اور تبرک عنایت فرمایا پھر ارشاد ہوا یہ ہمارے فرزند شیخ کبیر کی یادگار ہیں جو مجھے عزیز ہیں چنانچہ جو شخص حلقے میں داخل ہوا سے چاہیے کہ ان کا حلقہ بگوش ہو جس طرح میں نے عبدالرزاق کے فرزندوں کو خزانہ الہی اور گنج نامتناہی سپرد کیا ہے اسی طرح انہیں اور ان کی اولاد کے سپرد کیا ہے بشرطیکہ وہ قناعت اختیار کریں اس وقت ہم ان کے اسباب معاش کے ذمہ دار ہوں گے اس کے بعد فرمایا جو ہمارے فرزندوں کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو ہمارے فرزندوں کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ہمارا دشمن و دشمن چشت اور دودمان اہل بہشت کا دشمن ہے۔ ۱۔

نظام یحییٰ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نور العین کے صاحبزادگان کو نہ صرف یہ کہ تبرکات عطا فرمائے بلکہ انہیں بشارتیں بھی دیں اور ان کے حق میں دعائیں فرمائیں اور وہ تمام بشارتیں اور دعائیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں نور العین کے بڑے صاحبزادے کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ علم کا بے حد حصہ رکھتا ہے لیکن اس کی عمر کم ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ جید عالم ہوئے لیکن کم عمری میں انتقال

کر گئے اسی لئے عبدالرزاق نور العین نے اپنی کنیت دوسرے صاحبزادے سید حسن سے منسوب کر کے ”ابوالحسن“ رکھی اور پھر یہی ان کے بڑے صاحبزادے کہلائے کیونکہ بقیہ صاحبزادگان میں یہ سب سے بڑے تھے۔

وصال:

سید عبدالرزاق نور العین نے ۷ ذی الحجہ ۸۷۲ھ میں وصال فرمایا۔ معتبر روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سید عبدالرزاق نور العین نے اپنی زندگی ہی میں اپنے صاحبزادگان کو تہنکات اور مختلف علاقوں کی ولایت عطا فرمادی تھی اور ان کے لئے مقام تجویز کر دیئے تھے تاکہ وہ اپنے مقام پر رہتے ہوئے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر سکیں چنانچہ بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کو اپنا جانشین بنایا اور ولایت کچھوچھو عطا کی دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کو ولایت جوپور عطا کی تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد کو ولایت جاکس عطا کی اور چوتھے صاحبزادے سید شاہ فرید کو ولایت بارہ بنکی عطا کی اس طرح آپ نے تمام صاحبزادگان کو علاقے عطا فرمائے لیکن اپنا جانشین سید شاہ حسن ہی کو بنایا ہماری اس بات کی تائید حیات محدث اعظم ہند کے مصنف کی اس تحریر سے ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں۔

”حضرت نور العین نے ہر وجہ اور ہر لحاظ سے اکبریت حسن کا خاص کا خیال رکھتے ہوئے اپنا قائم مقام خلیفہ اور سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر کو بنایا اور خدمت آستانہ و جاروب کشی بھی ان کے سپرد فرمائی جیسا کہ مولانا محمد صالح رد دلوٰی خلیفہ سید شاہ کرم اللہ اشرف جاکسی اپنے رسالہ ”خلافت نامہ اشرفیہ“ میں تحریر کرتے ہیں ”چنانچہ حضرت نور العین وقت وفات خدمت جاروب کشی خلف اکبر سپردند و سید حسین را بکون پور و سید احمد را بجاکس و سید فرید را بردلوٰی فرستادہ وصیت بجا آورند“ اس بیان سے یہ حقیقت رونما ہوگئی کہ حضرت نور العین کی وفات کے بعد درگاہ کچھوچھو شریف کے تہا واحد حقیقی اصلی اور جائز سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں تھے سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں کے عہد سجادگی میں ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ایک عرصے کے بعد ولایت جوپور سے درگاہ کچھوچھو شریف بغرض چلہ کشی پہنچے اور پھر مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ولایت جوپور چھوڑنے کی یہ وجہ بھی بتائی جاتی ہے کہ

چوں بست و دو مواضع از بعض معتقدین بفتح دارند حصہ سید حسین خلف ثانی نیز در آن قرار یافت بدیں وجہ تعلق سکونت کچھو چھو اختیار کردند۔ (خلافت امامہ اشرفیہ۔)

بہر حال! سید شاہ حسین ثانی جب درگاہ کچھو چھو شریف پہنچے تو بڑے بھائی کی محبت و شفقت نے انہیں پناہ دی اور مستقل رہنے کی اجازت بھی ان کی بے نفسی و سبب القسی اور والہانہ تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ خود تمام حقوق رکھنے کے باوجود تنہا مراسم عرس ادا کریں اور چھوٹے بھائی کے نام کا چراغ روشن نہ ہو لہذا انہوں نے بکمال اخلاص و محبت اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین کو ۲۷ محرم کی تاریخ برائے ادائیگی مراسم عرس مرحمت فرمائی اور اپنے لئے ۲۸ محرم یعنی عرس حضرت مخدوم صاحب کی خاص تاریخ محفوظ رکھی اس طرح سید شاہ حسین خلف ثانی کو سید شاہ حسن سرکار کلاں کے بخشندہ یا مرحمت کردہ حقوق سجادہ نشین حدود درگاہ کچھو چھو شریف ملے ورنہ حضرت نور العین نے انہیں ولایت جوپور کا سجادہ نشین نامزد فرمایا تھا۔ ۱۔

اس سے معلوم ہوا کہ نور العین کے وصال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن ہی درگاہ کچھو چھو شریف کے سجادہ نشین تھے لیکن جب ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ولایت جوپور چھوڑ کر کچھو چھو شریف آئے تو انہوں نے کمال مہربانی اور خلوص و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں جگہ دی بلکہ مراسم عرس بھی تقسیم کر لیں چنانچہ ۲۷ محرم کو سید شاہ حسین درگاہ شریف میں مراسم عرس ادا فرماتے اور اصل تاریخ یعنی ۲۸ محرم کو سید شاہ حسن جو درگاہ شریف کے سجادہ نشین تھے مراسم عرس ادا فرماتے تھے یہ سلسلہ عرصہ دراز تک اسی طرح جاری رہا انہی دونوں بھائیوں کی اولاد میں آج بھی کچھو چھو شریف میں موجود ہیں سید عبدالرزاق نور العین کے خلف اکبر سید شاہ حسن کی اولاد میں بلیل القدر علماء و صوفیاء گزرے جنہوں نے اپنے علم و فضل اور روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا اور ان کے ذریعے سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت کما حقہ ہوئی پہلے سید شاہ حسن کی اولاد میں ان اہم اور بزرگ شخصیات کا ذکر کریں گے جنہوں نے تبلیغ دین اور سلسلہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا اور انہی کے دم قدم سے برصغیر پاک و ہند میں اس سلسلے کو عروج حاصل ہوا۔



سید شاہ علی حسین اشرفی البھیلانی کا مزار مبارک (پکھوچھ شریف - انڈیا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی:

سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ متوفی ۱۳۵۵ھ کی ذات بابرکات سلسلہ اشرفیہ کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں تھی آپ عالم باعمل اور صوفی باصفات تھے آپ کا سلسلہ نسب چودھویں پشت میں سید عبدالرزاق نور العین سے ملتا ہے کیونکہ آپ نور العین کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کی اولاد میں تھے عربی و فارسی کی تعلیم آپ نے وقت کے جید علماء سے حاصل کی دینی علوم سے فراغت کے بعد روحانیت کی جانب مائل ہو گئے آپ نے اپنے برادر اکبر حضرت سید شاہ اشرف حسین اشرفی الجیلانی قدس سرہ متوفی ۱۳۴۸ھ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر انہی کی زیر نگرانی منازل سلوک و عرفان طے کیں برادر محترم نے تکمیل روحانیت میں آپ کی بڑی مدد فرمائی آپ نے حصول روحانیت کے لئے سخت ریاضت و مجاہدہ کیا اور اس مقصد کے لئے ایک سال مسلسل سید اشرف جہانگیر سمنانی کی درگاہ پر چلے کی غرض سے معتکف رہے جب آپ چلہ کشی سے فارغ ہوئے تو آپ کی ذات سے جہانگیری آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی شخصیت میں ایسی کشش پیدا ہو گئی کہ جو شخص بھی ایک نظر آپ کو دیکھ لیتا آپ کا گردیدہ ہو جاتا تھا۔

سیاحت اور تبلیغ دین:

تکمیل روحانیت کے بعد برادر محترم نے آپ کو ۱۲۸۲ھ اجازت و خلافت عطا فرمائی چنانچہ آپ بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے آپ کا مقصد صرف تبلیغ دین تھا اسی نیک مقصد کے لئے آپ نے ہندوستان کے طول و عرض میں کامیاب تبلیغی دورے کئے ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں افراد آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے آپ کی ذات سے سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کی عظیم روحانی شخصیت کو دیکھتے ہوئے برصغیر پاک و ہند کے جید علماء نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اکثر علماء کو آپ نے روحانی تربیت کے بعد سلسلہ اشرفیہ کی خلافت سے نوازا ان علماء میں: علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، ابوالخالد علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ

(حدیث کچھو چھو)، علامہ غلام جیلانی اشرفی علیہ الرحمۃ، علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ، مولانا غلام بھیک نیرنگ اشرفی علیہ الرحمۃ، علامہ عارف اللہ شاہ قادری اشرفی علیہ الرحمۃ، علامہ ضیاء الدین مدنی اشرفی علیہ الرحمۃ، علامہ مفتی رفاقت حسین اشرفی علیہ الرحمۃ، ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرفی اشرفی البیلانی علیہ الرحمۃ، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمۃ، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی علیہ الرحمۃ، پیر طریقت حکیم سید اقبال احمد اشرفی علیہ الرحمۃ، ابوالحسن شاہ سید محمد مختار اشرفی اشرفی البیلانی علیہ الرحمۃ، مولانا غلام قادر اشرفی علیہ الرحمۃ، پیر طریقت سید آل حسن اشرفی علیہ الرحمۃ، مفتی عبدالرشید صاحب، مفتی محمد حسین سنہلی، مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن صاحب علیہ الرحمۃ، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ، مولانا سلیمان اشرفی بھگلپوری، مولانا محمد یونس سنہلی، مولانا سید محمد فخر الدین آبادی علیہ الرحمۃ، مولانا غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمۃ، پیر طریقت حکیم سید اشفاق احمد اشرفی البیلانی علیہ الرحمۃ، پیر طریقت حکیم سید اخلاق احمد اشرفی البیلانی علیہ الرحمۃ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں اشرفی میاں کے یہ دو خلفاء ہیں جو علم و فضل و روحانیت میں اپنی اپنی جگہ بلند مقام رکھتے تھے اور ان کے ذریعے ہندوستان و پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

جامعہ اشرفیہ کا قیام:

اشرفی میاں نے مبارکپور میں ایک عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا اور اس کا نام ”جامعہ اشرفیہ“ رکھا اس میں درس نظامیہ کا مکمل اہتمام کیا آپ نے ہندوستان کے جید علماء کو اس دارالعلوم میں تدریس کے لئے راغب کیا آپ کے حکم پر علماء نے رضا مندی ظاہر کی اور پڑھائی کا آغاز ہو گیا اور بہت تھوڑے عرصے میں یہ دارالعلوم ہندوستان کے بڑے مدارس میں شامل ہو گیا یہاں سے ہر سال کافی تعداد میں علماء فارغ التحصیل ہوتے تھے اشرفی میاں خود اس کی کفالت فرماتے تھے جب سالانہ جلسہ ہوتا تو آپ بنفس نفیس مبارکپور تشریف لے جاتے جلسے کی صدارت فرماتے اور آخر میں اپنے دست مبارک سے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی فرماتے یہ دارالعلوم آج بھی مبارکپور میں موجود ہے اور اب تک بے شمار تشنگان علم یہاں آکر اپنی پیاس بجھا چکے ہیں یہ اشرفی میاں کا ایسا کارنامہ ہے جو ان شاء اللہ ربہی دنیا تک قائم رہے گا۔



جامع مسجد اشرفی میاں خانقاہ اشرفیہ سرکارِ کلاں (کچھوچھہ شریف - انڈیا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں کی تعمیر:

سید شاہ علی حسین اشرفی البیلانی المعروف اشرفی میاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی درگاہ سے کچھ فاصلے پر اپنی الگ ایک خانقاہ قائم کی اور اس کا نام ”خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں“ رکھا آپ نے یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا ذکر و فکر مراقبہ اور دیگر معمولات مشائخ طریقت اس میں جاری کئے آپ ہر سال ۲۸، ۲۹ محرم الحرام کو سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس کی تقریبات اسی خانقاہ میں ادا فرماتے رہے۔ وظائف اشرفی میں لکھا ہے ”اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبۃ ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی پر متمکن ہوئے اور سال مذکور کی ۲۸ محرم کو خرقہ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا“۔ ۱۔

آپ کے مریدین ہندوستان کے دیگر شہروں سے آکر یہیں عرس میں شرکت کرتے تھے آپ نے اس خانقاہ میں ایک لائبریری بھی قائم کی تھی جس میں دنیا بھر سے کتب منگوا کر جمع کیں ان کتب میں بہت سی قدیم نایاب کتابیں بھی ہیں جو عظیم علمی سرمایہ ہیں آپ تاحیات اس خانقاہ کے سجادہ نشین رہے۔ تذکرہ مشائخ قادریہ کے مصنف لکھتے ہیں ”آپ گاہے بگاہے اردو فارسی اور ہندی اشعار بھی کہتے تھے لیکن یہ اشعار آپ کے مسلک کے مطابق روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے آپ کا پورا کلام عارفانہ ہے یہ کلام ”تحائف اشرفی“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ۲۔

آپ کی کتب میں وظائف اشرفی، صحائف اشرفی، اور تحائف اشرفی مشہور ہیں۔

صاحبزادگان:

اشرفی میاں کے دو صاحبزادے تھے ایک مولانا سید احمد اشرف اشرفی البیلانی اور دوسرے مولانا سید مصطفیٰ اشرفی البیلانی بڑے صاحبزادے سید احمد اشرف جیلانی جبید عالم دین اور بے مثل خطیب تھے آپ نے انہیں بھی روحانی تربیت کے بعد خلافت عطا فرمائی تھی اور وہی آپ کے جانشین تھے لیکن مشیت ربانی کچھ اور تھی وہ آپ کے سامنے ہی ایک مہلک مرض مبتلا ہو کر ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ عمر ۶۱ سال وصال

۱۔ سید شاہ علی حسین اشرفی۔ وظائف اشرفی حصہ اول۔ ناشر اہلسنت برقی پریس مراد آباد صفحہ ۷۔

۲۔ محمد دین کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ شریکتہ نبویہ پبلیکیشنز روڈ لاہور صفحہ ۲۴۶۔



سید مختار اشرف اشرفی البجیلانی کے مزار مبارک کا بیرونی منظر (کچھوچھو شریف - انڈیا)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرما گئے مولانا احمد اشرف صاحب کے وصال کے بعد اشرفی میاں نے اپنے پوتے مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی البھیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ اشرفی میاں نے ۱۳۵۵ھ میں جب وصال فرمایا تو ان کے حکم کے مطابق سید مختار اشرف جیلانی خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سید مختار اشرف اشرفی البھیلانی:

ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی البھیلانی متوفی ۱۹۹۵ء اپنے دادا اشرفی میاں کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالرزاق نور العین سے سولہویں پشت میں ملتا ہے آپ نے بھی اسلاف کے طریقے پر چلتے ہوئے رشد و ہدایت کے سلسلے کو شروع کیا سب سے پہلے خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کو وسعت دی اور وہاں جدید تعمیر کروائی آپ نے خانقاہ میں ایک شاندار مسجد بنوائی تقریبات کے لئے ایک بڑا ہال تعمیر کروایا اس کے علاوہ ایک دارالعلوم بنام ”جامعہ اشرف“ قائم کیا جس میں درس نظامیہ کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ اشرفی میاں کی قائم کردہ لائبریری کو وسعت دی اور اس میں مزید کتابوں کا اضافہ کیا اور ان کی کتاب وظائف اشرفی کو دوبارہ چھپوایا اسی طرح اپنے جد اعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی لطائف اشرفی کا ترجمہ کر دیا یہ ترجمہ آپ کے مرید اور خلیفہ شیخ ہاشم رضا اشرفی نے تین جلدوں میں شائع کیا۔ آپ نے بھی بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاحت و تبلیغ دین کو اپنا مشن بنایا اور اس مقصد کے لئے ہندوستان پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک کا سفر کیا آپ کے دست مبارک پر بھی ہزاروں نے توبہ کی اور سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوئے آپ کی ذات سے بھی سلسلہ اشرفیہ کو بڑا عروج حاصل ہوا آپ نے پچاس سال سے زائد عرصے تک مسند رشد و ہدایت کو رونق بخشی۔

خلفاء:

سید مختار اشرف اشرفی البھیلانی کے خلفاء میں برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و مشائخ شامل ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا سید حسن ثنی انور اشرفی البھیلانی، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی البھیلانی،

غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی البھیلانی، شیخ ملت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی البھیلانی، مولانا سید انوار اشرف اشرفی البھیلانی، شاعریت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی البھیلانی، ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی البھیلانی، مولانا محمد حسن حقانی اشرفی، جناب سید آل حسن اشرفی، جناب شیخ ہاشم رضا اشرفی، مولانا شاہد رضا اشرفی (انگلینڈ)، مولانا اسرار الحق اشرفی (ہالینڈ)، مولانا شاہدین اشرفی، مولانا شبیر احمد دہلوی، امین الحسنات علامہ سید خلیل احمد اشرفی، صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی، صاحبزادہ محبت اللہ نوری اشرفی، صاحبزادہ سید سعادت علی قادری اشرفی، اور ڈاکٹر سراج کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

وصال:

آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے فرزند اکبر مولانا سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ جب ۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۵ء میں آپ نے وصال فرمایا تو علماء و صوفیاء اور خانوادہ اشرفیہ کے بزرگوں کی موجودگی میں مولانا سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی کو خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور تادم تحریر وہی سجادہ نشین ہیں موصوف عالم باعمل ہیں اور اپنے اجداد کی خوبیوں کے حامل ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی:

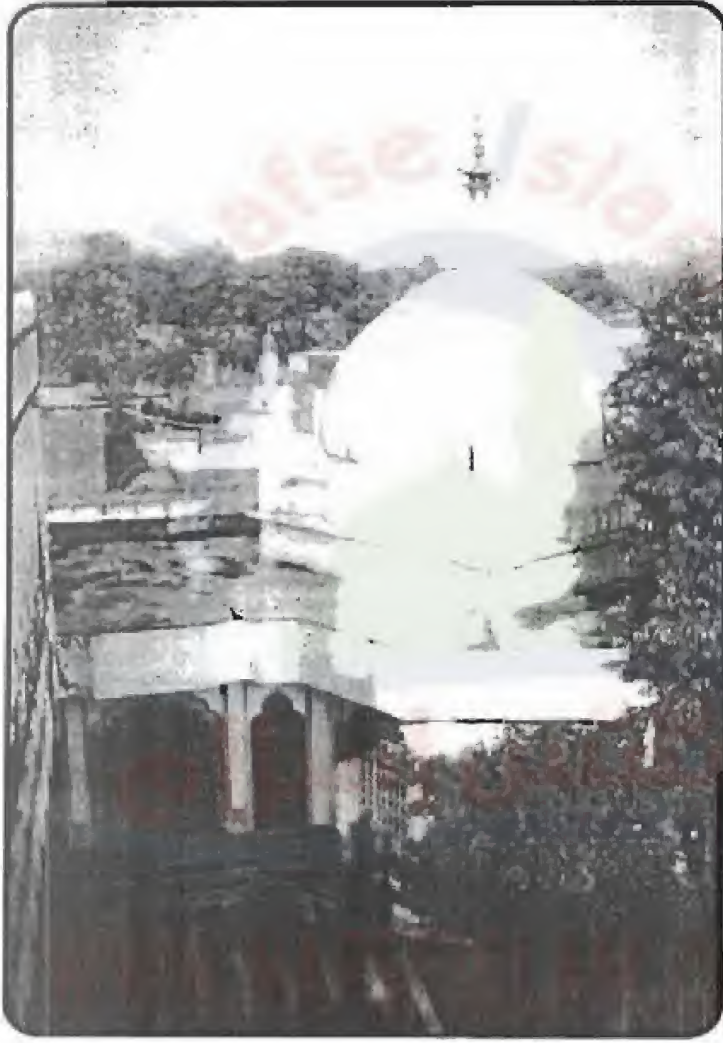
علامہ ابوالمحمود سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی اس وقت خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں کے سجادہ نشین ہیں آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالرزاق نور العین سے سترہویں (۱۷) پشت میں ملتا ہے آپ عالم باعمل ہیں اور علوم و فنون میں مہارت رکھتے ہیں آپ نے اپنے والد محترم حضرت ابوالمسعود شاہ سید مختار اشرف اشرفی البھیلانی قدس سرہ کے ساتھ خانقاہ حسینیہ اشرفیہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خانقاہ میں قائم جامع مسجد اشرفیہ میاں، مختار اشرف لائبریری احمد اشرف ہال، اور جامع اشرف درحقیقت آپ ہی کی کوششوں اور کاوشوں نتیجہ ہے والد محترم نے اپنی زندگی میں خانقاہ کا انتظام و انصرام آپ کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور آپ ہی کی زیر نگرانی تمام تعمیری مراحل طے ہوئے۔

خطابت:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کی بہترین صلاحیت عطا فرمائی ہے اپنی بات کو دلائل کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا آپ ہی کا حصہ ہے جب کوئی بات کہتے ہیں تو پورے وثوق کے ساتھ اور دلائل و براہین سے مزین کر کے کہتے ہیں یہی وجہ ہے آپ کی تقاریر عوام و خواص میں مقبول ہیں تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک کے دورے کئے اور وہاں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب فرمایا آپ کے دوروں سے سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کے خطابات کو سن کر کثیر تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔

علمی و ادبی خدمات:

آپ کو علم سے گہرا شغف ہے خانقاہ میں قائم ”جامع اشرف“ کی تعمیر و ترقی کے لئے جمہ دقت کوشاں رہتے ہیں آپ اس دارالعلوم کے مہتمم بھی ہیں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس کے موقع پر خود ہی ختم بخاری فرماتے ہیں مختار اشرف لاہوری میں آپ نے گراں قدر کتب کا اضافہ کیا دو سال قبل جب آپ پاکستان تشریف لائے تو تین لاکھ روپے کی دینی کتب خرید کر ساتھ لے گئے اسی طرح دیگر ممالک سے بھی آپ نے کتب منگوا کر کچھ چھ شریف میں جمع کیں جو ایک عظیم علمی خزانہ ہے آپ کے پاس مخطوطات اور قلمی کتب بھی ہیں آپ کا ایک بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے جدان سید اشرف جہانگیر سمنانی کی قلمی کتب کے ترجمے کروا کر شائع کئے سب سے پہلے مکتوبات اشرفی جو فارسی میں تھے اور اب تک چھپ نہیں سکے تھے بلکہ قلمی نسخے کی شکل میں جامعہ اشرف کی لاہوری میں موجود تھے جب ۱۹۹۹ء میں پاکستان تشریف لائے تو اپنے ساتھ مکتوبات اشرفی کا قلمی نسخہ بھی لائے اور اپنے مرید و خلیفہ مولانا سید ممتاز اشرفی کو دیا اور حکم فرمایا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کریں مولانا موصوف نے پیر و مرشد کے حکم سے بڑی محنت، شوق اور لگن سے مکتوبات کا ترجمہ کیا یہ ترجمہ ۲۰۰۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ بنا کر منظر عام پر آیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ایک رسالہ تحقیقات عشق کے نام سے تھا اس کا ترجمہ بھی مولانا ممتاز اشرفی نے آپ کے حکم سے کیا اور یہ دونوں نایاب کتب یعنی مکتوبات اشرفی اور رسالہ تحقیقات عشق آپ ہی کی



محدث اعظم ہند
سید محمد اشرفی البھیلانی کے مزار کا بیرونی منظر
(کچھوچھو شریف - انڈیا)

توجہ اور حکم سے اردو میں منتقل ہوئے اور اب ہر خاص و عام ان سے استفادہ کر سکتا ہے
سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ترجمہ قرآن جو انہوں نے ۱۹۷۷ء میں اپنے دور سلطنت میں فارسی میں کیا تھا
وہ بھی کچھ چھ شریف کی لاہیری میں عرصہ دراز سے رکھا ہوا تھا آپ نے اس کی طرف توجہ دی اور مولانا
ممتاز اشرفی کو ہی اس کے ترجمے کے لئے منتخب کیا مولانا موصوف نے اپنے شیخ کے حکم سے اس عظیم کام کا
آغاز کر دیا اور اب تادم تحریر وہ ۱۶ پاروں کا ترجمہ مکمل کر چکے ہیں جب یہ ترجمہ مکمل ہوگا تو ایک بڑا علمی
کارنامہ ہوگا یہ تمام کام آپ ہی کی تحریک پر ہوا اگر آپ ان کتب کے تراجم کی طرف توجہ نہ دیتے تو قلمی
کتب اسی طرح لاہیری میں رکھی رہتی اور عوام الناس اس عظیم خزانہ کے استفادہ سے محروم رہتے۔

ادبی ذوق:

سید اظہار اشرف جیلانی ادبی ذوق بھی رکھتے ہیں آپ کے اشعار میں بڑی حلاوت ہے شعر
پڑھنے سے آپ کی قلبی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ کے تمام اشعار عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے
ہیں آپ کا مجموعہ کلام ”اظہار اشرفی“ کے نام سے پاکستان میں چھپ چکا ہے اور ادبی حلقوں میں اسے
بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

جانشین:

آپ نے بزرگان سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے فرزند اکبر مولانا سید محمود اشرف جیلانی
کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا ہے موصوف فاضل نوجوان ہیں اور اپنے اسلاف کی امانتوں کے آئین
ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی اور ان کے ولی عہد مولانا سید محمود اشرف اشرفی
الجیلانی کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی محدث کچھو چھوی:

محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی محدث کچھو چھوی متوفی ۱۹۶۱ء اشرفی میاں کے نواسے
تھے آپ کا سلسلہ نسب عبدالرزاق نورالعین سے ۱۶ سولہویں پشت میں ملتا ہے کیونکہ آپ بھی نورالعین کے
بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کی اولاد میں ہیں۔ محدث اعظم ہند اپنے علم و فضل، فہم و فراست، عقل و

دانش، اور بے مثال خطابت کی وجہ سے ہندوستان کے جید علماء و مشائخ میں ممتاز مقام رکھتے تھے آپ نے وقت کے عظیم المرتبت علماء سے علوم اسلامیہ کی تکمیل فرمائی آپ کے اساتذہ میں امام الوقت، بحر العلوم علامہ عبد الباری فرنگی محی لکھنوی قدس سرہ، استاد ذمین علامہ مولانا مفتی عبدالطیف علی گڑھی قدس سرہ، مولانا مفتی وحی احمد محدث سورتی قدس سرہ، امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ، علامہ مقتدر اعظم سید شاہ مطیع الرسول بدایونی قدس سرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ان عظیم ہستیوں کی صحبت با فیض نے آپ کو علم و فضل کے بلند مقام پر فائز فرمادیا آپ کے تبحر علمی کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے جلیل القدر علماء نے جن میں آپ کے اساتذہ بھی شامل تھے آپ کو محدث اعظم ہند کا لقب دیا جو آپ کے نام کا جز بن گیا اور پھر ہندوستان کا ہر چھوٹا بڑا عالم اور محدث بھی آپ کو محدث اعظم ہند کہہ کر پکارتا تھا علم دین سے فراغت کے بعد آپ روحانیت کی جانب مائل ہو گئے آپ نے اپنے حقیقی ماموں حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی اجمیلانی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی پیر و مرشد نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی تکمیل روحانیت کے بعد آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

ظاہری و باطنی علوم میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا کیونکہ آپ کو اس سے بڑی دلچسپی تھی چنانچہ اس مقصد کے لئے پہلے دہلی تشریف لائے۔

درس و تدریس:

محدث اعظم ہند نے دہلی میں علامہ سید محمد میر صاحب علیہ الرحمۃ کے تعاون سے ایک شاندار مدرسہ قائم کیا حیات محدث اعظم ہند کے مصنف لکھتے ہیں۔

”۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں مخدوم الملت محدث اعظم ہند قدس سرہ عقلیات و نقلیات کے جملہ علوم و فنون میں امتیازی شان حاصل کرنے کے بعد دلی راجدھانی تشریف لائے اور علامہ سید محمد میر صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان کی سرپرستی میں وہاں مدرسۃ الحدیث قائم فرمایا اور بارہ سال تک وہاں درس حدیث کا فریضہ انجام دیا۔ رسالہ قیثریہ، قانون شیخ جیسی کتابیں بھی آپ کے زیر تدریس رہیں تصوف و طب کی بھی تدریس جاری رکھی۔“

۱۔ مولانا ذاکر حسین اشرفی۔ حیات محدث اعظم ہند، ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بٹری راج محل ضلع صاحب سنج بہار صفحہ ۳۸۔

مصنف حیات محدث اعظم ہند کی تحریر سے پتہ چلا کہ آپ درس و تدریس سے بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے اسی لئے بارہ سال تک تدریس فرمائی۔

تحریک پاکستان میں کردار:

محدث اعظم ہند نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس مقصد کے لئے ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغی دورے کئے اور عوام الناس کو تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لینے پر آمادہ کیا آپ کے ان دوروں کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے اور گاؤں دیہاتوں تک یہ پیغام پہنچ گیا آپ نے اس مقصد کے لئے بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا آپ کے ان خطابات کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی علامہ صادق قسوری آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس سٹی کانفرنس کے موقع پر آپ نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ تحریک پاکستان کی جدوجہد میں آپ کا عظیم مقام متعین کرنے کے لئے کافی ہے آپ نے اس خطبے میں مسلمانوں کے جہاں دیگر مسائل و مصائب کا تذکرہ کیا ہے وہاں خاص طور پر وہ جسے قابل مطالعہ ہیں جہاں آپ نے پاکستان کا مفہوم اور اس کی شرعی ضرورت، قیام پاکستان پر اعتراضات اور اس کے جوابات، مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پروگرام اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی بے دریغ حمایت کے سلسلے میں اظہار خیال فرمایا آپ کا یہ خطبہ نہ صرف فصاحت و بلاغت کا ایک حسین اور دلنشین شاہکار ہے بلکہ اس میں، ذہن، دور رس، مدبر اور گہری سوچ و فکر کے حامل دردمند دل رکھنے والے کسی عظیم سیاستداں اور مایہ ناز مذہبی و روحانی رہنما کے ذہن کی کار فرمائی واضح طور پر نظر آتی ہے اس خطبے کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کے تمام مسائل کا احاطہ کرتا ہے اور ان کا مداوا پیش کرتا ہے۔“

خطابت:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے محدث اعظم ہند کو خطابت کا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ سننے والے دنگ رہ جاتے تھے آپ جس موضوع پر بھی خطاب فرماتے دلائل و براہین کے انبار لگا دیتے اور اپنے موقف کو اس انداز سے ثابت کرتے کہ مخالفین بھی ماننے کے لئے تیار ہو جاتے حیات محدث اعظم ہند کے مصنف آپ

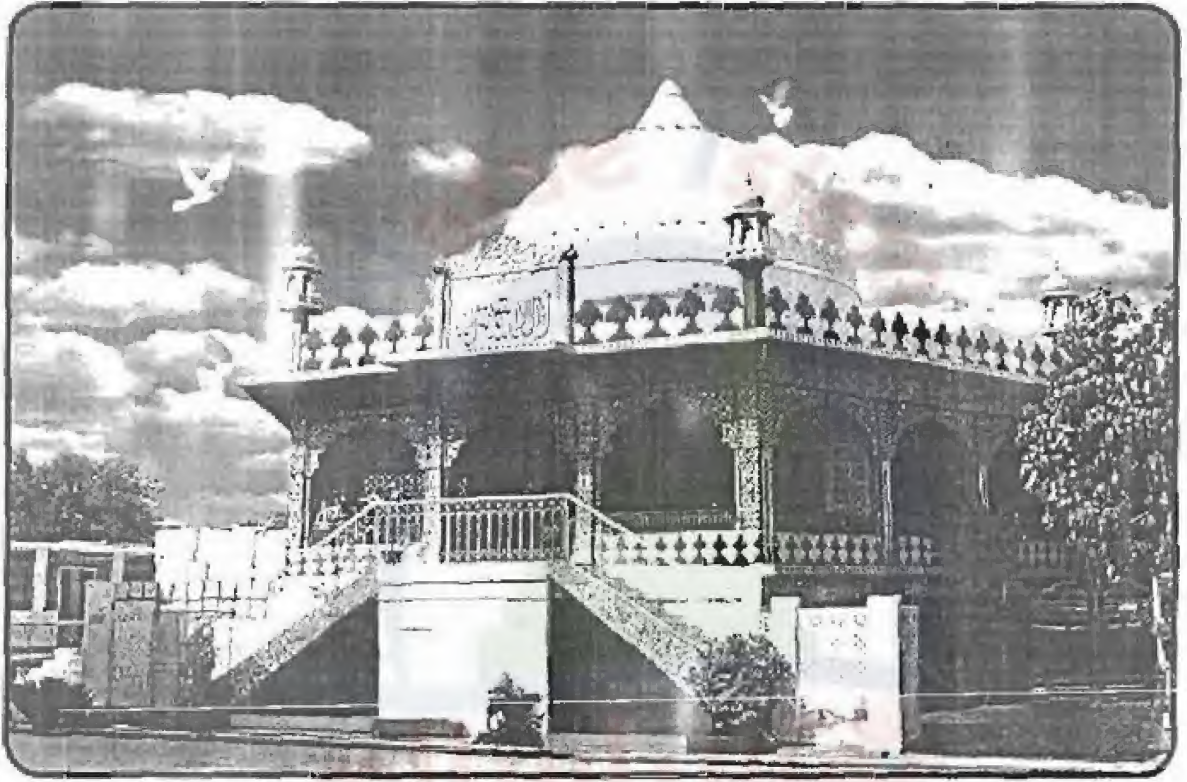
کی خطابت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”ایک مرتبہ شہر بھاگلپور بہار میں وکلاء کے ایک مجمع میں تبلیغی اور مودودی جماعت کے رد میں بیان فرماتے ہوئے تقریرات ہند کے دفعات گنانا اور بیان فرمانا شروع فرمایا تو وکلاء عیش عیش کرنے لگے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں بیان کے بعد وکلاء نے کہا کہ حضور تو تقریرات ہند کے حافظ ہیں اور ایک بہت ہی کامیاب جج معلوم ہوتے ہیں حیرت ہے کہ بڑے بڑے وکیل اور بیرسٹر کو بھی شاید ہی اتنے دفعات یاد ہوں پھر ان میں گوشے گوشے نکالنا تو حضور ہی کا حق ہے آج ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عشاء میں ایسے حضرات بھی ہیں۔“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ محدث اعظم ہند خطابت کے بادشاہ تھے آپ نے اپنے خطبات کے ذریعے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور ہزاروں کو راہ ہدایت دکھائی بے شمار انسانوں نے آپ کی تقاریر سن کر صراط مستقیم کو اختیار کیا۔

تصنیف و تالیف:

آپ تقریر کی طرح تحریر پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ نے ان دونوں طریقوں کو اختیار کیا اور بہت سے اہم موضوعات پر متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جو آپ کی علییت و قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے سب سے پہلے آپ نے معارف القرآن کے نام سے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جس کو برصغیر پاک و ہند کے جید علماء و صوفیاء سے قبولیت کی سند حاصل ہوئی یہ ترجمہ چھپ چکا ہے اور اب ہر جگہ دستیاب ہے اردو زبان کے بہترین ترجموں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت تصانیف ہیں جو چھپ چکی ہیں اور اکثر زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ تفسیر قرآن پاک، آپ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنا شروع کی صرف تین پارے اور چند رکوع ہوئے تھے کہ آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ تقویٰ القلوب، قہر قہار بروئے ناہنجار، اتمام حجت ہر چند منکر نبوت، کما قال اقول فی رد اہل الضلال والہجول، حیات غوث العالم، فرش پر عرش، بصائر العین فی ان وقت العصر بعد المثلثیں، التحقيق البارغ فی حقوق الشارغ، الاجابة بالدعا بعد صلوة البجنازة، دفع



سید طاہر اشرف جیلانی کے مزار کا بیرونی منظر (کراچی - پاکستان)

WWW.NAFSEISLAM.COM

الاستفاد عن جواز الدعا بعد صلوة الجنازة بالاجماع معارف به احسن التحقيقات في جواز الدعاء لالاموات،
مرقومات بے مثال، تحقیق التقلید، روداد مناظرہ کچھ چھ شریف، نوک تیر، خدا کی رحمت یہ وہ تصانیف ہیں
جن سے حضرت کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔

صاحبزادگان:

محدث اعظم ہند کے چار صاحبزادے تھے سب سے بڑے سید محمد اشرف تھے جو مجذوب ہو کر
مفقود الخیر ہو گئے ان کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ ابوالحامد لکھا کرتے تھے۔ ان سے چھوٹے
صاحبزادے سید حسن شنی انور ہیں جو جدید علوم میں مہارت رکھتے ہیں تیسرے صاحبزادے شیخ الاسلام
علامہ سید محمد مدنی اشرفی البھیلانی ہیں یہی آپ کے جانشین ہیں اور علم و فضل کے لحاظ سے ہندوستان کے علماء
میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ تحریر و تقریر میں اپنی مثال آپ ہیں پوری دنیا میں آپ ”شیخ الاسلام“ کے لقب
سے جانے جاتے ہیں چوتھے صاحبزادے غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی البھیلانی ہیں جو علوم
جدید و قدیم پر مکمل دسترس رکھتے ہیں اور خطابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے آپ کی خطابت کی دھوم پوری دنیا
میں ہے اب تک متعدد ممالک میں اپنی خطابت کا جادو جگا چکے ہیں غرضیکہ محدث اعظم کے صاحبزادگان
اپنے والد کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں اور رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنے
مقام پر یہ تمام حضرات تبلیغ دین کے کاموں میں مصروف ہیں ان کی وجہ سے سلسلہ اشرفیہ کو بھی بڑا عروج
حاصل ہوا ہے اب تک ہم نے خانوادہ اشرفیہ کی جن شخصیات کا ذکر کیا ہے یہ وہ ہیں جو سید عبدالرزاق
نور العین کے فرزند اکبر سید شاہ حسن کی اولاد میں ہیں اور اب ہم نور العین کے فرزند ثانی سید شاہ حسین کی
اولاد کا تذکرہ کریں گے جس سے اندازہ ہوگا کہ ان کی اولاد میں بھی کیسے کیسے عظیم المرتبت بزرگ گذرے
جنہوں نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ اسلام کے مشن کو جاری رکھا۔

ابو محمد و سید محمد طاہر اشرفی البھیلانی:

ابو محمد و سید شاہ سید محمد طاہر اشرفی البھیلانی سید عبدالرزاق نور العین کے دوسرے
صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں تھے آپ کا سلسلہ نسب نور العین سے ستر اوں پشت میں ملتا ہے

آپ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۸۹ء کو دہلی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی بعد ازاں درس نظامیہ کے لئے مدرسہ حسین بخش میں داخل ہوئے اور وقت کے جید عالم دین حضرت مفتی حبیب احمد علوی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب علم کیا تکمیل علوم کے بعد مدرسہ حسین بخش ہی میں کئی سال تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

ریاضت و مجاہدہ:

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ باطنی علوم کے حصول کی جانب راغب ہو گئے آپ کی ملاقات سلسلہ ادویہ کے ایک بزرگ سید احمد حسین الملقب امیر علی شاہ عرف کمبل پوش رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جنہوں نے راہ سلوک میں آپ کی رہنمائی فرمائی حضرت کمبل پوش صاحب کے ہمراہ آپ نے کشمیر کا دشوار سفر کیا اور سخت ریاضت و مجاہدہ کیا تذکرہ اولیاء سندھ کے مصنف لکھتے ہیں کہ۔

”آپ نے کمبل پوش صاحب کی زیر نگرانی کشمیر کی دشوار گزار پہاڑیوں میں تقریباً بارہ سال چلہ کشی کی“۔
اس سے پتہ چلا کہ آپ نے حصول روحانیت میں کتنی محنت کی اگرچہ والد گرامی نے بچپن ہی سے آپ کو چلہ کشی شروع کرادی تھی لیکن کمبل پوش صاحب نے اس سلسلے میں آپ کی بڑی مدد فرمائی طریقت کے اہم اسرار و رمز سے آگاہ فرمایا اور اپنی نگرانی میں چلہ کشی کرائی اور سلسلہ قادری ادویہ کی خلافت عطا فرمائی لیکن بیعت نہیں فرمایا بلکہ مرشد کامل کی بشارت دے کر رخصت ہو گئے۔

اشرفی میاں سے شرف بیعت:

جب کمبل پوش صاحب نے آپ کو مرشد کامل کی بشارت دی تو آپ کو مرشد کی تلاش ہوئی اسی دوران سلسلہ اشرفیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں علیہ الرحمۃ دہلی تشریف لائے جب آپ نے انہیں دیکھا تو دل نے کہا کہ یہی تمہارا مرشد ہے چنانچہ آپ نے بیعت کی خواہش ظاہر کی تو اشرفی میاں نے اسی وقت بیعت سے مشرف فرمایا خاندانی اوراد و وظائف کی تعلیم دی اور اجازت و خلافت سے نوازا اشرفی میاں کے علاوہ بھی آپ کو دیگر مقامات سے خلافت حاصل تھی جن بزرگوں سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی ان کی تفصیل ماہنامہ الاشرف میں

۱۔ مولانا اقبال حسین نسبی۔ تذکرہ اولیاء سندھ۔ ناشر علمی کتاب گھر، نثران و تاجران قرآن مجید و اسلامی کتب اردو بازار گراچی صفحہ ۲۷۷۔

اس طرح ہے۔ ”(۱) سلسلہ عالیہ صابریہ نقشبندیہ سہروردیہ قادریہ کی خلافت حضرت شاہ تسلیم احمد صاحب صابری امروہوی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔ (۲) سلسلہ عالیہ فخریہ نظامیہ شمسیہ کی خلافت حضرت میاں عبدالصمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔ (۳) سلسلہ قادریہ اویسیہ کی خلافت حضرت سید احمد حسین المقلب امیر علی شاہ کھل پوش علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔ (۴) سلسلہ نقشبندیہ اصراریہ ابو العالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت حضرت نوشہ میاں قادری مارہروی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔ ا۔

سیاحت اور تبلیغ دین:

سید طاہر اشرف جیلانی اپنے مرشد گرامی اشرفی میاں کے حکم سے تبلیغ دین کے لئے روانہ ہو گئے اور اس سلسلے میں پہلا سفر کلکتہ کا کیا ابتداء میں لوگ آپ سے ناواقف تھے لیکن جب دھرم تلہ کے میدان میں آپ نے تقریر فرمائی تو اس تقریر کو سن کر سیکڑوں ہندو مسلمان ہوئے اور ہزاروں مسلمان تابع ہو کر سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہو گئے پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا آپ ہر سال کلکتہ ممبئی تشریف لے جاتے اور وہاں مختلف جلسوں سے خطاب فرماتے کلکتہ کے علاوہ پونا، گوالیار، ضلع گیا، اور کانپور وغیرہ میں بھی آپ کے مریدین کثیر تعداد میں موجود تھے آپ نے ان علاقوں میں زبردست تبلیغی کام کئے وہاں مساجد قائم کیں مدارس کی بنیاد رکھی آپ وہاں مسلسل کئی کھنٹے درس دیتے تھے اور نو مسلم افراد کو دین اسلام کے متعلق بتاتے تھے۔ تقریر کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریر پر بھی توجہ دی اور ان کے لئے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی جن سے عوام الناس نے بھرپور استفادہ کیا آپ کی زندگی کا مشن ہی تبلیغ دین تھا اور اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے دور دراز شہروں کا سفر کیا بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی۔ مفتی اطہر نعیمی اپنے ایک مضمون میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی روحانیت کی تعلیم و تربیت سے عبارت تھی ان کی ساری زندگی جہاد اکبر میں گذری روحانیت کے درس کے ساتھ ساتھ اتباع شریعت اور عقائد حقہ کی ترویج و اشاعت آپ کی زندگی کا مشن رہا۔“ ۲۔

۱۔ مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی۔ ماہنامہ الاشرف کراچی۔ شمارہ ۱۰ جلد ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۲۶۔

۲۔ مفتی محمد اطہر نعیمی۔ مخدوم المصنوع۔ ماہنامہ الاشرف۔۔ اکتوبر ۹۸ شمارہ نمبر ۱۹ جلد ۱۹۔ اشرف آفٹ پر پبلیک پریس ناظم آباد صفحہ ۵۱۔

معمولات پر استقامت:

آپ شریعت و سنت پر سختی سے عمل کرتے تھے آپ کا کوئی عمل شریعت کے خلاف نہیں ہوتا تھا مریدین و معتقدین کو بھی یہی حکم دیتے تھے کہ ہمیشہ شریعت کو مقدم رکھو اور کسی حال میں بھی اسے ترک نہ کرو خود اپنے معمولات نہایت پابندی سے ادا فرماتے اور کبھی کسی حال میں اس میں کمی نہیں آنے دیتے تھے اپنے تمام وظائف اور خصوصاً نماز تہجد وقت پر ادا کرتے تھے ڈاکٹر فرید الدین قادری لکھتے ہیں۔

”آپ انتہائی درجہ کے قانع شریعت تھے آپ کی زوجہ محترمہ کے بقول میں آپ کے ساتھ چالیس برس رہی مگر اس طویل عرصہ میں ایک روز بھی آپ کی نماز تہجد قضا نہ ہوئی،“ ۱۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں۔ ”آپ کی طبیعت سادگی اور نفاست کا بہترین مرقع تھی اقوال و افعال اور نشست و برخاست میں سنت مبارکہ کی پیروی کو مد نظر رکھتے تھے“ ۲۔

تحریک پاکستان میں کردار:

سید طاہر اشرف جیلانی نے دیگر علماء و مشائخ اہلسنت کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس مقصد کے لئے بہت سے جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا آپ نے اپنے تمام مریدین و معتقدین اور متعلقین کو تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا آپ کے حکم پر سب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسے کامیاب بنایا آپ نے محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھو چھو، مولانا عبدالعظیم صدیقی میرٹھی اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے شانہ بشانہ کام کیا اور قیام پاکستان کے لئے کی گئی تمام کانفرنسوں میں شرکت کی مولانا صادق قسوری لکھتے ہیں۔

”۱۹۳۶ء میں بنارس میں آل انڈیائی کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی تو آپ نے اس کی کامیابی کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ بذات خود شرکت کی اور اس موقع پر ایک بیان جاری فرمایا! بنارس سنی کانفرنس کا انعقاد وقت کا اہم تقاضا تھا جس کو علماء اہلسنت نے محسوس کیا اور اس کا بروقت انعقاد کیا ان شاء اللہ تعالیٰ قیام پاکستان کے سلسلے میں یہ ایک سنگ میل ثابت ہوگی،“ ۳۔

۱۔ ڈاکٹر فرید الدین قادری، سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات (مقالہ برائے بی ایچ ڈی) ناشر قادیان پبلیکیشنز کراچی صفحہ ۳۵۱۔

۲۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہلسنت، ناشر شبیر برادرز، پبلیشرز اردو بازار لاہور، صفحہ ۱۹۵۔

۳۔ مولانا صادق قسوری، تحریک پاکستان اور مشائخ عظام، ناشر ریاض برادرز ۲۰۱۰ء بازار لاہور صفحہ ۱۳۱۔

اس پتہ چلا کہ آپ نے تحریک پاکستان میں اکابرین کے ہمراہ کس طرح کام کیا بنارس کے علاوہ اجیر سنی کانفرنس میں بھی آپ نے شرکت کی اور اس کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا آپ کی تقریروں سے لوگوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا دہلی میں پہاڑی اہلی پر آپ کا قیام تھا اس علاقے میں آپ کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا کسی کانگریسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہاں آ کر تقریر کر سکے آپ اس علاقے میں عبا، اہلسنت کو مدعو کرتے اور وہ حضرات وہاں آ کر پاکستان کے لئے تقاریر کرتے اور لوگوں کو قیام پاکستان کے مقصد سے آگاہ کرتے تھے۔

صاحبزادگان:

سید طاہر اشرف جیلانی کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے فرزند اکبر سید مخدوم اشرف جیلانی آپ کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے انہی کی نسبت سے آپ نے اپنی کنیت ”ابو مخدوم“ رکھی تھی سید مخدوم اشرف جیلانی کے دو صاحبزادے سید محبوب اشرف جیلانی اور سید صابر اشرف جیلانی الحمد للہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔ سید مخدوم اشرف جیلانی کی وفات کے بعد آپ نے اپنے دوسرے صاحبزادے ابو محمد سید احمد اشرف جیلانی کی درحالی تربیت فرمائی منازل سلوک طے کرانے کے بعد وقت کے جید علماء و صوفیاء کی موجودگی میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اپنا جانشین مقرر فرمایا چنانچہ ۱۹۶۱ء میں سید طاہر اشرف جیلانی نے وصال فرمایا تو ان کے حکم کے مطابق سید احمد اشرف جیلانی ہی ان کی درگاہ۔ درگاہ عالیہ اشرفیہ کے سجاد و نشین مقرر ہوئے۔ سید طاہر اشرف جیلانی کے تیسرے صاحبزادے سید طیب اشرف جیلانی تھے انہوں نے اپنے بڑے بھائی سید احمد اشرف جیلانی کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے اجازت و خلافت حاصل کر کے بنگلور چلے گئے۔ رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ چوتھے صاحبزادے سید مظاہر اشرف جیلانی ہیں جو تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

ابو محمد سید احمد اشرف جیلانی:

ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی البجیلانی سید عبدالرزاق نور العین کی دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں ہیں آپ کا سلسلہ نسب انھار ہویں پشت میں نور العین سے ملتا ہے آپ اس وقت

پاکستان میں خانوادہ اشرفیہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت ہیں آپ نے نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم اپنے والد محترم سید طاہر اشرف جیلانی سے حاصل کی بعد ازاں جامع مسجد فتحپوری دہلی سے ملحق مدرسہ میں داخل ہو کر درس نظامیہ کی تکمیل فرمائی دینی علوم سے فراغت کے بعد حصول روحانیت کی جانب مائل ہو گئے والد محترم نے آپ کو اپنی نگرانی میں نہایت سخت چلے کرائے آپ نے اس سلسلے میں ریاضت و مجاہدہ کیا آپ کے مجاہدات و ریاضات کا سلسلہ بارہ سال پر مشتمل ہے والد گرامی کے وصال کے بعد آپ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے اور درگاہ عالیہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے اور اس مقصد کے لئے آپ نے بہت سے اہم کام کئے۔

دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات:

سید احمد اشرف جیلانی کی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات کا آغاز ۱۹۶۱ء سے ہوتا ہے جب آپ درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی کراچی کے سجادہ نشین مقرر ہوئے سب سے پہلے آپ نے درگاہ اشرفیہ میں جامع مسجد قطب ربانی کی بنیاد رکھی اور اب یہ مسجد ایک شاندار مسجد بن چکی ہے عرصہ دراز تک آپ نے اس مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے اس کے بعد ایک دارالعلوم قائم کیا اس کا نام ”جامعہ طاہر اشرف“ رکھا یہاں حفظ و ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم جاری ہے اور اب تک کثیر تعداد میں طلباء یہاں سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اس کے بعد ملتان میں ایک مدرسہ ”درگاہ اشرفیہ“ کے نام سے قائم کیا اور وہاں بھی جید اساتذہ کی نگرانی میں قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جو ہنوز جاری ہے ہر سال کافی تعداد میں طلباء و طالبات اس مدرسہ سے سند فراغت حاصل کرتے ہیں آپ ہر سال ملتان تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے دست مبارک سے طلباء و طالبات کو سند عطا فرماتے ہیں ۱۹۹۰ء میں آپ نے ہالینڈ کے شہر اوٹروڈیم میں بھی ایک مدرسہ ”درگاہ اشرفیہ“ کے نام سے قائم کیا اور یہاں بھی قرآن کریم کی تعلیم جاری ہے اس مدرسہ کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں پڑھانے والے تمام اساتذہ آپ کے مرید ہیں آپ ہر سال یورپ کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے ہیں تو ہالینڈ بھی جاتے ہیں اور وہاں بچوں کی تعلیمی کیفیت کا جائزہ لیتے ہیں یہاں آپ کے مریدین اس مدرسہ کی نگرانی کرتے ہیں اب تک کثیر تعداد میں طلباء یہاں سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

ماہنامہ الاشرف کا اجراء:

آپ نے ۱۹۷۹ء میں ایک دینی رسالہ بنام ”ماہنامہ الاشرف“ کا اجراء کیا یہ رسالہ خالص دینی و روحانی رسالہ ہے اس میں قرآن و سنت کی تعلیمات بزرگان دین کے حالات و واقعات اور دینی و روحانی مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ گزشتہ تیس ۲۳ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے عوام و خواص میں بے حد مقبول ہے علمی و ادبی حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں جہاں سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں وہاں یہ رسالہ پابندی سے پہنچتا ہے اور اس کے ذریعے تبلیغ دین اور روحانیت کا فریضہ بہترین انداز میں ادا ہو رہا ہے آپ نے اہم شخصیات اور موضوعات پر الاشرف کے نمبر نکالے جو علمی و ادبی حلقوں میں بہت پسند کئے گئے یہ رسالہ مسلسل ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اور اب ملک کے مقبول رسائل میں اس کا شمار ہوتا ہے یہ سب آپ کی دن رات محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔

سمنائی فاؤنڈیشن اسکول کا قیام:

اشرف آباد فردوس کالونی کے علاقے میں عرصہ دراز سے ایک ایسے اسکول کی کمی محسوس کی جا رہی تھی جہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی ہو کیونکہ اس علاقے میں ایسا کوئی اسکول نہیں تھا۔ سید احمد اشرف جیلانی نے اپریل ۲۰۰۲ء میں درگاہ عالیہ اشرفیہ کے قریب اشرف آباد میں سمنائی فاؤنڈیشن اسکول قائم کیا جس میں حفظ قرآن، ناظرہ اور انگریزی تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے اس کے علاوہ دین کی بنیادی باتیں بھی طلباء کو بتائی جاتی ہیں۔ اس اسکول نے بہت جلدی ترقی کی ہے اور اب معیاری اسکولوں میں شمار ہوتا ہے۔ کافی تعداد میں طلباء اور طالبات اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

روحانی تربیت کے پروگرام:

آپ کیونکہ ایک علمی اور روحانی شخصیت ہیں اس لئے آپ نے مریدین کی تربیت پر خاص توجہ دی اور ان کے لئے علیحدہ سے تربیتی پروگرام شروع کئے جو درگاہ شریف میں جاری ہیں۔ مریدین ان میں شرکت کرتے ہیں آپ انہیں شریعت و طریقت اور حقیقت معرفت کے متعلق بتاتے ہیں ذکر و فکر

، مراقبہ، مکاشفہ، مجاہدہ اور چلہ کشی کا طریقہ بتاتے ہیں اور ان کے خاص اسرار و موز آگاہ فرماتے ہیں۔
ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی اپنی کتاب میں آفتاب تازہ میں لکھتے ہیں۔

”یوں تو حضرت قبلہ شاہ صاحب کے دربار سے روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ فیض پاتے ہیں اور دن کے ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک اپنے اپنے مسائل و معاملات کا حل اس مقدس دربار سے حاصل کرتے ہیں اور اس کے علاوہ روزانہ رات دس بجے سے رات ۱۲ بجے تک حضرت کی ذات اقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں مگر ان کے علاوہ کچھ خاص پروگرام بھی حضرت قبلہ نے اپنے مریدوں کے لئے مخصوص دنوں میں ترتیب دیئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

☆ ہر جمعرات کی شب دس بجے کے بعد ذکر و افکار اور حلقہ کی محفل منعقد کی جاتی ہے جس کے اختتام پر حضرت قبلہ سب حاضرین اور مریدین کے لئے دعائے خیر فرماتے ہیں۔

☆ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ ختم خواجگان کی محفل منعقد کی جاتی ہے جس میں مخصوص سورہ قرآن پاک اور درود شریف مطلوبہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے نیز اس کے ساتھ حمد و نعت کی محفل بھی جاری رہتی ہے یہ بڑا روح پرور سماں ہوتا ہے آخر میں دعا ہوتی ہے۔

☆ ہر اتوار بعد نماز عصر مریدین کے لئے ایک خاص تربیتی نشست کا اہتمام ہوتا ہے جس میں حضرت قبلہ بڑے واضح انداز سے ایک مسلمان میں جو خوبیاں ہونا چاہیے اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کے بندے اپنے مالک حقیقی کی زیادہ سے زیادہ عبادت کریں اور ہر طرح برائیوں سے بچنے کی سعی کو اپنا مرکز حیات بنائیں۔

قبلہ شاہ صاحب اللہ رب العزت کے حقوق سے حاضرین کو آگاہ کرتے ہیں اور کبھی بندوں پر بندوں کے حقوق یعنی حقوق العباد کی اہمیت اور ان کو ادا کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین کے واقعات اور انبیاء کرام کے حالات بیان کرتے ہوئے حاضرین کو کسی مخصوص جانب سوچنے پر متوجہ کرتے ہیں۔

☆ ہر ماہ کی نوچندی جمعرات کو خاص پروگرام ہوتا ہے جس میں درود شریف، آیت کریمہ اور اللہ الصمد مطلوبہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے یہ بڑی نورانی شب ہوتی ہے اور اہل مجلس بعد نماز فجر چائے اور تبرک کھا کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ بعد ض مبارک مہینوں میں روزے کے لئے قبلہ شاہ صاحب حاضرین کے لئے

اپنے خرچ سے سحری کا انتظام بھی فرماتے ہیں۔

☆ چاندکی ۷ اور ۲۷ تاریخوں کو بعد نماز عشاء محفل سماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ۱۔

خلفاء:

ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی البجیلانی پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی سب سے بڑی علمی و روحانی شخصیت ہیں یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر کے جید علماء صوفیاء نے آپ سے سلسلہ اشرفیہ اور دیگر سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت حاصل کی ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

- ☆ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی البجیلانی (جانشین محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ)
- ☆ مناظر اہلسنت علامہ عبدالنواب اچھروی۔ (جانشین مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ)
- ☆ استاذ العلماء علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی۔ (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور)
- ☆ علامہ قاری شاد الحق صدیقی اشرفی۔ (خطیب جامع مسجد مصطفیٰ ولایت آباد کراچی)
- ☆ استاذ العلماء علامہ سید منور علی شاہ جیلانی اشرفی۔ (مہتمم جامعہ غوثیہ قادریہ ٹنڈو محمد خان)
- ☆ علامہ مظہر علی خاں لکھنوی مدنی اشرفی۔ (مقیم مدینہ منورہ)
- ☆ مولانا حافظ عبدالرشید اشرفی (ہالینڈ)۔ (امیر حلقہ اشرفیہ ہالینڈ و مہتمم جامعہ فریدیہ سری نام)
- ☆ مولانا حافظ سید ارشاد حسین اشرفی۔

☆ مولانا عبدالرشید اسماعیل اشرفی (موزمبیق)

☆ جناب حاجی غلام محبتی اشرفی (ملائیا)۔

☆ مولانا غلام صابر اشرفی (ساؤتھ افریقہ)۔

☆ علامہ محمد غوث صابری اشرفی۔ (مہتمم دارالعلوم محمدیہ ملیر)

☆ محترم جناب صاحبزادہ ڈاکٹر خضر نوشاہی (سجادہ نشین ساہن پال شریف منڈی بہاؤ الدین)

ان علماء کرام کے علاوہ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی (مرحوم) کو بھی خلافت عطا فرمائی اور وہ آپ ہی کے حکم سے بنگلور تشریف لے گئے اور وہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع

۱۔ ڈاکٹر سید محبوب شاہ اشرفی۔ آفتاب تازہ۔ ناشر اشرفی پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۳۲۴۔ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۱۳۳۔

کیا ان کی کوششوں سے بنگلور میں سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا انہوں نے بنگلور میں وصال فرمایا وہیں ان کا مزار ہے اور اب ان کے صاحبزادے سید حسنین اشرف ان کی درگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ صاحبزادہ سید طیب اشرف جیلانی کی پہلی بیوی سے چار صاحبزادے ہیں سید حامد اشرف جیلانی، سید عالمگیر اشرف جیلانی، سید اورنگ زیب اشرف جیلانی، سید علی حسین اشرف جیلانی پاکستان میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔ سید احمد اشرف جیلانی اپنے تمام صاحبزادگان کو بھی خلافت عطا فرمائی۔ ان میں سب سے بڑا یہ راقم الحروف مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی۔ مجھ سے چھوٹے صاحبزادہ حسیم سید اشرف جیلانی۔ ان سے چھوٹے سید اعرف اشرف جیلانی۔ ان سے چھوٹے سید مصطفیٰ اشرف جیلانی۔ اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی ہیں حضرت نے اپنے بیٹے جناب مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی کو بھی خلافت عطا فرمائی۔

ان کے علاوہ جن مخلص مریدین کو خلافت عطا فرمائی ان میں جناب فیض محمد اشرفی۔ جناب عبدالجبار اشرفی۔ جناب سید وراثت حسین اشرفی۔ جناب قاضی سید عشرت علی اشرفی۔ جناب ڈاکٹر ریاض احمد اطہر اشرفی (فیصل آباد)۔ جناب موتی میاں اشرفی۔ جناب غلام نبی اشرفی۔ جناب محمد عثمان اشرفی۔ جناب حافظہ جلیل الرحمن اشرفی (ملتان)۔ جناب حافظ حبیب الرحمن اشرفی (ملتان)۔ جناب طاہر حسین اشرفی (پشاور)

یہ وہ خلفاء ہیں جو پاکستان اور اس کے علاوہ دیگر ممالک میں تبلیغ دین کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

تصنیف و تالیف:

پ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہیں۔ (۱) روضۃ المحدثین۔ (۲) اطہار حقیقت۔ (۳) بے نمازی کی سزا۔ (۴) فضائل رمضان۔ (۵) سوانح اعلیٰ حضرت۔ (۶) فضائل و مسائل شب بارات۔ (۷) سوانح حضرت داتا گنج بخش۔ (۸) ملفوظات قطب ربانی۔ (۹) دعائے حزب البحر۔ (۱۰) درود مستغاث۔ (۱۱) غوث العالم کا علمی مقام۔ (۱۲) روحانی تربیتی کورس۔ (۱۳) فضائل و مسائل عیدین۔ (۱۴) حیات قطب ربانی۔ (۱۵) مقبول دعائیں۔

اب تک ہم نے سید عبدالرزاق نور العین کے دو صاحبزادگان سید شاہ حسن اور سید شاہ حسین کی اولادوں کا ذکر کیا ہے اب تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد جن کو ولایت ضلع جالس عطا ہوئی تھی ان کا ذکر کریں گے سید شاہ احمد نے اپنے والد نور العین کے حکم سے جالس کو اپنا مرکز بنایا اور وہیں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا آپ کا مزار مبارک جالس میں ہے آپ کی اولاد میں بھی بڑے جید علماء اور صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا سید نعیم اشرف اشرفی البھیلانی:

حضرت سید شاہ احمد کی اولاد میں اس وقت مولانا سید نعیم اشرف اشرفی البھیلانی ہیں جو جالس کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالرزاق نور العین سے بیسویں پشت میں ملتا ہے آپ ایک علمی اور روحانی شخصیت ہیں اور دن رات سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں دارالعلوم اور کتب خانہ بھی قائم کیا ہے جہاں سے لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ ہندوستان پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کر چکے ہیں آپ کے خلفاء اور مریدین ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں آپ نے اپنے جد اعلیٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات مبارکہ پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی جو ”محبوب یزدانی“ کے نام سے موجود ہے آپ کے صاحبزادے مولانا سید کلیم اشرف اشرفی البھیلانی ہیں جو مستند عالم دین ہیں اور علوم جدید و قدیم پر مہارت رکھتے ہیں آپ نے اپنی زندگی ہی میں ان کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا ہے مستقبل میں ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کی عمروں میں برکت عطا فرمائے آمین۔

سید عبدالرزاق نور العین کے چوتھے صاحبزادے سید شاہ فرید کے متعلق اشرف التواریخ کے مصنف لکھتے ہیں۔ ”ان کی اولاد میں بھی بزرگ صاحب احوال و کرامات پیدا ہوئے مگر اب اولاد سید فرید سے کوئی نہیں رہا ان کی نسل پسری کا سلسلہ شاہ محی الدین سے ختم ہو گیا۔“ ۱۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شاہ فرید کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے (واللہ اعلم) اس لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب تک ہم نے سید عبدالرزاق نور العین کے تینوں صاحبزادوں کی اولاد ان کی تبلیغی

خدمات اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات کا ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور ان کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اپنے اپنے مقامات پر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں پہلا نام سید عبدالرزاق نور العین کا آتا ہے جو آپ کے فرزند معنوی خلیفہ اور پہلے سجادہ نشین تھے ان کے متعلق اور ان کی اولاد کے متعلق ہم اسی باب میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں لہذا اب دوسرے خلفاء کا ذکر کریں گے۔

شیخ نظام الدین یمنی:

شیخ نظام یمنی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مشہور خلیفہ تھے لطائف اشرفی کے مطابق وہ ۵۵۷ھ میں آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور تیس سال سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے محبوب یزدانی کے مصنف لکھتے ہیں کہ ”انھوں نے سال پیر و مرشد کی خدمت میں گزارے“ ۱

نظام یمنی کا سب سے بڑا کارنامہ اپنے شیخ کے ملفوظات۔ حالات و واقعات اور مشاہدات کو جمع کرنا ہے جو لطائف اشرفی کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہے اسی وجہ سے رہتی دنیا تک ان کا نام زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ نے انہیں طویل عمر عطا فرمائی وہ ساری زندگی پیر و مرشد کے ساتھ رہے اور ان کے وصال کے بعد سید عبدالرزاق نور العین کے ساتھ رہے وہ لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔

”کہ نور العین چالیس سال مسند سجادگی پر رونق افروز رہے“ ۲

اس سے چلتا ہے کہ وہ نور العین کے وصال کے بعد بھی حیات تھے بہر حال نظام یمنی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے بیل القدر خلفاء میں سے تھے اور روحانیت میں بھی مقام رکھتے تھے انہوں نے اپنے شیخ سے جو کچھ حاصل کیا وہ لطائف اشرفی کی صورت میں آگے پہنچا دیا جو آنے والی نسلوں کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔ جب تک لطائف اشرفی موجود رہے گی نظام یمنی کا نام بھی موجود رہے گا۔

۱۔ سید نعیم اشرف جیلانی۔ محبوب یزدانی۔ ناشر: اسلامی لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چانگام۔ صفحہ ۱۳۲۔

۲۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم۔ ناشر: نصرت المطابع دہلی صفحہ ۲۸۱۔

شیخ کبیر:

شیخ کبیر اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اکابر علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے لوگ آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں تھے آپ نے ایک خواب دیکھا اور اسی خواب کی وجہ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے لطائف اشرفی میں اس خواب کا ذکر اس طرح ہے۔ ”حضرت کبیر کے دل میں علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد سلوک اور ارادت کا داعیہ پیدا ہوا وہ رات دن اس نعمت کے حصول کے آرزو مند تھے انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت۔ میانہ قد اور سرخ بال والے تشریف لائے ہیں ان بزرگ نے مجھے بیعت کیا شربت اور روٹی کھائی جب خواب سے بیدار ہوئے تو سلوک و ارادت کا داعیہ حد سے بڑھ گیا دل میں خیال آیا کہ حضرت شیخ حاجی چراغ ہند اس علاقے کے صاحب ولایت ہیں شاید خواب میں یہ کشش انہی کی وجہ سے ہو یہ گمان کر کے انہوں نے ظفر آباد آنے کا قصد کر لیا حضرت کبیر بھی اپنا ایک گروہ رکھتے تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد متردد ہوئے کہ جو مشکل میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ یہ نہیں ہے جناب شیخ کبیر سوچ میں پڑ گئے چنانچہ چند روز اچھی طرح غور و فکر کرنے کے لئے وہاں ٹھہر گئے انہی دنوں حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ولایت جہاں گیری کی نسیم عالم میں ہر طرف چلنے لگے اور ہدایت سلطانی کی شیم ساری دنیا میں پھیل گئی حضرت قدوۃ الکبریٰ نے مسجد ظفر خاں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے عجب نہیں کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے جب شہر کے چھوٹے بڑوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا تو حضرت کبیر کے دل میں بھی یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حاضر ہو کر دیدار کا شرف حاصل کریں حضرت قدوۃ الکبریٰ نماز فجر کے بعد وظائف سے فارغ ہو کر اور نماز اشراق ادا کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت کبیر حاضر ہوئے جیسے ہی دور سے نظر پڑی فرمایا یہ وہ دوست ہیں جن کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتادیا گیا تھا خادم نے شیخ کبیر کے آنے سے پہلے ہی شربت اور روٹی تیار کر رکھی تھی جب شیخ کبیر نے آپ کو دور سے دیکھا آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا تو یہ آیت تلاوت کی ”انسی و جہت و جہتی للذی فطر السموات والارض“ (سورہ انعام)

ترجمہ: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اپنا سر آپ کے قدموں رکھ دیا اور یہ مشہور مصرع زبان پر آئے۔

یار در خانہ و من گرد جہاں می گردم

دوست گھر میں ہے اور میں ساری دنیا میں پھر رہا ہوں۔

اور بیعت کی درخواست کی آپ نے انہیں ارادت کی شرف سے مشرف کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اپنے ہاتھ سے نان و شربت کھلایا ارادت کا شرف پانے اور سعادت بیعت حاصل کرنے کے بعد اصحاب سے مصافحہ کیا سب نے مبارکباد دی۔

لطائف اشرفی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ شیخ کبیر کس طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بیعت ہوئے بعد ازاں آپ نے انہیں خلافت عطا فرمائی شیخ کبیر کا شمار آپ کے محبوب خلفاء میں ہوتا ہے۔

شیخ محمد عرف درتیم:

آپ کا نام شیخ محمد تھا درتیم آپ کا لقب ہے جو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ کو عطا فرمایا تھا آپ شیخ کبیر کے فرزند تھے اسی لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”حضرت شیخ محمد ابھی کمسن ہی تھے کہ ان کے والد حضرت شیخ کبیر نے سفر آخرت اختیار کیا لہذا ان کی پرورش اور دوسری تمام ضروریات حضرت قدوۃ الکبریٰ نے انجام دیں یہاں تک کہ منگنی کے لئے سرور پور کے اطراف میں ایک تاجر کے یہاں آپ خود تشریف لے گئے ان کے ظاہری حال اور غربت کے باعث تاجر اس نسبت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا لیکن حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بڑے اصرار کے ساتھ اس کو آمادہ کر لیا تعلیم کے معاملے میں جو کچھ ظاہری تعلیم ضروری تھی ان کو دلوائی اور باطنی تربیت اول سے آخر تک بنفس نفیس فرمائی اس تعلق خاطر پر بسا اوقات حضرت نور العین رشک فرمایا کرتے تھے حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ شیخ کبیر کی یادگار یہی درتیم شیخ محمد ہے جو اس لائق ہے کہ میرے اصحاب اس کو اپنے سر کا تاج بنائیں اگر میں اس کی تربیت میں کوتاہی کروں تو یہ بعید از انصاف ہوگا حضرت شیخ کبیر خود بخود روزگار اور منتخب اولیائے زمانہ تھے یہ فرزند ان کی یادگار ہے پس آپ نے شیخ زادہ کو بیعت

کیا اور بہت سے چلے کرائے اس کے بعد ان کو لباس خلافت عطا فرمایا اپنا خلیفہ نامزد کیا اور دُرّ یتیم کے خطاب سے نوازا۔ ۱۔ لطائف اشرفی کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اپنے وصال سے قبل سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جس طرح نور العین اور ان کے صاحبزادگان کو تبرکات عطا فرمائے اسی طرح در یتیم کو بھی عطا فرمائے اور ان کے حق میں دعا کی۔

(۲۸) حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ:

حضرت شیخ صفی الدین ردولوی قدس سرہ اپنے زمانے میں علم و فضل کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتے تھے نہی لحاظ سے آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کا شمار وقت کے اکابر علماء میں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ علماء و مشائخ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا زمانہ پایا ان کی صحبت میں رہے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ و خلافت سے نوازے گئے آپ کی بیعت کا واقعہ لطائف اشرفی میں اس طرح لکھا ہے۔ شیخ صفی الدین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ ایک بہت ہی با شان و شکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر کے ساتھ ان کو لا کر بٹھایا اس وقت مولانا کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوارِ داغی سے روشن کر دو ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے ازراہ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لگا دیجئے یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کی طرف کر دیں پس میں تم کو ایک ایسے مرد حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوار و ولایت اور آثار ہدایت سے تمام جہاں مامور ہے اس سعادت کا ظہور جلد ہی ہوگا وہ ولی اللہ چند دنوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبردار ہوشیار ان کی ملازمت

اور خدمت کو نفیست شمار کرنا اور اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قدوة الکبریٰ نے قصبہ ردولی پہنچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکم کے مطابق بہ عجلت تمام حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں پہنچے جیسے ہی حضرت کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا برادر م صفی خوش آمدید! آؤ آؤ مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالعباس خضر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہو گئے۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ تا کہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی مجبوراً وہ واپس آ گیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں ہے یہ سن کر حضرت قدوة الکبریٰ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت دور جا گرا تھا حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو کھلایا اور دعا فرمائی نور الانوار کا حصول مبارک ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد و احفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے محض شیخ صفی الدین کے پاس خاطر سے چالیس دن تک قیام فرمایا تا کہ وہ اپنا چلہ مکمل کر لیں حضرت قدوة الکبریٰ نے وہ تمام آداب جو ابتداء سلوک سے انتہا تک درکار ہوتے ہیں ایک ایک کر کے ان کو تلقین کئے اور طریقت کے تمام رموز سے ان کو آگاہ فرما دیا اپنے دست مبارک سے ان کو خرقہ پہنایا اجازت و خلافت سے سرفرازی بخشی اور عطاء خلافت کا مجاز و مازون بنادیا۔ جب حضرت قدوة الکبریٰ شیخ صفی کے حرم سرا میں تشریف لے گئے تو ان کے نومولود فرزند کو جو ابھی چالیس دن کے تھے اور شیخ اسمعیل نام رکھا گیا تھا آپ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا گیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ بھی ہمارا مرید ہے۔ ۱۔

پروفیسر اختر راہی اپنی کتاب تذکرہ مصنفین درس نظامی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مرید کے بارے میں فرمایا کرتے تھے ”در بلاد بند کسے راہ کہ بفنون درخشنده غرائب و شئون عجائب پر استہ دیدم

وی بودہ یعنی بلاد ہند میں علوم و فنون میں درخشندہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔“ ۱۔
 آپ نے ”تعدو علمی کتب تصنیف فرمائیں جو آج بھی درس نظامی کے کورس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں۔ دستور
 المبتدی، حل التریبہ فیہ، غایۃ التحقیق (شرح کافیہ) آپ کی تیسری کتاب غایۃ التحقیق جو کافیہ کی شرح ہے
 یہ آپ نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے حاجی خلیفہ اس کے متعلق لکھتے ہیں ”ومنها عیابہ التحقیق
 لصفی ابن نصیر و هو شرح ممنوع اولہ الحدیث الذی انعم علینا بنعمۃ العظام (الخ) و هو
 من تلامذۃ الہندی ذکرہ فیہ و مدح حاشیۃ وقال ان شروح الکافیۃ لیست بوافیۃ الاحوال
 استاذنا شہاب الدین احمد بن عمر الدولت آبادی و کثیر من الناس اکتفوا بما فہمود من
 ظاہرہا فانہ حقق فیہا و سماھا غایۃ التحقیق“ ۲۔

ترجمہ: اور غایۃ التحقیق جو صفی بن نصیر کی کتاب ہے یہ شرح ہے اس کی ابتداء میں حمد بیان کی گئی ہے اور وہ
 ہندوستان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس میں اس کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے استاد شہاب
 الدین احمد بن عمر دولت آبادی ہیں لوگوں میں سے بہت سوں نے اسی پر اکتفا کیا ہے یعنی اس کے ظاہری
 معنی پر غایۃ التحقیق ایک بہترین کتاب ہے۔ کشف الظنون کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بے
 مثال تصنیف ہے ان کتب سے ہی آپ کی علمی عظمت ظاہر ہوتی ہے ان کی افادیت کا اندازہ اس سے ہوتا
 ہے کہ آج بھی یہ کتابیں درس نظامیہ کے کورس میں شامل ہیں حضرت شیخ صفی الدین ردو لوی نے ۱۳
 ذی قعدہ ۱۸۱۹ھ مطابق ۲ جنوری ۱۴۱۷ھ کو وصال فرمایا۔

شیخ شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی:

آپ علم و فضل میں یکتا زمانہ تھے ہم عصر علماء آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے سید
 جہانگیر سمنانی کے اجلہ خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ لطائف اشرفی میں اس
 طرح ہے نظام مبنی لکھتے ہیں۔

”آپ نے علوم عربیہ کی تکمیل مولانا رفیع الدین اودھی سے کی۔ تکمیل کے بعد ان ہی کے مرید ہو گئے۔

۱۔ پروفیسر اختر راسی۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور۔ صفحہ ۱۱۹۔

۲۔ مصطفیٰ بن عبد اللہ الشبیر حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ ناشر داد جیہا، القرائت العربیہ بیروت لبنان۔

جب شیخ شمس الدین نے ان سے سلوک کی تحصیل کی التماس کی تو انہوں نے فرمایا کہ اے عزیزم! مقامات و وصول و ارادت ایک ایسے سید و بزرگ کے ہاتھوں میں ہے جو مسافرت کے طور پر جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں۔ ہوشیار! ان کی خدمت کو غنیمت سمجھنا۔ تمہاری کشود کاران ہی کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چند روز ہی گزرے تھے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ بنگالہ کے سفر سے مراجعت فرما ہوئے اور کافی عرصہ تک روح آباد میں قیام فرمایا۔

آپ کبھی کبھی اپنے احباب و اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ اودھ کی طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے کچھ عرصہ کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ خطہ اودھ میں رونق افروز ہوئے ایک مسجد میں قیام کیا اکابر شہر حضرت قدوۃ الکبریٰ سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے شیخ شمس الدین بھی تھے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا۔ جب یہ قریب آئے تو فرمایا فرزند شمس الدین! میں تو تم سے ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ آپ کا یہ ارشاد سنتے ہی شمس الدین کے جسم میں آتش شوق بھڑک اٹھی اور بڑے خلوص و ارادت کے ساتھ انہوں نے حضرت کے سامنے سر جھکا دیا ان کے اندر ایک عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوئی جس کی شدت سے ان کو بخار آ گیا۔ حضرت نے پانی کا پیالہ ان کو عطا فرمایا، پانی پیتے ہی بخار جاتا رہا۔ چند روز کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو خلوت میں بٹھا دیا۔ خلوت میں جب کچھ وقت گزر گیا تو ان پر کچھ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت نے خادم سے فرمایا خبردار! شمس الدین کی طرف سے غافل نہ رہنا۔ کچھ دیر کے بعد ان میں عجیب اضطراب اور حالت میں انقلاب پیدا ہوا۔ باوجود سنبھالنے کے خود پر قابو نہ رکھ سکے اور خلوت سے باہر نکل آئے خادم بڑی جدوجہد کے بعد ان کو پھر خلوت میں لے گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر دیا۔ جب خلوت کی مدت ختم ہو گئی تب حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو خرقہ پہنایا اور انواع مقامات منتہیانہ سے سر بلند کیا اور فرمایا۔

اشرف شمس ہے اور شمس اشرف ہے

ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں ان پر بعد میں مزید عنایت یہ کی گئی کہ بہت سے مریدوں اور حصول سعادت کے لئے حاضر ہونے والوں کی تربیت ان کے سپرد کر دی گئی۔ ۱

اس سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کس طرح اپنے مریدین کی تربیت فرماتے تھے اور انہیں دوسروں کی تربیت کے لئے تیار کرتے تھے۔

شیخ خیر الدین سدھوری:

آپ علوم فنون کے جامع تھے اور ان پر ماہرانہ دسترس رکھتے تھے آپ کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی عقیدت و محبت تھی لطائف اشرفی میں لکھا ہے۔

”آپ کو حضرت قدوة الکبریٰ سے شرف ارادت خطہ اودھ میں حاصل ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان کو اصول فقہ میں چند ایسے مشکل مسائل پیش آ گئے کہ وہ کسی طرح حل نہیں ہوتے تھے۔ انہوں نے بہت سے علماء وقت سے رجوع کیا لیکن ناکام رہے۔ خصوصاً مولانا علاؤ الدین جاسی سے ان مسائل کے حل کے سلسلے میں چند روز تک گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن ان کو تسلی نہ ہوئی۔ شیخ خیر الدین کو بحث کے تمام مقامات اور نکات متحضر تھے اس لئے مولانا علاؤ الدین ان کو مطمئن نہ کر سکے۔ اسی زمانے میں حضرت قدوة الکبریٰ نے حضرت شمس الدین اودھی کی خانقاہ میں نزول اجلال فرمایا۔ شیخ خیر الدین نے اسی جگہ آپ سے نیاز حاصل کیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے شیخ خیر الدین کے استفسار کے بغیر ان مسائل کا اس طرح حل بیان فرمادیا کہ شیخ خیر الدین مطمئن ہو گئے اور حضرت قدوة الکبریٰ سے عقیدت کا جذبہ شدیدان کے دل میں پیدا ہو گیا۔ دوسرے روز پھر خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے شرف ارادت سے مشرف ہو گئے اور خدمت عالی میں نذر پیش کی۔ چار سال تک راہ طریقت میں سخت ریاضت اور معاملات میں کوشش بلیغ کرنے کے بعد ان میں خرقہ پہننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی تب حضرت قدوة الکبریٰ کی خلافت و اجازت کے شرف سے مرہند کئے گئے۔ جس روز شیخ خیر الدین کو خلافت عطا ہوئی اسی دن اودھ کے مضافات میں رہنے والے بارہ افراد بھی حضرت کے مریدوں میں داخل ہوئے ان میں شیخ سدا اور قاضی سدا بھی تھے جن کی تربیت حضرت شمس الدین کے سپرد کی گئی۔“ ۱۔

شیخ شمس الدین اپنے پیرومرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے ان دونوں حضرات کی روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے۔

۱۔ نظام بخاری۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۲۔

شیخ معروف :-

پہلے بھی جید عالم دین اور جامع معقول و المنقول تھے نظامِ مبینی لکھتے ہیں۔ ”آپ حضرت قدوة الکبریٰ کے سباب اور منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ آپ جامع فضائل اور صاحب کمالات تھے۔ علوم عربیہ کی تکمیل۔ بعد ان کے دل میں حصول طریقت اور راہ معرفت کو طے کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس زمانے میں حضرت قدوة الکبریٰ حضرت مخدومی شیخ علاؤ الدین قدس سرہ کی خدمت میں موجود تھے۔ شیخ معروف کا رجحان وقت کے دوسرے مشائخ میں سے کسی شیخ سے نسبت ارادت حاصل کرنے کا تھا کہ ایک رات ان پر یہ ظاہر ہو گیا کہ تمہارے مقدر کے خزانے کی کنجی سید اشرف جہانگیر کے خزانے میں محفوظ ہے۔ اور تمہارے دروئیاب کا علاج بس اسی مرشد کے پاس ہے۔ اب انہوں نے پتہ چلایا کہ آج کل قدوة الکبریٰ کہاں تشریف رکھتے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ان کے علم میں آیا کہ حضرت قدوة الکبریٰ جو پور تشریف لانے والے ہیں۔ شیخ معروف نے جیسے ہی یہ خبر سنی وہ جو پور روانہ ہوئے، حضرت قدوة الکبریٰ جو پور تشریف لائے تھے۔ شیخ معروف جو پور پہنچتے ہی حضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور حنا ارادت میں داخل ہو گئے۔ مسلسل شدید ریاضت و عبادت کے بعد آپ کو خرقہ پہنایا گیا اور حضرت نے ان کو خلافت نامہ عطا فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ”اشرف معروف ہے اور معروف اشرف ہے“۔

شیخ سلیمان محدث :-

”اپنے زمانے کے عظیم محدث گذرے ہیں علم حدیث و فقہ پر عبور رکھتے تھے لطائف اشرفی میں بڑے نبات کے ساتھ آپ کا ذکر کیا گیا ہے نظامِ مبینی لکھتے ہیں۔ ”قدوة المحدثین و عمدة المفتہین شیخ سلیمان محدث بھی حضرت قدوة الکبریٰ کے بڑے خاندان میں سے ہیں۔ آپ کے اساتذہ حدیث بڑے عالی درجہ تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں استاد کی محبت کم ہو گئی ہے مگر شیخ سلیمان محدث کی نہیں۔“ حصن الحصین انہوں نے یہاں پڑھی اور حضرت بابا رتن کی نسبت سے اس سلسلہ حدیث کی تصحیح

۱۔ نظامِ مبینی۔ ۲۔ نف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۲۷

کی۔“ ۱۔ اس پتہ چلا کہ آپ کے خلفاء میں وقت کے عظیم فقہ اور محدث بھی شامل تھے۔

شیخ رکن الدین و شیخ قیام الدین شاہباز:

یہ دونوں حضرات سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جلیل القدر خلفاء میں تھے ان کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ احمد یسوی سے ملتا تھا جو آپ کے نانا تھے اسی تعلق کی بنا پر آپ ان سے بے حد محبت فرماتے تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”یہ دونوں شیوخ حضرت قدوة الکبریٰ کے نامدار احباب و اصحاب کبار میں سے ہیں دونوں حضرت والا کے ان اصحاب ثلاثہ میں سے ہیں جو اصحاب طبر و سیر تھے۔ ان دونوں حضرات کا تعلق ترکان لاجپن سے ہے۔ حضرت قدوة الکبریٰ کے دوسرے سفر میں جب آپ ولایت (سمنان) سے مراجعت فرمائے بند ہوئے تو یہ حضرات بھی آپ کے ہمراہ آئے۔ حضرت قدوة الکبریٰ ان کے حال پر جس قدر مہربان تھے دوسروں کے ساتھ ایسی مہربانی دیکھنے میں کم آئی۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ اسدین سامان کے زمانے سے جو بہرامیہ سلاطین ہیں حضرت کا سلسلہ جدی مادری ان سے ملتا ہے۔ سلطنت عراق اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ اس زمانے میں اسی خاندان کی ملکیت تھا ان حضرات کی مائیں بھی اکثر لاجپنی ترکوں کے خاندان سے ہیں ان کی آخری جدہ خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے ہیں اور ترک لاجپن ہیں اور ان کا مادری سلسلہ ابراہیمیہ، سمنانیہ سامانیہ سے ملتا ہے اس نسبت سے حضرت شیخ رکن الدین و شیخ قیام الدین شاہباز دیگر اصحاب سے ممتاز تھے۔ ان دونوں حضرات کو نبی پورہ کا مکان رہنے کے لئے دے دیا گیا تھا جو دریائے سر جو کے کنارے ہے۔ اولاً حضرت قدوة الکبریٰ کا یہ خیال تھا کہ خود یہاں قیام فرمائیں گے لیکن پھر یہ ارادہ بدل دیا اور شیخ رکن الدین اور قیام الدین کو عنایت کر کے حوالہ کر دیا۔“ ۲۔

قاضی حجت:

آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے محبوب خلفاء میں تھے ہمہ وقت پیرومرشد کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور وصال کے وقت بھی موجود تھے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

۱۔ نظام یمنی۔ الطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۷۔

۲۔ نظام یمنی۔ الطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۸۔

”آپ اسم بسمی تھے دلائل عقلی و براہین نقلی سے آراستہ و پیراستہ تھے عالموں اور دانشوروں کی مجلس میں عجیب و غریب دلائل و براہین کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔ جب آپ کو توفیق سلوک نصیب ہوئی تو حضرت قدوۃ الکبریٰ کی سرکار عالی میں حاضر ہوئے۔ جب آپ کا صدق ارادت و عقیدت ظاہر ہو گیا تب آپ کو رموز و دقائق معرفت و طریقت سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو خلافت عطا کر دی گئی اور خرقہ پہنا دیا گیا۔ روح آباد کے قریب ایک موضع آپ کا مسکن قرار پایا۔“ ۱

شیخ ابوالمکارم ہروی:

آپ عالم باعمل اور صاحب تصانیف تھے اور بہت سی کتابوں کے شارح بھی تھے نظام
یعنی لطائف اشرفی میں آپ کے تعلق یہ فرماتے ہیں۔

”آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے خلفاء ولایت (بیرون ہند) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے ملفوظات کو آپ کے مریدین نے جمع کیا ہے اور اس میں آپ کے حقائق معارف اس میں درج کئے ہیں کہ صوفیاء کی کسی ایک کتاب میں اتنے عوارف و معارف کا ہونا دشوار ہے۔ اسی کے ہم پایہ آپ کی ایک تصنیف شرح عوارف دوسری شرح لمعات (عراقی) اس قدر بلند پایہ ہیں کہ اپنا جواب آپ ہیں۔“

شیخ ابوالمکارم حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخلص اصحاب اور احباب میں سے ہیں۔ شیخ ابوالمکارم امیر تیمور کے ایک امیر کے فرزند تھے اور ابتدائی حال میں ایک امیر زادے کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے امیر علی بیگ کی منزل میں قیام فرمایا۔ امیر علی بیگ حضرت قدوۃ الکبریٰ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ امارت اور کز و فر کی بساط لپیٹ کر رکھ دی اور آپ کے مریدوں میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے علوم ظاہری سے بڑا حصہ پایا تھا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ان کو محنت ریختوں اور معرفت کے مشغلوں میں لگا دیا۔ اس طرح بارہ سال تک ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہے جب آپ نے اس کٹھن راہ کو طے کر لیا اور آپ سے طرح طرح کے مکاشفات اور واردات کا ظہور ہونے لگا جن کا بیان کرنا دشوار ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے بھرپور التفات آپ پر فرمایا اور شرف خلافت سے مشرف کیا۔ آپ بڑے صاحب مکارم اخلاق اور بڑے

۱۔ نظام یعنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ جاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۹۔

صاحب اخلاق تھے چنانچہ حضرت کے تمام معتقدین اس بناء پر آپ کو ابو الکرام کہا کرتے تھے۔ سمرقند کی مملکت آپ کو تفویض کی گئی۔ چنانچہ وہاں کثرت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ جب آپ حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں تھے تو حضرت نے طالبان معرفت کی تلقین اور مریدوں کی تربیت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ اس اہم کام کو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ ۱۔

شیخ اصیل الدین جہ باز۔

آپ بھی اصحاب طیرہ سیر میں سے تھے۔ شدید ریاضت و مجاہدے کے بعد آپ حضرت کی خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جس قدر عنایت و حمایت حضرت کی آپ پر تھی دوسرے اصحاب پر نہ تھی۔ آپ کو سلسلہ کی توسیع و اشاعت کے لئے مقام نکانو میں متعین کیا گیا تھا۔ ۲۔
اس سے پتہ چلا کہ آپ صاحب روحانیت تھے جہی آپ کو تبلیغ کے لئے ایک مقام پر متعین کیا گیا۔

شیخ سماء الدین ردولوی:

آپ ظاہری و باطنی علوم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھے اور اتباع سنت پر سختی سے کار بند تھے۔ حضرت قدوة الکبریٰ کے خلفاء کبار میں سے تھے۔ آپ حضرت کی صحبت میں شریک ہونے والے مخصوص حضرات میں سے تھے۔ جب حضرت قدوة الکبریٰ پہلی بار اس طرف سے گذر رہے تھے حضرت شیخ سماء الدین آپ کے مرید ہو گئے اور روح آباد پہنچ کر طرح طرح کے مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکمیل کی اور تقریباً چار سال تک یہاں رہ کر سلوک و آثار طریقت کی راہ طے کرتے رہے۔ انوار سبعہ کے طے کرنے میں کچھ فتور پیدا ہو گیا۔ بڑی کوشش سے ان کو اس افتادہ سے نکالا گیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ انوار سبعہ کے طے کرنے میں ہمارے بعض اور مریدوں کو بھی ایسا افتادہ پیش آیا ہے ان میں ایک شیخ ابو الکرام بھی تھے ان کو بھی مہلک ورطہ سے نکال لینے میں خاص اہتمام اور جدوجہد کرنا پڑی اور دوسرے شیخ سماء الدین تھے ان کو بہت محنت اور بے شمار کلفت سے اس ورطہ سے نکالا گیا تھا۔ شیخ سماء الدین نے حضرت قدوة الکبریٰ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور ان کو خلافت عطا کی گئی پھر ان کو روح آباد سے ردولی جاکر

۱۔ نظام یمنی۔ انصاف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۵

۲۔ نظام یمنی۔ انصاف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۲۸

مقیم ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسب الحکم یہ روح آباد سے یہاں آ کر مقیم ہو گئے اس قصبہ کے ایک درویش سے ان کی چشمک ہو گئی وہ بھی محض جگہ کے سلسلے میں (یہ جہاں ٹھہرنا چاہتے تھے وہ درویش بھی وہیں ٹھہرنے پر مصر تھے) انہوں نے حضرت قدوۃ الکبریٰ کو ایک عرضداشت ارسال کی۔ جب حضرت نے یہ عرضداشت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے بارگاہ الہی میں عرض کیا ہے کہ جو کوئی ہمارے ادنیٰ خادم سے بھی پر خاش رکھے گا وہ درہم برہم ہو جائے گا۔

بیت

ہر آنچہ از خدا خواستم زین قیاس

خدا داد برداد کردم سپاس

یہی بیت آپ نے شیخ ساء الدین کی عرضداشت کی پشت پر لکھ کر ان کو روانہ کر دیا۔ چند ہی دنوں کے بعد ان کے دل کا مقصد پورا ہوا اور وہ درویش ذلیل و خوار ہوا۔

قاضی محمد سدھوری:

اپنے وقت کے جید علماء و فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا لطائف اشرفی میں لکھا ہے:

”آپ جمیع علوم و فنون سے آراستہ و پیراستہ تھے خاص طور پر علوم اصول (اصول حدیث و اصول فقہ) پر آپ سند کا درجہ رکھتے تھے اس سلسلے میں ہر ایک آپ کی طرف اشارہ کرتا تھا آپ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے مخصوص خلفاء اور مخلص احباب میں سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ کو برا اور کھوڑا کے مریدوں کے پاس خاطر سے اس طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں قصبہ سدھور میں نزول اجلال فرمایا۔ قصبہ کے اصاغر و اکابر حضرت شیخ خیر الدین کے ہمراہ استقبال کے لئے آئے۔ ان میں قاضی محمد صاحب بھی اپنے تمام شاگردوں اور احباب کے ساتھ موجود تھے۔ جب حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ملاقات ہوئی تو تلقین کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ جناب قاضی صاحب آپ نے تصوف و طریقت کا علم کس خانوادے سے حاصل کیا ہے؟ قدوۃ الکبریٰ نے تقریباً یہ کلمات فرمائے کہ جب حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی بندے کو شرف اختصاص سے مشرف فرمائے تو اس کو توفیق عطا فرمادیتا ہے اور وہ کسی

صاحب دولت کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیتا ہے یا خود کسی صاحب دولت و نعمت کو اس کے سر پر یہ قلن کر دیتا ہے۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

کسی کو راسعات پیش آید در بلیغ از وی نباشد بیج نعمت
اگر توفیق باشد بمعنائش بوسداو رکاب اہل حشمت
اگر مقصود باشد بر سراو ہما کی از غیب آرد ظل دولت

ترجمہ: جب کسی کو سعادت ملتی ہے تو اسے کسی نعمت کی کمی نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اسے اہل حشمت کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔ اگر اللہ کو منظور ہے تو ہما غیب سے دولت اور نعمت کو اس کے سر پر سایہ قلن کر دیتا ہے۔

قاضی محمد صاحب بہت اصرار کر کے حضرت قدوة الکبریٰ کو اپنے مکان پر لے گئے اس صورت میں کہ حضرت کی پاکی کا ایک بازو وہ پکڑے ہوئے تھے اور دوسرا شیخ خیر الدین نے پکڑا ہوا تھا اس طرح حضرت قدوة الکبریٰ کو اپنے گھر تک لائے وہاں حضرت کی مہمانداری اور خدمت حد سے زیادہ بجالائے اور حضرت کے ہمراہیوں کو بھی اپنی خدمت سے ممنون بنایا۔ جب صبح ہوئی تو سعادت کا دروازہ قاضی صاحب کے لئے وا ہو گیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے قاضی صاحب کو یاد فرمایا اور شرف ارادت سے سر بلند کیا۔ طریقت کے تمام اسرار ابتداء سے انتہا تک ان کو تعلیم فرمائے قاضی صاحب نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا جب حضرت نے سدھور سے قصبہ جاکس شریف کو جانے کا قصد فرمایا تو قصبہ کے تمام خورو کلاں حاضر خدمت ہوئے اور سب نے شرف ارادت حاصل کیا آپ نے ان کی تربیت حضرت شیخ خیر الدین صاحب کے سپرد فرمادی اور خود قصبہ جاکس روانہ ہو گئے۔ حضرت قاضی محمد صاحب قصبہ جاکس تک حضرت کے محف کے ساتھ پایادہ آئے اور یہاں ایک مدت تک ریاضت اور مجاہدے میں مصروف رہے اور خود کو حضرت کے الثقافات ظاہری و باطنی کے قابل بنالیا اور تمام اسرار مصطفوی ﷺ کے لئے خود کو اہل ثابت کر دیا۔ تب آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت کا شرف عطا ہوا۔

لطف اشرفی کی عبارت سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی جب تک اپنے مریدین کو ریاضت و

مجاہدہ نہیں لراتے تھے اس وقت تک خلافت نہیں دیتے تھے۔

سید عثمان:

آپ کا ذکر لطائف اشرفی میں مختصر انداز میں اس طرح ملتا ہے۔

”حضرت اجل السادات سید عثمان بن خضر، حضرت قدوة الکبریٰ کے اعلیٰ خلفاء میں سے ہیں جن پر آپ اسرار محرمانہ اور انوار مخصوصانہ نثار فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ سادات گیسو دراز سے تعلق رکھتے ہیں“ ۱۔

شیخ ابوالمظفر محمد لکھنوی:

آپ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے آپ نے اپنے شیخ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شان میں ایک قصیدہ بھی لکھا تھا جس کا ذکر لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ نظام یحییٰ لکھتے ہیں۔ ”آپ زمانے کے مشہور عالم اور اپنے شہر کے دانشوروں کے پیشوا تھے۔ آپ حضرت قدوة الکبریٰ کے مخصوص رفقاء میں سے تھے چونکہ حضرت آپ سے بہت زیادہ التفات رکھتے تھے اس لئے ان کے پاس خاطر سے چند روز تک جامع مسجد لکھنوی میں قیام فرمایا۔ قاضی ابوالمظفر بھی حضرت کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے قاضی صاحب نے حضرت قدوة الکبریٰ کی مدح میں ایک فصیح و بلیغ قصیدہ لکھ کر نذر کیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے بہت پسند کیا اور ارشاد فرمایا! تم پر شاعری ختم ہے۔ یعنی شاعری میں تم نے کمال دکھایا ہے حضرت خیر الدین سدھوہری بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت کے ان مناقب میں جو قاضی ابوالمظفر نے بصورت قصیدہ نظم کئے تھے کچھ اصلاح کرنا چاہی تو حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا اصلاح کی ضرورت نہیں کہ یہ درویشانہ اور جذباتی اشعار ہیں۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے قاضی صاحب پر حد درجہ عنایات اور التفات مبذول فرمایا۔ ایسا التفات اور ایسی عنایات بغیر سعادت ازلی اور خوش بختی کے حاصل نہیں ہوتا۔ ۲

شیخ عارف کمرانی:

آپ صاحب طریقت و معرفت تھے اور روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے نظام یحییٰ آپ کے

۱۔ نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۳۔

۲۔ نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۔

سرفراز ہوئے نظام یعنی آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”غلام الہدیٰ مولانا غلام الدین جاسکی علامہ روزگار اور فقہائے شہر میں سے تھے اور حضرت کے خلفاء کبار میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دولتِ ارادت کا شرف ان کو اس طرح حاصل ہوا کہ جس زمانے میں جاکس میں پہلی مرتبہ حضرت کا ورود ہوا اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا تو تمام اصحاب ذکر و جہر میں مشغول ہو گئے۔ جب طالبانِ حقیقت کے اس ذکر جہر کا غوغا بلند ہوا۔ آوازیں اس قدر بلند ہوئیں کہ ہر ایک کے کانوں میں ذکر کی آوازیں پہنچنے لگیں۔ مولانا غلام الدین نے اپنی بیوی سے کہا خدا جانے یہ شور و غوغا کرنے والے کہاں سے یہاں آ گئے ہیں؟ مولانا اس وقت ہفت مسئلہ کو حل میں الجھے ہوئے تھے اور ان مسائل کے حل میں غور و خوض کر رہے تھے۔ مدتوں سے یہ اطراف و اکناف کے علماء سے ان مسائل کے حل کے لئے استفسار کرتے رہتے تھے مگر یہ مسائل حل نہیں ہو رہے تھے۔ لہذا انہوں نے طے کیا تھا کہ آج رات کو یہاں کے اکابر کے مزارات کی زیارت کر کے صبح کو عازمِ بنگالہ ہو جائیں اور بنگال کے علماء سے ان مسائل کا حل کرائیں۔ اتفاق سے حضرت قدوۃ الکبریٰ بھی اس رات زیارتِ قبور کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کا آنا سا منا حضرت شیخ بدر الدین کے مرتد منورہ پر ہوا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ہمراہی سے مولانا نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ ان کے جواب میں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ ہمارے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ہم غوغا کرنے والے لوگ ہیں۔ مولانا فوراً متنبہ ہوئے اور بیوی سے کہی ہوئی بات یاد آ گئی۔ بہت ہی شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عذر خواہی کرنے لگے۔

حضرت نے فرمایا! یہ تو بہت معمولی سی بات ہے ہم نے تو ایسی باتیں بہت سنی ہیں۔ اس کے بعد وہ حضرت ہی کے ساتھ اکابر کے مزارات کی زیارت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے تعریض کے طور پر مولانا غلام الہدیٰ کے لائیکل مسائل کو ایک ایک کر کے حل کرنا شروع کر دیا اور ایسی فصیح زبان میں ان مسائل کی وضاحت کی کہ دل پر نقش گین بن کر وہ وضاحتیں پہنچ گئیں۔ ان مسائل کے حل کو سن کر مولانا کی عقیدت کیشی سو گنا بڑھ گئی۔ یہ معذرت کرنے لگے اور کچھ اس طرح عذر خواہی کی کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے دل سے وہ شکایت رفع ہو گئی۔ دوسرے دن صبح کو مولانا اکابر شہر کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمام صاحبان حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

مولانا نے اپنے تمام صاحبزادوں کو بھی حضرت سے بیعت کرایا۔ حضرت نے مولانا کو خلافت سے سر بلندی بخشی۔ مولانا نے قصبہ کے تمام مسلمانوں کو حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کا شوق دلایا۔ اسی مجمع میں مولانا نے اپنی یہ سرگزشت سنائی کہ آج سے تین سال پہلے کا واقعہ ہے کہ میں اور قصبہ کے چند لوگ جو اکابر میں سے تھے ردولی حضرت شیخ سلیمان کی خدمت میں گئے انہوں نے تنبیہ فرمائی کہ آئندہ تم ان لوگوں کو یہاں آنے زحمت نہ دینا کیونکہ قصبہ جائس کے لوگ ایک سید کے سپرد کر دیے گئے ہیں جو سیاح زمین ولایت اور دریائے ہدایت ہیں عنقریب وہ اس ملک میں وارد ہونے والے ہیں ان کے یہاں وارد ہونے سے پہلے ہی تمہاری ارادت و استفادہ کا مقدار ان کے حوالے کر دیا گیا ہے وہی تمہارے حال اور اشغال کے محافظ ہوں گے۔ تم اس بات سے افسردہ خاطر نہ ہونا کہ چند باتوں میں وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ ایک سیادت میں اور دوسرے قرات سبعہ میں حفظ قرآن کے ساتھ ان عزیز کے ارشاد کا مصداق آج نظر سے گزرا ہے۔ حضرت قدوة الکبریٰ اس قصبہ میں تشریف لے آئے ہیں یہ یہاں کے رہنے والوں کی سرفرازی اور اقبال مندی کا باعث ہے۔

اطائف اشرفی کی تحریر سے پتہ چلا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی علم و فضل کے لحاظ سے اس مقام پر تھے کہ جن مسائل کو جید علماء حل نہیں کر سکتے تھے انہیں آپ حل فرما دیا کرتے تھے جس طرح مولانا غلام الدین جائسی کے لایحل مسائل کو حل کر دیا۔

سید عبدالوہاب:

آپ کا شمار سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے آپ کو اپنے پیرومرشد سے بڑی محبت تھی ان کی خدمت کرنے میں بڑی خوشی محسوس کرتے تھے اور مرشد کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے ہماری اس بات کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو اطائف اشرفی میں بیان کیا گیا ہے نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”آپ حضرت قدوة الکبریٰ کے مخلص احباب اور خلفاء میں سے تھے۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے شیخ عبدالاکرم دہلوی کے پاس دہلی بھیجا راستہ بہت ہی دشوار تھا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور یہ وہاں

پہنچ گئے۔ جب ان سے جواب لے کر واپس آئے تو ان کے پاؤں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے اپنی نعلین مبارک اتار کر ان کو مرمت فرمادیں۔ انہوں نے حضرت کی نعلین پاک کوتاج سر دولت سمجھا اور متبرک سمجھ کر اپنے پاس اس طرح رکھا کہ چالیس دن تک یہ تکیہ کی طرح اس پر سر رکھتے تھے۔ جب تک یہ نعلین ان کے پاس رہیں حق تعالیٰ نے ان کے گھر میں بہت ہی خیر و برکت پیدا فرمادی اور گھر کے لوگ آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ ۱۔

جمشید بیگ:

آپ امیر تیمور کے مصاحبین میں سے تھے امیر تیمور نے بہت سے تحائف لے کر آپ کو سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں بھیجا تو آپ ان کی شخصیت سے اتنے متاثر ہوئے ان کی خدمت میں ہی رہنے لگے۔ لطائف اشرفی میں نظام یمنی آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

”آپ ازبکی امیر تھے۔ جب حضرت قدوة الکبریٰ کے درویشوں کے قافلے کا گزر سرزمین یاغستان میں ہوا تو وہاں جوق در جوق اور گروہ در گروہ ترکوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہونا شروع کر دیا اور شرف ارادت سے سرفراز ہوتے رہے۔ ان ارادت مندوں نے بہت سے گھوڑے اور بے شمار چیزیں حضرت کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے جب حضرت کے مریدان گھوڑوں پر سوار ہوتے تو بالکل لشکر جیسا سماں بندھ جاتا تھا۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ اس زمانے میں امیر تیمور سمرقند میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ خانوادہ سامانیوں کا ایک شاہزادہ اور ملول سمنان کا ایک امیر زادہ مقام ایماق پر پہنچ گیا ہے اور ایک بڑا لشکر اور ساز و سامان اس کے پاس موجود ہے اور کئی ہزار ازبک، یرک، قفقاز، ولاچین اور توچین کے لوگ اس کے لشکر میں موجود ہیں اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تیمور نے جب معاملہ کی تحقیق کی کہ ایسا کون ہے جس نے یہ لشکر ہم پر چڑھائی کے لئے جمع کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ ذات گرامی سادات سمنان سے تعلق رکھتی ہے جو سلا سامانی ہیں لیکن سلوک و طریقت ان کا شعار ہے اور وہ دنیا سے کنارہ کش ہو چکے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس قدر لوگ ان کے ساتھ کیوں ہیں؟ ادھر حضرت قدوة الکبریٰ جس راستے سے گذرتے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے جاتے چونکہ آپ کا جدی مادری سلسلہ

خواجہ احمد یسوی سے تھا۔ آپ کے باپ دادا کے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایمان کی سرزمین تک لے آئے ان لوگوں نے بے شمار گھوڑے اور دوسرا ساز و سامان آپ کی نذر کیا (اس طرح ہجوم اور ساز و سامان نے ایک لشکر کی شکل اختیار کر لی) اور اس وجہ سے یہ شور و غوغاں بلند ہوا۔ یعنی ناواقف لوگ کہنے لگے کہ کوئی لشکر کشی کے ارادے سے آرہا ہے۔

آخر کار بعد تفتیش تیمور نے خود ہی فرمایا کہ میں نے اس سید زادے سے ملاقات کی ہے اور ان کو میں نے بعض علاقوں کی امارت و سرداری بھی پیش کی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا تھا ان کو قطعاً ملک گیری کی ہوس نہیں ہے۔ صاحب قرآن تیمور نے امیر جمشید بیگ کو حکم دیا کہ چند تحائف بطور نذر ساتھ لے کر تم ان سید زادے کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ جمشید بیگ حاضر خدمت ہوئے اور نذر پیش کی اور اس ناگوار واقعہ سے حضرت قدوة الکبریٰ کو مطلع کیا کہ حضرت کی آمد سے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے ایمان سے اسی دن کوچ فرمایا قدوز کی طرف روانہ ہو گئے جو کچھ ساز و سامان ساتھ تھا وہ سب کا سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ جمشید بیگ نے حضرت کی رفاقت اختیار کر لی اور آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلوک کی توفیق عطا فرمائی اور بعد میں وہ خلافت و اجازت سے سرفراز ہو گئے۔ روح آباد پہنچ کر حضرت نے جمشید بیگ کو ان کے وطن واپس کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم وہاں رہ کر ہدایت میں مصروف ہو جاؤ اور اس مملکت کی شیوخت ان کو عطا کر دی۔ چونکہ حضرت قدوة الکبریٰ کا حضرت احمد یسوی کے متبرک خانوادہ سے نہی تعلق تھا لہذا ان سب حضرات کو اسی روش کا حکم دیا۔ اور یہ حضرات یسوی کی نسبت سے مشہور ہیں۔“۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی:

ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ تھے۔ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا بیک وقت عالم محقق، مصنف، مقرر، مدرس اور اسی قسم کی دیگر خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں اس زمانے میں شہرہ آفاق علماء و اکابر موجود تھے اور علم و فضل

میں بلند مرتبہ رکھتے تھے لیکن جو عزت و شہرت اور مقام عوام و خواص میں آپ کو حاصل تھا وہ کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ ”آپ کی تصنیفات میں ایک کتاب مشہور کتاب کافیہ کا حاشیہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور وہ حاشیہ آپ کی زندگی ہی میں تقریباً تمام جہان میں شہرت پذیر ہو گیا تھا اسی طرح علم نحو میں آپ کی ایک کتاب بنام ”ارشاد“ ہے جس میں مسائل کے تحت امثلہ بھی بیان کی ہیں اور ایک اچھوتے طرز پر کتاب لکھی ہے اس کی عبارت میں تسلسل اور نہایت عمدگی ہے۔ نیز علم بلاغت میں قرین اور بدیع البیان بھی لکھی ہیں جس میں صحیح کا بہت خیال رکھا گیا ہے اسی طرح فارسی زبان میں قرآن کی تفسیر ”بحر موج“ کے نام سے لکھی ہے جس میں ترکیب اور معنی وصل و فراق ہیں اس میں بھی صحیح کے تکلفات ہیں یہ نہایت عمدہ کتاب ہے اسی طرح اصول بزدوی کی شرح بھی بحث امر تک اور اس کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں آپ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔ ۱

آپ کی ایک کتاب ”مناقب السادات“ بھی مشہور ہے اس میں آپ نے اہل بیت کی فضیلت بڑی عقیدت و محبت سے تحریر کی ہے آپ کی یہ تمام تصانیف آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے اور اکثر علمی مسائل میں یہ دونوں حضرات تبادلہ خیال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رائے کو تسلیم کرتے تھے۔ ان حضرات میں خط و کتابت بھی تھی اس کے ذریعے بھی تبادلہ خیال کرتے تھے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ایک مکتوب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرعون کے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ فصوص الحکم میں بھی اس کا ذکر ہے اسی حوالے سے آپ نے چند حقائق معلوم کرنے کے لئے خط لکھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے قاضی صاحب کو تفصیلی جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا عجیب و غریب حقائق بیان فرمائے آپ کے اس مکتوب کا ذکر شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں کیا ہے اس سے پتہ چلا کہ قاضی صاحب سے آپ کی مراسلت بھی رہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے علمی فیضان سے استفادہ کیا قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور جید عالم دین ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور ان کی علمی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح سید

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی از اخبار الاخیار۔ ۲۔ شرمذینہ، بابینک کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔ صفحہ ۳۹۰۔

اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں تھے اور اس وقت کے علماء میں آپ کا بڑا مقام تھا سلطان ابراہیم شرقی نیک دل انسان تھا اور علماء و صوفیاء کی بڑے قدر کرتا تھا اس نے اپنے عہد سلطنت میں اہل علم کو بہت نوازا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ ”ابراہیم شرقی کے عہد حکومت کے علماء و فضلاء میں قاضی شہاب الدین جو نپوری بڑی اہمیت رکھتے تھے قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشو و نما دولت آباد کن میں ہوئی ابراہیم شرقی قاضی صاحب کے علم و فضل کا بڑا قدر دان تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا قاضی صاحب کی توقیر و تعظیم کا یہ عالم تھا کہ مقدس دنوں میں قاضی صاحب شاہی مجلسوں میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے کہا جاتا ہے کہ ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار ہوئے ابراہیم شرقی ان کی مزاج پرسی کے لئے گیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا پانی جب آ گیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر سے تصدق کر کے خود پی لیا اور کہا! اے خدا جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہے اس سے انہیں نجات دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے تاکہ قاضی صاحب صحتیاب ہو جائیں۔“

فرشتہ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم شرقی کو علماء کرام سے کتنی محبت و عقیدت تھی کہ اس نے قاضی صاحب کی صحت کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دیا یہ وہی سلطان ابراہیم شرقی ہے جسے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خطوط تحریر فرمائے تھے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہیں قاضی صاحب کی تصانیف کا ذکر ہم کر چکے لیکن جن مزید کتب کا ذکر فرشتہ نے کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حاشیہ ہندی، بدیع البیان، فتاویٰ ابراہیم شاہی، در رسالہ شہابیہ۔ آپ کے سن وصال کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے ”قاضی صاحب کو بھی ابراہیم سے بہت خلوص تھا اس کی وفات سے وہ اس حد تک مغموم ہوئے کہ اسی سال یعنی ۸۴۲ھ کو سفر آخرت اختیار کیا ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب کا انتقال ابراہیم کی وفات کے دوسرا سال یعنی ۸۴۲ھ میں ہوا۔“

شیخ داود:

آپ شیخ حاجی نذیر الدین کے چھوٹے بھائی تھے انہوں نے بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر خلافت سے اجازت لے گئے ان کی روحانی تربیت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حکم سے ان کے بڑے بھائی نے کی۔

قاضی رکن الدین:

ان کے حالات کسی اور کتاب میں نہیں ملتے اس لئے لطائف اشرفی میں جو کچھ ان کے متعلق بیان ہوا ہے وہ ہم بعد لکھ رہے ہیں۔ ”آپ حضرت قدوة الکبریٰ کی خلافت و اجازت سے مشرف تھے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ کو منہج دوہیری کی جانب نزد مقام حاجی پورہ بھیج دیا گیا آپ نے وہاں خانقاہ تیار کی اور گرد و پیش کے لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ ان (قاضی رکن الدین) کو شیخ آدم عثمان کے سپرد کیا گیا کہ باہم رہیں۔ جب شیخ آدم مذکور حاجی پورہ کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا کہ شمال میں کھوسے سے گوئی تک پہاڑ کی طرف تمہیں رہتے ہوں۔ یہ دونوں بھائیوں کا حصہ ہے۔“

شیخ نور الدین:

آپ علم و فضل میں یگانہ تھے ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد جب حصول روحانیت کی جانب مائل ہوئے تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی روحانی تربیت فرمائی اور انہیں ایک علاقے کی جانب تبلیغ کے لئے روانہ کر دیا نظام یمنی لکھتے ہیں۔ ”آپ کی ذات گرامی عجوبہ روزگار تھی۔ یہ علوم شرعیہ میں یگانہ اور اصول و فرع میں وحید عصر تھے۔ اس زمانے میں جبکہ حضرت قدوة الکبریٰ یگانہ سے حضرت مخدومی سے شرف نیاز حاصل کر کے براستہ دوہیری واپس آ رہے تھے تو شدید بارشوں کے باعث چند روز یہاں دوہیری میں ٹھہرنا پڑا تو یہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان میں نور عقیدت دیکھا اور ان کی ذات میں خلوص پایا تو ان کو شرف ارادت سے مشرف فرمایا آپ حضرت قدوة الکبریٰ کے ہمرکاب وہاں سے روح آباد

۱۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم تیس بریلوی۔ ۲۔ شرف اشرفی انظر پرائز ڈی ۱۰۸ جلد ۵، فیضانِ لبی امیریا کراچی صفحہ ۶۳۰۔

آئے یہاں کئی چلے گئے اور چند بار خلوت نشین ہوئے۔ جب یہ سخت ریاضتوں سے فارغ ہوئے تو واردات عالیہ اور مقامات کمالیہ سے سر بلند ہوئے جب ان میں خلافت کی استعداد پیدا ہو گئی تو خلافت سے مشرف کئے گئے۔ عطاء خلافت کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے ملک کو واپس جاؤ تاکہ وہاں کے لوگ تم سے بہرہ مند ہو سکیں لیکن شرط یہ ہے کہ حضرت شیخ آدم کے ساتھ ان کی اتباع میں کام کرنا قصہ کوتاہ یہ کہ تینوں بزرگوں کو اس علاقہ میں روانہ کیا گیا اور ہر ایک کو خلافت سے بھی نوازا گیا۔

شیخ الاسلام گجراتی:

یہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے ان کا لقب شیخ الاسلام تھا ان کا نام معلوم نہ ہو سکا کیونکہ لطائف اشرفی میں انہیں اسی لقب سے یاد کیا گیا ہے ان کے مرید ہونے واقعہ اس طرح ہے۔

”جب حضرت قدوة الکبریٰ گجرات کی طرف تشریف لے گئے تو شیخ الاسلام نے پہلی ملاقات میں چند علمی مسائل حضرت سے بطور آزمائش دریافت کئے۔ حضرت نے ان کا کافی ووافی جواب مرحمت فرمایا لیکن یہ محض اپنی خود نمائی کے لئے کج بخشی کرتے رہے اور بے کار شور و غل مچایا۔ بات نے مناظرے کا رنگ اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ ایک دن دارالخلافہ احمد آباد کی جامع مسجد میں جہاں کثرت سے لوگ موجود تھے انہوں نے بہت زیادہ دروغ گوئی سے کام لیا۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے اس پر بھی تحمل و برداشت کا مظاہرہ کیا۔ جب یہ گھر واپس آئے اور رات کو سوئے تو ان کو تنبیہ کی گئی کہ خبردار سید (قدوة الکبریٰ) سے مناظرہ مت کرو اور اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پھر تم جانو۔ جب صبح بیدار ہوئے تو انہوں نے وہاں کے حاکم (والی احمد آباد) کو اپنا سفارشی بنایا اور گناہ سے عذرخواہی کی۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ اب تک تو ہماری طرف سے وفا اور تمہاری طرف سے جفا کا سلسلہ جاری تھا لیکن اب نہ وفا نہ جفا بلکہ یہ محفل صفا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے ان کو معاف کر دیا۔ شیخ الاسلام اسی وقت حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اس سفر میں حضرت قدوة الکبریٰ دو سال تک سرزمین گجرات میں رہے۔ شیخ الاسلام ہر وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔ جب یہ خدمات شاکستہ بجالائے اور ضروری ریاضتوں سے فراغت پانچے اور اہلیت اور صلاحیت ان میں پیدا ہو گئی تو ان کو شرف خلافت سے سر بلندی بخشی گئی ہر چند کہ اس مملکت میں حضرت

رکھتے تھے۔ سرحد چنارن دور میکہ کی نیابت ان کے سپرد کی گئی بنگالہ کے بادشاہ کو شیخ سے خاص عقیدت تھی اس نے آپ کے اصحاب کی رفاہ معیشت کے لئے کچھ رقم بطور نذرانہ بھیجی۔ ۱۔

حضرت شیخ محمود کنتوری:

یہ بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اجلہ خلفاء میں سے تھے یہ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے اور ریاضت مجاہدے کے آپ نے تکمیل روحانیت کے بعد خلافت عطا فرمائی اور تبلیغ کا حکم دیا۔ نظام یمنی لکھتے ہیں۔

”آپ بھی حضرت قدوة الکبریٰ کے منتخب اصحاب اور چیدہ احباب میں سے تھے حضرت ان پر استدر عنایات فرماتے اور اتنا التفات ان سے کرتے کہ دوسرے اصحاب سے ایسا کم ہی التفات تھا۔ وہ سفر و حضر میں حضرت کی ملازمت میں رہتے تھے جب ریاضت و مجاہدہ کی تکمیل ہو گئی تو خرقة خلافت اور اجازت سے سرفراز کئے گئے اور ان کو وطن مالوف کی طرف روانہ کر دیا گیا جہاں قرب و جوار کے سب لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور ان سے استفادہ کرنے لگے ایک روز حضرت قدوة الکبریٰ سے کنتور میں استدعائے ضیافت کی۔ اور حضرت والا کو اپنے مکان پر لے گئے اور دوسرے اصحاب و احباب کو بھی مدعو کیا۔ یہاں سے حضرت قدوة الکبریٰ قصبہ کنتور کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ محمود کنتوری کے مکان میں نزول اجلال فرمایا، انہوں نے ضیافت و مہانداری کی خدمات شائستہ انجام دیں ضیافت سے فراغت کے بعد حضرت شیخ سعد اللہ کیردار کی خانقاہ میں تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات ہوئی۔ سادات کنتور یہ ہیں۔ سے ہر ایک نے نو بہت بہ نوبت حضرت قدوة الکبریٰ کی ضیافت کی آپ نے سادات کنتور کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ صحیح النسب سید ہیں اور ان کو تاکید فرمائی کہ تم لوگوں میں سے کوئی اطراف و نواح میں شادیاں نہ کرے جب روانہ ہوئے تو شیخ سعد اللہ نے خرقة کی التماس کی آپ نے ان کی التماس قبول کی اور فرمایا الفقر اکنفس واحد (فقیر ایک جان کی مانند ہیں) بالخصوص خاندان چشت رضوان علیہم اجمعین۔ ۲۔

۱۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸، بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۱

۲۔ نظام یمنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸، بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۶۴۲

شیخ عبداللہ صدیقی بنارس:

ان کے متعلق لطائف اشرفی میں کوئی تفصیل نہیں ملتی صرف اتنا لکھا ہے۔ ”آپ قدوة العلماء زبدۃ الصلحاء زمانہ تھے آپ حضرت کے خلفاء کبار میں سے تھے۔“ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں سے تھے اور علم و فضل میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔

شیخ صفی الدین مسند عالی صیف خان:

نظام یمنی ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

”آپ نے جو اعلیٰ مرتبہ پر فائز اور صاحب ثروت امیر تھے اس بات کی خواہش کی کہ تمام دینیوی معاملات سے دستبردار ہو جائیں لیکن حضرت قدوة الکبریٰ نے قبول نہیں کیا اور ان سے فرمایا کہ مقصود اصلی کام ہے نہ کہ اضطرار (بے چارگی) کہ حق تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مراتب شان و شوکت کے باوصف اپنا قرب عطا فرمایا ہے چنانچہ ایک مثال شیخ ابوسعید الخیر کی ہے (کہ جاہ و مال کی فراوانی کے باوصف قرب خداوندی سے نوازے گئے) پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

حاجت بکلاہ ترکی داشت نیست

در ویش صفت باش و کلاہ تری دار

ترجمہ: تم کو ترک۔ جاودانی کہ ٹوپی سر پر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کلاہ ثروت و مال سر پر رکھو لیکن درویش صفت بن جاؤ۔

چنانچہ حضرت قدوة الکبریٰ ان کی اس خواہش کی پذیرائی سے ہمیشہ اعراض فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ دولت باطنی ان کی مددگار ہوئی۔ تب حضرت نے ظاہری و باطنی اشغال سے ان کو سرفراز فرمایا۔

ان میں بہت ہی قوی اور عالی جذبہ پیدا ہو گیا تھا لیکن پیروں کی حفاظت ان کے کام آئی۔ ان کو پہلے خرقہ تبرک عطا کیا گیا اس کے کچھ عرصے بعد حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خان موصوف خرقہ کو خلعت خانی اور عبائے سرداری کے نیچے ہمیشہ پہنتے تھے۔ ایک روز حضرت قدوة الکبریٰ کی خدمت میں اسی حالت

میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔
 بزرگان کہ نقد صفاداشتند
 چنین خرقہ زیر قباداشتند

ترجمہ: وہ امراء جو صفائے قلب کی نقدی سے مالا مال ہوتے ہیں وہ اسی طرح قبائے سروری کے نیچے خرقہ فقر پہنا کرتے ہیں۔

ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان تمام خلفاء کا ذکر کیا ہے جن کا تذکرہ لطائف اشرفی میں موجود ہے کیونکہ اس سلسلے میں لطائف اشرفی ہی مستند ماخذ ہے جن خلفاء کا ذکر دوسری کتابوں میں ہے ان کے حالات ان کتابوں کے حوالے سے بیان کئے ہیں اور جن کا ذکر صرف لطائف اشرفی میں ہے ان کے تذکرے میں لطائف اشرفی کی عبارتیں بعینہ نقل کی ہیں۔ شیخ راجا اور قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدھوری کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی خلفاء میں تھے بہر حال جتنے خلفاء تھے ان کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب عالم باعمل اور صوفی باصفاء تھے اور ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا کہ جو ان پڑھ ہو بلکہ بعض تو ان میں ایسے تھے جنہوں نے علمی کتب تصنیف فرمائیں اور بہت سی کتابوں کے ترجمے کئے جیسے قاضی شہاب الدین دولت آبادی، شیخ صفی الدین ردولوی اور شیخ سلیمان محدث وغیرہ۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان کی باطنی تربیت فرمائی ریاضت و مجاہدہ کرایا اور جب دیکھ لیا کہ ان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہو چکا ہے تب انہیں خلافت عطا فرمائی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خلافت ملنے کے بعد نہایت خلوص نیت سے دین کی خدمت کی ان کی بے لوث تبلیغ کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان کے ذریعے سلسلہ اشرفیہ کو بھی بڑا فروغ حاصل ہوا سید اشرف جہانگیر سمنانی کے یہ خلفاء برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان پاکستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں نظر آتی ہیں جو آج بھی رشد و ہدایت کا مرکز ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد اور آپ کے خلفاء نے دین کی ترویج و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور زبردست تبلیغی خدمات انجام دیں جو تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔

فصل دوم:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات و تعلیمات۔

ملفوظات در حقیقت وہ انمول خزانہ ہیں جو اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے جب اپنے آپ کو اپنے رب کے لئے وقف کر دیتے ہیں تو وہ ان کی زبان و قلب سے علم، حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے پھر ان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے دلوں پر اثر کرتا ہے سننے والے سنتے ہیں اور عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جو اس کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور موتی نکال کر لاتے ہیں صوفیاء کرام اپنے مشاہدات و تجربات کو ایسے دلاویز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پھر ساری دنیا کے انسانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں ان کے ملفوظات گنجینہ علم و عرفان بھی ہوتے ہیں اور انسانی زندگی کے رموز حسن اور سلیقے کی کلید بھی ملفوظات کی تاریخ بڑی پرانی ہے بزرگان دین نے اپنے مشائخ کے ملفوظات جمع کئے اور انہیں عوام الناس کے استفادہ کے لئے کتابی شکل میں شائع کیا۔ ملفوظات لکھنے کا آغاز کب سے ہوا محترم جناب شمس بریلوی (مرحوم) لکھتے ہیں۔

”ان بزرگان طریقت نے تیسری صدی ہجری میں تصنیف و تالیف کی طرف اپنی توجہ کا رخ موڑ دیا تھا ان حضرات کی تصانیف کا موضوع توجہ الی اللہ ذکر الہی، ذکر الہی کے آداب، اتباع شریعت اور پیروی خیر الایمان ہوتا تھا آپ تصوف کی اولین تصانیف کا اگر مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی میں یہاں تصوف کی ابتدائی اولین کتاب سے چند عنوانات پیش کر رہا ہوں جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ ان تصانیف میں ان حضرات کا نصب العین کیا تھا حضرت حارث الحاسبی (۱۶۵ھ-۲۴۳ھ) تیسری صدی ہجری کے ایک عظیم المرتبت بزرگ ہیں آپ کی کتاب ”کتاب الرعاۃ“ کے نام سے مشہور ہے اس کتاب میں شیخ حارث الحاسبی نے ان موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ محاسبہ نفس، توبہ کرنے والے مشاہیر حضرات، توبہ کا طریقہ، ریا اور اسکی مختلف صورتیں، اخلاص کی اہمیت و افادیت، خلوص کے ساتھ احکام الہی کی اطاعت، نیت اور اس کی اہمیت اعمال، اعمال حسنہ کا پوشیدہ رکھنا بہتر ہے یا ظاہر کرنا (عجب و تکبر، تواضع، غریہ، نفس حسد اور اس کی برائیاں، سالک اپنی زندگی کس طرح اسلامی سانچے میں ڈھال سکتا

ہے۔ یہ تمام عنوانات ۶۱ ابواب پر مشتمل ہیں عنوانات پر نظر ڈالئے ”کتاب الرعاۃ“ اسلامی زندگی کا ایک مرقع اور فضائل اخلاق یا اسلامی اخلاق کا ایک دستور العمل ہے حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الرعاۃ“ کی تصنیف سے صوفیائے کرام میں تصنیف و تالیف کا شوق پیدا کر دیا چنانچہ آپ کے بعد تیسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی کتب تصوف بصراحت ذیل ہیں۔

تمام کتاب	مصنف	وفات
کتاب الصدق	حضرت ابوسعید خراز	۲۸۶ ہجری
رسائل جنید	سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی	۲۹۸ ہجری

چوتھی صدی ہجری میں صوفیائے کرام نے جو کتب تصنیف فرمائیں وہ یہ ہیں۔

کتاب اطواف والمخاطبات۔	شیخ محمد بن الجبار انفری	۳۵۴ ہجری
کتاب الملع۔	طائس الفقراء ابو نصر سراج	۳۷۸ ہجری
کتاب التعرف	حضرت ابوبکر ابن ابی اسحاق کلابازی	۳۸۵ ہجری
قوت القلوب	حضرت شیخ ابوطالب مکی	۳۸۶ ہجری

ان تمام کتب مذکورہ کی زبان عربی ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں موضوع تصوف پر متعدد کتابیں لکھی گئیں ان کتب میں حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری (۳۶۵ھ) کا رسالہ قشیریہ اور حضرت شیخ علی بن عثمان الجویری یعنی حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی ”کشف المحجوب“ نے بڑی شہرت حاصل کی کشف المحجوب تصوف میں پہلی گرانقدر کتاب ہے جو فارسی زبان میں لکھی گئی۔ ۱

شمس بریلوی کی تحریر سے پتہ چلا کہ ملفوظات جمع کرنے کی ابتداء تیسری صدی ہجری سے ہوئی اس کے بعد یہ سلسلہ چتار ہا چنانچہ شیخ کمال الدین محمد نے شیخ ابوسعید ابوالخیر چشتی کے ملفوظات حالات و سخنان شیخ ابو سعید ابوالخیر کے نام سے ۵۵ھ میں فارسی زبان میں جمع کئے۔ خواجہ معین الدین چشتی نے اپنے پیرو مرشد

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات ۵۸۲ھ میں جمع کئے جو انیس الارواح کے نام سے موجود ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اپنے پیرومرشد خواجہ معین الدین چشتی کے ملفوظات ”ویل العارفين“ کے نام سے ۶۱۲ھ میں جمع کئے یہ بھی فارسی میں ہیں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے اپنے پیرومرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات ”فوائد السالکین“ کے نام سے ۶۲۰ھ اور ۶۳۰ھ میں جمع کئے۔ شیخ امیر علا حسن بخاری نے اپنے شیخ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الہی کے ملفوظات ”فوائد الفوائد“ کے نام سے ۷۰۷ھ میں جمع کئے۔ نظام یکنی نے اپنے پیرومرشد سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات و واقعات اور ملفوظات ”لطائف اشرفی“ کے نام سے جمع کئے جو فارسی میں ہیں اس کتاب کی تدوین و تالیف کس سن میں ہوئی یہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا لیکن اس کا جو قلمی نسخہ ہے اس پر ۱۰۸۰ھ درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی سن میں اس کی تدوین ہوئی بہر حال یہ ملفوظات کی مختصر تاریخ تھی جو ہم نے پیش کی اب ہم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات پیش کریں گے جس سے اندازہ ہوگا کہ انہوں نے کیسی عظیم باتیں اور طریقت کے اہم اسرار و موز اور نکات بیان فرمائے ہیں۔

اختیار کیا ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ اختیار دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک مجازی اور دوسرا حقیقی۔ اختیار مجازی کی نسبت مذاق سے ہے اور اختیار حقیقی کی نسبت حق تعالیٰ سے ہے۔ حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ متکلمین نے مسئلہ اختیار کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) وہ صوفیاء کی بنسبت اس مسئلہ کو صحیح طور پر بیان نہ کر سکے۔ (علمائے حق نے) اختیار کے مسئلے میں حد سے بڑھ جانے کے لئے منع کیا ہے۔ بہر حال تصوف کے کل عقائد میں سے مسئلہ اختیار کا جاننا ضروری ہے نیز ایک صوفی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عقیدہ حافظیہ سے واقف ہو۔

حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ مسئلہ اختیار کی تشریح خاص طویل ہے تاہم ایک تیز طبیعت شخص مندرجہ ذیل حکایت سے (اس مسئلے کی حقیقت) معلوم کر سکتا ہے۔

”بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کانڈ سے پوچھا کہ تیرا چہرہ تو سفید تھا سیاہ کیسے ہو گیا۔ کانڈ نے جواب دیا کہ یہ بات روشنائی سے معلوم کرو کہ اس نے کس بنا پر میرے چہرے کو سیاہ کیا۔ روشنائی بولی کہ میں تو دوات کے

اندر تھی اور قطعی طور پر میرا ہر آنے کا خیال نہ تھا کیونکہ میں (دوات کے) تیرہ وتاریک گوشے سے مانوس ہو گئی تھی۔ قلم سے دریافت کیا جائے کہ اس نے فضول کی ہوس کی اور ظلم اختیار کرتے ہوئے مجھے گھر سے باہر نکالا قلم نے کہا یہ بات ہاتھ سے پوچھو جس نے مجھ پر جبر کیا اور مجھے جنگل سے باہر لا کر جڑ بنیاد سے اکھاڑا۔ پھر میرا سر چاقو سے پارہ پارہ کیا اور گردن اڑادی میرے سینے میں شکاف ڈالا اور (دوات کی) تاریکی میں ڈال دیا۔ اس قدر زخم مجھے دیئے اور اب میرے زخموں پر نمک چھڑکتا ہے سائل نے ہاتھ سے پوچھا کہ تو نے قلم پر کیوں ظلم کیا۔ ہاتھ نے جواب دیا کہ مجھ میں کھال اور ہڈی کے سوا کچھ نہیں ہے میری حیثیت یہی ہے کہ کھال اور ہڈی سے ترتیب دیا گیا ہوں۔ کھال اور ہڈی کسی پر ظلم کرنے کے قابل نہیں ہوتی (کیونکہ) وہ خود سے حرکت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ مجھے دست قدرت نے حیران کیا جب دست قدرت سے دریافت کیا گیا تو دست قدرت نے کہا تم لوگ (اکثر دوسرے کو) ملامت کرنے کے عادی ہو۔ (اصل) محرک سے دریافت کرو، اور وہ ارادہ ہے۔ جب ارادے سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ حضرت دل نے میرے پاس قاصد علم بھیجا اس نے عقل کی زبان میں مجھے حکم دیا کہ قدرت کو بلاؤ جلاؤ اور متحرک کرو میں بہ حالت اضطراب قدرت کو حرکت میں لایا کیونکہ میں سدا کا حیرت زدہ ہوں اور مجھ پر علم و عقل ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ میں کسی پر حکم نہیں چلاتا جب مجھے دل کی جانب سے حکم ملتا ہے تو میں اسے بجالاتا ہوں آپ مجھ پر غصہ نہ ہوں بالآخر علم، عقل اور دل سے حقیقت دریافت کی گئی عقل نے کہا کہ میں ایک چراغ ہوں۔ چراغ خود بخود روشن نہیں ہوتا جس نے مجھے روشن کیا ہے اس سے معلوم کرو۔ دل نے کہا میں محض صورت ہوں اور خود سے خارج میں نہیں آیا مجھے اس طرح کا بنایا گیا ہے کہ اپنے آپ میں رہوں۔ جلائے ہوئے اور بنائے ہوئے کا حال جلانے والے اور بنانے والے سے پوچھنا چاہیے علم نے کہا کہ میں لوح دل پر تحریر کردہ ایسا نقش ہوں (جس سے) بہت سے نقوش پیدا ہوتے ہیں۔ حقیقت قلم سے معلوم کرو کیونکہ میں اپنے باطن میں ایک تحریر دیکھتا ہوں ظاہر ہے کہ یہ قلم کا کام ہے کیونکہ بغیر قلم کے کوئی تحریر وجود میں نہیں آتی سائل نے کہا کہ میں سوائے اس کے کچھ نہیں جانتا کہ قلم محض نرکل ہے، لوح صرف لکڑی ہے تحریر سیاہی ہے اور چراغ صرف آگ ہے (مجھے میرے سوال کا جواب دو) تب علم نے کہا اے شخص جان لے کہ یہ تمام گفتگو قیل و قال سے زیادہ نہیں حقیقت وہی جانتا ہے جو صاحب حان ہے۔ ارشاد

باری تعالیٰ ہے: قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ (آپ فرمادیتے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) ۱۔
 سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کا خالق و مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس
 مثال کے ذریعے وہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت
 میں ہے فاعل حقیقی وہی ہے مالک حقیقی وہی ہے اور رازق حقیقی بھی وہی ہے انسان مجازی طور پر ان چیزوں
 کا مالک ہے اور اسے ان پر اختیار دیا گیا ہے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ ”اختیار یہ ہے کہ حق کے اختیار کو
 اپنے اختیار پر اختیار کرے یعنی جو کچھ حق تعالیٰ نے ان کے لئے اختیار کیا ہے خواہ خیر ہو یا شر ہی کو پسندیدہ
 رکھے۔“ ۲۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور بندہ حقیقت میں وہی بندہ ہے جو اسے
 اختیار کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اختیار کیا ہے۔

حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام:

سید اشرف جہانگیر سمنانی حیرت کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے
 ہیں کہ حیرت مذموم بھی ہوتی ہے اور محمود بھی۔ پہلی حیرت دلائل اور اسناد کے تقابل سے پیدا ہوتی ہے
 دوسری حیرت مسلسل واردات اور متواتر الہامات کی بدولت اہل کشف و وجدان کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ
 حیرت جو اہل فکر و دلیل کا حصہ ہے اس سے پناہ مانگی ہے۔ دوسری حیرت کے لئے دعا کی ہے ”رب زدنی
 تسخیراً“ یعنی اے میرے رب میرے تخیل میں زیادتی کر، اسی مقام سے عبارت ہے۔ وہ عقیدہ جو دلائل
 سے حاصل ہوتا ہے اس کا جھکاؤ شک کی طرف ہوتا ہے، بخلاف اصحاب کشف و عرفان کے عقیدے کے۔
 جب کہ عقل صافی جو غفلتوں اور شہوتوں سے مجرد ہو چکی ہو، اس کے ذریعے سے تو حید تک رسائی محال ہے تو
 تاریک و محدود عقل کے ذریعے تو حید تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عقل کا شکر جب عالم تو حید میں
 پرواز کرتا ہے تو شکوک و شبہات کے سوا کوئی شکار اسے نہیں ملتا۔ متکلم تو حید پر دلیل لاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے
 کہ وہ تو حید پر یقین رکھتا ہے۔ لیکن (در حقیقت اس کا باطن شک و شبہ میں آلودہ ہوتا ہے) ۳۔

۱۔ نظام بخشی لطائف اشرفی۔ حصہ اول، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۳۶

۲۔ سید علی ہجویری۔ کشف المحجوب۔ مترجم علامہ ابوالحسنات قادری۔ ناشر: اسلامک بک فاونڈیشن ۲۰۰۹۔ ای سن آباد لاہور۔ صفحہ ۵۹۴

۳۔ نظام بخشی لطائف اشرفی۔ حصہ اول، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۳۶

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا، تحیر کے لغوی معنی سرگشتہ ہونے اور گم ہو جانے کے ہیں المستحیر لم یسکن لہ مخرج من امرہ بمضی و عداد الی حالہ یعنی متحیر وہ شخص ہے جو اپنے کسی معاملے سے نہ نکل سکے اور اپنی حالت کی طرف غور نہ کر سکے۔ اگر مستغرق کو حالت استغراق میں صفات افعالی کا کشف حاصل ہو جائے تو اس کیفیت سے لوٹ سکتا ہے اور جلد اپنی اصل حالت پر واپس ہو سکتا ہے۔ لیکن متحیر کو چوں کہ صفات ذاتی کا کشف ہوتا ہے جو کچھ دنیا اور آخرت میں ہے اسے دکھایا جاتا ہے اور مملکت الہی میں جو کچھ ہے اس پر ظاہر کر دیا جاتا ہے اس لئے وہ از خود اپنی اصل حالت پر نہیں آ سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو اپنی اصلی حالت پر نہ لائے۔ ۱۔

غالباً اس ارشاد سے مراد مجذوب ہے جو خدا کی ذات میں گم ہوتا ہے اس کی نگاہوں سے پردے اٹھادیے جاتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز اس پر آشکار ہو جاتی ہے۔ قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی فرماتے ہیں ”مجذوب وہ ہے جو ہر وقت جذب کی کیفیت میں رہتا ہو وہ دنیا مافیہا سے بے خبر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے جلوؤں میں گم رہتا ہے اور ہمہ وقت نظارہ کرتا ہے اور ایک منٹ کے لئے بھی اس منظر سے نظر ہٹانا گوارہ نہیں کرتا۔ ۲۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی یہاں یہی بتانا چاہتے ہیں جس شخص پر کیفیت طاری ہو جائے پھر وہ خود اس کیفیت سے باہر نہیں آ سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کیفیت سے باہر نہ لائے۔

علم کیا ہے:

ایک مرتبہ علم پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا! العلم بضاء زہواء و سائر الفنون ذراتہا۔

(علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر اور پیشے اس کے ذرے ہیں)۔

سید عبدالرزاق نور العین نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حضور میں عرض کیا کہ طالب حقیقت کے لئے ان علوم کثیرہ میں کون سا علم حاصل کرنا اہم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ توحید جان لینے اور ایمان کے پہچان لینے کے بعد اول اول جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقائد حقہ شریعت و طریقت کا جان لینا ہے اور

۱۔ نظام معنی لطائف اشرفی۔ حصہ اول، مترجم: پروفیسر لطیف اللہ۔ ناشر: ذی ۱۰۸۰ھ ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ صفحہ ۲۷

۲۔ سید طاہر اشرف جیلانی۔ ملفوظات قطب ربانی۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز۔ پوسٹ بکس ۲۳۳۳ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۲۶

عبادت کا جتنا ہر درویش پر فرض ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے ”ادبو اثم افقہوا ثم اعتزلوا واعملوا“ پہلے ادب سیکھو پھر علم دین حاصل کرو بعد ازاں عزالت گزینی اختیار کرو اور جو کچھ حاصل کیا ہے اس پر عمل کرو۔

سید عبدالرزاق نور العین نے عرض کیا کہ علمائے دنیا و علمائے آخرت میں کیا فرق ہے؟ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا کہ ادنیٰ فرق ایسا ہے جیسے کھری کھوٹی چاندی میں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عالم باللہ کی فضیلت عالم بالا حکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کی سننے پر اور یہ ظاہر ہے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ بھٹکا ہوا عالم ایسا ہے جیسے کشتی کہ جب ڈوب جاتی ہے اس کے ساتھ ایک خلق کی خلق ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ عالم بے عمل مثل کمان بے چلہ کے ہے۔ سید اشرف جہانگیر نے فرمایا کہ عالم بے عمل ایسا ہے جیسے آئینہ بے قلعی کے، کیونکہ جب تک علم کے آئینے میں عمل کی قلعی نہ ہوگی احوال و مقامات کا چہرہ نظر نہ آئے گا اور لطائف قلبی کی لطافت نہ بڑھے گی۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم کے ساتھ عمل پر کتنا زور دیتے تھے آپ کے نزدیک علم بغیر عمل کے بے کار ہے اسی لئے آپ نے فرمایا جب تک علم کے آئینے میں عمل کی قلعی نہ ہوگی احوال و مقامات نظر نہ آئے گا مطلب یہ ہے کہ جب تک علم پر عمل نہیں کیا جائے گا مقامات حاصل نہیں ہو سکتے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ ”میں نے عوام میں ایک گروہ دیکھا ہے کہ وہ علم پر عمل کو فضیلت دیتا ہے اور ایک جماعت دیکھی ہے جو عمل پر علم کو مقدم رکھتی تھی اور درحقیقت یہ دونوں باطل پر تھے اس لئے کہ عمل بغیر علم عمل نہیں کیونکہ عمل، عمل جب مانا جاتا ہے جب کہ اس کا علم ہو عمل کنندہ جانے کہ اس عمل سے ہمیں یہ ثواب یا درجہ ملے گا جیسے نماز اور اس کی صحت اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ نماز پڑھنے والا احکام طہارت کا علم نہ حاصل کر لے اور جب تک پانی کے پاک ہونے کا علم نہ ہو جائے وضو صحیح نہیں ہو سکتا قبلہ کی سمت کا اگر علم نہیں نماز درست نہیں اسی طرح جب تک نیت کے معنی اور اس کی حقیقت کا علم نہ ہو نماز بے کار ہے اسی طرح اگر ارکان نماز نہیں جانتا تو نماز کہاں درست ہو سکتی ہے تو ثابت ہوا کہ عمل علم سے قریب ہوتا ہے تو وہ جاہل جو علم کو عمل سے علیحدہ کر رہا ہے

۱۔ نظام بخاری۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۸۰ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا راجی صفحہ ۱۸۔

اور علم کو عمل پر فضیلت دے رہا ہے۔ بخش لغو اور بنا علی الباطل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علم کا وجود بغیر عمل نہیں ہے۔ حضرت داتا گنج بخش اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ارشادات سے ثابت ہو گیا کہ علم اور عمل لازم و ملزوم ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے جہاں بھی علم ہوگا اس کے ساتھ عمل لازم ہوگا اور اگر ان کو جدا کیا جائے گا تو یقیناً خرابی پیدا ہوگی کیونکہ بغیر عمل کے علم کبھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

علم فقہ کا جاننا ضروری ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے علم فقہ کی متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی زندگی ایک ہفتہ سے زیادہ باقی نہیں ہے تب بھی اس کو چاہئے کہ علم فقہ کے حصول میں مشغول رہے (علم فقہ سیکھے) کہ ایک دینی مسئلہ کا جان لینا ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ علم فقہ کی کتنی فضیلت ہے اور یہ علم کتنا اہم ہے کہ اگر زندگی کے ختم ہونے کا علم ہو جائے تو انسان علم فقہ کے حصول میں لگ جائے علم فقہ کیا ہے مولانا زوار حسین شاہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”مفتدین (صدر اسلام کے بزرگوں) کی اصطلاح میں فقہ کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے کہ معرفۃ النفس مالہا وما علیہ (یعنی نفس کا اپنے متعلق ان احکامات کو پہچانا جو اس کے ظاہر و باطن سے متعلق ہیں اور ثواب و عذاب کو لازم کرنے والے ہیں۔ ۱۔

معلوم ہوا کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے وہ احکامات کو صحیح طریقے سے ادا کر سکے۔

ظاہر و باطن کو سنوارنا:

آپ نے فرمایا کہ اپنے اعضاء کا عمدہ عبادتوں سے آراستہ کرنا اور باطن کا پسندیدہ خوبیوں سے سنوارنا فیض الہی کا موجب اور لامتناہی الطاف کے ورود کا باعث ہے۔ اس بات کو تم ایک مثال سے سمجھو! اگر تم سے کوئی مخبر یہ کہے کہ اگلے ہفتے بادشاہ تم سے ملنے آئے گا تو تم آئندہ ہفتہ کسی کام میں مشغول نہیں ہو گے بجز اس کے کہ جس چیز کو تم سمجھتے ہو کہ وہ سلطان کو پسند آئے گی اور اس کی نظر اس پر پڑے گی اس کو پاکیزہ اور صاف

۱۔ سید علی ہجویری۔ کشف الکجب۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ ۱۴۳۹ھ میں آبدار لاہور صفحہ ۵۴۱۔

۲۔ مولانا سید زوار حسین شاہ۔ عمدۃ السلوک۔ ناشر: ادارہ مجددیہ۔ ۱۴۲۵ھ میں ناظم آباد نمبر ۳ کراچی صفحہ ۱۸۴۔

کر کے سجا کر رکھو گے۔ تمام جگہ کو، اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو گے۔ (یعنی بادشاہ کی آمد کی خبر سن کر گھر کو خوب آراستہ و پیراستہ کرو گے) اب ذرا خود سمجھ لو کہ میرا یہ اشارہ کس طرف ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم یہ کرو یا وہ کرو بس اس قدر اشارہ کافی ہے۔ ۱۔

اس مثال سے آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے سے پہلے یعنی قیامت کے دن سے پہلے اس کی تیاری کی جائے اور اس دنیا میں وہی اعمال و افعال انجام دیئے جائیں جو خدا کو پسند ہیں تاکہ وہ ہمارے اعمال سے خوش ہو کر ہمیں جنت میں داخل فرمادے۔

صالحین کا ذکر:

شیخ اصیل الدین سفید باز جو کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفاء میں سے ہیں انہوں نے مقالات اولیاء اور کلمات مشائخ کے سننے کے فوائد کے سلسلہ میں آپ سے درخواست کی کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صالحین کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ ایک نور ہے جو ہدایت طلب کرنے والوں کے دلوں میں پرتو لگن ہوتا ہے۔ ۲۔

مطلب یہ ہے کہ جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب انسان ان کا ذکر سنتا ہے تو اس کی روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے واقعات سے اسے ہدایت حاصل ہوتی ہے اسی لئے آپ نے اسے نور قرار دیا کیونکہ صالحین کا ذکر درحقیقت دلوں میں روشنی پیدا کرتا ہے اور سیاحتی کو دور کر دیتا ہے سوچنے کا مقام ہے کہ جب ان کے ذکر کی یہ تاثیر ہے تو خود ان کی اپنی ذات میں کیا کمال ہوگا۔

صحبت اولیاء:

نظام یعنی اطائف اشرفی میں لکھتے ہیں۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا ہو جاؤ نیکوں کے ساتھ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے چہروں کو عارفین کے آئینہ قلب میں دیکھو مخفی تر ہے کہ عارفوں کے آئینہ سے مراد ان کی معرفتوں کی حالتیں ہیں کہ اپنے حال کے چہرہ اور اپنے اعمال کے سایہ کو طالعان صادق اور سالکان واثق اس طائفہ کے واقعات و مقامات کے اسی آئینہ میں دیکھتے ہیں اگر غرور و پندار کا تنکا ان کے

۱۔ نظام یعنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۔

۲۔ نظام یعنی۔ لطائف اشرفی حصہ اول مترجم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۱۸۔

احوال کی دائرہ میں ہوتا ہے تو جھجڑ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے اقوال و افعال ان مقدسوں کی طرح نہیں ہیں۔ غرور کو اپنے اعمال سے نکال دیتے ہیں اور اپنی کمزوری ان بزرگوں کے مقابلہ میں محسوس کرتے ہیں اور غرور و مکاری اور خود پسندی سے پرہیز کرتے ہیں جیسا کہ بعض بزرگ عارفوں نے فرمایا ہے کہ اپنے حالات کا خلق کے حالات سے موازنہ نہ کرو بلکہ صدیقین کے حالات سے موازنہ کرو تاکہ تم کو ان کی فضیلت اور اپنی ناداری معلوم ہو۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اسی سلسلہ میں مقام شیخ الاسلام سے نقل فرمایا کہ بزرگان زمانہ اور مشہور یادگار ان سلف سے وصیت کی کہ ہر بزرگ کی کوئی بات یاد کر لو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کا نام یاد رکھو کہ اس سے نفع پاؤ گے۔ اس کی بہترین نشانی یہ ہے کہ مشائخ کی باتوں کو سنو اور تم کو اچھا معلوم ہو اور دل سے اس طرف مائل ہو اور انکار نہ کرو جب اللہ تعالیٰ تم کو کوئی اپنا دوست دکھلائے اور تم کو پسند نہ پڑے اور کمتر معلوم ہو تو ہر بدتر گناہ سے یہ بدتر ہے، کیونکہ یہ محرومی و حجاب کی دلیل ہے۔ اَعْلٰى نَسَبِنا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ جَبْرُئِیْلَ هٰذَا الْعِرْفَانُ (پناہ میں رکھے ہم کو اللہ تعالیٰ اس عرفان کی محرومی سے) بالفرض نگاہ میں غلطی ہوگئی اور وہ ذات وہ نہ ہو جس کے سبب تم نے قبول کیا تو تم کو نقصان نہ ہوگا کہ تمہاری نیت اس سے ٹھیک تھی۔

سید اشرف جہانگیر مہمانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیں صحبت کی اہمیت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ صحبت کی بڑی اہمیت ہے نیکوں کی صحبت انسان کو نیک بنادیتی ہے اور بدوں کی صحبت بد بنادیتی ہے اسی لئے کہا گیا صحبت صالح تراصلح کند صحبت طالع تراطالع کند۔ اچھوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ تم اچھے بن جاؤ۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت مشائخ کی یہ بھی شرط ہے کہ جن کے پاس بیٹھے انہیں ان کے درجے کے مطابق پہچانے ہوڑھوں سے باادب رہے اور ہم جنہوں سے عشرت میں زندگی بسر کرے بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آئے بلکہ معمر لوگوں کو باپ کی جگہ اور ہم عمروں کو بھائی کے برابر بچوں کو اولاد کی جگہ سمجھے ہر گناہ سے اجتناب رہے حسد سے بچتا رہے عداوت سے روگردانی کرے اور نصیحت کرنے میں دریغ نہ کرے مجلس میں دوسرے کی غیبت کرنا اور خیانت کرنا ایک دوسرے کی عقل اور

فعل پر حرف زنی کرنا بھی ادب صحبت میں ممنوع ہے۔ ۱۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ وہ صحبت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے آداب بھی بتا رہے ہیں تاکہ سالک جب صحبت اختیار کرے تو ان آداب کو بجالائے اسی صورت میں وہ پوری طرح مستفیض ہو سکتا ہے۔

اولیائے کرام کے کلمات:

اولیاء کے ارشادات کے بارے میں فرمایا کہ متقدمین صوفیہ حضرات کے کلمات اور ارہاب کمال کی تالیفات اللہ تعالیٰ کے رموز میں سے ایک رمز ہے اور باری تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ہر کسی کو اس سے آگہی حاصل نہیں ہوتی لیکن جس کا باطن نور و جہان سے اور جس کا قلب حضور عرفان سے بہرہ یاب ہوتا ہے (وہ اس سے آگاہی پاسکتا ہے) حضرات صوفیاء کے ارشادات کے سننے کا استحقاق اور اس پاک گروہ سے آگاہی کے حصول کے لئے ادنیٰ ترین قابلیت اور اہلیت یہ ہے کہ کف خاص حاصل ہو یا فہم ناشی مقام اختصاص سے ہو حضرت کبیر نے عرض کی کشف خاص فہم ناشی عن اختصاص سے کیا مراد ہے حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ کشف خاص سے مراد سالک کے دل میں نور الہی کا ایسے طریقہ پر ظاہر ہونا ہے کہ اس کو یقینی عقیدہ اور سچے علوم اس بارے میں حاصل ہوں کہ سوا اللہ کے لئے کوئی وجود نہیں اور بے شک جو کچھ ماسوا اللہ دیکھا جاتا ہے کچھ نہیں ہے سوائے اللہ کے جو اس کے ظاہر و باطن و ہسیرت کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کشف خاص ہوتا ہے۔ یہ مقدمات عقلیہ اور براہین نظریہ اور مشکوفاً ملکوتیہ و جہنیہ و ملکیت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کشف الہی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ فہم ناشی عن مقام اختصاص سے مراد ارہاب حقیقت کی تقلید ہے اور ان کے کلمات کے مطالعہ اور ان کے رموز و ارشادات کے سمجھنے سے ان کے اقوال کو قبول کرنا، احوال کو ماننا اور ان کے معارف اور کشفوں اور حقائق و دقائق کا ادراک کرنا ہے اور اسی کا نام کشف نظری ہے اور یہ مقام اختصاص و نہایت اخلاص ہی سے ہوتا ہے کیونکہ یہ طریقہ عقل کے طریقوں سے بالاتر ہے۔ ۲۔

۱۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ کشف الکجب (اردو) ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۳۹ این مین آباد لاہور صفحہ ۵۴۱۔

۲۔ نظام ہنسی۔ الطائف اشرفی حصہ اول مزہم شمس بریلوی۔ ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۴۹، ۴۸۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل چیز اخلاص ہے اگر یہ نہیں ہے تو پھر کبھی کچھ حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ آپ نے مقام اختصاص کے متعلق فرمایا یہ نہایت اخلاص سے حاصل ہوتا ہے یعنی اخلاص کو بڑی اہمیت حاصل ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں شریعت کے تین جز بتائے اور تیسرا جز اخلاص کو قرار دیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں ”شریعت کے تین حصے ہیں علم، عمل اور اخلاص جب تک یہ تین چیزیں متحقق نہیں ہو جاتیں شریعت متحقق نہیں ہو سکتی اور جب شریعت متحقق ہو گئی تو پھر حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی جو تمام دینی و دنیوی سعادت سے بڑھ چڑھ کر ہے و رضوان من اللہ اکبر۔!

حضرت مجدد الف ثانی کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلا کہ اخلاص ضروری ہے اور خصوصاً طالبان راہ سلوک کے لئے تو بے حد ضروری ہے کیونکہ راہ سلوک میں قدم قدم پر اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی سے منازل طے ہوتی ہیں۔

مشاہدہ کی دولت:

نظام یمنی لکھتے ہیں۔ حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی دولت ہر شخص کو اس کے تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کے اعتبار سے مختلف اور متفاوت طور پر نصیب ہوتی ہے یکساں طور پر نہیں۔ بعض حضرات کو حق تعالیٰ اس مشاہدہ کے شرف سے ہمیشہ مشرف فرماتا ہے (ان کو یہ مشاہدہ علی الدوام حاصل ہوتا ہے) بعض کو شب و روز میں اکثر اوقات یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور بعض کو بہت کم ساعات کے لئے یہ دولت حاصل ہوتی ہے اور بعض حضرات مرتبہ شہود میں اس مرتبہ پر ہیں کہ ان کے کانوں میں انسائے بریکم کا نغمہ گونجتا رہتا ہے اور وہ اس کو کبھی نہیں بھولتے۔

اس موقع پر نور العین نے عرض کیا کہ اس گروہ میں دولت مشاہدہ کے اثر کا نشان اور علامت کیا ہے؟ (کس طرح سے معلوم ہو کہ یہ لوگ دولت مشاہدہ سے مستفید اور بہرہ ور ہیں اور توحید حالی کا ان پر غلبہ ہے) حضرت قدوة الکبریٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس امر کی بہت سی نشانیاں ہیں ان نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے حضرات کا دیدار حق تعالیٰ کے ذکر کا موجب بن جاتا ہے (ان حضرات کو دیکھ کر انسان

خدا کو یاد کرنے لگتا ہے اور وجدان حق کا سبب بنتا ہے)

اذ را و جوهہم ذکر اللہ۔ جب وہ ان کے چہرے دیکھتے ہیں تو اللہ کی یاد کرنے لگتے ہیں ان علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ حضرات کسی تکلیف کا اثر قبول نہیں کرتے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کافروں سے ایک جنگ کے دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بہت سے زخم آئے اور آپ کے جسم میں تیر کے پیکان بھی رو گئے جب ان کے نکالنے کی تدبیر کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی مت نکالو جب میں حرم کعبہ میں نماز میں اپنے جاں نواز کے ساتھ مشغول نیاز ہوں تو اس وقت اس پیکان کو نکال لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کو کچھ بھی تکلیف کی خبر نہ ہوئی جب حال مشاہدہ ختم ہوا تب آپ کو معلوم ہوا۔ ۱

اس سے معلوم ہوا کہ جب مشاہدہ ہوتا ہے تو انسان دنیا سے بالکل لا تعلق ہو جاتا ہے اس وقت وہ صرف اور صرف مشاہدہ حق میں مہو ہوتا ہے رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے۔ ”مشاہدہ حق تعالیٰ کے آگے اس طرح حاضر ہوتا ہے کہ صحیح حالات کو بندہ مشاہدہ کرے ان میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے چنانچہ جب اسرار کا آسمان پردوں کے بادلوں سے صاف ہوتا ہے شہود مشاہدہ کا سورج برج شرف سے جگمگا اٹھتا ہے۔ ۲

علم توحید:

نظام یعنی لکھتے ہیں: حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ صوفیہ حضرات کو عقیدہ علم توحید سے ضرور آگاہ ہونا چاہیے کہ اہل طریقت کا اصول اور خداوندان حقیقت کا وصول ہی علم شریعت ہے۔ اس موقع پر بابا حسین نے علم توحید کے فوائد سے آگاہ ہونے اور معاملہ تفرید سے بہرہ ور ہونے کی درخواست کی (عرض کیا علم توحید کے دائرہ اور عالم تفرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں) حضرت نے اپنی لسان گوہر بار سے ارشاد کیا کہ اصحاب توحید کے عقائد پر ایمان لانا اور ارباب تفرید کے قواعد سے وابستگی بہت ہی اہم چیز ہے۔ اس لئے کہ بہت سے محققین صوفیہ اور عارفانہ طائفہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ یقیناً جو صوفیہ کا ملین کے مقدمات سے اور وہ عقیدہ جو صوفیہ متقدمین کے کلمات کے ملاحظہ اور مطالعہ سے حاصل ہوتا وہ اس

۱۔ نظام یعنی۔ لطائف اشرفی ص ۱۷۱ مترجم شمس بریلوی۔ ناشر: اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی صفحہ ۳۹۔

۲۔ امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہادون قشیری۔ رسالہ قشیریہ۔ ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ اسلام آباد صفحہ ۲۲۵۔

زمانے کے اصحاب مجاہدہ کے مکاشفے سے کہیں بہتر ہے! ان حضرات نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کشف کے بعد بیان کیا ہے اور کشف کے لئے ریاضت اور مجاہدہ شرط ہے۔ پس ان کے اقوال مجاہدہ و ریاضت سے اشرف و بہتر ہوئے۔ **كُنَّا قَالِ الْأَشْرَفُ - مَنْ لَمْ يَعْمَلِ اكْتِسَابَ السَّجَادَةِ لَمْ يَحْصِلْ لَهُ حَنَابِ الْمَشَاهِدَةِ -** (جو عمل سے کسب ریاضت نہیں کرتا اس کو مشاہدہ سے بہرہ نہیں کہا جاسکتا) اور اگلے کالموں کی ریاضت و مشقت علم و یقین پر ہے برخلاف پچھلوں کی ریاضت کے۔ مکی اور کتابی ہے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہدہ کے بغیر مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ بزرگان دین نے مشاہدہ حاصل کرنے کے لئے بڑے سخت مجاہدے کئے اور عبادت و ریاضت چلہ کشی کر کے یہ نعمت حاصل کی اب اگر کوئی مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ مجاہدہ کرے یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کر کے عبادت و ریاضت کرے بغیر اس کے مشاہدہ ناممکن ہے جب انسان مجاہد کرتا ہے تو اس کا قلب گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے اور اس میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور جب روشنی پیدا ہو تو اسی وقت مشاہدہ شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ مجاہدے کے بغیر ناممکن ہے

ولایت کیا ہے:

نظام یعنی لکھتے ہیں۔ نور العین نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حضور میں درخواست کی کہ ولایت کے معنی سے آگاہ و سرفراز فرمائیں حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ ولایت والا سے مشتق ہے جس کے معنی قرب کے ہیں۔ ولایت دو طرح ہے۔

ولایت عامہ:

ولایت عامہ تو تمام اہل ایمان میں مشترک ہے، ہر صاحب ایمان اس میں شریک ہے ولایت عامہ کو لطف الہی سے قرب ہے اور اس طرح تمام مومنین حق سبحانہ و تعالیٰ کے لطف سے قریب ہوئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعہ کفر سے ان کو نکال لیا ہے اور نور ایمان عطا فرما دیا ہے اور وہ اس کے نزدیک ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **"اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ"** (یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے اور ان کو وہ تاریکی سے روشنی میں نکال کر لایا) یہ تھی

ولایت خاصہ:

ولایت خاصہ ارباب سلوک میں جو شرائط و اوصاف حق ہیں ان کے لئے مخصوص ہے (اور اس سے مراد بندے کا حق میں اور اس کی بقا میں فن ہونا ہے اور کہا ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ میں فانی ہو اور اس کے ساتھ باقی ہو)۔

ولی کی شرائط:

سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے تھے کہ ولی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کا قولاً، فعلاً اور از روئے اعتقاد تابع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي۔ اے رسول فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ پس سلوک و طریقت میں حضور ﷺ کی پیروی کے راستہ کو طے کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ تابع پابند ہے اپنے متبوع کے حکم کا انہی لوگوں کے حق میں ہے ماسویٰ سے کلی طور پر اعراض کرے اور خواہشات (ہوا) سے قطعی گریزاں رہے اسی طرح دنیاوی خیر و شر کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ ولی کی نظر میں کونین کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں جس کو یہ دولت دارین (ولایت) مل گئی ہے اس کو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کی مطلقاً خواہش نہیں ہوتی۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے تھے کہ ولی کی ایک شرط یہ اور ہے کہ وہ عالم ہو جاہل نہ ہو منفصل ہو متصل نہ ہو۔ جب منفصل ہو جائے گا تو پھر متصل ہو جائے گا جیسا کہ شیخ شبلی نے فرمایا ہے کہ طہارت انفصال ہے اور نماز اتصال ہے۔ اگر طہارت میں غیر خدا سے منفصل نہ ہوگا تو نماز میں اللہ سے متصل بھی نہ ہوگا۔ جب اتصال انفصال کا نتیجہ ہے تو منفصل صاحب کشف ہوگا اور صاحب کشف عالم ہوگا اور جاہل نہ ہوگا اور عالم ربانی ولی ہوتا اور حق تعالیٰ کا ولی جاہل نہیں ہوتا (اللہ تعالیٰ ہرگز کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا)۔ ۱۔

اولیاء اللہ کی رضا پر راضی ہیں:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اولیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے مریدین کی محفل میں ارشاد فرمایا! اولیاء بارگاہ الہی کے ندیم اور وزیر ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں ان سے خوارق کا کبھی کبھار جو اظہار ہوتا ہے وہ بھی مشیت الہی کے مطابق ہوتا ہے وہ اپنی مراد سے کوئی تصرف نہیں کرتے (وگر نہ اصلاً در ظہور مراد خود قیام نمی نمایند) جس قدر اظہار خوارق کا خیال ان میں قوی ہوتا ہے اسی قدر ان کے مراتب میں نقصان سرايت کرتا ہے۔ ان کے پیش نظر ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ ماصنع اللہ فهو عیسر (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہی بہتر ہے) یہ حضرات (جو کچھ ظہور میں آیا ہے وہ محض خیر ہے) میں اس طرح مشغول و مستغرق رہتے ہیں کہ وہ کبھی یہ نہیں کہتے کہ یوں ہوتا یا یہ ہونا چاہیے خواہ اس میں تمام عالم کی خیر اور بھلائی ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً و با کا پیدا ہونا کہ بظاہر وہ ایک بری چیز ہے اور ہر شخص کو لازم ہے کہ اس کے قہر سے نکلنے اور اس کے لطف کی پناہ میں آنے کی درخواست کرے اور و با کے دفع ہونے کی دعا کرے لیکن اولیائے کاملین مراد خداوندی کو قبول کرتے ہیں اور کبھی یہ نہیں کہتے کہ و با برطرف ہو جائے یا نہ ہو (و با دور ہو جائے یا و با نہ ہو)۔ ۱۔

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے اولیاء اللہ ہمیشہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں کبھی مشکل یا مصیبت کے وقت میں حرف شکایت زبان پر نہیں لاتے بلکہ مشکل حالات میں بھی صبر کرتے ہیں اور راضی بہ رضا رہتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ صاحبان مقام رضا ہیں اسی لئے ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی رہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انہیں اس کے صلے میں اپنی رضا کی سند عطا فرما دیتا ہے۔

ضرورت شیخ:

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات میں راہ سلوک پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے برادر جب اللہ تعالیٰ کسی کو دولت سلوک سے بہرہ مند کرنا چاہتا ہے تو پہلے عقیدت کسی پیر کامل کی اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ موافق ارشاد حق تعالیٰ کے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کے لئے وسیلہ تلاش کر دے اور بموجب اس کے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے نبی امت کے لئے ہوتا ہے پھر وہ کسی شیخ کامل کے حلقہ

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ مترجمہ مسداؤل۔ مترجم مولانا عبدالحی انصاری۔ ادیشن کچھوچھو۔ سلوعد۔ قیومی پریس کا پور۔ صفحہ ۱۸۴۱۳۔

ارادت میں داخل ہو جاتا ہے اور کسی باکمال درویش کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یعنی اس نے اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لی اس سے مراد یہی ہے کہ سبب ارادت کو کسی پیر کامل کے دامن سے وابستہ کیا جائے اور اس کی ہدایت کے متبرک راستے میں قدم رکھا جائے۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ راہ سلوک طے کرنے کے لئے کسی مرد کامل کی ضرورت ہے بغیر کسی رہبر کے یہ کٹھن منزل طے نہیں ہو سکتی اس کے لئے کسی پیر کامل کی ارادت حاصل کرنا ضروری ہے نور الحقیقت میں لکھا ہے۔ ”مادی علوم و فنون میں آخر کون سا علم ہے جو استاد کے بغیر صرف کتاب سے حاصل ہو جاتا ہو اگر علوم بغیر استاد کے حاصل ہو جاتے پھر ان ہزاروں تعلیمی اداروں، اسکولوں اور کالجوں کی کیا ضرورت ہوتی، جب مادی اور دنیوی علوم و فنون بغیر استاد اور بغیر ادارے کے حاصل نہیں ہو سکتے تو علم الہی، علم لدنی، علم معرفت، علم روحانیت استاد اور ادارے کے بغیر کیسے حاصل ہوگا اصطلاحی زبان میں اسی استاد کو مرشد، شیخ، پیر اور اسی ادارے کو خانقاہ کہتے ہیں۔ ۲۔

پس ثابت ہوا کہ راہ سلوک طے کرنے اور طریقت میں کوئی مقام و مرتبہ حاصل کرنے کے لئے رہبر کامل کی ضرورت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جب دنیاوی علوم بغیر استاد کے حاصل نہیں ہو سکتے تو علوم طریقت بغیر پیر مرشد کے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں لہذا جو شخص راہ سلوک طے کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ پہلے کسی مرد کامل کی ارادت حاصل کرے اور پھر اس کے حکم کے مطابق عمل کرے جب وہ منزل مقصود کو پا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت:

سید اشرف جہانگیر سمنانی مکتوبات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں بعض محققین و کالمین کے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ تقلید فاسد سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا دلائل سگانہ تین ہیں۔ اول دلیل وحدت یعنی اگر اللہ کے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور معبود ہوتا تو انتظام عالم قائم نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی اگر آسمان و زمین میں کوئی دوسرا معبود اللہ تعالیٰ کے سوا ہوتا تو نظم عالم قائم نہ رہتا دوم دلیل رسالت معجزات ہیں جو پیغمبر علیہ السلام سے وفاقاً ظاہر ہوئے۔

۱۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ مکتوبات اشرفی۔ مترجم احمد ازل۔ مترجم مولانا محمد امجدی اشرف ہوشن کچھوچھو۔ ”نبود۔“ قومی پریس کراچور۔ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶۔

۲۔ شاہ سید اسماعیل حسینی قادری۔ نور الحقیقت۔ ناشر گزدری۔ پبلیشر ڈکراچی۔ صفحہ ۲۹۔

سوم دلیل معاد آیات قرآنی و احادیث نبوی جو بعث و حشر و احوال قیامت کے متعلق ہیں شاید ان دلائل سے یہ چیزیں بھی مراد ہوں۔ ایک مرید ہونا دوسرے مقرض پانا، تیسرے خرقة کا حاصل ہونا۔

کچھ مدار اور عقلمند اصحاب پر پوشیدہ نہ رہے کہ موجودات ممکنہ و ممکنات موجودہ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ خود سے صحرائے وجود میں قدم رکھیں۔ یا وجود سے عدم کا راستہ لیں پس کیونکہ موجودات ممکنہ یعنی عالم نہ اپنے وجود کو چاہتا ہے اور نہ عدم کو بلکہ اللہ جل شانہ جسے چاہتا ہے موجود اور جسے چاہتا ہے معدوم کرتا ہے وجود کی تین قسمیں ہیں (۱) واجب الوجود یعنی جس کی ہستی ازلی ابدی دلائلی ہے (۲) ممکن الوجود یعنی وہ جو پہلے معدوم تھا پھر وجود میں آیا اور پھر معدوم ہوگا۔ (۳) ممتنع الوجود یعنی جس کا وجود ناممکن ہے جیسے اللہ کا شریک جس کا وجود نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ وجود عدم نہ اپنے وجود کو چاہتے ہیں کہ ان کو واجب الوجود کہا جائے اور نہ عدم ہی کو چاہتے ہیں کہ ان کو ممتنع الوجود کہا جائے بلکہ شان یہ ہے کہ ترجیح دہندہ جس کو چاہتا ہے موجود و معدوم کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوقات کا کوئی خالق و قادر ہے جس سے موجودات کے وجود و عدم و فنا و بقا کا تعلق اس خالق و قادر کی تعریف یہ ہے کہ جس کی ذات خود سے ہو اور اس کے وجود میں کسی زائد چیز کی گنجائش نہ ہو اگر ایسا نہ ہوگا تو اس کی ذات کو ناقص اور غیر کا محتاج ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ جو چیز کسی زائد چیز کے ملنے سے کامل ہو وہ ناقص ہے اور ناقص محتاج ہوتا ہے اور محتاج عاجز ہوتا ہے کبھی ناقص ذات خالق نہیں ہو سکتی۔ فی الحقیقت خالق وہی وجود مطلق ہے جو خود سے قائم ہو۔ اور دوسرے کا قائم کرنے والا ہو۔ جس کا ہر وجود محتاج ہے اور وجود عام ایک عرضی و اعتباری چیز ہے اور عرض کی تعریف یہ ہے کہ جس کا قیام دوسری چیز سے ہو جب وہ خود اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہے تو وہ قیوم کیسے ہو سکتا ہے قیوم وہی ذات عالی سات ہے جو تمام نسبت و قیود درسم نمود سے پاک ہے اور صفات عالیہ سے آراستہ ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور تمام عالم کا وجود و عدم اسی کی ذات سے متعلق ہے اگر ایسا نہ ہو تو اس کو خدا نہیں کہہ سکتے اس کے علاوہ موجودات کا جو کچھ حقیقت اشیاء کا انکشاف و اسمائے قدرت معلوم ہوتے ہیں وہ مخائب اللہ ہیں اور ذات الہی کے اسماء و صفات بے شمار ہیں۔ یہ اسماء و صفات اس لئے نہیں ہیں کہ اس کی خدائی کا اظہار ہو بلکہ اس کا منشاء کچھ اور ہے اس لئے کہ موجودات کی یہ شان نہیں ہے کہ خود سے بغیر خدا کے قائم رہے۔ لہذا اگر وہ آفتاب ذات خداوندی بغیر

جلوہ گر ہوتا تو تمام مخلوق جل کر خاک سیاہ ہو جاتی لیکن جب کائنات پر اس کے تابش نور کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء صفات ہیں جس کے پردہ میں اسکی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اس مقدمہ سے یہ ظاہر ہو گیا کہ عالم کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو تمام کمالات اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی ذات ازلی وابدی و سرمدی ہے اگر ازلی نہ ہوگی تو خواہ مخواہ اس کو مسبوق بالعدم ماننا پڑے گا جب عدم سابق ہوگا تو اس کی ذات کو اس کے وجود سے جدا ہونا لازم آیا اور اس کے وجود کو عدم و انقلاب متصف ہونے میں تین چیزیں لازم آتی ہیں اول لازم کا ملزوم سے جدا ہونا دوم اجماع ضدین سوم انقلاب یا قلب حقیقت اور یہ ہر سہ چیزیں محال ہیں کیونکہ شق اول سے لازم کا ملزوم سے جدا ہونا لازم آتا ہے اور خدا کے لئے وجود ہمیشہ لازم ہے شق دوم اگر وجود کو عدم سے متصف کریں گے تو دضد کا اجتماع ہوگا ایک وجود دوسرے عدم اور یہ محال ہے شق سوم انقلاب یا قلب حقیقت یعنی اصل شکل کا متغیر ہو جانا یہ بھی محال ہے۔

ان دلائل سے ذات خداوندی کا واحد و ازلی و ابدی ہونا لازم ہوا۔ کتب عقائد سے ثابت ہو چکا ہے کہ وجود مطلق کے مقابلہ میں عدم ہے مگر عدم کوئی چیز نہیں جو چیز معدوم ہوگی موجود نہیں ہو سکتی بہر حال یا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے موجودات ممکنہ کو عدم سے پیدا کیا جس طرح ایک چیز کو دوسری چیز سے پیدا کرتا ہے یا عدم کو اس صورت و شکل میں اس نے ظاہر کیا یا اس کی ذات مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئی یا اس کی تجلیات مختلف صورتوں میں نمودار ہوئی ہیں باوجود یہ کہ وہ اپنی وحدت و وحدانیت ذات و حقیقت باقی ہے جو اس کی ذات کے لئے لازم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اول و ثانی محال ہے کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں کہ کسی صورت میں ظاہر ہو یا کسی چیز کا مادہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تیسرے سے ذات الہی میں تقسیم لازم آتی ہے حالانکہ خدا کی ذات تجزی و تقسیم سے پاک ہے یہ ظاہر ہے کہ اللہ ہر چیز سے پاک و برتر ہے وحدت و یکتائی اس کی ذات مطلق میں ہے کیونکہ اس معبود حقیقی کی ذات والا صفات ان تمام قبود و نسب سے جو مخلوقات کے لئے ہیں پاک و بالاتر ہے۔ اگر ذات الہی کو قابل تقسیم مان لیا جائے گا تو ایسے وجود کو جو منقلب ہو اس کے لئے لازم آئے گا۔ حالانکہ حقیقت انسانی کے لحاظ سے کوئی ایسا فرد نہیں ہے جس میں تقسیم لازم آتی ہو اس لئے عدم صفت نفسی ہے کہ وحدت جب صفت میں تو حیوان ناطق موصوف کے لئے زوال ضروری ہوا پس ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی تجلیات مختلف صور و اشکال میں متشکل ہو کر نمودار ہوتی ہیں اور ذات

الہی اپنی وحدت و حقیقت پر بغیر کسی تغیر و تبدل کے باقی ہے اور اصل یہ ایک راز ہے۔ ۱۔
سید اشرف جہانگیر سمنانی نے جس انداز سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر گفتگو کی ہے اور اس کی وحدانیت کو ثابت کیا ہے اس سے ان کا علمی مقام ظاہر ہوتا ہے انہوں نے اپنے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اس کا وجود ہمیشہ سے ہمیشہ رہے گا

صوفی کی تعریف:

سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا! صوفی وہ ہے جو موصوف ہو اللہ کی صفات کے ساتھ سوائے
و جوب اور قہم کے۔

نور العین نے اس جماعت کی قسموں اور ان کے مختلف ناموں کے بارے میں وضاحت چاہی، فرمایا ہم نے
عوارف المعارف کے ترجمہ میں دیکھا ہے کہ مختلف درجات کے اعتبار سے لوگوں کے تین طبقے ہیں، پہلا
طبقہ واصلین کا ملین کا اور یہ سب سے اونچا طبقہ ہے دوسرا طبقہ سالکین طریق ہیں اور سالکین ابراہار و اصحاب
الیمین ہیں اور مقیمین اشرار و اصحاب شمال ہیں۔

صوفیاء کی مختلف قسمیں:

اہل وصول انبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کی بعد و گروہ ہیں اول مشائخ صوفیاء جو رسول
اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے واسطے سے وصول الی اللہ کا مرتبہ حاصل کئے ہوئے ہیں اور رجوع کے
بعد متابعت رسول کی طرف مخلوق کو بلانے کے لئے مامور و اجازت یافتہ ہیں اس کی مزید شرح یہ ہے کہ یہ
لوگ ایسے کامل و مکمل ہیں جنہیں فضل و عنایت ایزدی نے بحر توحید میں غرق ہونے کے بعد فنا کی تاریکی
سے نکال کر ساحل بقا کی طرف پہنچا دیا ہے تاکہ مخلوق کو وصول الی اللہ کے درجات عالیہ کی طرف دعوت
دیں۔

صوفیاء کا دوسرا گروہ وہ ہے جسے کامل غیر مکمل کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں درجہ کمال کے حصول کے بعد مخلوق
کی طرف رجوع اور ان کی تکمیل نہیں سونپی گئی یہ لوگ بحر فنا میں ایسا غرق ہوئے کہ ان کا کوئی نشان اور خبر

سائل بقا تک نہیں پہنچا دیا حیرت میں گنہگار اور حیران ہیں انہیں کمال حصول تو حاصل ہے مگر دوسروں کی تکمیل ان کے حوالہ نہیں۔ پہلے اگر وہ کے سامنے اعلیٰ ترین مقصد ہے یریدون وجہہ اللہ وہ اللہ ہی کے طالب ہیں دوسرا اگر وہ طالبین آخرت کا ہے جو اس سے کمتر درجہ ہے ومنکم من یرید الآخرة اور تم میں بعض وہ لوگ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ صوفیاء کی کئی قسمیں ہیں آپ نے یہاں دو قسمیں بیان کی ہیں اور انہیں قرآن کریم کی آیتوں سے ثابت کیا ہے پہلی قسم کو یریدون وجہہ اللہ اور دوسری قسم کو ومنکم من یرید الآخرة سے بتایا ہے یعنی ایک وہ ہیں جو اللہ کے طالب ہیں اس کا دیدار چاہتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو آخرت کے طلب گار ہیں نیز اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی قرآن پر کتنی بری نظر رکھتے تھے کہ آپ نے تصوف کی ان چیزوں کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا ہے۔ لطائف اشرفی میں بھی ہمیں آپ کے بہت سے ملفوظات ایسے ملتے ہیں جن میں آپ نے اپنے موقف کو قرآن سے ثابت کیا ہے۔

متصوف:

متصوف: وہ جماعت ہے جو بعض نفسانی صفات سے چھٹکارا پا چکے ہیں اور صوفیوں کے بعض اوصاف۔ متصف اور ان کے احوال کی حقیقتوں سے مطلع ہو چکے ہیں مگر چونکہ ابھی بہت سی نفسانی صفات پر قائم ہیں اس وجہ سے اہل قرب صوفیہ کے مقامات عالیہ تک ان کی رسائی نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ ان حضرات کا نام صوفی اس لئے رکھا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف اول میں ہیں بعض نے کہا کہ سنت مبارکہ پر عمل کرنے والوں کی پہلی صف میں ہیں کیونکہ تصوف کا خلاصہ اچھے اوصاف سے متصف ہونا ہے ایک قول یہ ہے کہ صوفی کی نسبت صفہ کی طرف ہے کیونکہ صوفیاء کرام کے احوال فقر بھوک اور خلق خدا سے الگ تھلگ رہنے میں اہل صفہ صحابہ کرام ایسے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یریدون وجہہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار ہیں اہل شام صوفیاء کو جو عبیہ (بھوکے رہنے والے) کہتے تھے بعض علاقوں کے لوگ انہیں شکافیہ کہتے تھے

۱۔ لطائف اشرفی مترجم مولانا محمد عبدالستار۔ بمبلیور ہنسور (فیض آباد) ناشر دانش بکڈپو۔ نانڈہ فیض آباد یو پی۔ صفحہ ۳۰۔

ان کی زبان میں شکفت غار کو کہتے ہیں شکفہ کا معنی ہوا غاروں میں رہنے والے لوگ۔ ۱
سید اشرف جہانگیر سمنانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ان ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ صوفی وہ ہے جو
سنت رسول ﷺ پر پوری طرح عمل پیرا ہو اور اچھے اخلاق سے متصف ہو اور اس کا مطمع نظر صرف اور صرف
خدا کی ذات ہو یعنی وہ ہر حال میں خدا کی رضا چاہتا ہو اگر یہ اوصاف اس کے اندر نہیں ہیں تو وہ پھر صوفی
کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ملا متی:

لامنتیہ: وہ جماعت ہے جو اعمال میں صدق و اخلاص کی انتہائی کوشش کرتے ہیں اور طاعات و
حیرات میں مخلوق سے چھپانے کا مبالغہ کی حد تک تمام کرتے ہیں باوجود یہ کہ اعمال صالحہ کی ادائیگی اور
تمام فضائل کا حصول اور نوافل کا اہتمام لازم شمار کرتے ہیں حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی نگاہ سے اپنے
اعمال و احوال کو اس طرح چھپاتے ہیں جس طرح ایک گنہگار اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے اور ایسا اس لئے
کرتے ہیں تاکہ صدق و اخلاص میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ حضرت والا نے اسی مناسبت سے یہ شعر پڑھا

چور وئے پرستیدنت در خداست جب عبادت میں تیری نیت خدا کی طرف ہے

اگر جز خدا کس نہ بیند رواست تو بہتر ہے کہ اس کے سوا اور دوسرا نہ دیکھے

بعض نے کہا ہے۔ ملا متی وہ ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو نہ چھپائے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے
فرمایا روم کے سفر کے دوران جنگل میں ایک شخص میرے ہمراہ چل رہا تھا کچھ پتہ نہیں تھا کہ کون سا مذہب
رکھتا ہے اور کس مذہب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ اسی گروہ (لامنتیہ) کے اولیاء
کالین میں سے تھا، فقیر، (سید مخدوم) کی صحبت میں کمال جوگی بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، اسی سلسلے
میں فرمایا سبزوار کی جامع مسجد میں گذر رہا تھا ایک سبزہ زار میں دیکھا ایک جوان بیٹھا ہوا ہے سامنے ایک
حسین عورت ہے صراحی اور قسم قسم کے کھانے وغیرہ بھی موجود ہیں زبان سے ترنم آمیز اشعار گنگنا رہا ہے
اور ظرافت آمیز باتیں کر رہا ہے آخر میں یہ ظاہر ہوا کہ وہ عورت اس کی منکوحہ تھی اور صراحی میں شربت تھا
حضرت فرماتے تھے کہ یہ گروہ ہر چند کہ نادار و بوجہ اور شریف و احوال ہے مگر چونکہ نفسانی حجاب ابھی پوری

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ تعارف فقہاء و علماء۔ دور ترجمہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔ ناشر امتیاز پبلی کیشنز لاہور صفحہ ۹۷

بھی نہیں ہوتیں جبکہ ملامتی گروہ کا حال صوفیاء سے مختلف ہوتا ہے وہ بھی عبادت و ریاضت کرتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے بھی کام کرتے ہیں اسی لئے انہیں ملامتی کہا جاتا ہے۔

طالبین آخرت کے چار گروہ:

فرمایا طالبین آخرت چار گروہ ہیں زہاد، فقرا، خدام و عباد۔ زہاد وہ حضرات ہیں جو ایمان و یقین کے نور سے جمال آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دنیا کو قبیح سمجھ کر اس سے بے رغبتی برتتے ہیں اور اس کی فانی و حقیر چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس گروہ کا صوفیاء سے پیچھے رہنا اس سبب سے ہے کہ زہاد اپنے حظ نفس کی وجہ سے حق سے محبوب ہوتا ہے کیونکہ بہشت حظ نفس کا مقام ہے۔ فیہا ما تشہیہ الانفس۔ جنت میں وہ تمام نعمتیں ہیں جو نفس کو مرعوب ہیں اور صوفی مشاہدہ جمال ازلی و محبت ذات باری تعالیٰ کے سبب دونوں جہان سے محبوب ہوتا ہے اور جیسا کہ وہ دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے اسی طرح آخرت کے بھی اپنی رغبت پھیر کر ذات حق جل شانہ کی طرف رخ کر لیتا ہے پس صوفیوں کو زہد میں زہاد سے بڑا مرتبہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ حظ نفس اس سے دور ہو جاتا ہے۔

فقرا کی تعریف:

سید اشرف جہانگیر سنائی نے مریدین کی محفل میں فقرا کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ فقرا وہ لوگ ہیں کہ اسباب و اموال دنیویہ میں سے کوئی چیز ان کی ملک میں نہ ہو اور فضل رضائے الہی کی طلب میں سب کو ترک کر دیا ہو ان کا یہ ترک تین اسباب میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے اول تخفیف حساب کی امید یا عذاب کا خوف کیونکہ حلال کے لئے حساب لازم ہے اور حرام کے لئے عذاب، دوم فضل و ثواب کی امید اور جنت کے دخول میں پہل کا استحقاق کیونکہ فقرا اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے سوم دل کی آسودگی و فراغت کی طلب تاکہ دل کی حضوری کے ساتھ طاعات میں کثرت سے کر سکیں۔ فقرا و متصوفہ کا مرتبہ میں پیچھے رہ جانا اس وجہ سے ہے کہ وہ طالب بہشت اور حظ نفس کے خواہاں ہوتے ہیں اور صوفیاء طالبان حق و جو یائے رضا الہی ہوتے ہیں۔ اور اس مرتبہ کے علاوہ فقر میں ایک اور مقام ہے ملامتیہ و متصوفہ کے مقام کے علاوہ ہے جو صوفی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ صوفی کا مرتبہ فقیر کے

مرتبہ سے اگرچہ کم ہے لیکن فقیر کے مقام کا خلاصہ اس کے مقام ہی میں درج (محدود) ہوتا ہی اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی کے لئے مقام فقر کا عبور جملہ شرائط و لوازم کے ساتھ ہے اور ہر وہ مقام جس سے وہ ترقی کرتا ہے اس کی خصوصیات کو جذب کر لیتا ہے پس صوفی کے مقام میں فقر کا ایک زائد وصف ہوتا ہے اور وہ تمام اعمال و احوال سے اپنی نسبت کے سلب اور ملکیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے چنانچہ وہ کسی اغمل اور حال و مقام کو اپنی طرف سے نہیں دیکھتا اور انہیں اپنے سے مخصوص نہیں سمجھتا بلکہ خود اپنے کو بھی نہیں دیکھتا پس اسے نہ اپنے وجود کا احساس ہوتا ہے نہ صفات کا، بلکہ وہ فنا در فنا میں محو ہو جاتا ہے اور یہی حقیقت فقر ہے مشائخ نے جس کی فضیلت بیان کی ہے اور جو کچھ اس سے پہلے فقر کے بارے میں بیان کیا گیا وہ فقر کی صورت و علامت ہے۔ ۱

سید اشرف جہانگیر سمنانی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو کیونکہ مال و وہی طرح کا ہوتا ہے حلال اور حرام اگر مال حرام ہے تو آخرت میں عذاب ہے اور اگر حلال ہے تو حساب ہے اسی لئے فقراء کوئی چیز اپنی ملکیت میں نہیں رکھتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے جنت میں داخلہ پہلے ہوگا کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ فقراء انبیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے اسی لئے فقراء اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے اور فقر کو اختیار کرتے ہیں کہ جنت میں اول دخول کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے اور حقیقت میں اصل فقر یہی ہے۔

فقیر کی تین علامتیں:

نور العین و بعض اصحاب نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فقر کے آثار کے بارے میں پوچھا، فرمایا حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی سے پوچھا گیا فقیر کو کم سے کم کیا چاہیے جس سے وہ اسم فقر کے لائق ہو سکے فرمایا تین چیز چاہیے ایک کپڑے کے پیوند کو اچھی طرح سینا جانتا ہو دوسرے بات کو سچ بولنا اور سننا جانتا ہو تیسرے قدم کو زمین پر درست رکھنا جانتا ہو۔ (جامع لطائف کہتے ہیں) اس گفتگو کے وقت فقیروں کا ایک گروہ میرے ساتھ حاضر خدمت تھا جب ہم اپنی منزل پر واپس آئے آپس میں کہا کہ آؤ اس بارے میں اپنے اپنے خیالات ظاہر کریں ہر ایک نے اظہار خیال کیا جب میری باری آئی میں نے کہا پیوند کو اچھی

۱۔ نظام بخاری۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بیورو منور (فیض آباد) ناشر دانش کدو۔ ٹانڈہ فیض آباد یو پی۔ صفحہ ۴۲۔

طرح سلنا یہ ہے کہ فقر کی وجہ سے سلیں نہ کہ زینت کے لئے اور پیوند جب فقر کی وجہ سے سلیں گے تو اگرنا درست سلیں گے جب بھی درست ہوگا اور بات کو درست بولنا و سننا یہ ہے کہ حال کے ساتھ سنیں نہ کہ نفسانیت کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ تصرف کریں نہ کہ ہزل (ہنسی کھیل) کے ساتھ اور زندگی سے اس کو سمجھیں نہ کہ عقل سے اور زمین پر قدم کا درست رکھنا یہ ہے کہ وجد (ذوق و شوق) کے ساتھ رکھیں نہ لہو و لعب کے ساتھ اور اس گفتگو کو بعینہ حضرت والا کے سامنے رکھا تو فرمایا ”أصاب“ صحیح کہا نیز فرمایا کہ یہ بات اس شخص کے بارے میں ہے جو حقیقت فقر تک پہنچا ہوا ہونہ کہ رمی و اسی فقراء کے بارے میں۔

فقراء کے لئے ضروری ہے کہ اپنے کو لباس فقر سے آراستہ کریں کہ یہی درجات اخروی کا موجب ہوگا، اسی لئے حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فقر کو اختیار فرمایا اور فقرا و غربا کے درجات کی اہمیت اسی سے جانی جاسکتی ہے کہ ان سے مصاحبت کی تاکید فرمائی گئی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے! ”اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا پابند بنائیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے طالب ہو کر“۔ آپ کا معمول تھا کہ جب تک اصحاب صفہ میں سے کوئی ایک بھی حاضر رہتا آنحضرت ﷺ باپیت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ فرماتے اور ان کی طرف سے نگاہ نہ پھیرتے۔ یہ مذکورہ انہیں کی شان میں نازل ہوئی تھی، واقعہ اس طرح ہوا کہ سرداران قریش کو اصحاب صفہ کے ساتھ اس خصوصی برتاؤ پر حسد پیدا ہوا انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ غرباء کی اس جماعت کو چھوڑ دیجئے آپ نے اس کو منظور نہیں فرمایا جب کفار اس سے مایوس ہو گئے تو کہا کہ اگر آپ ان کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے تو اس وقت تک جب تک ہم آپ کی مجلس میں رہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اس وقت ہم مسلمان ہوں گے اس کو حضور ﷺ نے منظور فرمایا کیونکہ آپ کا یہ خیال تھا کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہو جائیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اصحاب صفہ میں ایک صاحب حبیب رومی تھے کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے تو کہتے میں وہ ہوں کہ میری وجہ سے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ فقراء کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی ان کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رب کی رضا کے لئے کام کیا اپنا سب کچھ اس کی رضا کے لئے قربان کر دیا ان کا

مقصود صرف ذات الہی اور اس کی رضا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں جو آیت مبارکہ نازل فرمائی اس میں ان کی یہی صفات بیان کی کہ وہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے دیدار کے طلبگار رہتے ہیں انہوں نے دنیا کو ترک کر کے فقر اختیار کیا تو اس عمل کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔

فقر غنا سے افضل ہے:

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ درمیتیم نے عرض کیا کہ بعض بزرگان دین غنا کو فقر پر فضیلت دیتے ہیں یہ کس طرح صحیح ہے فرمایا اگر غنا کو فقر پر فضیلت ہوتی تو حضرت رسالت پناہ ﷺ کس طرح مازاغ البصر وما طغیٰ سے مشرف ہوتے۔ جیسا کہ ”آداب المریدین“ میں آیا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ فقر غنا سے افضل ہے جبکہ وہ رضاء حق کے ساتھ ہو اگر کوئی اعتراض کرے اور آپ کے اس قول سے دلیل لے ”اوپر کا ہاتھ اپنے پاس کی چیز خرچ کر نیکی وجہ سے فضیلت حاصل کرتا ہے اور نیچے کا ہاتھ چیز کے حصول کی وجہ سے کمی کا مستحق ہوتا ہے، پس سخاوت اور عطا کو فضیلت دینا فقر کی فضیلت پر دلیل ہے پس جس نے غنا کو فضیلت دی وہ عطا اور انفاق کی وجہ سے ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کسی نے طاعت پر معصیت کو فضیلت دی تو بہ کی فضیلت کی وجہ سے۔ ۱۔

یہاں آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فقر غنا سے افضل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں خلوص ہو فقراء خلوص نیت سے ہر کام کرتے ہیں آنے والی ہر مصیبت پر صبر کرتے ہیں اس کی تائید حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے اس ارشاد سے ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں ”مصیبت اور پریشانی میں استقلال واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور کسی حالت میں بھی شریعت مطہرہ کو نظر انداز نہ کرنا بلکہ ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصیبت کو رحمت الہی سمجھنے کا نام صبر ہے۔ ۲۔

سید عبدالقادر جیلانی کے ارشاد سے بھی یہی پتہ چلا کہ فقراء ہر مصیبت اور پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول

۱۔ نظام بخشی۔ لطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ نجو پور سنو (فیض آباد) ناشر دانش بک پو۔ نذہ فیض آباد یونی۔ صفحہ ۳۴۔

۲۔ اکبر ریاض اطہر اشرفی۔ تعارف سلسلہ اشرفیہ۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز۔ اشرف آباد کراچی۔ صفحہ ۳۳۔

کرتے ہیں وہ شکوہ و شکایت زبان پر نہیں لاتے بلکہ خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ انہیں یہ مقام عطا فرماتا ہے کہ ان کو اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل فرمائے گا اور یہ حقیقت میں ان کے لئے ایک اعزاز ہے اسی لئے فقر غناء سے افضل ہے۔

ادب ہی تصوف ہے:

نظام یعنی لکھتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا اگر چہ اکابر کی ایک جماعت نے تفصیلی طور پر تصوف کے حقائق بیان کئے ہیں مگر مجھے ان میں سے سید الطائفہ کا مقولہ بہت پسند آیا کہ تصوف تمام تر، ادب ہے۔ کیونکہ تصوف کا نیچوڑ بلکہ سلوک کا تمام مقصود ابتدا سے انتہا تک تک سے اس میں داخل ہے اور اس طائفہ کے احوال و مقامات سب کے سب اس میں شامل ہیں وحدانیت حق کا اقرار اور اس کی فردانیت کی اطلاع کے ساتھ مکمل انکسار ادب ہے فقر کی صحبت اور ان کی خدمت کا التزام ادب ہے اور تمام عبادات و طاعات چنانچہ صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ ادب ہے اور سلوک میں اذکار و اشغال مراقبہ و مشاہدہ غرض جو کچھ اس جماعت سے واقع ہوتے ہیں فی الحقیقت ادب ہے سبحان اللہ کون سا ادب اس سے بالاتر ہوگا کہ صوفی دوست کی عظمت و بزرگی کے ملاحظہ کے وقت ہمہ اوست کا نعرہ مارتا ہے اور سالک کو مراقبہ وحدت و مشاہدہ وجہ خاص میں فنا، الفنا حاصل ہوتی ہے اور پھر حقیقی بقا البقا میں مل جاتا ہے۔ ۱۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تصوف میں ادب کو بڑی اہمیت حاصل ہے بلکہ تصوف سراسر ادب ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو سب سے پہلے مؤدب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کو ادب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پیر و مرشد کا ادب، خانقاہ کا ادب، مزارات اولیاء اللہ کا ادب، مشائخ طریقت کا ادب، محفل کے آداب غرضیکہ وہ سراپا ادب بن جاتا ہے اور پھر انہی آداب کے بحالانے سے وہ مقام حاصل کرتا ہے۔ ولی کامل سید طاہر اشرف جیلانی فرماتے ہیں ”جو شخص راہ سلوک میں ادب اختیار نہیں کرتا وہ کبھی کبچہ حاصل نہیں کر سکتا اور جو طریقت کے تمام آداب کو ملحوظ رکھتا ہے وہی منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ ۲۔

۱۔ نظام یعنی۔ الطائف اشرفی جلد دوم مترجم عبدالستار۔ بھولپور منصور (فیض آباد) ناشر دانش بڈ پو۔ نائڈو فیض آباد یو پی۔ صفحہ ۸۸۔

۲۔ سید طاہر اشرف دیبائی۔ ملفوظات قدس ربانی۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۴۲۳ کراچی صفحہ ۳۸۔

اس ارشاد سے بھی یہی پتہ چلا کہ طریقت میں آداب کی بڑی اہمیت ہے اس کے بغیر انسان اس راہ میں آگے بڑھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

صوفی کی وجہ تسمیہ:

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی نے حضرت والا سے سوال کیا کہ اس گروہ کو صوفی کس معنی میں کہتے ہیں فرمایا انہیں دو معنی میں صوفی کہتے ہیں یا تو صفاء اسرار کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ صف اول میں ہوتے ہیں لیکن بیشتر حضرات انہیں صوفی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے صوف (اون) کا لباس اختیار کیا ہے اور صوف پیغمبروں کا لباس ہے۔ فرمایا کہ اگر باب تصوف کی نسبت ”صفاء“ کی طرف ہے لیکن اخلاق اصحاب صفہ سے لیا گیا ہے اور تصوف کو بھی اسی جگہ سے لیا ہے کہ دنیا سے اعراض کرنا خلق سے جھگڑنا نہ کرنا اور جو ملے اس پر قناعت کرنا غیر حاصل شدہ کو طلب نہ کرنا، توکل پر رہنا، اختیار کو چھوڑ دینا قضاء الہی پر صابر و شاکر رہنا اہل وطن اور دوستوں سے بے تعلق رہنا یہ سب اہل صفات ہیں بعینہ یہی راستہ اہل تصوف نے بھی اختیار کیا ہے حقیقی صوفیاء یہی تھے مگر وقت بدلنے سے ساتھ اس روش میں بھی خرابیاں پیدا ہو گئیں جیسا کہ دوسرے کاموں میں دراصل خرابی مذہب میں نہیں ہے بلکہ ان لوگوں میں ہے جو مذہب کے خلاف عمل کرتے ہیں جیسا کہ ناجر اگر خیانت کرے تو اصل تجارت تباہ نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی عازی غلول (خیانت) کرے تو اصل جہاد تباہ نہ ہوتا کوئی عالم دنیا طلب کرے تو اصل شریعت تباہ نہ ہوگی۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ تصوف کی اصل اصحاب صفہ سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کے طور طریقے وہی ہیں جو اصحاب صفہ کے تھے یعنی خدا پر توکل کرنا یعنی کسی سے کچھ طلب نہ کرنا ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا اور صبر و شکر کرنا یہ تمام صفات اولیاء اللہ میں بدرجہ کمال پائی جاتی ہے وہ نہ کسی سے سوال کرتے ہیں نہ طلب کرتے ہیں بلکہ توکل اختیار کرتے ہیں کتاب ”تصوف و طریقت“ میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ صوفی لفظ ”صوف“ سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں یعنی یہ لوگ کبیل یا مونے اون کی کپڑے پہننے کی وجہ سے صوفی کہلائے بعض نے کہا صوفی لفظ ”صوف“ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک طرف ہونا یعنی یہ لوگ دنیا ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔

اس عبارت سے بھی یہی پتہ چلا کہ تصوف کی تعلیمات کا اصل ماخذ قرآن و سنت اور صحابہ کی سیرت ہے صوفیاء نے اصحاب صفہ سے یہ چیزیں حاصل کیں اور پھر ان پر عمل کر کے طریقت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام صوفیائے کرام کی تعلیمات کا ماخذ قرآن و سنت ہی ہے۔ ان سب نے ہمیشہ قرآن و سنت پر عمل کیا اور اپنے مریدین و متبعین کو بھی اس پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی تاکید کرتے رہے ان کی تعلیمات قرآن و سنت کے عین مطابق تھیں اور ان کی تبلیغ کا مقصد صرف اور صرف عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا انہوں نے اسی مقصد کے لئے کام کیا اور پوری زندگی مخلوق خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے جو ملفوظات ہم نے پیش کئے ہیں اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ایک شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ راہنمائے شریعت بھی تھے یعنی علوم شریعت و طریقت کے جامع تھے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان ملفوظات میں جا بجا قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے حوالے ملتے ہیں جن کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی قرآن و حدیث پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے دوسری چیز جو ان ملفوظات میں ہمیں ملتی ہے وہ الفاظوں کی گہرائی اور معنویت ہے یعنی آپ بڑی سے بڑی بات نہایت آسان اور عام لفظوں میں اس طرح بیان فرماتے ہیں گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہو آپ نے اپنے ان ملفوظات میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے دریا بہا دیئے ہیں اور اگر انہیں بغور دیکھا جائے تو بڑے اسرار و رموز سے آگاہی حاصل ہوتی ہے ان ملفوظات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا سینہ یقیناً علوم و معارف کا خزانہ تھا یہ ملفوظات جہاں دنیاوی لحاظ سے رہنمائی کرتے ہیں وہاں راہ سلوک کے مسافروں کے لئے بھی مشعل راہ ہیں آپ نے ان میں سادگی کو اس راہ کے خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے اور ان کے تدارک کا طریقہ بھی بتایا ہے اور ساتھ ساتھ اگلی منزل کی جانب رہنمائی بھی کی ہے ان ملفوظات میں ہمیں جا بجا فارسی اشعار ملتے ہیں جو آپ نے بات کو سمجھانے کے لئے لکھے ہیں ان میں مثنوی مولانا روم، حافظ شیرازی، شیخ سعدی اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اشعار شامل ہیں لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں بہت سے مقامات آپ کے اشعار ملتے ہیں جو فارسی میں ہیں اکثر اشعار فی البدیہہ کہے ہیں جن میں بڑی بے ساختگی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک بہت بڑے شاعر بھی تھے کیونکہ وہ شعار بڑے موقع کی مناسبت سے کہے گئے ہیں ہمارے خیال میں اگر ان تمام اشعار کو جمع کیا

جائے تو ایک دیوان بن جائے گا۔ آپ نے ان اشعار کے ذریعے بھی اپنی بات سمجھانے کی کوشش کی ہے اور یہ معرفت سے پر اشعار لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی میں نگینہ کی طرح جا بجا جڑے ہوئے ہیں یہ ملفوظات ایک عظیم خزانہ ہیں جو اہل محبت اور اہل طریقت کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہیں ملفوظات اگرچہ بہت ہیں ان سب کا اس باب میں ذکر کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے ہم نے خاص اور اہم موضوعات سے متعلق ملفوظات و تعلیمات کو پیش کیا ہے جن کو پڑھ کر اہل علم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس شخصیت کے قلب و زبان سے ان موتیوں کا صدور ہوا وہ خود کتنے بلند مقام پر فائز ہوگی اس کا فیصلہ ہم اہل علم پر چھوڑتے ہیں لیکن یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان ملفوظات کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اہل شریعت و طریقت کے لئے ان میں بڑی رہنمائی اور ہدایت موجود ہے اور آج بھی ان ملفوظات و تعلیمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور ان کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاحب ملفوظات سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے ہم نے اپنے اس مقالے میں ان کی عمدہ جہت شخصیت کا مختلف جہتوں سے جائزہ لیا ہے اور ان کی حیات کے گوشے جواب تک عوام الناس اور اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے تحقیق کر کے اسے بیان کیا ہے مثلاً ان کا علمی مقام، تصانیف اور ملفوظات اور معاصرین سے تعلق ان سب چیزوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے درحقیقت اس سلسلے میں یہ ایک حقیر سی کوشش ہے۔



Nafse Islam

باب پنجم

خلاصہ اور نتائج

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

باب پنجم:

خلاصہ اور نتائج

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت ایک ہمہ جہت و ہمہ صفت شخصیت تھی ایک عظیم انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہیے وہ سب ان کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں وہ بیک وقت مصنف مؤلف مترجم، مفکر، حافظ قرآن اور قرأت سبعہ کے قاری تھے انہوں نے اپنی زندگی تبلیغ دین میں گزاری ہم نے اپنے مقالے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی شخصیت کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے اور بغیر کسی عقیدت کے صرف حقیقت بیان کی ہے جیسا کہ تحقیق کا اصول ہے اپنے مقالے کو پانچ ابواب میں اور ہر باب کو دو فصلوں میں منقسم کیا ہے پہلے باب میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عہد کے سیاسی مذہبی اور معاشرتی ماحول کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس وقت کا سیاسی مذہبی اور معاشرتی ماحول کیا تھا اس باب کی پہلی فصل میں آپ کا تاریخی سیاسی اور خاندانی پس منظر بیان کیا ہے اور اس ضمن میں ہم نے کتب تاریخ کے حوالے سے سلطنت نور بخشہ کی تاریخ مستند حوالوں سے بیان کی ہے کیونکہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے آباؤ اجداد کا تعلق سلطنت نور بخشہ سے تھا وہ یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے اور یہ سلسلہ سلطان سید ابراہیم سمنانی تک پہنچا جو سید اشرف جہانگیر سمنانی کے والد تھے۔ اس کے بعد ہم نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادت، تعلیم و تربیت اور آپ کے اساتذہ کے متعلق بیان کیا ہے اور شہر سمنان کی تاریخی حیثیت تاریخی کتب کے حوالے سے بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ شہر کتنا قدیم ہے اسی باب کی دوسری فصل میں بحیثیت حکمران و سپہ سالار آپ کی شخصیت کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ کس طرح آپ نے دس سال عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی اور اسی دوران فوج کی کمان کرتے ہوئے جنگ میں کامیابی حاصل کی اس کے بعد آپ کے عہد سلطنت کا مذہبی سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے جائزہ لیا ہے۔

زیر نظر مقالے کا دوسرا باب ترک سلطنت اور تبلیغی خدمات پر مشتمل ہے اس کی پہلی فصل میں ترک سلطنت کے اسباب اور اس کے بعد سمنان سے بنگال اپنے پیرومرشد شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی خدمت میں پہنچنے تک سفر کے تمام حالات تفصیلاً ذکر کئے ہیں اور اس دوران جن ہستیوں سے ملاقات ہوئی اور فیض حاصل کیا

ان کے حالات بھی لکھے ہیں جن میں حضرت سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اور حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ قابل ذکر ہیں اب تک یہ ارباب تاریخ یہی بیان کرتے آئے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ترک سلطنت کے بعد جب سمنان سے روانہ ہوئے تو بنگال جاتے ہوئے راستے میں بہار کے علاقے میں حضرت یحییٰ منیری کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ انہوں نے یہ وصیت کی تھی۔ محمد اسحاق بھی لکھتے ہیں کہ

”میرے جنازہ کی نماز وہ پڑھائے گا جس میں تین شرطیں ہوں گی ایک یہ کہ وہ تاریک السلطنت ہوگا دوسری کہ وہ صحیح النسب سید ہوگا اور تیسری یہ کہ وہ سب سے قرات کا قاری ہوگا اور یہ تینوں شرطیں سید اشرف جہانگیر سمنانی میں موجود تھیں لہذا آپ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔“

تاریخ دعوت و عزیمت کے مصنف لکھتے ہیں۔ ”شیخ اشرف جہانگیر سمنانی دہلی سے بنگال سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ۔ حضرت شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق لاہوری پنڈوی کی خدمت میں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں بہار شریف میں عین اس وقت پہنچے جب حضرت مخدوم کا جنازہ تیار کر کے راستہ پر رکھ دیا گیا تھا اور اہل ام کا انتظار تھا آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتار دیا۔“

لیکن یہ واقعہ ترک سلطنت کے فوراً بعد کا نہیں بلکہ بہت بعد کا ہے ہم نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ پہلے سفر میں پیش نہیں آیا۔

پنڈو اشرف میں حاضری اور مرشد گرامی سے کس فیض کے متعلق بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے کس طرح اپنے شیخ علاؤ الدین گنج نبات کی زیر نگرانی ریاضت و مجاہدے کے شیخ علاؤ الدین گنج نبات بھی آپ پر بڑے مہربان تھے انہوں نے اپنے مرید کی روحانی تربیت میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ پوری توجہ کے ساتھ انہیں راہ سلوک کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا اور قدم قدم پر ان کی راہنمائی فرمائی سید اشرف جہانگیر سمنانی چار سال پنڈوا میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور اس دوران ریاضت و مجاہدہ اور چلہ نشی کے ذریعے راہ سلوک طے کی تکمیل روحانیت کے بعد پھر مرشد کے حکم سے تبلیغ دین کے لئے روانہ ہوئے اسی

۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ حصہ سوئم، ناشر مجلس نشریات اسلام۔ اے ۳ ناظم آباد کراچی۔ صفحہ ۲۳۷

۲۔ محمد اسحاق یحییٰ۔ فتاویٰ ہند جلد اول ناشر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور صفحہ ۱۸۶۔

باب کی دوسری فصل میں آپ کی تبلیغی زندگی کا جائزہ لیا ہے کہ آپ نے کس انداز سے تبلیغ فرمائی حقیقت یہ ہے کہ آپ کا انداز تبلیغ بالکل منفرد تھا اور ویسے بھی علماء و صوفیاء کی تبلیغ میں بہت فرق ہوتا ہے علماءِ قال سے تو صوفیاءِ حال سے تبلیغ کرتے ہیں بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ اگر علماء صاحبِ قال ہوتے ہیں تو صوفیاء صاحبِ حال ہوتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ علماء کی تبلیغ کوئی اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ ان کی تبلیغ میں بھی اثر ہوتا ہے وہ قرآن و حدیث کے دلائل اور براہین سے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں اور لوگ ان کے مخصوص دلائل و براہین کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں لیکن صوفیاء کی تبلیغ ان سے مختلف ہوتی ہے وہ اپنی روحانیت کے ذریعے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کرتے ہیں اور جب انسان کا قلب پاک و صاف ہو جاتا ہے تو ہر اس کے اعمال و افعال بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جاتا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے صوفیاء کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ دین کا فریضہ بحسن و خوبی ادا کیا ہم نے اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ کی تبلیغ سے کس طرح لوگ فیضیاب ہوئے آپ نے تبلیغ کے ساتھ مسلمانوں کی اصلاح کا کام بھی کیا حیثیت میں آپ مصلح قوم تھے۔

باب سوم علمی خدمات اور معاصرین سے متعلق ہے اس باب کی پہلی فصل میں ہم نے آپ کے معاصرین اور ان کے حالات بیان کئے ہیں یہ معاصرین ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں ہم نے ان کے حالات علمی و روحانی خدمات اور سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ان کا تعلق بیان کیا ہے اور ان تمام چیزوں کو تفصیلاً ذکر کیا ہے آپ کے معاصرین میں جو شخصیتیں نظر آتی ہیں وہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے اپنے اپنے مقام پر بلند درجہ رکھتے ہیں لیکن ایک خاص بات جو ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ کہ یہ تمام معاصرین علمی عظمتیں ہونے کے باوجود سید اشرف جہانگیر سمنانی کا احترام کرتے تھے اور ان کی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک آپ کی علمی و روحانی حیثیت مسلم تھی ہمارے لطائف شرفی اور دیگر کتب کی روشنی میں ان کی حالات لکھے ہیں تاکہ مستند چیز پیش کی جائے اسی بات کی دوسری فصل میں علمی و ادبی خدمات کو بیان کیا ہے آپ کی تصانیف کی تعداد تو کافی ہے لیکن وہ سب موجود نہیں ہیں بہت سی ناپید ہیں لیکن جو تصانیف موجود ہیں ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علم و فضل کے لحاظ سے عظیم مقام رکھتے تھے آپ تصانیف اردو، عربی اور فارسی میں ہیں ان میں ترجمہ قرآن کو بڑی اہمیت

حاصل ہے یہ ترجمہ قرآن فارسی زبان کا شاہکار ہے اس کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی قرآن پر بڑی گہری نظر تھی اب تک فارسی میں جتنے ترجمہ ہوئے ہیں یہ ترجمہ ہر لحاظ سے ان سب سے بہتر قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ کے حالات زندگی اور ملفوظات و تعلیمات کے سلسلے میں لطائف اشرفی مستند کتاب ہے جو آپ کے سر یہ و خلیفہ نظام یمنی نے لکھی ہے یہ کتاب فارسی میں ہے اور اب تک مختلف ادوار میں اہل علم اس کے ترجمہ کر چکے ہیں ہم نے لطائف اشرفی کے جتنے ترجمے ہو چکے ہیں ان سب مترجمین کے متعلق بھی لکھا ہے اور اس کی فنی حیثیت بھی بیان کی ہے دوسری کتاب مکتوبات اشرفی ہے یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف اوقات میں مریدین معتقدین، خاندان، علماء، صوفیاء اور بادشاہان وقت کو تحریر فرمائے یہ مکتوبات آپ کے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نورالعین نے جمع کئے ہم نے اس فصل میں مکتوبات اور اس کے تراجم کے متعلق تفصیلاً ذکر کیا ہے اسی طرح وہ کتب جن کے ترجمے ہو چکے ہیں جیسے ”تحقیقات عشق“ اس کا ترجمہ مولانا ممتاز اشرفی نے کیا ہے ”رسالہ قبریہ“ یہ رسالہ آپ نے وصال سے قبل اپنی قبر میں بیٹھ کر لکھا تھا اس کا ترجمہ کچھ شریف اندیا میں ہوا ہے ایک دوسری کتاب جتہ الذاکرین کا ترجمہ بھی اردو میں ہو چکا ہے اب تک تقریباً پانچ کتابوں کے ترجمے اردو میں ہو چکے ہیں جبکہ ترجمہ قرآن جو فارسی میں ہے اس کا اردو ترجمہ ہو رہا ہے اور جب یہ مکمل ہوگا تو یقیناً ایک بڑا علمی سرمایہ ہوگا جو اہل علم کے لئے بھی اور عوام الناس کے لئے بہترین راہنمائی فراہم کرے گا ہم نے اس ترجمے کی خصوصیات بیان کی ہیں اور اس پر تفصیلاً گفتگو کی ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی جتنی کتب ہیں ان سب پر علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کر کے گفتگو کی ہے۔

اردو زبان کے پہلے رسالے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نکالا اس سلسلے میں پروفیسر حامد حسن قادری اور دیگر اہل علم حضرات نے لکھا ہے اور اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ رسالہ آپ ہی نے تصنیف کیا تھا اردو کا کوروی نے تو اس کی ایک عبارت کا حصہ بھی اپنے مضمون میں نقل کیا ہے ہم نے ان تمام محققین کی آراء کو لکھ کر پھر اس پر بحث کی ہے۔

چوتھا باب اخلاف کی دینی و تبلیغی خدمات پر مشتمل ہے اس بات میں ہم نے پہلے آپ کی اولاد کا ذکر کیا ہے کیونکہ آپ نے پوری زندگی تجرد میں گزاری اسی لئے آپ کے سلاسل نسب اور بیعت آپ کے فرزند

معنوی اور خلیفہ برحق سید عبدالرزاق نور العین سے چلتے ہیں کیونکہ انہیں کم عمر میں ہی آپ ان کے والدین سے اجازت لے کر لائے تھے پھر آپ نے ان کی تربیت کی اور فرمایا ان کی اولاد میری اولاد ہے اسی لئے سید عبدالرزاق نور العین کی اولاد سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد کہلاتی ہے اس باب کی پہلی فصل میں ہم نے نور العین کی زندگی ان کی تعلیم و تربیت اور علمی و روحانی خدمات کے متعلق لکھا ہے اور وہ مسند جادگی پر کتنے عرصے رونق افروز رہے اور رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا ان کے دور کے تمام حالات مستند کتب کے حوالوں سے لکھے ہیں عبدالرزاق نور العین کے پانچ صاحبزادے تھے جن میں شاہ شمس الدین کم عمری میں ہی انتقال کر گئے تھے بقیہ چار صاحبزادگان سید حسن سید حسین سید فرید اور سید احمد کے حالات لکھے ہیں اور ان کی نسل میں جو علمی و روحانی شخصیتیں گذری ہیں اور انہوں نے جو علمی کارنامے انجام دیئے ہیں وہ بھی لکھے ہیں مثلاً سید شاہ حسن کی اولاد میں سید شاہ علی حسین اشرفی میاں، محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی البھیلانی، مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی، ابو المسعود شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی البھیلانی موجودہ سجادہ نشین علامہ سید اظہار اشرف اشرفی البھیلانی، علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی البھیلانی اور علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی البھیلانی، کی علمی و روحانی اور تبلیغی خدمات کے متعلق لکھا ہے عبدالرزاق نور العین کے دوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کی اولاد میں سید طاہر اشرف اشرفی البھیلانی، ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی البھیلانی، صاحبزادہ سید طیب اشرف اشرفی البھیلانی اور ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی البھیلانی کے حالات زندگی اور ان کی تعلیمات و افکار کو بیان کیا ہے تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد کی اولاد میں علامہ سید نعیم اشرف اشرفی البھیلانی اور علامہ سید محمد کبیر اشرف اشرفی البھیلانی کے حالات اور علمی و ادبی خدمات کو بیان کیا ہے جس کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی اولاد میں بڑے جلیل القدر علماء و صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ دین کے سلسلے میں بڑی اہم خدمات انجام دیں اور اب یہ سلسلہ ہندوستان و پاکستان سے نکل کر یورپ و امریکہ تک پہنچ چکا ہے کیونکہ سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے حضرات پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں خانوادہ اشرفیہ کے افراد اب بھی رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں ہم نے تفصیلاً ان سب کا ذکر کیا ہے اور جہاں جہاں وہ حضرات کام کر رہے ہیں اور جو ادارے انہوں نے قائم کئے ہیں ان کی تفصیل بھی لکھی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ سید اشرف جہانگیر

سمنانی کی تعلیمات اور ان کا مشن ان کی اولاد جاری رکھے ہوئے ہے اسی فصل میں ہم نے آپ کے خلفاء اور ان کی تبلیغی خدمات کا ذکر بھی کیا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ انہوں نے کسی ان پڑھ کو خلافت نہیں دی ان کے خلفاء میں کوئی ایک بھی ہمیں ایسا نظر نہیں آتا جو غیر عالم ہو آپ کے خلفاء سب عالم باعمل تھے بلکہ بعض تو ایسے تھے جنہوں نے کثیر تعداد میں علمی کتب تصنیف کیں اور علمی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے جسے قاضی شہاب الدین دولت آبادی، علامہ صفی الدین ردو لوئی اور شیخ سلیمان محدث وغیرہ یہ وہ علمی ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے زمانے میں علم و فضل اور تقویٰ و برہیزگاری میں کمال حاصل کیا یہ تمام ۱۰ ہیں جنہوں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد خلافت حاصل کی اور پھر رشد و ہدایت کے سلسلے کو شروع کیا آپ کے خلفاء نے بڑی اہم دینی و تبلیغی خدمات انجام دیں جو تاریخ کا حصہ ہیں ہم نے اس فصل میں ان تمام خلفاء کے بارے میں لکھ دیا ہے اور انہوں نے جو علمی و روحانی یا تبلیغی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کا تذکرہ بھی کیا ہے آپ کے یہ خلفاء پورے برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے مقام پر یہ خدمات انجام دیں جس سے اس سلسلے کو بڑا فروغ حاصل ہوا یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خانقاہیں اور مدارس نظر آتے ہیں جہاں آج بھی تبلیغ دین کا سلسلہ جاری ہے یہ سب سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے لوث اور پر خلوص تبلیغی خدمات کا نتیجہ ہیں۔

اسی باب کی دوسری فصل میں ہم نے آپ کے ملفوظات و تعلیمات کو لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کی روشنی میں بیان کیا ہے کیونکہ یہی دونوں کتابیں اصل ماخذ ہیں فصل کی ابتداء میں ہم نے ملفوظات پر گفتگو کرتے ہوئے ان کی تاریخ بیان کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بزرگان دین کے ملفوظات لکھنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مقدس ہستیوں کے ارشادات جن کو ملفوظات بھی کہا جاتا ہے ایک انمول خزانہ ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے انسان دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کرتا ہے بظاہر یہ ایک قول نظر آتے ہیں لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں اس میں بڑی گہرائی اور معنویت نظر آتی ہے جس میں جتنی استطاعت ہوتی ہے وہ اس کی اتنی ہی گہرائی میں پہنچتا ہے اور وہاں سے علم و عمل کے جواہر نکال کر لاتا ہے حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے چالیس روز اللہ

تعالیٰ کے لئے خاص کر دیئے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب و زبان سے حکمت کے چشمے جاری فرمائے گا سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص صرف چالیس دن اللہ کے لئے وقف کر دے اس کی زبان و قلب سے حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں تو جو اپنی پوری زندگی اللہ کے لئے وقف کر دے اس کے قلب و زبان سے علم و حکمت کے کیسے عظیم چشمے جاری ہوں گے یقیناً اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ علم و معرفت کا خزانہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ یہ بزرگان دین جب اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کر دیتے ہیں تو پھر ان کا قلب علوم و معارف کا سمندر بن جاتا ہے پھر ان کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ اہل دنیا کے لئے ہدایت بن جاتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات جو لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں ان کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے وہ خود روحانیت و علمیت کے کتنے بلند مقام پر تھے ہم نے اس فصل میں ان کے ملفوظات کو لکھا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی تشریح بھی کی ہے اور دیگر مشائخ طریقت کی کتب سے ان کی تائید کی ہے تاکہ یہ پتہ چلے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تعلیمات وہی ہیں جو بزرگان سلف کی تھیں۔ اس مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات مستند کتب سے بیان کی جائے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی کی حیات و تعلیمات کے متعلق بہت سی روایات اور واقعات جو دیگر حضرات نے لکھے ہیں وہ ہم نے صرف اس لئے ذکر نہیں کئے کہ ان کا حوالہ نہیں ہے اس مقالے میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات زندگی ان کی علمی و ادبی و دینی و روحانی و تبلیغی خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ وہ علمیت و روحانیت اور شریعت و طریقت کے لحاظ سے کس مقام پر تھے ہم نے اظہار عقیدت کے بجائے اظہار حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مقالے کو تحریر کیا ہے کیونکہ تحقیق کا انداز یہی ہونا چاہیے کہ اس میں کسی قسم کی عقیدت کا اظہار نہ کیا جائے اسی لئے ہم نے آپ کی زندگی کے انہی واقعات اور کارناموں کو بیان کیا ہے جن کا کسی مستند کتاب میں حوالہ موجود ہے اور ان روایات سے اعراض کیا ہے جو غیر مستند ہیں۔



اسماء الرجال

(الف)

(۱) اشرف جہانگیر منانی۔ سید:

[illegible]

(۲) ابراہیم - سید - سلطان : صفحہ ۹۳، ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۹، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸

(۳) ابن قیم۔ علامہ حلیؒ: صفحہ ۲۔

(۴) ابو بکر العظمیٰ: صفحہ ۷۸۔

(۵) ابراہیمؑ۔ محبوب: ص ۲۱۔

(۶) ابراہیم شاہ شرقی۔ سلطان: صفحہ ۳۱، ۵۹، ۴۲، ۴۳، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸۔

(۷) ابو عمرو بن العلاء البصری الکوفی: صفحہ ۳۵، ۳۶

- (۸) ابو مدین مقرنی۔ شیخ: صفحہ ۱۱۵، ۳۷۔
- (۹) ابدال چشتی۔ ابو محمد: صفحہ ۱۰۹، ۷۶۔
- (۱۰) ابواسحاق شامی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۹، ۷۶۔
- (۱۱) ابو محمد چشتی۔ سید: صفحہ ۱۰۹، ۷۶۔
- (۱۲) ابو یوسف چشتی۔ سید: صفحہ ۱۰۹، ۷۶۔
- (۱۳) ابو عبد اللہ۔ سید: صفحہ ۹۔
- (۱۴) ابوالحسن جندی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۸۔
- (۱۵) ابو عبد اللہ: صفحہ ۱۰۸۔
- (۱۶) ابراہیم ادھم بلخی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۸۔
- (۱۷) ابوالغیث بن جمیل۔ قطب یمن: ۱۲۸۔
- (۱۸) ابواسحاق کازرونی۔ شیخ: ۱۲۹۔
- (۱۹) ابو ہر صدیق رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت: صفحہ ۲۰۰، ۱۵۰۔
- (۲۰) ابوالفتح: صفحہ ۱۵۸۔
- (۲۱) ابو حنیفہ۔ امام: صفحہ ۲۵۱، ۱۶۹۔
- (۲۲) ابوسعید الخیر چشتی: صفحہ ۲۷۸، ۲۷۵۔
- (۲۳) ابوالقاسم گورگانی: صفحہ ۳۰۱۔
- (۲۴) ابوالکارم ہروی۔ شیخ: صفحہ ۲۵۹، ۲۵۸۔
- (۲۵) ابو محمد عرف معین مٹھن سدھوری۔ قاضی: صفحہ ۲۷۶۔
- (۲۶) ابوبکر ابن ابی اسحاق کاہا بازی: صفحہ ۲۷۸۔
- (۲۷) ابوطالب کی۔ شیخ: صفحہ ۲۷۸۔
- (۲۸) ابوالوفا خوارزمی۔ شیخ: صفحہ ۳۰۵، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۰۰، ۸۷۔
- (۲۹) ابوسعید خراز۔ صفحہ ۲۷۸۔

- (۳۰) اثر الدین برکی۔ صفحہ ۱۴
- (۳۱) احمد یسوی۔ خواجہ۔ سید: صفحہ ۳، ۵۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۲۵۷، ۲۶۷۔
- (۳۲) احمد بن اسماعیل: صفحہ ۱۳
- (۳۳) احمد کبیر رقائی۔ شیخ۔ سید: صفحہ ۳۷، ۱۱۵، ۱۲۹
- (۳۴) احمد ابدال پشتی۔ صفحہ ۷، ۱۰۹
- (۳۵) احمد اشرف جیلانی۔ ابو محمد سید: صفحہ ۶، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۳۶، ۳۱۲۔
- (۳۶) احمد حقانی۔ مولانا: صفحہ ۳۶، ۳۷
- (۳۷) احمد علی۔ مولانا: صفحہ ۹۵
- (۳۸) احمد قطب الدین پشتی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۸، ۱۴۹
- (۳۹) احمد جرقانی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲
- (۴۰) احمد کورقانی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲
- (۴۱) احمد۔ سید: صفحہ ۱۲۴
- (۴۲) احمد کبیر الحق والدین بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵
- (۴۳) احمد اشرف کچھوچھوی۔ مولانا: صفحہ ۷، ۲۱۷، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۳، ۳۱۲
- (۴۴) احمد۔ سید شاہ: صفحہ ۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۷، ۳۱۲
- (۴۵) احمد یار خاں نعیمی۔ مفتی: صفحہ ۲۲۴
- (۴۶) احمد قادری۔ ابو البرکات۔ سید: صفحہ ۲۲۴
- (۴۷) احمد رضا خاں بریلوی۔ مولانا شاہ: صفحہ ۲۳۳
- (۴۸) احمد حسین۔ امیر علی شاہ کبیل پوش: صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹
- (۴۹) احمد الجیلانی۔ سید ابو العباس: صفحہ ۲۰۹
- (۵۰) اخلاق احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۴
- (۵۱) اختر راہی۔ پروفیسر: صفحہ ۱۷۰، ۱۵۲

- (۵۲) آدم عثمان۔ شیخ: صفحہ ۱۷۲، ۲۷۱
- (۵۳) ارغون خان۔ بادشاہ: صفحہ ۱۰۱
- (۵۴) ارشاد حسین اشرفی۔ قاضی سید: صفحہ ۲۴۵
- (۵۵) اسماعیل سامانی: صفحہ ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۹
- (۵۶) اسحاق بن موسیٰ۔ سید: صفحہ ۴۱
- (۵۷) اسماعیل سمنانی۔ شیخ: صفحہ ۱۶۰، ۱۰۰، ۴۸
- (۵۸) اسماعیل اعرج۔ سیدنا: صفحہ ۹
- (۵۹) اسماعیل ثانی۔ سید: صفحہ ۹
- (۶۰) اسماعیل۔ شیخ: صفحہ ۱۷۰
- (۶۱) اسلم فرخی۔ پروفیسر: صفحہ ۱۸۲
- (۶۲) اسرار الحق اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹
- (۶۳) اسماعیل حسینی قادری۔ سید شاہ: صفحہ ۲۹۳
- (۶۴) اسماعیل۔ شیخ: صفحہ ۲۵۲
- (۶۵) اسحاق بھٹی۔ محمد: صفحہ ۳۰۹
- (۶۶) اشرف الدین مشہدی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹
- (۶۷) اشرف حسین۔ سید شاہ: صفحہ ۲۲۳
- (۶۸) اشفاق احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۲
- (۶۹) اشرف جیلانی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۴۶
- (۷۰) اصیل الدین جربہ باز۔ شیخ: صفحہ ۲۸۵، ۲۵۹
- (۷۱) اطہر نعیمی۔ مفتی: صفحہ ۱۳۹
- (۷۲) اظہار اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۳۱۲، ۲۳۲، ۲۲۹، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۷۸
- (۷۳) اعراف محمد۔ سید: صفحہ ۶۶، ۵۸، ۵۶، ۲۲، ۲۳، ۲۲

- (۷۴) اعراف اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
- (۷۵) اقبال احمد اشرفی۔ حکیم سید: صفحہ ۲۲۴
- (۷۶) اقبال حسین نعیمی۔ مولانا: صفحہ ۲۳۸
- (۷۷) اقبال احمد فاروقی۔ پیرزادہ: صفحہ ۲۱۸، ۳۷
- (۷۸) اقبال الدین احمد: صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳
- (۷۹) اکمل الدین مبارز۔ سید: صفحہ ۹
- (۸۰) اکبر شاہ نجیب آبادی: صفحہ ۱۳، ۱۵۷
- (۸۱) اکرام۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۵۲
- (۸۲) الپ خان: صفحہ ۲۷
- (۸۳) آل فاطمہ کچھوچھوی۔ سیدہ: صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷
- (۸۴) آل حسن اشرفی۔ سید: صفحہ ۲۲۴، ۲۲۹
- (۸۵) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت: صفحہ ۹۲
- (۸۶) امیر خسرو۔ حضرت: صفحہ ۱۸۳، ۲۰۳، ۲۱۵
- (۸۷) امیر احمد غلوی۔ منشی: صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۶
- (۸۸) امین الدین ہبیرہ بصری: صفحہ ۷۶، ۱۰۹
- (۸۹) امیر اقبال سیستانی: صفحہ ۱۰۴
- (۹۰) امیر تیمور: صفحہ ۲۱، ۲۲، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۲۶، ۲۵۸، ۲۶۷
- (۹۱) امیر علاء حسن بخاری: صفحہ ۲۷۹
- (۹۲) امیر علی بیگ: صفحہ ۲۵۸
- (۹۳) انوار اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۲۹
- (۹۴) اورنگ زیب اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
- (۹۵) اوئیس قرنی رضی اللہ عنہ۔ حضرت: صفحہ ۱۲۱، ۱۲۹، ۱۵۷

(ب)

- (۹۶) بایزید بسطامی۔ شیخ: صفحہ ۴۲
- (۹۷) باقی باللہ۔ خواجہ: صفحہ ۸۹
- (۹۸) بابا ارتن۔ ابورضا: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۷، ۱۶۸، ۲۵۶
- (۹۹) باقر۔ امام محمد: صفحہ ۱۲۴
- (۱۰۰) بختیار کاکی۔ خواجہ قطب الدین: صفحہ ۱۲، ۶۳، ۷۶، ۱۰۹، ۱۱۳، ۲۷۹
- (۱۰۱) بدر الدین یمنی۔ شیخ: صفحہ ۶۲
- (۱۰۲) بدر الدین سہروردی۔ علامہ: صفحہ ۸۹، ۱۴۴، ۱۴۶
- (۱۰۳) بدیع الدین مدار۔ شیخ: صفحہ ۱۰۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۵۱
- (۱۰۴) بدر الدین حسن البیہانی۔ سید: صفحہ ۲۰۹
- (۱۰۵) بدر الدین۔ شیخ: صفحہ ۲۶۴
- (۱۰۶) برہان الدین محمد بن النبی الکبیر الصوفی۔ علامہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۷۲، ۲۰۱
- (۱۰۷) برہان الدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹
- (۱۰۸) برہان الدین مرغینانی۔ علامہ: صفحہ ۱۶۸
- (۱۰۹) بشیر بن غیاث۔ سید: صفحہ ۱۷۲
- (۱۱۰) بلاق۔ سید: صفحہ ۱۱۹
- (۱۱۱) بہاء الدین زکریا ملتانی۔ شیخ: صفحہ ۶۱، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۹
- (۱۱۲) بہاء الدین نقشبند۔ شیخ:
- صفحہ ۱۰۰، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۵۴، ۱۵۷، ۲۱۴، ۲۵۸
- (۱۱۳) بہاء الدین اوچی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵

(ت)

- (۱۱۴) تاج الدین ایبک: صفحہ ۱۸
- (۱۱۵) تاج الدین محمد بہاول شاہ نور بخشی۔ سید: صفحہ ۹
- (۱۱۶) تاج الدین بہادر: صفحہ ۱۰۹
- (۱۱۷) تاج الدین عبدالرزاق الجیلانی۔ ابوبکر سید: صفحہ ۲۰۹
- (۱۱۸) تجل حسین۔ سید: صفحہ ۲۰۵، ۲۰۱، ۲۰۰
- (۱۱۹) تشبیر احمد صابری۔ سید شاہ: صفحہ ۲۳۹
- (۱۲۰) تغلق۔ سلطان محمد: صفحہ ۱۲۷
- (۱۲۱) تفتی۔ مونی خلوتی۔ سید: صفحہ ۱۱۹
- (۱۲۲) تفتی امام علی: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۲
- (۱۲۳) تفتی مدین علی دوستی سمنانی۔ شیخ ابوالبرکات: صفحہ ۱۳۵، ۱۳۸

(ج)

- (۱۲۴) جعفر صادق۔ امام: صفحہ ۱۲۲، ۱۱۹، ۹
- (۱۲۵) جعفر بہرائچی۔ سید: صفحہ ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۰۰
- (۱۲۶) جعفر بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۳
- (۱۲۷) جلال الدین بخاری۔ سید۔ جہانیاں جہاں گشت: صفحہ ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۱۸، ۱۱۵، ۱۰۰، ۹۳، ۶۲، ۶۱، ۳۹، ۲
- ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۹، ۳۰۹۔
- (۱۲۸) جلال الدین احمد نوری۔ ڈاکٹر: صفحہ ۵
- (۱۲۹) جلال الدین: صفحہ ۳۲، ۳۱
- (۱۳۰) جلال الدین سمنانی۔ ملک: صفحہ ۱۰۱

- (۱۳۱) جلال الدین - سید: صفحہ ۱۱۹
- (۱۳۲) جلال اعظم بخاری - سید: صفحہ ۱۲۴
- (۱۳۳) جلیل الرحمن اشرفی - حافظ: صفحہ ۲۴۶
- (۱۳۴) جلال الدین روی - مون: صفحہ ۳۰۶، ۲۷۸
- (۱۳۵) جمال الدین - شیخ: صفحہ ۱۱۵، ۳۷
- (۱۳۶) جمال الدین - سید ابوالقاسم: صفحہ ۹
- (۱۳۷) جمال الدین خور و سکندر پوری - سید: صفحہ ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۰۰
- (۱۳۸) جمال الدین عبدالوہاب - قطب الوداد: صفحہ ۱۰۵
- (۱۳۹) جمال الدین بدخشان - مولانا: صفحہ ۲۱۴، ۲۱۳
- (۱۴۰) جمال اشرف جیلانی - سید: صفحہ ۲۴۶
- (۱۴۱) جمال الدین خنداں رو - شیخ: صفحہ ۱۲۵
- (۱۴۲) جمیل الدین - شیخ: صفحہ ۲۶۳
- (۱۴۳) جمشید بیگ: صفحہ ۲۲۷، ۲۲۷
- (۱۴۴) جمل: صفحہ ۳۲
- (۱۴۵) جنید بغدادی - سید الطائف: ۲۷۸

(۱۴۶) جیلانی میاں - سید محمد: صفحہ ۱۰۶، ۱۰۵، ۴۴، ۴۱

(ج)

(۱۴۷) چراغ بند - شیخ حاجی: صفحہ ۲۳۹، ۸۴

(۱۴۸) چنگیز خان: صفحہ ۶۹، ۶۸

(ح)

(۱۴۹) حامد حسن قادری - پروفیسر: صفحہ ۳۱۱، ۲۰۳، ۲۰۲، ۱۴۷، ۲۵، ۵، ۴

- (۱۵۰) حامد اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
- (۱۵۱) حارث المحاسبی۔ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۷
- (۱۵۲) حافظ شیرازی۔ خولجہ: صفحہ ۳۰۶، ۱۸۳، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۰۰
- (۱۵۳) حبیب رومیؒ۔ حضرت: صفحہ ۳۰۲
- (۱۵۴) حبیب الرحمن۔ مولانا: صفحہ ۲۲۲
- (۱۵۵) حبیب احمد علوی۔ مفتی: صفحہ ۲۳۸
- (۱۵۶) حبیب الرحمن اشرفی۔ حافظ: صفحہ ۲۲۶
- (۱۵۷) حسن۔ کاک: صفحہ ۲۸
- (۱۵۸) حسن بصری۔ خولجہ: صفحہ ۱۰۸، ۷۶
- (۱۵۹) حسین کتابدار۔ مولانا: صفحہ ۹۰
- (۱۶۰) حسینؒ۔ سیدنا امام: صفحہ ۱۴۱، ۱۲۳، ۱۰۸، ۹
- (۱۶۱) حسین شریف۔ سید: صفحہ ۹
- (۱۶۲) حسن۔ ذاکر پیر محمد: صفحہ ۷۸
- (۱۶۳) حسین۔ سید: صفحہ ۱۰۸
- (۱۶۴) حسن عسکری۔ سیدنا امام: صفحہ ۱۲۴، ۱۱۹
- (۱۶۵) حسنؒ۔ سیدنا امام: صفحہ ۲۰۸، ۱۳۹
- (۱۶۶) حسن۔ سید۔ ابن نور العین: صفحہ ۳۱۲، ۲۴۷، ۲۳۷، ۲۳۲، ۲۲۳، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸
- (۱۶۷) حسام الدین مانکپوری۔ مولانا: صفحہ ۱۵۰
- (۱۶۸) حسن ثنیٰ انور اشرفی البیلانی۔ مولانا سید: صفحہ ۲۳۷، ۲۲۸
- (۱۶۹) حسین۔ سید۔ ابن نور العین: صفحہ ۳۱۲، ۲۴۷، ۲۴۱، ۲۳۷، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸
- (۱۷۰) حسین: صفحہ ۱۰۸
- (۱۷۱) حسن حقانی اشرفی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۹

- (۱۷۲) حسنین اشرف جیلانی۔ سید: ۲۴۶
- (۱۷۳) حسین۔ شیخ: صفحہ ۲۷۳، ۳۱
- (۱۷۴) حسین سنبھلی۔ محمد مفتی: صفحہ ۲۲۲
- (۱۷۵) حکیم آتا: صفحہ ۱۳۳
- (۱۷۶) حمزہ: صفحہ ۱۰۸
- (۱۷۷) حمید الدین: صفحہ ۲۹
- (۱۷۸) حمزہ بن حبیب بن عمارہ الرباب کوئی: صفحہ ۳۵، ۳۲
- (۱۷۹) حمزہ۔ سید ابوالاحمد: صفحہ ۹
- (۱۸۰) حمید الدین ابی الوقت محمد حسین سمرقندی: صفحہ ۱۲۹
- (۱۸۱) حمید الدین ناگوری۔ قاضی: صفحہ ۱۵۰

(خ)

- (۱۸۲) خالد بن ولیدؓ۔ حضرت: صفحہ ۵۵
- (۱۸۳) خدیجہ خاتون۔ سیدہ: صفحہ ۲۱-۲۰
- (۱۸۴) خضر نوشاہی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۲۴۵، ۱۸۹، ۱۸۷، ۱۸۳، ۱۵۲
- (۱۸۵) خضر علیہ السلام۔ حضرت:
- صفحہ ۲۵۲، ۲۵۱، ۱۷۰، ۱۶۲، ۱۵۵، ۱۵۱، ۱۴۳، ۱۴۱، ۱۱۳، ۷۵، ۷۱، ۶۹، ۵۸، ۵۵، ۵۴، ۱۷
- (۱۸۶) خلیل احمد قادری۔ مولانا سید: صفحہ ۲۲۹
- (۱۸۷) خلیل مرزا: صفحہ ۱۴۵، ۱۴۴
- (۱۸۹) خلیل آتا۔ شیخ: صفحہ ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۰۰
- (۱۹۰) خلیق احمد نظامی: صفحہ ۱۱۲
- (۱۹۱) خیر الدین سدھوری۔ شیخ: صفحہ ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۵

(د)

(۱۹۲) داراشکوہ: صفحہ ۸۶

(۱۹۳) داؤد: صفحہ ۱۰۸

(۱۹۴) داؤد-سید: صفحہ ۲۰۸

(۱۹۵) داؤد-شیخ: صفحہ ۲۷۱

(۱۹۶) در-یتیم: صفحہ ۲۱۹

(۱۹۷) دلاورخان: صفحہ ۲۸، ۲۷

(ذ)

(۱۹۸) ذاکر حسین اشرفی-مولانا: صفحہ ۲۳۳، ۲۳۱

(۱۹۹) ذکی-حاجی محمد: صفحہ ۵۱

(۲۰۰) ذاکر حسین شاہ-مولانا: ۲۸۴

(ر)

(۲۰۱) راضی باللہ: صفحہ ۱۳

(۲۰۲) راجو قتال-شیخ: صفحہ ۱۳۷، ۶۳، ۶۲

(۲۰۳) راجا-شیخ: صفحہ ۲۷۶، ۱۳۳

(۲۰۴) رحمن علی-مولوی: صفحہ ۲۵

(۲۰۵) رئیس احمد-پردیسر: صفحہ ۵

(۲۰۶) رشید الدین ابی عبداللہ بغدادی: صفحہ ۱۱۵، ۳۷

(۲۰۷) رفاقت حسین-منشی: صفحہ ۲۲۴

(۲۰۸) رفیع الدین اودھی-مولانا: صفحہ ۲۵۳

(۲۰۹) رکن الدین ابوالفتح: صفحہ ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹

(۲۱۰) رکن الدین شریح کندی۔ قاضی: صفحہ ۱۰۹

(۲۱۱) رکن الدین علی جی: صفحہ ۱۲۹

(۲۱۲) رکن الدین۔ شیخ: صفحہ ۲۵۷

(۲۱۳) رکن الدین۔ قاضی: صفحہ ۲۷۱

(۲۱۴) رودکی۔ صفحہ ۱۸۳

(۲۱۵) رومی۔ مولانا: صفحہ ۱۸۳

(۲۱۶) ریاض: سہراشرقی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۳۰۳، ۲۳۶

(۲۱۷) ریاض اشرقی۔ صفحہ ۱۹۵

(ز)

(۲۱۸) زبیر۔ الحاج محمد: صفحہ ۱۷۳

(۲۱۹) زین العابدین۔ امام: صفحہ ۱۲۴، ۱۰۸، ۹

(۲۲۰) زید: صفحہ ۱۰۸

(۲۲۱) زید شہید: صفحہ ۱۰۸

(۲۲۲) زین العابدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(س)

(۲۲۳) سارنگ۔ شیخ: صفحہ ۱۴۸

(۲۲۴) سبکتگین۔ صفحہ ۱۷

(۲۲۵) سبحان محمود۔ مولانا: صفحہ ۶۹

(۲۲۶) سدید الدین حذیفہ المرثی۔ خولجہ۔ صفحہ ۱۰۸

(۲۲۷) سدہا۔ شیخ: صفحہ ۲۵۵

- (۲۲۸) سدا۔ قاضی۔ صفحہ ۲۵۵
- (۲۲۹) سراج۔ ابونصر۔ صفحہ ۲۷۸
- (۲۳۰) سراج الدین عثمان۔ شیخ: صفحہ ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲
- (۲۳۱) سراج اشرفی۔ ذاکر: صفحہ ۲۲۹
- (۲۳۲) سعدیانی: صفحہ ۱۱۴
- (۲۳۳) سعدی۔ شیخ: صفحہ ۱۸۳، ۳۰۶
- (۲۳۴) سعد اللہ کیسہ دار۔ شیخ: صفحہ ۲۷۴
- (۲۳۵) سعادت علی قادری۔ مفتی سید: صفحہ ۲۲۹
- (۲۳۶) سفیر احمد اشرفی۔ سید: صفحہ ۲۴۷
- (۲۳۷) سلیمان علیہ السلام۔ حضرت: صفحہ ۱۳۲
- (۲۳۸) سلیمان محدث۔ شیخ: صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹
- (۲۳۹) سلیمان: صفحہ ۱۳۳
- (۲۴۰) سلیمان۔ شیخ: صفحہ ۲۶۵
- (۲۴۱) سلمان اشرف بھاگلپوری۔ مولانا: صفحہ ۲۲۳
- (۲۴۲) سماء الدین۔ شیخ: صفحہ ۱۶۲
- (۲۴۳) سماء الدین روداوی۔ شیخ: صفحہ ۲۵۹، ۲۶۰
- (۲۴۴) سید خان۔ مولانا: صفحہ ۹۰، ۹۱
- (۲۴۵) سیف الدین سبکی حموی۔ سید اجماعی: صفحہ ۲۰۹

(ش)

- (۲۴۶) شاہ رخ عالم۔ مولانا: صفحہ ۱۲۵
- (۲۴۷) شاہ رخ۔ مرزا: صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳

- (۲۴۸) شاہد رضا اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹
- (۲۴۹) شاہدین اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹
- (۲۵۰) شبیر احمد دہلوی۔ مولانا: صفحہ ۲۲۹
- (۲۵۱) شبلی۔ شیخ: صفحہ ۲۹۱
- (۲۵۲) شرف الدین احمد تھانی منیری۔ شیخ: صفحہ ۳۰۹، ۸۵، ۶۷، ۶۵، ۲
- (۲۵۳) شرف الدین برکی۔ صفحہ ۱۶
- (۲۵۴) شرف الدین۔ ملک: صفحہ ۱۰۱
- (۲۵۵) شریف الدین کیتلی۔ سید: صفحہ ۱۰۹
- (۲۵۶) شرف الدین محمد نقشبندی۔ شیخ: صفحہ ۱۱۹
- (۲۵۷) شرف الدین محمود تھانی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۶
- (۲۵۸) شرف الدین محمود بن عبد اللہ مزدقانی: صفحہ ۱۳۶، ۱۳۵
- (۲۵۹) شریف زندنی۔ شیخ حاجی: صفحہ ۱۰۹، ۷۶
- (۲۶۰) شعبان۔ سید: صفحہ ۱۱۹
- (۲۶۱) شمس الدین محمود نور بخش۔ سید: صفحہ ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۹
- (۲۶۲) شمس الدین الشمس۔ سلطان: صفحہ ۱۲
- (۲۶۳) شمیم اشرف کچھوچھوی۔ سید: صفحہ ۶۲، ۵۷، ۴۴، ۳۴، ۳۲، ۲۶، ۲۳، ۱۵
- (۲۶۴) شمس بریلوی:
- صفحہ ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۱۸۹، ۱۸۷، ۱۸۳، ۱۳۴، ۱۳۰، ۱۲۴، ۱۲۰، ۱۱۲
- ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸
- ۹۱، ۲۸۹، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۵، ۲۷۴،
- (۲۶۵) شمس الدین اوڈھی۔ مولانا: صفحہ ۱۲۹
- (۲۶۶) شمس الدین مناری۔ مولانا: صفحہ ۱۴۶

- (۲۶۷) شمس الدین الجیلانی۔ سید: صفحہ ۲۰۹
- (۲۶۸) شمس الدین۔ سید شاہ: صفحہ ۳۱۲، ۳۱۹، ۳۱۸
- (۲۶۹) شمس الدین بن نظام الدین صدیقی اودھی۔ شیخ: ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳
- (۲۷۰) شہاب الدین ابی سعید: صفحہ ۱۲۸
- (۲۷۱) شہاب الدین دولت آبادی۔ قاضی:
- صفحہ ۳۱۲، ۲۷۶، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۵۴، ۲۰۱، ۱۹۲، ۱۷۱، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۰۰
- (۲۷۲) شہاب الدین سہروردی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵، ۱۱۵، ۳۷
- (۲۷۳) شہاب الدین۔ سید: صفحہ ۱۳۵
- (۲۷۴) شیخ الاسلام بھارتی: صفحہ ۲۷۳، ۲۷۲
- (۲۷۵) شیر محمد قادری: صفحہ ۱۹۳

(ص)

- (۲۷۶) صالح سمرقندی۔ شیخ: صفحہ ۱۶۲، ۱۰۰
- (۲۷۷) صادق قصوری۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۴۰، ۲۳۴، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹
- (۲۷۸) صالح ردولوی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۰
- (۲۷۹) صابر اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۴۱
- (۲۸۰) صدر الدین۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹، ۱۲۳، ۶۱
- (۲۸۱) صدر جہاں۔ میر: صفحہ ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۰۰
- (۲۸۲) صدر الدین شیرازی۔ شیخ: صفحہ ۱۳۹
- (۲۸۳) صدر الدین قنوی۔ شیخ: صفحہ ۱۳۹
- (۲۸۴) صدر الدین محمد۔ سید: صفحہ ۱۲۵
- (۲۸۵) صفی اللہ۔ شاہ: صفحہ ۳۰، ۲۹

- (۳۱۷) عبداللہ نامدار۔ امام: صفحہ ۱۵۰
- (۳۱۸) عبدالحفیظ قادری ہدایونی۔ حافظ: صفحہ ۱۵۰، ۱۵۲
- (۳۱۹) عبدالحق: صفحہ ۱۸۲، ۱۸۴
- (۳۲۰) عبدالستار بھولیپور۔ مولانا محمود: صفحہ ۱۸۴
- (۳۲۱) عبداللہ محض۔ شیخ: صفحہ ۲۰۸
- (۳۲۲) عبداللہ ثانی: صفحہ ۲۰۸
- (۳۲۳) عبداللہ جلی۔ سید: صفحہ ۲۰۹
- (۳۲۴) عبدالغفور حسن البیلانی۔ سید: صفحہ ۲۱۱، ۲۰۹
- (۳۲۵) عبدالحکیم صدیقی۔ مولانا شاہ: صفحہ ۲۲۳، ۲۳۰
- (۳۲۶) عبدالرشید۔ مفتی: صفحہ ۲۲۳
- (۳۲۷) عبدالعزیز۔ مولانا: صفحہ ۲۲۴
- (۳۲۸) عبدالباری فرنگی محلی۔ علامہ: صفحہ ۲۳۳
- (۳۲۹) عبداللطیف علی گڑھی۔ مفتی: صفحہ ۲۳۳
- (۳۳۰) عبدالصمد شاہ صاحب۔ میاں: صفحہ ۲۳۹
- (۳۳۱) عبدالحکیم شرف قادری اشرفی۔ علامہ: صفحہ ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۹۸
- (۳۳۲) عبدالنواب اچھروی اشرفی۔ مولانا: صفحہ ۲۴۵
- (۳۳۳) عبداللہ رازی۔ ڈاکٹر: صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰
- (۳۳۴) عبدالحی خولبہ: صفحہ ۱۶۸، ۱۶۶، ۱۶۷
- (۳۳۵) عبدالرفیع: صفحہ ۴۰
- (۳۳۶) عبدالحی اشرف ہوش بکچوچھوی۔ حکیم سید: صفحہ ۵۳، ۱۱۷، ۱۸۴، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۰۵
- ۲۹۲، ۲۹۳
- (۳۳۷) عبدالکریم بن ہوازن تیسری۔ امام ابوالقاسم: صفحہ ۷۸، ۷۹، ۲۷۹

- (۳۳۸) عبدالرحمن اسفرائینی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳
- (۳۳۹) عبدالمقتدر۔ قاضی: صفحہ ۱۰۹
- (۳۴۰) عبدالقادر جیلانی۔ شیخ سید: صفحہ ۱۱۲، ۱۲۹، ۱۳۹، ۱۵۵، ۲۰۹، ۲۱۰، ۱۱۵، ۳۰۳
- (۳۴۱) عبداللہ۔ سید: صفحہ ۱۱۹
- (۳۴۲) عبدالحق عیدوائی۔ قولجہ: صفحہ ۱۲۰
- (۳۴۳) عبداللہ۔ سید: صفحہ ۱۲۲
- (۳۴۴) عبدمطری۔ شیخ: صفحہ ۱۲۵
- (۳۴۵) عبیداللہ۔ شیخ: صفحہ ۱۲۸
- (۳۴۶) عبید غیثی۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۲۸
- (۳۴۷) عبدالرشید۔ مولانا حافظ: صفحہ ۱۳۵
- (۳۴۷) عبدالرشید اسماعیل۔ مولانا: صفحہ ۱۳۵
- (۳۴۸) عبدالحجاز اشرفی: صفحہ ۲۲۶
- (۳۴۹) عبد الوہاب۔ سید۔ صفحہ ۲۶۵
- (۳۵۰) عبدالکریم دہلوی: صفحہ ۲۶۵
- (۳۵۱) عبداللہ صدیقی بناری۔ شیخ: صفحہ ۲۷۵
- (۳۵۲) عبدالستار۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵
- (۳۵۳) عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ حضرت: صفحہ ۲۰۰
- (۳۵۴) عثمان ہارونی۔ قولجہ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹، ۲۷۹
- (۳۵۵) عثمان اشرفی۔ محمد: صفحہ ۲۲۶
- (۳۵۶) عثمان۔ سید: صفحہ ۲۶۲
- (۳۵۷) عزالدین ابوالعباس احمد فاروقی۔ شیخ: صفحہ ۳۷، ۱۱۵
- (۳۵۸) عشرت علی اشرفی۔ قاضی سید: صفحہ ۲۲۶

(۳۹۷) غلام مجتبیٰ شاہ اشرفی: صفحہ ۲۳۵

(۳۹۸) غلام صابر اشرفی۔ مولانا: صفحہ

(۳۹۹) غلام نبی اشرفی: صفحہ ۲۳۶

(۴۰۰) غلام الدین جاکسی۔ مولانا: صفحہ ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳

(۴۰۱) غوث صابری اشرفی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۳۵

(۴۰۲) غیاث الدین۔ سلطان: صفحہ ۶۸

(ف)

(۴۰۳) فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت: صفحہ ۲۰۸، ۹

(۴۰۴) فاضل۔ مولانا محمد: صفحہ ۹۶

(۴۰۵) فاضل بن غیشی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۸

(۴۰۶) فاطمہ ثانی: صفحہ ۱۴۹

(۴۰۷) فخر الدین آبادی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۴

(۴۰۸) فخر الدین۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۴۰۹) فخر الدین۔ شیخ حاجی: صفحہ ۲۷۱، ۲۷۰

(۴۱۰) فرید الدین عطار۔ خواجہ: صفحہ ۲۰

(۴۱۱) فرخ زاد بیگم: صفحہ ۱۱

(۴۱۲) فرح محدث۔ بابا: صفحہ ۳۷، ۳۷

(۴۱۳) فرید الدین مسعود گنج شکر۔ شیخ: صفحہ ۷۷، ۱۰۹، ۱۱۳، ۲۷۹

(۴۱۴) فرید الدین قادری۔ ڈاکٹر: صفحہ ۲۴۰

(۴۱۵) فرید۔ سید شاہ: صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۱۲

(۴۱۶) فریدی: صفحہ ۱۸۳

(۴۱۷) فرعون: صفحہ ۱۹۲، ۱۶۶

(۴۱۸) فضیل بن عیاض۔ خولجہ: صفحہ ۱۱۸، ۱۰۸، ۷۶، ۳۹

(۴۱۹) فیروز شاہ۔ سلطان: صفحہ ۱۳۷

(۴۲۰) فیض محمد اشرفی: صفحہ ۲۳۶

(ق)

(۴۲۱) قاسم فرشتہ۔ محمد: صفحہ ۲۶۹، ۱۶۸، ۱۶۶، ۳۲، ۲۸

(۴۲۲) قاسم محمود۔ سید: صفحہ ۲۰

(۴۲۳) قاسم۔ سید: صفحہ ۱۱۹

(۴۲۴) قادر اولیاء۔ شاہ: صفحہ ۲۰۳

(۴۲۵) قتال۔ شیخ: صفحہ ۲۱۹

(۴۲۶) قتیم۔ شیخ: صفحہ ۲۱۵، ۲۱۴، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۴۰، ۱۰۰

(۴۲۷) قدیر اشرف کچھوچھوی۔ مولوی سید: صفحہ ۲۵، ۲۱

(۴۲۸) قطب الدین مودود چشتی۔ سید: صفحہ ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۰۹، ۷۶

(۴۲۹) قطب عدن: صفحہ ۱۲۹

(۴۳۰) قطب الدین۔ سلطان: صفحہ ۱۳۸

(۴۳۱) قطب الدین منور۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹

(۴۳۲) قوام الدین ادہمی۔ شیخ: صفحہ ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۰۰

(۴۳۳) قیام الدین شہباز۔ شیخ: صفحہ ۲۵۷

(ک)

(۴۳۴) کبیر۔ شیخ: صفحہ ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۱۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳

(۴۳۵) کرم شاہ الازہری۔ پیر محمد: صفحہ ۱

(۴۴۱) کنس۔ راجہ: صفحہ ۳۱، ۳۲

(۴۴۲) لطیف اللہ - پرو فیسر:

صفحة ٢٧٢ من ٢٧٢

(۴)

(۴۴۹) محمد رسول اللہ ﷺ

[illegible]

P., P., P., Y., P., F., P., L., F9A, F9L, F9U, F9V, F9Y, F+A, F+.

(۴۵۱) محمود: صفحہ ۱۱

(۳۵۲) محمود غزنوی۔ سلطان: صفحہ ۱۶

(۴۵۳) محمد بن حنفیه: صفحہ ۲۰

(۲۵۴) محمد گیسو راز۔ خواجه سید: صفحہ ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵

(۴۵۵) محی الدین ابن عربی - شیخ: صفحہ ۲۹، ۵۳، ۱۰۴، ۱۰۵

(۴۵۶) محمد۔ سدا بواکسن: صفحہ ۹

(۴۵۷) محمد مہدی - سید: صفحہ ۹

(۴۵۸) محمد یار سا۔ خواجه: صفحہ ۱۰۰، ۱۳۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶

(۴۵۹) محمد - سید: صفحہ ۱۰۸

(۴۶۰) محبت اللہ: صفحہ ۱۱۳

(۴۶۱) محمد بن محمد البخاری: نسخہ ۱۱۸

(۴۶۲) محمد سامی - مآل: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰

(۴۶۳) محمد سید بخاری: صفحہ ۱۱۹

(۴۶۴) محمود سید: صفحہ ۱۱۹

(۴۶۵) محمود بخاری - سید: صفحہ ۱۴۴

(۴۶۲) محمد بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۴، ۱۲۸

(۴۶۷) محمود بن محمد کرمانی شافعی: صفحہ ۱۲۸

(۴۶۸) محمود تستری۔ شیخ الاسلام: صفحہ ۱۴۹

(۴۶۹) محمود حافض البخاری: صفحہ ۱۴۳

(۴۷۰) محمد مینا-شیخ: صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸

(۴۷۱) محمد اشرفی اقبال جی پکھو چھوی۔ سید:

صفحة ١٨٤، ١٩٢، ٢٠٢، ٢١٢، ٢٢٢، ٢٣٢، ٢٤٢، ٢٥٢، ٢٦٢، ٢٧٢، ٢٨٢، ٢٩٢، ٣٠٢، ٣١٢، ٣٢٢، ٣٣٢، ٣٤٢، ٣٥٢، ٣٦٢، ٣٧٢، ٣٨٢، ٣٩٢، ٤٠٢، ٤١٢، ٤٢٢، ٤٣٢، ٤٤٢، ٤٥٢، ٤٦٢، ٤٧٢، ٤٨٢، ٤٩٢، ٥٠٢، ٥١٢، ٥٢٢، ٥٣٢، ٥٤٢، ٥٥٢، ٥٦٢، ٥٧٢، ٥٨٢، ٥٩٢، ٦٠٢، ٦١٢، ٦٢٢، ٦٣٢، ٦٤٢، ٦٥٢، ٦٦٢، ٦٧٢، ٦٨٢، ٦٩٢، ٧٠٢، ٧١٢، ٧٢٢، ٧٣٢، ٧٤٢، ٧٥٢، ٧٦٢، ٧٧٢، ٧٨٢، ٧٩٢، ٨٠٢، ٨١٢، ٨٢٢، ٨٣٢، ٨٤٢، ٨٥٢، ٨٦٢، ٨٧٢، ٨٨٢، ٨٩٢، ٩٠٢، ٩١٢، ٩٢٢، ٩٣٢، ٩٤٢، ٩٥٢، ٩٦٢، ٩٧٢، ٩٨٢، ٩٩٢، ١٠٠٢

(۴۷۲) محمود الحسن گورجیوری۔ سد: عشق ۱۹۴۷

- (۲۷۳) محمد شاہ صاحب: صفحہ ۱۹۶
- (۲۷۴) محبوب علی شاہ: صفحہ ۲۰۳
- (۲۷۵) محمد - سید: صفحہ ۲۰۸
- (۲۷۶) محمد الجیلانی - سید ابوالنصر: صفحہ ۲۰۹
- (۲۷۷) محمد بن ابی سعید بن ابی طاہر بن ابی سعید مہینی: صفحہ ۲۱۸
- (۲۷۸) محمد احمد قادری - علامہ ابوالحسنات سید: صفحہ ۲۸۱، ۲۲۳
- (۲۷۹) محمد دین کلیم قادری: صفحہ ۲۲۶
- (۲۸۰) محبت اللہ نوری - صاحبزادہ علامہ: صفحہ ۲۲۹
- (۲۸۱) محمود اشرف جیلانی - سید: صفحہ ۲۳۲
- (۲۸۲) محمداشرف جیلانی - سید: صفحہ ۲۳۷
- (۲۸۳) محمد اشرف جیلانی - مخدوم زادہ سید: صفحہ ۲۳۶، ۲۳۹
- (۲۸۴) محبوب اشرف جیلانی - سید: صفحہ ۲۳۶، ۲۴۱
- (۲۸۵) محی الدین اشرف شاہ: صفحہ ۲۴۷
- (۲۸۶) محمد عرف درتیم - شیخ: صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱، ۳۰۳
- (۲۸۷) محمد درہوری - قاضی: صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱
- (۲۸۸) محمد ناصوی - شیخ ابوالمظفر: صفحہ ۲۶۲
- (۲۸۹) محمد کثوری - شیخ: صفحہ ۲۶۳
- (۲۹۰) محمد بن الجبار انقزی - شیخ: صفحہ ۲۷۸
- (۲۹۱) مختار اشرف جیلانی - سید: صفحہ ۱۸۷، ۱۸۷، ۲۱۷، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰
- (۲۹۲) مخدوم اشرف جیلانی - سید: صفحہ ۲۴۱
- (۲۹۳) مدنی اشرفی الجیلانی - شیخ الاسلام: صفحہ ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۴۵، ۳۱۲
- (۲۹۴) مراد خان - سلطان: صفحہ ۱۵۷

- (۴۹۵) مسعود احمد۔ پروفیسر ذاکر محمد: صفحہ ۵
- (۴۹۶) مسعود۔ سلطان: صفحہ ۱۶
- (۴۹۷) مسعود حسن شہاب: صفحہ ۱۲۶
- (۴۹۸) مسعود غازی۔ سید سالار: صفحہ ۱۶۱
- (۴۹۹) مسعود احمد رضوی۔ سید۔ صفحہ ۲۲۹
- (۵۰۰) مشیر احمد کاکوروی: صفحہ ۱۸۴، ۱۷۷
- (۵۰۱) مصطفیٰ بن عبدالشہیر۔ حاجی خلیفہ: صفحہ ۱۷۱، ۱۷۳
- (۵۰۲) مصطفیٰ اشرف جیلانی۔ سید۔ صفحہ ۲۲۶
- (۵۰۳) مطہع الرسول بدایونی۔ سید شاہ: صفحہ ۲۳۳
- (۵۰۴) مظاہر اشرف جیلانی۔ سید: صفحہ ۱۳۵، ۲۰۲، ۲۲۹، ۲۳۱، ۳۱۲
- (۵۰۵) مظہر علی خاں لکھنوی مدنی۔ علامہ: صفحہ ۲۳۵
- (۵۰۶) مظفر شاہ گجراتی: صفحہ ۲۸، ۲۷
- (۵۰۷) معتضد باللہ عباسی: صفحہ ۱۳
- (۵۰۸) معین الدین چشتی اجمیری۔ خواجہ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹، ۱۵۱، ۲۷۸، ۲۷۹
- (۵۰۹) معروف۔ شیخ: صفحہ ۲۵۶
- (۵۱۰) مقبول بیگ بدخشان۔ پروفیسر: صفحہ ۸۶
- (۵۱۰) ملک محمود: صفحہ ۹۳
- (۵۱۱) ممتاز اشرفی۔ مولانا سید: صفحہ ۱۶، ۱۹، ۲۷، ۳۶، ۵۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۴، ۱۹۸
- ۳۱۱، ۲۳۲، ۲۳۰، ۲۱۲، ۲۱۲، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۱، ۱۷۸، ۱۷۲، ۱۶۹،
- (۵۱۲) ممشاد علودینوری۔ شیخ: صفحہ ۷۶، ۱۰۹
- (۵۱۳) منور علی شاہ جیلانی۔ سید: صفحہ ۲۳۵
- (۵۱۴) منظور اما بن باب ارسلان: صفحہ ۱۳۳

- (۵۱۵) موسیٰ رضا: صفحہ ۱۱۹
 (۵۱۶) موسیٰ کاظم: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۲
 (۵۱۷) موسیٰ - مولانا: صفحہ ۱۲۵
 (۵۱۸) موسیٰ الجون - سید: صفحہ ۲۰۸
 (۵۱۹) موسیٰ ثانی - سید: صفحہ ۲۰۸
 (۵۲۰) موسیٰ جنگی دوست - سید ابوصالح: صفحہ ۲۰۹
 (۵۲۱) موسیٰ - سید ابوعلی: صفحہ ۹
 (۵۲۲) میر سید کااں: صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۵
 (۵۲۳) میاں جیو (میاں میر): صفحہ ۸۶
 (۵۲۴) میر محمود قزوینی: صفحہ ۱۸
 (۵۲۵) میراں شاہ: صفحہ ۱۳۴
 (۵۲۶) میر صاحب - علامہ سید محمد: صفحہ ۲۳۳

(ن)

- (۵۲۷) ناصر الدین - شاہ: صفحہ ۴۱
 (۵۲۸) ناصر خسرو: صفحہ ۴۲
 (۵۲۹) نافع عبدالرحمن بن ابی نعیم: صفحہ ۳۲، ۳۵، ۳۶
 (۵۳۰) نثار الحق صدیقی اشرفی - علامہ قاری: صفحہ ۲۴۵
 (۵۳۱) نجم الدین بن صدر الدین قونوی: صفحہ ۲۰۲
 (۵۳۲) نجم الدین کبریٰ - شیخ: صفحہ ۳۶، ۳۷، ۱۰۲، ۱۲۹، ۱۵۸
 (۵۳۳) نجم الدین فردوسی - سید: صفحہ ۶۸
 (۵۳۴) نجم الدین ابن صاحب ہدایہ - علامہ: صفحہ ۱۰۰، ۱۶۸، ۱۶۹

- (۵۵۱) نعمت اللہ ولی۔ شاہ: صفحہ ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۰۰
- (۵۵۲) نقی۔ امام محمد: صفحہ ۱۲۴، ۱۱۹
- (۵۵۳) نور الدین ابن اسد الدین۔ شیخ: صفحہ ۱۶۱، ۱۰۰
- (۵۵۴) نور الدین اسفرائینی۔ شیخ: صفحہ ۱۰۲
- (۵۵۵) نور الدین علی بن عبداللہ طراشی۔ شیخ: صفحہ ۱۲۹
- (۵۵۶) نور الدین۔ شیخ: صفحہ ۲۷۱
- (۵۵۷) نور الدین۔ قطب عالم پنڈوی: صفحہ ۷۴، ۳۲، ۳۱، ۱۰۰، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۵
- (۵۵۸) نوشہ میاں قادری مارہروی: صفحہ ۲۳۹

(و)

- (۵۵۹) واحد بخش سیال چشتی۔ کپتان: صفحہ ۶۹، ۳
- (۵۶۰) واحد الدین بخاری۔ سید: صفحہ ۱۲۸
- (۵۶۱) وجیہ الدین۔ شاہ: صفحہ ۲۴
- (۵۶۲) وجیہ الدین۔ مولانا: صفحہ ۲۰۲
- (۵۶۳) وحید الدین اشرف کچھوچھوی۔ ڈاکٹر سید: صفحہ ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳
- ۲۰۱، ۱۸۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۰۳، ۹۰، ۸۹، ۶۷، ۶۵، ۵۶
- (۵۶۴) وراثت حسین اشرفی۔ سید: صفحہ ۲۴۶
- (۵۶۵) وصی احمد محدث سورتی: صفحہ ۲۳۳
- (۵۶۶) ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ: صفحہ ۷۵

(ہ)

- (۵۶۷) ہاشمی میاں اشرفی البیلانی۔ مولانا سید محمد: صفحہ ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۱۲
- (۵۶۸) ہاشم رضا اشرفی۔ شیخ محمد: صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۲۸، ۲۲۹

(۵۶۹) ہوشنگ خان غوری: صفحہ ۲۷، ۲۸

(ی)

(۵۷۰) سیدی جامی نیشاپوری۔ قطب الدین: صفحہ ۱۳۵

(۵۷۱) سیدی زاہد۔ سید: صفحہ ۲۰۹

(۵۷۲) ید اللہ۔ شاد: صفحہ ۲۹، ۳۰، ۱۰۰، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۶۳

(۵۷۳) یزید: صفحہ ۹۱

(۵۷۴) یحییٰ الدین شامی۔ شیخ: صفحہ ۱۵۰

(۵۷۵) یوسف حسین راجا لمشہور راجہ نواز۔ سید: صفحہ ۱۰۸

(۵۷۶) یوسف۔ سید: صفحہ ۱۰۸

(۵۷۷) یوسف ہمدانی۔ خواجہ: صفحہ ۲۰

(۵۷۸) یونس سنہجلی۔ مولانا محمد: صفحہ ۲۲۴



اسماء الكتب والرسائل

(الف)

- (۱) حجت ہر چند منکر نہ ت - صفحہ ۲۳۵
- (۲) اسید اشرف جہانگیر - صفحہ ۲۵
- (۳) احیاء العلوم - صفحہ ۷۰، ۲
- (۴) اخلاق و تصوف - صفحہ ۳۱۱، ۲۰۲، ۲
- (۵) اخبار الامت - صفحہ ۱۶۸، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۳، ۱۱۰، ۶۹، ۲۵
- (۶) آداب سنوک - صفحہ ۱۱۱
- (۷) اعمیٰ انسیکلو پیڈیا - صفحہ ۲۱، ۲۰
- (۸) استقامت شریعت پر طریق حقیقت - صفحہ ۱۱۱
- (۹) اسماء الاسرار - صفحہ ۱۱۲
- (۱۰) اسرار نقطہ شرح اسماء اللہ - صفحہ ۱۳۸
- (۱۱) اسرار بدیع - صفحہ ۱۵۲
- (۱۲) اسلامی کتب خانے - صفحہ ۱۷۳
- (۱۳) اشرف الفوائد - صفحہ ۲۰۶، ۱۶، ۱۱
- (۱۴) اشرف سمنانی - صفحہ ۶۲، ۵۷، ۴۲، ۳۴، ۳۲، ۳۱، ۲۷، ۲۶، ۲۴، ۱۶، ۱۵
- (۱۵) اشارہ مجاہد حق - صفحہ ۱۱۱
- (۱۶) اشرف الانساب - صفحہ ۴۰۵
- (۱۷) اشرف التواریخ - صفحہ ۲۴۷
- (۱۸) اشرفی - ماہنامہ - صفحہ ۱۸۴
- (۱۹) اصول فصول - صفحہ ۲۰۶

- (۲۰) اصول بزدلی۔ صفحہ ۱۲۵، ۱۲۸
- (۲۱) اصطلاحات کبیرہ۔ صفحہ ۵۳، ۱۰۷
- (۲۲) اطواف والمخاطبات۔ صفحہ ۲۷۸
- (۲۳) اظہار الشرفی۔ صفحہ ۲۳۲
- (۲۴) اظہار حقیقت۔ صفحہ ۲۳۶
- (۲۵) آداب تازہ۔ صفحہ ۵۷، ۲۳۲، ۲۳۵
- (۲۶) العروہ لائیں الخلو والخلوہ۔ صفحہ ۱۰۳
- (۲۷) الاجازۃ باندہ مابعد سلوۃ البشارۃ۔ صفحہ ۲۳۵
- (۲۸) التحقیق الباریع فی حقوق الشارح۔ صفحہ ۲۳۵
- (۲۹) الاشرف۔ مابنامہ۔ صفحہ ۶۳، ۲۳۹، ۲۴۲
- (۳۰) امنی المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ صفحہ ۱۱۷
- (۳۱) انکاس العارفین۔ صفحہ ۷۵
- (۳۲) انیس الارواح۔ صفحہ ۲۷۹
- (۳۳) اوراد نامہ۔ صفحہ ۱۸

(ب)

- (۳۴) بحر الموائج۔ صفحہ ۹۸، ۱۶۵، ۲۹۸
- (۳۵) بحر الزکاء۔ صفحہ ۲۰۶
- (۳۶) بحر ذخار۔ صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷
- (۳۷) بدیع البیان۔ صفحہ ۸۹، ۱۲۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹
- (۳۸) بدیع الجہدانی۔ صفحہ ۱۷۲
- (۳۹) بشارات المریدین۔ صفحہ ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱
- (۴۰) بشارات الذاکرین۔ صفحہ ۲۰۶

- (۴۱) بشارت الاخوان - صفحہ ۲۰۶
 (۴۲) بشارت العین فی عن وقت العصر بعد المثلین - صفحہ ۲۳۵
 (۴۳) بے نمازی کی سزا - صفحہ ۲۴۶
 (۴۴) بیان بود و ہست - صفحہ ۱۸

(ت)

- (۴۵) تاریخ فرشتہ - صفحہ ۲۸، ۲۷، ۱۶۶، ۱۶۷، ۲۶۹
 (۴۶) تاریخ یافعی - صفحہ ۳۷
 (۴۷) تاریخ سمنان - صفحہ ۲۰
 (۴۸) تاریخ اسلام - صفحہ ۱۳، ۱۵۷
 (۴۹) تاریخ کامل ایمان - صفحہ ۱۳، ۱۳۹
 (۵۰) تاریخ مشائخ چشت - صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱
 (۵۱) تاریخ مراۃ الجنان و جہرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان - صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸
 (۵۲) تاریخ دعوت و عزیمت - صفحہ ۳۰۹
 (۵۳) تبیان القرآن - صفحہ ۳۹
 (۵۴) تحقیقات عشق - صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۳۰، ۲۱۱
 (۵۵) تحائف اشرفی - صفحہ ۲۶۲
 (۵۶) تحریک پاکستان اور مشائخ عظام - صفحہ ۲۴۴، ۲۴۰
 (۵۷) تحقیق القلید - صفحہ ۲۳۷
 (۵۸) تذکرہ علماء ہند - صفحہ ۲۵
 (۵۹) تذکرہ خواجہ بہادر از - صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۳
 (۶۰) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ - صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱
 (۶۱) تذکرہ مصنفین درس نظامی - صفحہ ۱۷، ۲۵۲، ۲۵۳

- (۶۲) تذکرہ ولیاء سندھ۔ صفحہ ۲۳۸
- (۶۳) تذکرہ کابراہاسات۔ صفحہ ۲۳۰
- (۶۴) تذکرہ شاخ قاریہ۔ صفحہ ۲۲۶
- (۶۵) ترجمہ اہلسنت۔ ماہنامہ۔ صفحہ ۱۵۲، ۱۵۰
- (۶۶) ترجمہ عشارق۔ صفحہ ۱۱۱
- (۶۷) ترجمہ وارف۔ صفحہ ۱۱۱
- (۶۸) ترجمہ آن (قلمی)۔ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۳۰، ۲۱۱
- (۶۹) تعارف فقہ و تصوف۔ صفحہ ۲۹۸
- (۷۰) تعارف سلسلہ اشرفیہ۔ صفحہ ۳۰۳
- (۷۱) تفسیر بی بی بطریق کشاف۔ صفحہ ۱۱۱
- (۷۲) تفسیر نور کشیہ۔ صفحہ ۲۰۶
- (۷۳) تقویٰ ثنوب۔ صفحہ ۲۳۵
- (۷۴) تلاء۔ الوجود۔ صفحہ ۱۱۱
- (۷۵) تہبہ خوان۔ صفحہ ۲۰۶

(ج)

- (۷۶) جامع سنائع۔ صفحہ ۸۹
- (۷۷) جمال پریع۔ صفحہ ۱۵۲

(ح)

- (۷۸) حاشیہ بندی۔ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۹
- (۷۹) حجتہ الذکرین۔ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۱
- (۸۰) حصن حسین۔ صفحہ ۲۵۶

- (i)

- [illegible]

(,)

- (۹۶) . کتاب: تاریخ اردو - ج ۲، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

(۹۸) درالکرام - صفحہ ۱۱۱

(۹۹) درالغفر - فی بیان فضائل القرآن العظیم - صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷

(۱۰۰) درود ستغاث - صفحہ ۲۴۶

(۱۰۱) دستور بتدی - صفحہ ۱۷۱، ۲۵۳

(۱۰۲) دعا - عذاب البحر - صفحہ ۲۴۶

(۱۰۳) دیگر - رفیقین - صفحہ ۲۷۹

(۱۰۴) دیو - ممت - صفحہ ۲۰

(۱۰۵) دیو - فظ - صفحہ ۱۵۷

(۱۰۶) دیو - شرف - صفحہ ۲۰۶

(ز)

(۱۰۷) ذکر اثم - صفحہ ۲۵، ۲۱

(ر)

(۱۰۸) رسالہ مناقب سادات - صفحہ ۲۶۸، ۱۶۵، ۹۲

(۱۰۹) رسالہ قشیریہ - صفحہ ۲۸۹، ۲۷۸، ۲۳۳، ۱۱۱، ۷۸

(۱۱۰) رسالہ شہابیہ - صفحہ ۲۶۹، ۱۶۷

(۱۱۱) رسالہ قبریہ - صفحہ ۳۱۱، ۲۰۴، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۴

(۱۱۲) رسالہ در مناقب خلفاء راشدین - صفحہ ۲۰۵

(۱۱۳) رسالہ غوثیہ - صفحہ ۲۰۶

(۱۱۴) رسالہ جنید - صفحہ ۲۷۸

(۱۱۵) رشنت - صفحہ ۲۰

(۱۱۶) روضۃ الریاحین - صفحہ ۱۱۷، ۱۱۶، ۳۷

(۱۱۷) روحانیت اسلام۔ صفحہ ۲،

(۱۱۸) رویت ربی۔ صفحہ ۱۱،

(۱۱۹) روضہ اسلام۔ صفحہ ۱۱۹،

(۱۲۰) رود کو۔ صفحہ ۱۵۲،

(۱۲۱) رودا، مناظرہ کچھو کچھو شریف۔ صفحہ ۲۳۷،

(۱۲۲) روضہ احمد شین۔ صفحہ ۲۳۶،

(۱۲۳) روحانی تربیتی کورس۔ صفحہ ۲۳۶،

(ز)

(۱۲۴) زیچ سارانی صفحہ ۲۰۶،

(س)

(۱۲۵) سیدہ ابراہیم شاہی صفحہ ۱۹، ۱۸،

(۱۲۶) سبع المسابع صفحہ ۱۹،

(۱۲۷) سمیل المقتنین والجد وچین صفحہ ۱۱،

(۱۲۸) سرالہال فی اطوار سلوک اہل الخال صفحہ ۱۰۳،

(۱۲۹) سفرنامہ ایران صفحہ ۱۰۶، ۴۲، ۴۱،

(۱۳۰) سندھ کے اکابرین قادر یک کی علمی و دینی خدمات (مقالہ پی ایچ ڈی) صفحہ ۲۴۰،

(۱۳۱) سوانح اسی حضرت صفحہ ۲۴۶،

(۱۳۲) سوانح حضرت داتا گنج بخش صفحہ ۲۴۶،

(۱۳۳) وداگر، ماہنامہ صفحہ ۲۰۳،

(۱۳۴) سکینۃ الاولیاء صفحہ ۸۶،

(۱۳۵) سیرت النبی صفحہ ۲۹، ۱۱،

(۱۳۶) سیرت الاشرف صفحہ ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶

(۱۳۷) سیر العارفين صفحہ ۱۲۳

(ش)

(۱۳۸) شارح ابواب القدس و مراقبات النفس صفحہ ۱۰۳

(۱۳۹) شجرہ نسب صفحہ ۱۱۱

(۱۴۰) شرح مشارق و رسلوک صفحہ ۱۱۱

(۱۴۱) شرح قصص الحکم صفحہ ۱۱۱، ۱۳۸، ۲۰۲

(۱۴۲) شرح آداب المریدین صفحہ ۱۱۱، ۱۲۰

(۱۴۳) شرح تمہیدات عن القنطرة صفحہ ۱۱۱

(۱۴۴) شرح رسالہ تشریہ صفحہ ۱۱۱

(۱۴۵) شرح عوارف صفحہ ۱۱۱

(۱۴۶) شرح فتا آبر صفحہ ۱۱۱

(۱۴۷) شرح قصیدہ امالی صفحہ ۱۱۱

(۱۴۸) شرح قصیدہ حافظیہ صفحہ ۱۱۱

(۱۴۹) شرح قصیدہ خمریہ فارسیہ صفحہ ۱۳۸

(۱۵۰) شرح ہدایہ صفحہ ۲۰۱

(۱۵۱) شرح عوارف صفحہ ۲۰۲، ۲۵۸

(۱۵۲) شرح تربیت بیان صفحہ ۲۰۶

(ص)

(۱۵۳) سوانح اشرفی صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۳۵، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۲، ۶۶

(۱۵۴) صلوٰۃ العاشقین صفحہ ۱۰۳

(۱۵۶) ضرب الامثال صفحہ ۱۱۱

(b)

(۱۵۷) طریقات اکبری صفحہ ۲۷

(ع)

(١٥٨) غرقة الموتى صفحہ ١٠٣

(۱۵۹) غروج و نزول صفحہ ۱۱۱

(۱۹۰) غمدۃ السلوک صفحہ ۲۳۸

(١٨١) عن القضاة - نسخة ١١

(١٦٢) عقد و حدائق النفس ص ١١١

(١٦٣) عوارف المعارف صفحہ ٣٩، ١١٥، ١١٦، ١١٧، ١١٨، ١٢٥، ١٢٦، ١٢٧، ٢٠٢، ٢١٨، ٢١٩

(i)

(۱۶۳) غرائب الخلفاء ۱۵۰

(۱۶۵) غوث اعظم کا علمی مقام صفحہ ۲۴۶

(۱۹۶) غمات اللغات صفحہ ۵۰، ۵۱

(۱۶۷) غایبہ تحقیق صفحہ ۱۷۱، ۲۵۳

(ف)

(۱۶۸) فتوحات مکره صفحہ ۵۲، ۷۰، ۷۱، ۷۲

(۱۶۹) فتاویٰ ابراہیم شاہی صفحہ ۲۶۹، ۱۶۷

(۱۷۰) فتاویٰ اشرف صفحہ ۲۰۱

(۱۷۱) فرش پر عرش صفحہ ۲۳۵

(۱۷۲) فصوص الحکم صفحہ ۲۰۲، ۱۶۶، ۱۴۳، ۱۱۱، ۱۰۷، ۷۰، ۵۴، ۵۳، ۲۹

(۱۷۳) فضائل رمضان صفحہ ۲۴۶

(۱۷۴) فضائل خفا، راشدین صفحہ ۱۱۱

(۱۷۵) فضائل و مسائل شبِ برات صفحہ ۲۴۶

(۱۷۶) فضائل و مسائل عیدین صفحہ ۲۴۶

(۱۷۷) فقہائے ہند صفحہ ۳۰۹

(۱۷۸) فوائد النوار صفحہ ۲۸۹

(۱۷۹) فوائد السائین صفحہ ۲۸۹

(۱۸۰) فوائد الاشراف صفحہ ۲۰۶

(۱۸۱) فیہ مافیہ صفحہ ۲۷۸

(ق)

(۱۸۲) قانون شیعہ صفحہ ۲۳۳

(۱۸۳) قرآن کریم صفحہ ۵۸

(۱۸۴) قوت القلوب صفحہ ۲۷۸، ۱۱۱

(۱۸۵) قواعد العقائد صفحہ ۲۰۵

(۱۸۶) قہر قہار بروئے ناہنجار صفحہ ۲۳۵

(ک)

(۱۸۷) کتاب الایح صفحہ ۲

(۱۸۸) کتاب الاسماء صفحہ ۱۱۱

(۱۹۰) کتاب الترمیم صفحہ ۲۷۸، ۲۷۷

(ن)

(۲۲۱) نخواستہ صفحہ ۸۹، ۹۵، ۲۶۸

(۲۲۲) نخواستہ صفحہ ۲۰۱

(۲۲۳) نزہۃ الخواطر صفحہ ۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷

(۲۲۴) نشر المجالس باحوال خوارق ورامات غوث الاعظم صفحہ ۳۷

(۲۲۵) نشر النجاس الغالیہ فی فضل المشائخ الصوفیہ و اصحاب القامات العالیہ صفحہ ۱۱

(۲۲۶) نفحات الانس صفحہ ۱۰۳

(۲۲۷) نوک تیر صفحہ ۲۳۷

(۲۲۸) نگار لکھنؤ، ماہنامہ صفحہ ۲۰۲

(۲۲۹) نور النعین صفحہ ۲۱۶

(۲۳۰) نور الحقیقت صفحہ ۲۹۳

(و)

(۲۳۱) واقعہ غدیر خم صفحہ ۱۰۳

(۲۳۲) جود العارفین صفحہ ۱۱۱

(۲۳۳) وظائف اشرفی صفحہ ۲۲۶، ۲۲۸

(ز)

(۲۳۴) ہدایہ صفحہ ۱۲۵

رسائل و جرائد

الاشرف - ماہنامہ - مدیر محمد امجد و سید محمد اشرف دیوانی - کراچی اکتوبر ۹۸ء -

ترجمان اہلسنت - ماہنامہ - مدیر - مولانا جمیل احمد نعیمی - کراچی اپریل ۱۹۸۲ء -

سوداگر - ماہنامہ - درد کا کوروی - تھنٹو - ۱۹۷۱ء -

الاشرف - ماہنامہ - مدیر عارف دہلوی - کراچی - نومبر ۱۹۸۲ء -

کَلَامُ مَنْ عَلَّمَهَا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسماء الاماکن

(الف)

(۱) احمد آباد صفحہ ۲۷۲

(۲) اسکندریہ صفحہ ۳۷، ۳۶

(۳) اسلام آباد صفحہ ۷۸

(۴) اسفہان صفحہ ۱۰۲

(۵) اعظمیہ صفحہ ۹۰، ۸۹

(۶) آگرہ صفحہ ۴۴، ۱۹

(۷) امبیدکر نگر ضلع صفحہ ۱۷۷

(۸) اوج شریف صفحہ ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۱۳۰، ۱۳۱

(۹) اوسرینہ پرگنائی صفحہ ۲۷۰

(۱۰) ایران صفحہ ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۰۳

(۱۱) ایوانکی قصبہ صفحہ ۳۹

(۱۲) ایماق صفحہ ۲۶۶، ۲۶۷

(ب)

(۱۳) بارہ مولا صفحہ ۱۳۸

(۱۴) بارہ بنگی صفحہ ۲۲۰

(۱۵) بخارہ صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۱۲۵

(۱۶) بدخشاں صفحہ ۱۳۸

(۱۷) برج احرار صوفی آباد صفحہ ۱۰۵

(۱۸) بغداد صفحہ ۴، ۱۴، ۲۰، ۳۱، ۱۰۳

(۱۹) شیخ صفی: ۱۳

(۲۰) بنگور: ۲۳۵

(۲۱) بنگال: ۳۰۹، ۳۰۸، ۲۶۶، ۹۵، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۳۲، ۳۱، ۲۰

(۲۲) بہار: ۳۰۹، ۲۸، ۶۵، ۴۰

(۲۳) بہاولپور صفی: ۱۲۶، ۶۱

(۲۴) بہرائچ صفی: ۱۶۱

(۲۵) بیروت صفی: ۱۷۱

(۲۶) بہاگپہ صفی: ۲۳۵

(۲۷) بھولپور ہنسور صفی: ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۲۹۹، ۲۹۷، ۲۹۶

(۲۸) بھٹنڈا: ۱۶۸ صفی

(پ)

(۲۹) پنڈوا صفی: ۳۰۹، ۷۸، ۶۴

(۳۰) پاکستان صفی: ۳۱۲، ۲۷۶، ۲۴۶، ۲۳۲، ۲۲۸، ۲۰۴، ۲۰۱، ۶۷، ۵۱، ۲۵

(۳۱) پونا صفی: ۲۳۹

(ٹ)

(۳۲) ٹانڈا صفی: ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۲۴۷، ۱۸۴، ۲۵

(ت)

(۳۳) ترکی صفی: ۱۵۴، ۱۴۰، ۲۱، ۲۰، ۴

(۳۴) تہران صفی: ۱۳۹، ۱۰۵، ۴۰، ۳۹

(ج)

(۳۵) جاکس شیع صفی: ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۱، ۲۴۷، ۲۲۰

۲۶۹، ۱۶۶ صفحه آباد
۲۷۳، ۲۷۱ صفحه موضع

1999-2000 2000-2001 2001-2002 2002-2003 2003-2004 2004-2005 2005-2006 2006-2007 2007-2008 2008-2009 2009-2010 2010-2011 2011-2012 2012-2013 2013-2014 2014-2015 2015-2016 2016-2017 2017-2018 2018-2019 2019-2020 2020-2021 2021-2022 2022-2023 2023-2024 2024-2025 2025-2026 2026-2027 2027-2028 2028-2029 2029-2030 2030-2031 2031-2032 2032-2033 2033-2034 2034-2035 2035-2036 2036-2037 2037-2038 2038-2039 2039-2040 2040-2041 2041-2042 2042-2043 2043-2044 2044-2045 2045-2046 2046-2047 2047-2048 2048-2049 2049-2050 2050-2051 2051-2052 2052-2053 2053-2054 2054-2055 2055-2056 2056-2057 2057-2058 2058-2059 2059-2060 2060-2061 2061-2062 2062-2063 2063-2064 2064-2065 2065-2066 2066-2067 2067-2068 2068-2069 2069-2070 2070-2071 2071-2072 2072-2073 2073-2074 2074-2075 2075-2076 2076-2077 2077-2078 2078-2079 2079-2080 2080-2081 2081-2082 2082-2083 2083-2084 2084-2085 2085-2086 2086-2087 2087-2088 2088-2089 2089-2090 2090-2091 2091-2092 2092-2093 2093-2094 2094-2095 2095-2096 2096-2097 2097-2098 2098-2099 2099-2100 2100-2101 2101-2102 2102-2103 2103-2104 2104-2105 2105-2106 2106-2107 2107-2108 2108-2109 2109-2110 2110-2111 2111-2112 2112-2113 2113-2114 2114-2115 2115-2116 2116-2117 2117-2118 2118-2119 2119-2120 2120-2121 2121-2122 2122-2123 2123-2124 2124-2125 2125-2126 2126-2127 2127-2128 2128-2129 2129-2130 2130-2131 2131-2132 2132-2133 2133-2134 2134-2135 2135-2136 2136-2137 2137-2138 2138-2139 2139-2140 2140-2141 2141-2142 2142-2143 2143-2144 2144-2145 2145-2146 2146-2147 2147-2148 2148-2149 2149-2150 2150-2151 2151-2152 2152-2153 2153-2154 2154-2155 2155-2156 2156-2157 2157-2158 2158-2159 2159-2160 2160-2161 2161-2162 2162-2163 2163-2164 2164-2165 2165-2166 2166-2167 2167-2168 2168-2169 2169-2170 2170-2171 2171-2172 2172-2173 2173-2174 2174-2175 2175-2176 2176-2177 2177-2178 2178-2179 2179-2180 2180-2181 2181-2182 2182-2183 2183-2184 2184-2185 2185-2186 2186-2187 2187-2188 2188-2189 2189-2190 2190-2191 2191-2192 2192-2193 2193-2194 2194-2195 2195-2196 2196-2197 2197-2198 2198-2199 2199-2200 2200-2201 2201-2202 2202-2203 2203-2204 2204-2205 2205-2206 2206-2207 2207-2208 2208-2209 2209-2210 2210-2211 2211-2212 2212-2213 2213-2214 2214-2215 2215-2216 2216-2217 2217-2218 2218-2219 2219-2220 2220-2221 2221-2222 2222-2223 2223-2224 2224-2225 2225-2226 2226-2227 2227-2228 2228-2229 2229-2230 2230-2231 2231-2232 2232-2233 2233-2234 2234-2235 2235-2236 2236-2237 2237-2238 2238-2239 2239-2240 2240-2241 2241-2242 2242-2243 2243-2244 2244-2245 2245-2246 2246-2247 2247-2248 2248-2249 2249-2250 2250-2251 2251-2252 2252-2253 2253-2254 2254-2255 2255-2256 2256-2257 2257-2258 2258-2259 2259-2260 2260-2261 2261-2262 2262-2263 2263-2264 2264-2265 2265-2266 2266-2267 2267-2268 2268-2269 2269-2270 2270-2271 2271-2272 2272-2273 2273-2274 2274-2275 2275-2276 2276-2277 2277-2278 2278-2279 2279-2280 2280-2281 2281-2282 2282-2283 2283-2284 2284-2285 2285-2286 2286-2287 2287-2288 2288-2289 2289-2290 2290-2291 2291-2292 2292-2293 2293-2294 2294-2295 2295-2296 2296-2297 2297-2298 2298-2299 2299-2300 2300-2301 2301-2302 2302-2303 2303-2304 2304-2305 2305-2306 2306-2307 2307-2308 2308-2309 2309-2310 2310-2311 2311-2312 2312-2313 2313-2314 2314-2315 2315-2316 2316-2317 2317-2318 2318-2319 2319-2320 2320-2321 2321-2322 2322-2323 2323-2324 2324-2325 2325-2326 2326-2327 2327-2328 2328-2329 2329-2330 2330-2331 2331-2332 2332-2333 2333-2334 2334-2335 2335-2336 2336-2337 2337-2338 2338-2339 2339-2340 2340-2341 2341-2342 2342-2343 2343-2344 2344-2345 2345-2346 2346-2347 2347-2348 2348-2349 2349-2350 2350-2351 2351-2352 2352-2353 2353-2354 2354-2355 2355-2356 2356-2357 2357-2358 2358-2359 2359-2360 2360-2361 2361-2362 2362-2363 2363-2364 2364-2365 2365-2366 2366-2367 2367-2368 2368-2369 2369-2370 2370-2371 2371-2372 2372-2373 2373-2374 2374-2375 2375-2376 2376-2377 2377-2378 2378-2379 2379-2380 2380-2381 2381-2382 2382-2383 2383-2384 2384-2385 2385-2386 2386-2387 2387-2388 2388-2389 2389-2390 2390-2391 2391-2392 2392-2393 2393-2394 2394-2395 2395-2396 2396-2397 2397-2398 2398-2399 2399-2400 2400-2401 2401-2402 2402-2403 2403-2404 2404-2405 2405-2406 2406-2407 2407-2408 2408

۱۲۰ صفحہ

۳۶۴

(ر)

(۵۱) ردوڑی صفحہ ۱۷۲، ۱۷۰، ۱۷۹، ۲۵۹

(۵۲) روس آباد صفحہ ۲۵۲، ۲۵۹، ۲۶۷، ۲۷۱

(۵۳) روس صفحہ ۲۱

(۵۴) روم صفحہ ۲۱۳

(س)

(۵۵) سبزہ صفحہ ۹۱، ۹۲

(۵۶) سدہو صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱

(۵۷) سہری صفحہ ۳۹

(۵۸) سکندر پور صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴

(۵۹) سیمان صفحہ ۱۵، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۷، ۴۹، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۸، ۸۸

۱۰۲، ۱۰۵، ۱۶۰، ۱۶۱، ۲۵۷، ۲۶۶، ۳۰۸

(۶۰) سمرقند صفحہ ۳، ۱۳، ۶۱، ۲۶۶

(۶۱) سارگودھ صفحہ ۷۰

(۶۲) سندھ صفحہ ۴

(۶۳) سہولی صفحہ ۱۵۳

(۶۴) سوخاری موضع صفحہ ۱۴۵

(۶۵) سیالکوٹ صفحہ ۸۹، ۱۴۴، ۱۴۶

(ش)

(۶۶) شاد روہ صفحہ ۴۰

(۶۷) شیراز صفحہ ۱۵۶

(ص)

(۶۸) صالحیہ جیلی صفحہ ۲۱۱

(۶۹) صاحب سنج بہار صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۵

(ظ)

(۷۰) نظریات صفحہ ۸۳، ۲۴۹

(ع)

(۷۱) عراق صفحہ ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۶، ۲۱۱

(غ)

(۷۲) غزنی صفحہ ۱۶۶، ۱۶۹

(ف)

(۷۳) فیض آباد

صفحہ ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۶۲، ۷۷، ۱۲۷، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۱۶، ۲۲۵، ۲۴۷، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴

۳۰۵، ۳۰۴

(۷۴) فیروز پور صفحہ ۳۹

(۷۵) فیروز پور، ضلع صفحہ ۱۶۸

(ق)

(۷۶) قصر عارفان صفحہ ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۳۵

(۷۷) قلعہ جتادہ صفحہ ۸۸

(۷۸) قنوج صفحہ ۱۵۲

(۷۹) قندور صفحہ ۲۶۷

(۸۱) کانپور صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵

(۸۳) کربلا صفحہ ۴

[illegible]

FYA, FYZ, FYQ, FYI, FYO, FQA, QAZ, QAD, QAI, QQD, QQE, QFQ, QFA, FIQ, FIY, FIO

(۸۵) ٹرینی صفحہ ۹۲

(۸۷) کشور، صفحه ۲۷۴

File #

(۸۹) کلکتہ صفحہ ۲۲۹

(5)

(۹۰) مکتبہ صحنہ ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳

(۹۱) شجرات عدن ۲۷۳، ۱۵۰

(۹۲) گرمسار صفحه ۳۹، ۴۰

(۹۳) گسٹ صفحہ ۲۳۹

(۱۱۱) مکین پور صفحہ ۱۵۲

(۱۱۲) ملتان صفحہ ۱۳، ۱۳۰، ۱۴۵، ۱۶۲، ۱۶۳

(۱۱۳) ممبئی صفحہ ۲۳، ۱۹، ۳۶، ۳۵، ۵۵، ۹۶، ۲۳۹

(ن)

(۱۱۴) نئی پورہ صفحہ ۲۵۷

(۱۱۵) نجف شرف صفحہ ۱۳۲، ۴

(۱۱۶) نکات صفحہ ۱۵۹

(۱۱۷) نور پور صفحہ ۲۱۹

(و)

(۱۱۸) ورنی (ترکستان کا ایک شہر) صفحہ ۲۰

(ہ)

(۱۱۹) ہامان، تصبیہ صفحہ ۱۳۱

(۱۲۰) ہمدان صفحہ ۱۳۵

(۱۲۱) ہندوستان صفحہ ۲۹، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۱، ۶۵، ۶۷، ۸۷، ۸۸، ۱۳۰، ۱۴۲، ۱۵۰، ۱۸۴، ۲۲۸،

۲۳۳، ۲۷۶، ۳۱۳

(۱۲۲) ہزارہ صفحہ ۱۲۰

(ی)

(۱۲۳) یاغستان صفحہ ۲۶۶

(۱۲۴) یبنا (ترکستان کا ایک شہر) صفحہ ۲۱

(۱۲۵) یمن صفحہ ۱۱۴

ماخذ و مراجع

- (۱) اشرف جہانگیر سمنانی - سید - ترجمہ قرآن قلمی - ۷۷۷ھ
- (۲) اشرف جہانگیر سمنانی - سید - مکتوبات اشرفی جلد اول دوم مترجم مولانا ممتاز اشرفی ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ناؤن -
- (۳) اشرف جہانگیر سمنانی - سید - تحقیقات عشق (ترجمہ اردو) ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار اورنگی ناؤن -
- (۴) اشرف جہانگیر سمنانی - سید - رسالہ قبریہ (ترجمہ اردو) ناشر دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد -
- (۵) اکبر شاہ نجیب آبادی - مولانا - تاریخ اسلام جلد سوم - ناشر اسلامی اکادمی ۱۷ اردو بازار لاہور -
- (۶) اسحاق حسنی - فقہائے ہند - جلد اول - ناشر - ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور -
- (۷) ابن قیم - حافظ - علامہ - کتاب الروح (اردو ترجمہ) ناشر: شبیر برادرز لاہور -
- (۸) اختر راسی - پروفیسر - تذکرہ مصنفین درس نظامی - ناشر مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور -
- (۹) احمد اشرف جیلانی - سید - شیخ طریقت، ملفوظات قطب ربانی ناشر: اشرف پبلیکیشنز پی ای بکس ۲۳۲۳ ٹراوی -
- (۱۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ - جلد ۲ - زیر اہتمام - دانش گاہ پنجاب لاہور -
- (۱۱) اقبال الدین - تذکرہ خواجہ گیسو دراز - مطبوعہ - اقبال پبلیکیشنز حیدر آباد کالونی کراچی نمبر ۵ طبع اول ۱۹۶۶ء -
- (۱۲) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام - مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور -
- (۱۳) اے حمید - اردو نثر کی داستان - ناشر - مطبوعات شیخ غلام علی ادبی مارکیٹ چوک انارکلی لاہور -
- (۱۴) اقبال حسین نعیمی - مولانا - تذکرہ اولیا ہند - مطبوعہ شارق پبلیکیشنز اردو بازار کراچی ۱۹۹۷ء -
- (۱۵) آل فاطمہ کچھوچھوی - سید - نور العین - ناشر ادارہ علم و ادب کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد -
- (۱۶) اکرام - شیخ محمد - رود کوثر - ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور -
- (۱۷) احمد سرہند - شیخ - مکتوبات امام ربانی جلد اول (اردو) مطبوعہ ادارہ اسلامیات ۱۱۹۰ انارکلی لاہور -
- (۱۸) اشرف جہانگیر سمنانی - سید - مکتوبات اشرفی حصہ اول - مترجم - حکیم عبدالحی اشرف ہوش کچھوچھوی -

ناشر: قیومی پریس کراچی۔

(۱۹) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ بشارت المریدین مترجم سید تقی حسین ناشر۔ دفتر انتظامیہ درگاہ کچھوچھ شریف۔ ضلع فیض آباد۔

(۲۰) اشرف جہانگیر سمنانی۔ سید۔ اشرف الغوثی۔ ناشر اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چانگام۔

(۲۱) بدرالدین سرہندی۔ حضرات القدس۔ ناشر مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ۔

(۲۲) تراب الحق قادری۔ سید شاہ۔ تصوف و طریقت۔ ناشر افکار اسلامی ۹۱۶ اسٹریٹ ۲۷۔ ۱۱/۱۰ اسلام آباد۔

(۲۳) جلال الدین محمد رومی۔ مولانا۔ فیہ ما فیہ (اردو) ناشر روی پبلیشنگ ہاؤس کراچی۔

(۲۴) جیلانی اشرف۔ محمد۔ سفر نامہ ایران۔ ناشر المیزان پبلیکیشنز دارالعلوم دیوان شاہ درگاہ روڈ بھونڈی۔

(۲۵) حامد حسن قادری۔ پروفیسر۔ داستان تاریخ اردو۔ ناشر اردو اکیڈمی سندھ کراچی۔

(۲۶) خلیق احمد نظامی۔ پروفیسر۔ تاریخ مشائخ چشت۔ مطبوعہ مکتبہ عارفین رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی۔

(۲۷) دین کلیم قادری۔ محمد۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۲۸) دارالشکوہ۔ شہزادہ۔ مسکنۃ الاولیاء۔ مطبوعہ مکتبہ لیبٹنڈ لاہور۔

(۲۹) ذاکر حسین اشرفی۔ مولانا۔ حیات محدث اعظم ہند۔ ناشر الاشرف اکیڈمی پھول بٹری راج محل ضلع صاحب سنج بہار۔

(۳۰) رحمن علی۔ مولوی۔ تذکرہ علماء ہند۔ ناشر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی۔

(۳۱) رفیق انجم کچھوچھوٹی۔ مولانا۔ مخدوم سمنانی۔ ناشر پوسٹ و مقام کچھوچھو شریف قمر پریس سکراول ٹانڈا۔

(۳۲) ریاض احمد اطہر۔ ڈاکٹر۔ لغارف سلسلہ اشرفیہ۔ ناشر اشرف پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۲۳۲۳ کراچی۔

(۳۳) زبیر الحاج۔ اسلامی کتب خانے۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

(۳۴) زوار حسین شاہ۔ مولانا سید۔ عمدۃ السلوک۔ ناشر ادارہ مجددیہ ۲۷۵ ایچ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی۔

(۳۵) سفیر احمد اشرفی۔ اشرف التواریخ حصہ اول۔ ناشر اشرفی پورہ شاہ کامگار پوسٹ پڈ رنگ ضلع بارہ

بنکی (یو پی)

(۳۶) شرف الدین احمد تھانی منیری۔ شیخ۔ مکتوبات صدی (اردو ترجمہ) ناشر۔ ایچ ایم سعید کمپنی پاکستان چوک

کراچی۔

- (۳۷) شمیم اشرف۔ سید۔ اشرف سمنانی (حیات و افکار) ناشر قمر پریس محلہ سکر اول ٹانڈہ۔
- (۳۸) صادق قصوری۔ مولانا۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام۔ ناشر اریاض برادرزہ ۴۰ اردو بازار لاہور۔
- (۳۹) صادق قصوری۔ مولانا۔ اکابر تحریک پاکستان۔ مطبوعہ نور بک ڈپولاہور ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء
- (۴۰) صادق قصوری۔ مولانا۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیر۔ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔
- (۴۱) طاہر اشرف۔ دیوانی۔ ابو مخدوم شاہ سید۔ ملفوظات قطب ربانی۔ ناشر۔ اشرف پبلیکیشنز اشرف آباد فردوس کالونی کراچی۔

(۴۲) ظہور الحسن شارب۔ ڈاکٹر۔ مکمل سوانح عمری سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی ناشر ظفر الدین خان بک بیروز دیوڑھی شیم آگرو۔

(۴۳) علی ندوی۔ سید ابوالحسن۔ تاریخ دعوت و عزیمت۔ حصہ سوم۔ ناشر مجلس نشریات اسلام اے کے ۳ ناظم آباد کراچی۔

(۴۴) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ اخبار الاخیار۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

(۴۵) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ مکتوبات شیخ عبدالحق۔ (اردو ترجمہ) ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

(۴۶) عبدالحق لکھنوی۔ نزہۃ الخواطر۔ مطبوعہ طبیب اکادمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

(۴۷) عاقل اشرف قادری۔ کرامات اشرفی۔ ناشر ۱۲۷۲ مڈرگ کالونی کراچی۔

(۴۸) عبدالرحمن ہشتی۔ مراۃ الاسرار۔ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(۴۹) علی حسین اشرفی۔ سید۔ وظائف اشرفی۔ ناشر صہیب پبلشنگ ہاؤس مبارکپور اعظم گڑھ۔

(۵۰) علی حسین اشرفی۔ سید۔ وظائف اشرفی۔ ناشر ازہربک ڈپو آرام باغ کراچی۔

(۵۱) علی حسین اشرفی۔ سید۔ وظائف اشرفی جلد اول دوم۔ ناشر ادارہ فیضان اشرف دارالعلوم مدینہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی۔

(۵۲) عبدالحکیم شرف قادری۔ تذکرہ اکابر اہلسنت۔ ناشر شبیر برادرزہ پبلیشرز اردو بازار لاہور۔

(۵۳) عبدالحق اشرف جوش کچھوچھوی۔ مکتوبات اشرفی حصہ اول۔ ناشر قیومی پریس کانپور۔

- (۵۴) عبدالکریم بن ہوازن قشیری۔ امام ابو القاسم۔ رسالہ قشیریہ (اردو) ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی جامعہ اسلامیہ اسلام آباد۔
- (۵۵) عبداللہ رازی۔ ڈاکٹر۔ تاریخ کامل ایران۔ مطبع۔ چاپ والتفارات اقبال۔ تہران خیابان دکتر علی شریعتی
- (۵۶) عبدالرفیع۔ تاریخ سمنان۔ مطبع تہران۔
- (۵۷) علی بن عثمان جویری۔ سید۔ داتا گنج بخش۔ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۳۹۔ این سمن آباد لاہور۔
- (۵۸) عبدالحق محدث دہلوی۔ شیخ۔ تعارف فقہ و تصوف (اردو ترجمہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری) ناشر ممتاز پبلیکیشنز لاہور۔
- (۵۹) عبدالرزاق نور العین۔ مکتوبات اشرفی جلد اول دوم۔ ناشر دارالعلوم اشرفیہ رضویہ گلشن بہار سیکٹر ۱۶ اورنگی ناؤن کراچی۔
- (۶۰) غزالی۔ امام ابو حامد۔ احیاء العلوم جلد چہارم۔ ناشر۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔
- (۶۱) غلام قادر اشرفی۔ مولانا۔ غوث العالم۔ مطبوعہ درسی پرنٹنگ پریس گجرات۔
- (۶۲) غلام رسول سعیدی۔ علامہ۔ تبیان القرآن جلد اول مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔
- (۶۳) غلام سرور۔ مفتی۔ خزینۃ الاصفیاء۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔
- (۶۴) غزالی۔ امام ابو حامد۔ مکاشفۃ القلوب (اردو ترجمہ) ناشر تصوف پبلیکیشنز لاہور۔
- (۶۵) غلام رسول سعید۔ علامہ۔ مقام ولایت و نبوت ناشر قادری کتب خانہ، تحصیل بازار سیالکوٹ۔
- (۶۶) فرید الدین قادری۔ ڈاکٹر۔ سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات (مقالہ پی ایچ ڈی) ناشر پبلیکیشنز قادری مسجد سوگڑ بازار۔
- (۶۷) قدیر اشرف۔ سید۔ مولوی۔ ذکر اشرف۔ مطبوعہ ادارہ علم و ادب کچھوچھو شریف ضلع فیض آباد۔
- (۶۸) قاسم فرشتہ۔ محمد۔ تاریخ فرشتہ جلد دوم (اردو) ناشر۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلیشرز لاہور۔
- (۶۹) قاسم محمود۔ سید۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ مطبع شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی۔
- (۷۰) کرم شاہ الازہری۔ پیر۔ ضیاء القرآن جلد دوم۔ ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی۔
- (۷۱) مسعود حسن شہاب۔ خطہ پاک اویچ ناشر۔ اردو اکیڈمی بہاولپور۔

- (۷۲) مصطفیٰ بن عبداللہ الشہرہی حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد ۲۔ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت۔
- (۷۳) محمد بن ابی سعید۔ خولجہ۔ مقامات صوفیاء (اردو) ناشر۔ مکتبہ نبویہ کتب خانہ بخش روڈ لاہور۔
- (۷۴) محبوب شاہ۔ سید۔ ڈاکٹر۔ آفتاب تازہ۔ ناشر۔ اشرف پبلیکیشنز پی او بکس ۲۳۲۳ کراچی۔
- (۷۵) محمد مسعود احمد۔ ڈاکٹر۔ سیرت مجدد الف ثانی ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔
- (۷۶) محمد زکی۔ حاجی۔ غیاث اللغات۔ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔
- (۷۷) مظاہر اشرف جیلانی۔ سید۔ لطائف اشرف۔ ناشر۔ مکتبہ سمنانی ۱۷۴۴ افردوس کالونی کراچی۔
- (۷۸) نظام یحییٰ لطائف اشرفی۔ حصہ اول دوم۔ ترجمہ شعی امیر احمد کاکوری۔
- (۷۹) نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم۔ مترجم۔ مولانا عبدالستار بھولپور ہنسور ناشر بکڈ پو فیض آباد یوپی انڈیا۔
- (۸۰) نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اول مترجم شمس بریلوی ناشر اشرفی انٹرپرائز ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔
- (۸۱) نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اول دوم فارسی۔ ناشر نصرت المطالع دہلی۔
- (۸۲) نصیر الدین روشن چراغ دہلوی۔ خولجہ۔ خیر الجالس۔ ناشر۔ ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی۔
- (۸۳) نظام الدین اولیاء۔ محبوب الہی۔ فوائد القواد ناشر۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔
- (۸۴) نعیم اشرف جیلانی۔ سید۔ محبوب یزدانی۔ ناشر اسلامیہ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس چانگام۔
- (۸۵) نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ دوم سوم مترجم پروفیسر لطیف اللہ ناشر ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔
- (۸۶) نظام یحییٰ۔ لطائف اشرفی۔ حصہ اول۔ مترجم مولانا عبدالحق ناشر۔ دانش بکڈ پوائنڈ فیض آباد یوپی انڈیا۔
- (۸۷) ولی اللہ۔ محدث دہلوی۔ انقاس العارفین۔ ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن کراچی۔
- (۸۹) وحید اشرف کچھوچھوی۔ ڈاکٹر۔ حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی۔ ناشر سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔
- (۹۰) واحد بخش سیال چشتی۔ کپتان۔ روحانیت اسلام۔ ناشر ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔